عمران سیریز
ساکال
ظہیر احمد

93 A
عمران سیریز نمبر

ساکال

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
----------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔ میرا نیا ناول ''ساکال'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ منفرد اور جدید انداز کا یہ ناول اپنی مثال آپ ہے جسے پڑھ کر آپ یقیناً محظوظ ہوں گے۔ یہ ناول عام ناولوں کی ڈگر سے ہٹ کر لکھا گیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے انتہائی منفرد انداز کے اس کارنامے کو آپ یقیناً سراہیں گے۔ میرے سابقہ لکھے ہوئے ناولوں کو جس طرح آپ پسند کرتے ہیں اور انہیں پذیرائی بخشتے ہیں اس کے لئے میں آپ سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

لاہور گوالمنڈی سے نفیس السلام لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول پڑھے ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک اور انتہائی شاندار ہیں۔ جس کے لئے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ کے لکھے ہوئے ماورائی ناول انتہائی متاثر کن ہوتے ہیں جن میں نئی معلومات کا ذخیرہ بھی ہوتا ہے اور ان ناولوں کو پڑھ کر ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ خیر اور شر کی لڑائی میں جیت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے جس کے لئے جدوجہد کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ماورئی سلسلے میں آپ زیادہ سے زیادہ ناول لکھیں تاکہ ہمیں آپ کے مزید انوکھے اور حیرت انگیز
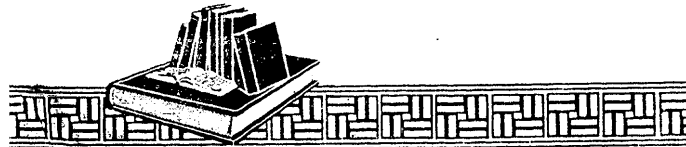
واقعات سے بھرپور ناول پڑھنے کو مل سکیں۔

محترم جناب نفیس السلام صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ میرے ناول جس ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور میری کاوشوں کو سراہتے ہیں اس سے مجھے بے حد خوشی ملتی ہے کہ میں جو بھی محنت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ رائیگاں نہیں جاتی۔ آپ کی طرح بے شمار دوستوں کی بھی یہی فرمائش ہے کہ میں ماورائی سلسلے کے زیادہ سے زیادہ ناول لکھا کروں۔ تو اس کے لئے عرض ہے کہ یہ ایک انتہائی حساس موضوع ہوتا ہے۔ ہر لفظ پھونک کر لکھنا پڑتا ہے تاکہ لکھتے ہوئے کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جائے جو قابل گرفت ہو۔ بہرحال اس کے باوجود میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ جس قدر ممکن ہو سکے آپ کے لئے اور آپ جیسے دوستوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ماورائی ناول لکھ سکوں۔ بہت جلد اس سلسلے کا ایک خصوصی ناول آپ کی خدمت میں پیش کرنے جا رہا ہوں۔ جو نہ صرف ''کارمارا'' بلکہ پہلے لکھے گئے تمام ماورائی ناولوں سے ہٹ کر منفرد اور انتہائی خوبصورت انداز کا حامل ہو گا جسے پڑھنے کے بعد آپ یقیناً مجھے داد تحسین دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس ناول کا نام ''مثالی طاقت'' تجویز کیا ہے اور اپنے نام کی طرح یہ ناول واقعی مثالی ہو گا۔ اس کے علاوہ میری توجہ سنچری نمبر کی طرف ہے جو پہلے تمام ناولوں سے ہٹ کر انتہائی منفرد اور دلچسپ ناول ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اسلام آباد سے احمد شہریار لکھتے ہیں۔ آپ کا لکھا ہوا ہر ناول اپنی مثال آپ ہوتا ہے جس سے اس بات بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ہر موضوع پر لکھنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ناولوں کی مقبولیت میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اس لئے آپ کے ہر آنے والے نئے ناول کا شدت سے انتظار ہوتا ہے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ ناول لکھیں تاکہ ہمیں ہر ماہ کم از کم آپ کے لکھے ہوئے دو ناول مل سکیں۔ اس کے علاوہ ماورائی ناول بھی زیادہ سے زیادہ لکھیں کیونکہ ہمیں آپ کے ماورائی ناول بے حد پسند ہیں۔

محترم احمد شہریار صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ عمران سیریز میں لکھنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس کی وجہ سے جاسوسی ادب کا فقدان ہو رہا ہے اور میری کوشش ہے کہ میں جاسوسی ادب کو کسی بھی صورت میں مٹنے نہ دوں۔ ایک زمانہ تھا جب ہر دوسرے روز نئے رائٹر کی عمران سیریز مارکیٹ میں آ رہی تھی اور عمران سیریز کے شیدائی ہر مصنف کے ناول کا مطالعہ کرتے تھے انہیں رائٹروں کے ناموں سے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا۔ ان کا ہیرو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تھے جنہیں وہ ہر روپ میں دیکھنا چاہتے تھے اور ان کے کارناموں پر سر دھنتے تھے لیکن آہستہ آہستہ جاسوسی ادب کم ہوتا چلا گیا۔

رائٹروں نے لکھنا چھوڑ دیا اور پبلشرز حضرات نے ناولوں کو خسارے کا مواد کہہ کر چھاپنا چھوڑ دیا۔ ان سخت اور نامساعد حالات کے باوجود عمران سیرز کی مقبولیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارسلان پبلی کیشنز کے روح رواں جناب محمد اشرف قریشی صاحب نے بیڑہ اٹھایا کہ وہ جاسوسی ادب کے شاہکار ناولوں کے کرداروں کو مٹنے اور ختم ہونے نہ دیں گے۔ اس لئے پانچ دہائیوں سے زیادہ عرصہ سے وہ نہ صرف عمران سیریز چھاپ رہے ہیں بلکہ میرے ناولوں کو بلندیوں تک لے جانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں۔ عمران سیریز کو زندہ رکھنا اور جاسوسی ادب کو عروج دینے والے بھی محترم محمد اشرف قریشی صاحب ہیں جو کسی بھی نقصان کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام خوش اسلوبی سے جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ میری ہر قاری سے دست بدست درخواست ہے کہ وہ جناب محمد اشرف قریشی صاحب کی اس کاوش کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نہ صرف ان کے حق میں دعا کرتے رہا کریں بلکہ انہیں عزت اور وقار کا وہ مقام دیں جو ان کا حق ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے راوی نے عمران کے لئے چین ہی چین لکھا ہوا تھا۔ فراغت کے دنوں میں عمران کا زیادہ وقت فلیٹ میں ہی گزرتا تھا پھر وہ ہوتا تھا اور کتابیں ہوتی تھیں اور سلیمان کے مطابق وہ سچ مچ کتابی کیڑا بن کر رہ جاتا تھااور ساتھ ہی بے چارے سلیمان کی شامت لگی رہتی تھی۔ اسے عمران کے لئے دن میں کئی بار چائے بنانی پڑتی تھی جن میں سے عمران چند کپ ہی پیتا تھا باقی وہاں پڑی پڑی ہی ٹھنڈی ہو جاتی تھی جس پر سلیمان جھلانے اور منہ بنانے کے سوا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس سلسلے میں اس کی عمران سے خاصی نوک جھونک بھی ہوتی تھی لیکن وہ بھلا عمران سے کہاں جیت سکتا تھا اس لئے اس نے معمول بنا لیا تھا کہ عمران اس سے جتنی بار بھی چائے مانگتا تھا وہ اس کے لئے خاموشی سے چائے بنا لاتا تھا اور پہلے سے ٹھنڈی پڑی چائے کا کپ اٹھا کر لے جاتا تھا۔ اس نے یہ مان لیا تھا کہ عمران

کتابیں اور چائے چھوڑنا چاہتا ہے لیکن کمبل کی طرح چائے اور
کتابیں اسے نہیں چھوڑتی تھیں اس کی اس تبدیلی پر عمران سے کئی
بار بات بھی ہوئی تھی۔ عمران نے حیرانی کا اظہار کیا تھا کہ اس کی
کایا کیسے پلٹ گئی ہے لیکن سلیمان اسے کوئی جواب نہ دیتا تھا۔ وہ
اسے یہی کہہ کر چل پڑتا تھا کہ وہ چائے پینے سے مطلب رکھے۔
چائے کے کپ نہ گنا کرے۔ عمران بھی اس کے خوبصورت جواب
پر مسکرا کر خاموش ہو جاتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے
سلیمان کی اس مثال کی تصحیح کرنے کی کوشش کی تو جس طرح گاؤں
کے لوگ کسی غلطی پر کسی آدمی کا حقہ پانی بند کر دیتے ہیں اسی طرح
اس کی چائے ہی بند ہو جاتی ہے۔

عمران اس وقت بھی سٹنگ روم میں صوفے میں دھنسا ایک
سائنسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے میز پر
پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس کے سامنے فون
پڑے ہونے کا مطلب تھا کہ سلیمان فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ وہ
باہر جاتے ہوئے فون لا کر اس کے سامنے رکھ دیتا تھا تاکہ عمران کو
فون سننے کے لئے دوسرے کمرے میں جانے کی زحمت گوارا نہ کرنا
پڑے۔ فون کی گھنٹی سن کر عمران نے منہ بنایا اور کتاب بند کر کے
میز پر رکھی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود اور
بدہان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”السلام علیکم عمران بیٹے۔ ڈاکٹر عبدالغنی بول رہا ہوں“۔ دوسری
طرف سے ایک بوڑھی سی آواز سنائی دی جیسے کوئی آدمی ناک سے
بول رہا ہو۔

”ارے ڈاکٹر غنغنا صاحب۔ وعلیکم السلام۔ کیسے ہیں آپ“۔ عمران
نے ڈاکٹر عبدالغنی کی آواز پہچان کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ چونکہ
ڈاکٹر عبدالغنی ایسے بولتے تھے جیسے ناک سے بول رہے ہوں اس
لئے عمران انہیں ڈاکٹر غنغنا کہتا تھا جس کا مطلب ناک سے بولنے
والا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالغنی کا تعلق اماں بی کے آبائی گاؤں سے
تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی اپنے زمانے کے بہترین سائنس دان رہ چکے تھے
اور وہ سرداور کے بھی معتمد خاص رہے تھے اس لئے سرداور ان کی
بے حد عزت و تکریم کرتے تھے۔ چونکہ ڈاکٹر عبدالغنی اماں بی کے
گاؤں کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اماں بی کو اپنی بہن بنایا
ہوا تھا اس لئے عمران بھی ان کی بے حد عزت کرتا تھا۔

ڈاکٹر عبدالغنی کا ان کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔ بوڑھے ہونے
کے باوجود وہ جب بھی دارالحکومت آتے تو ان کی رہائش اماں بی
کی کوٹھی میں ہی ہوتی تھی اور ان سے مل کر اماں بی بھی خوش ہو
جاتی تھیں اور پھر دونوں بہن بھائی گاؤں کے بارے میں پرانی
یادیں تازہ کرنے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ عمران ایک دو بار
کوٹھی گیا تو ان دنوں اتفاق سے ڈاکٹر عبدالغنی آئے ہوئے تھے اس
لئے عمران کی ان سے بھی ملاقات ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر عبدالغنی چونکہ

بے حد شگفتہ مزاج اور ملنسار آدمی تھے اس لئے عمران ان کی بے حد عزت کرتا تھا اور کچھ وقت ان کے ساتھ ضرور گزارتا تھا۔ عمران انہیں صرف ناک سے بولنے کی عادت کی وجہ سے ڈاکٹر غنغنا کہتا تھا ورنہ وہ ان سے ہمیشہ عزت اور تکریم سے ہی بات کرتا تھا اور ڈاکٹر عبدالغنی بھی عمران سے بے حد متاثر تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران نے سائنس میں ڈی ایس سی ہے لیکن اس کے باوجود وہ کسی سراغ رساں ایجنسی کے لئے کام کرتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے کئی بار عمران سے کہا تھا کہ اس کے پاس ڈی ایس سی کی ڈگری ہے اور اس کی جو قابلیت ہے اس کی بنا پر وہ کسی بھی سائنسی لیبارٹری کا چارج لے کر ملک و قوم کے لئے نت نئی ایجادات کر سکتا ہے۔ عمران ان کی ہاں میں ہاں ملا کر خاموش ہو جاتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی سے اس کی آخری ملاقات ایک ہفتہ قبل کوٹھی میں ہی ہوئی تھی اور اب ان کا فون آیا تھا۔ ڈاکٹر غنغنا کہنے پر ڈاکٹر عبدالغنی ہنس پڑے تھے۔

''تم مجھے ہمیشہ ڈاکٹر غنغنا کہتے ہو لیکن مجھے اس کا برا نہیں لگتا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم بڑوں کی عزت اور قدر کرنا جانتے ہو۔ یہ صرف تم مذاق میں ہی کہتے ہو''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اور جہاں آپ جیسی شخصیت ہو وہاں قدر اور عزت میرے لئے اور بڑھ جاتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو

ڈاکٹر عبدالغنی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''میں نے تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا ہے عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ڈسٹرب وہ ہوتا ہے جو کسی کام میں مصروف ہو۔ مجھ جیسے فارغ البال انسان کے پاس کوئی کام ہی نہیں ہے۔ کام تو کیا میرے پاس پہننے کے لئے زیادہ لباس بھی نہیں ہیں ورنہ میں اس مثال پر ہی عمل کرنا شروع کر دیتا کہ بے کار مباش کچھ کیا کر۔ کپڑے ادھیڑ کر سیا کر''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر عبدالغنی بوڑھا ہونے کے باوجود بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''تم جیسا انسان اور بے کار۔ میں یہ بات مان ہی نہیں سکتا ہوں۔ سر داور نے مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا رکھا ہے۔ وہ تم ہی ہو جس نے اس ملک و قوم کی سلامتی کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ ان کا تو یہ بھی کہنا ہے کہ تم جیسے پاکیشیا کو دو چار اور سپوت مل جائیں تو پاکیشیا دنیا کا محفوظ ترین ملک بن سکتا ہے جس کی طرف دشمن کبھی میلی آنکھ سے بھی دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے''۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''یہ تو سر داور کی عظمت اور بڑا پن ہے جو میرے گن گاتے ہیں ورنہ میں تو کسی گنتی میں نہیں آتا۔ نہ تین میں اور نہ تیرہ اور چودہ میں''...... عمران نے کہا تو عبدالغنی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''تم جیسے انسان تین تیرہ میں نہیں بلکہ ٹاپ پوائنٹ پر ہوتے

ہیں۔ اچھا خیر چھوڑو ان باتوں کو میں نے تمہیں ایک ضروری کام کے لئے فون کیا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''فرمائیں۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہو گی''...... عمران نے انکساری سے کہا۔

''میرے ایک دوست ہیں۔ ان کا نام آفاق زبیری ہے۔ میں ان کے بارے میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آفاق۔ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ ان کے بارے میں''۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''انہیں تمہارے محکمہ سراغ رسانی کے کسی جاسوس کی ضرورت ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے۔ کسی بھی ایجنٹ کی۔ میری نہیں''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا کسی سے بھی کام چل جائے گا۔ تمہیں زحمت دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ہاں۔ ایسا کوئی موقع آیا تو پھر وہ تم سے بھی درخواست کر سکتے ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے قدرے ہنس کر کہا۔

''انہوں نے تو محکمہ سراغ رسانی سے درخواست بھی نہیں کی۔ صرف آپ سے بات کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ میرے دوست ہیں۔ نہ تم انہیں جانتے ہو اور نہ وہ تمہارے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ اگر تمہارا ان سے تعارف ہوتا تو پھر وہ یقیناً تم سے براہ راست بات کرتے۔ کیا یہ تمہیں برا لگا ہے عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے جناب۔ میں تو یونہی کہہ رہا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں عمران بیٹا۔ تم ایسی باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آپ نے ٹھیک کہا ہے جناب۔ آپ مجھے اپنے دوست آفاق زبیری کا پتہ دے دیں۔ میں اپنے محکمے کے اعلیٰ افسر سے بات کر کے کسی کو وہاں بھیج دیتا ہوں اور اگر آپ کو معلوم ہے کہ انہیں محکمہ سراغ رسانی کے جاسوس کی کیوں ضرورت ہے تو آپ مجھے بتا دیں تاکہ میں چیف کو گائیڈ کر سکوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ انہوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے بس یہی کہا ہے کہ میں انہیں کسی محکمہ سراغ رسانی کے آدمی سے ملا دوں۔ ان کے پاس اسے بتانے کے لئے کچھ ہے۔ رہی بات ایڈریس بتانے کی تو تم مجھے بتا دو کہ وہ ایجنٹ کون ہو گا۔ اس کا نام کیا ہے اور اس کا پتہ کیا ہے۔ آفاق زبیری اس کے لئے اپنی ذاتی کار بھیج دیں گے۔ ایجنٹ کو خود جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس طرح اسے مشکل پیش آ سکتی ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"کیا فرمایا مشکل پیش آ سکتی ہے۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ایجنٹ کو آفاق زبیری صاحب تک پہنچنے میں مشکل پیش آئے گی"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"کیوں۔ کیا وہ کوہ قاف میں رہتے ہیں یا پرستان کے کسی چاہ غب غب میں جو ان تک پہنچا نہیں جا سکتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ آفاق زبیری جہاں موجود ہیں وہاں انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے انتہائی عجیب و غریب انتظامات کر رکھے ہیں۔ ایسے انتظامات جن سے گزر کر بھی کوئی ان تک نہیں پہنچ سکتا ہے چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"انہیں ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی"...... عمران نے پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بس یہ سمجھ لو کہ انہوں نے کچھ دشمن پال رکھے ہیں اور وہ ان سے بچنے کے لئے اپنی حفاظت خود کرتے ہیں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا۔

"میں سمجھا نہیں۔ میں نے سنا تھا کہ لوگ جانور اور پرندے پالتے ہیں لیکن یہ آفاق زبیری صاحب دشمن پالتے ہیں۔ حیرت

ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"آفاق زبیری صاحب کرتے کیا ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ریٹائرڈ بیوروکریٹ ہیں۔ ویسے وہ بہت بڑے لینڈ لارڈ ہیں۔ ان کے پاس آبائی جائیداد کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ملازمت تو انہوں نے شوق کی وجہ سے کی تھی"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا۔

"اس کا مطلب ہے کہ خاصی وسیع وعریض زمینیں ہیں ان کے پاس اس لئے وہ لارڈ بھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان زمینوں کے ہوتے ہوئے انہیں ملازمت کی ضرورت نہیں تھی لیکن انہیں چونکہ فوج کی ملازمت کا بے حد شوق تھا۔ اس لئے انہوں نے فوج جوائن کی تھی ابھی وہ کیپٹن ہی تھے کہ انہوں نے نہ جانے کیوں استعفیٰ دے کر سول بیوروکریسی جوائن کر لی اور اپنی محنت اور کارکردگی سے موسٹ سینئر بیوروکریٹ کے عہدے تک پہنچے تھے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ یہ بتائیں کہ انہیں کس کی طرف سے خطرہ ہے۔ ان دشمنوں سے جو انہوں نے پال رکھے ہیں یا ان کی زمین جائیداد کا کوئی مسئلہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ زمین جائیداد کا انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ کسی پریشانی میں ہیں اور میں نے بتایا تو ہے کہ انہوں نے مجھے پوری

بات نہیں بتائی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ کسی مصیبت میں ہیں اور وہ چاہتے تو کسی بھی حکومتی نمائندے سے بات کر کے اپنے دشمنوں سے نجات حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ میرے لاکھ سمجھانے پر بھی وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ وہ اپنے دشمنوں سے وہ خود ہی ٹکر لیں گے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''اگر وہ دشمنوں سے خود ٹکر لیں گے تو یہ تو قانون کو ہاتھ میں لینے والی بات ہو جائے گی''...... عمران نے حیران ہو کر کہا تو دوسری طرف ڈاکٹر عبدالغنی بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم غلط سمجھے ہو عمران بیٹے۔ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ آفاق زبیری میری طرح بے حد ملنسار اور نیک انسان ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کو اخلاق سے مار کر ان کے اندر سے دشمنی کے جذبات کو ختم کرتے ہیں انہیں نہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے ہنس کر کہا۔

''تب تو یہ آفاق زبیری صاحب خاصے دلچسپ انسان معلوم ہوتے ہیں۔ اگر وہ اپنے دشمنوں سے نپٹنا جانتے ہیں تو پھر انہیں محکمہ سراغ رسانی کے کسی ایجنٹ کی ضرورت کیوں پیش آ گئی جس کے لئے انہوں نے آپ سے سفارش کرنے کا کہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ان کے کہنے کے مطابق ان دنوں ان کے دشمن ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سرگرم ہو گئے ہیں۔ انہیں ہر وقت خطرہ محسوس ہونے

لگا ہے اور دشمنوں کو وہ پولیس کے ذریعے گرفتار کروانا بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے وہ ان سے خود بات کریں گے۔ انہیں راست پر لائیں گے۔ دشمنی ختم کرنے کا یہی طریقہ ہے یہ نہیں وہ اپنے دشمنوں کو ختم کر دیں پھر دشمنوں کی اولاد ان کے پیچھے جائے اور وہ مارے جائیں۔ پھر ان کی اولاد ان کے دشمنوں اولاد سے انتقام لے۔ ان کا کہنا ہے اس طرح دشمنی کبھی ختم نہیں ہوتی''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ان کے خیالات بہت خوبصورت ہیں۔ خوشی ہوئی سن کر بہرحال میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ اگر ضرورت ہوئی تو وہ ان سے بات بھی کر لیں گے۔ آپ مجھے ان کا فون نمبر دے دیں''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر عبدالغنی نے اسے ایک فون نمبر دیا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تو آفاق زبیری صاحب دشمنوں کو اخلاق کی مار مار رہے ہیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون سیٹ اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس کر کے اس نے سیٹ میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا اور پھر وہ تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ فرمائیں۔ کیسے یاد کیا"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے عمران کی آواز پہچان کر اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"پچھلے کئی روز سے تمہارا نام یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نام یاد آیا تو تمہارا فون نمبر یاد کرنے بیٹھ گیا۔ آج جا کر پورا فون نمبر یاد آیا تو سوچا کہ فون کر کے پوچھ ہی لوں کہ بھائی بلیک زیرو تم کیسے ہو۔ کیا حال چال ہیں اور کہاں ہوتے ہو آج کل"...... عمران کی زبان چل پڑی تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ نے کیسے یاد کیا ہے۔ یہ پوچھا ہے کہ اتنے دنوں بعد میری یاد کیسے آ گئی"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو ابھی تک یاد نہیں آیا ہے کہ اتنے دنوں بعد مجھے تمہاری کیوں یاد آئی ہے۔ اب یہ یاد کرنے کے لئے مجھے پھر سے کچھ روز سر کھپانا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو ٹھیک ہے۔ پھر آپ یاد کریں جب یاد آ جائے تو مجھے بتا دیجئے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ یاد کر کے میں پھر تمہارا نام اور فون نمبر بھول گیا تو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تو میں خود آپ کو یاد دلانے کے لئے فون کر دوں گا کہ آپ نے یاد کیا ہے کہ نہیں کہ مجھے کس لئے فون کیا تھا"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"اچھا سنو۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے عبدالغنی صاحب کا فون آیا تھا"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"عبدالغنی۔ کون صاحب ہیں یہ"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سائنس دان ہیں۔ خاصے بوڑھے ہیں اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اماں بی کے جاننے والے ہیں اور خاصے نیک اور ملنسار انسان ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو کس لئے فون کیا تھا انہوں نے"...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے ڈاکٹر عبدالغنی سے ہونے والی بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

"اگر وہ کسی مشکل میں ہیں تو پھر انہیں پولیس سے پروٹیکشن لینی چاہئے یا پھر وزارت داخلہ سے اپنی حفاظت کا بندوبست کرانے کے لئے کہنا چاہئے تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے یہی سوچا تھا کہ پہلے ان سے بات کر لوں پھر سر سلطان سے کہہ کر ان کی حفاظت کا بندوبست کرا دوں گا لیکن ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس بھی کوئی کیس نہیں ہے۔ مفت کی تنخواہیں لینے سے بہتر ہے کہ انہیں ہی کسی کام پر لگا دیا

جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ آفاق زبیری کی مدد کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھیجنا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ وہ کہتے ہیں نا کہ بے کار مباش کچھ کیا کر۔ کپڑے ادھیڑ کر سیا کر۔ اب یہ کام میرے بس کا تو ہے نہیں کہ بلاوجہ کپڑے ادھیڑوں اور پھر انہیں سیتا پھروں تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ یہ کام کسی خاتون سے لیا جائے۔ آخر جولیا نے کسی نہ کسی گھر کی زینت تو بننا ہی ہے۔ اسے آج سے ہی کام پر لگا دیا جائے تاکہ شادی ہونے تک وہ شوہر کے کپڑے ادھیڑنا بھی سیکھ لے اور سینا بھی کیونکہ اب تک وہ صرف لوگوں کو ہی گولیوں سے ادھیڑتی آئی ہے۔ اس بار کچھ الگ ہی سہی۔ کیا خیال ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جولیا دشمنوں کے سینے ادھیڑتی ہے ان کے لباس نہیں۔ بہرحال جیسا آپ کا حکم۔ میں جولیا کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں کہ وہ آفاق زبیری سے فون پر بات کر لے اور پھر وہاں چلی جائے۔ اگر آپ کہیں تو تنویر اور صفدر کو بھی اس کے ساتھ بھیج دوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ بھیج دو۔ اچھا ہے وہ میرے خلاف کچھ سوچنے کی بجائے کسی کام پر لگے رہیں گے اور جولیا کا بھی لیڈر بننے کا خواب پورا

ہو جائے گا ورنہ وہ بلکہ سب ہی اس بات کا گلہ کرتے ہیں کہ میں لیڈر بن کر ان پر رعب ہی جھاڑتا رہتا ہوں اور انہیں کوئی کام نہیں کرنے دیتا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''یہ بات تو سچ ہے۔ سارے کام آپ ہی کر لیتے ہیں تو ان بے چاروں کا یہ گلہ تو بنتا ہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''زیادہ گلے شکوے بھی اچھے نہیں ہوتے۔ اب انہوں نے گلہ کیا تو میں ان کا گلا ہی دبا دوں گا اور کوئی ہاتھ آئے نہ آئے تنویر کو تو نہیں بخشوں گا۔ اس کے بعد ہی میرا راستہ صاف ہو سکتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گیا۔

''اچھا سنو۔ جولیا سے کہہ دینا کہ اس معاملے میں جو بھی بات ہو وہ مجھے رپورٹ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ عام اور سادہ سا معاملہ ہو اس لئے چیف کو ان کاموں میں الجھانے کی ضرورت نہیں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ سوچ کر اس نے فون اٹھا کر اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے عام فون لائن پر ایڈجسٹ کیا اور پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... عمران کی آواز سن کر ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایک فون نمبر نوٹ کرو اور اس کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرو۔ یہ نمبر آفاق زبیری کے نام پر ہے۔ اس نمبر کی لوکیشن پتہ کرو اور پھر مجھے بتاؤ''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر عبدالغنی کا آفاق زبیری کا بتایا ہوا نمبر بتا دیا۔

''او کے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کتنی دیر میں کام ہو جائے گا''...... عمران نے پوچھا۔

''ایک گھنٹہ لگے گا باس۔ ایک گھنٹے بعد آپ کے پاس ساری معلومات پہنچ جائیں گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ میں ایک گھنٹے کے بعد کال کروں گا''...... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران نے ابھی رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے پھر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

''استاد طوطی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

''استاد طوطی۔ کیا مطلب۔ طوطی تو مؤنث ہوتی ہے۔ تمہیں کہنا چاہئے تھا استانی طوطی بول رہی ہوں لیکن مردانہ آواز میں''۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فضول باتیں نہ کرو اور میری بات دھیان سے سنو''۔ دو طرف سے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''دھیان تو میرا ہر وقت کسی اور کی طرف ہوتا ہے اس تمہاری طرف دھیان لگانے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم کیوں فون کیا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تمہارے لئے ایک مشورہ ہے۔ تم اسے دوستانہ مشورہ سمجھ ہو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''مشورہ دوستانہ ہے یہ اچھی بات ہے لیکن میرے پاس تمہ دینے کے لئے رقم نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''رقم۔ کیا مطلب''...... دوسری طرف سے استاد طوطی چونکتے ہوئے کہا۔

''سنا ہے مشورہ صرف رقم لے کر دیا جاتا ہے۔ اگر مشورہ مف دینا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کسی اور کے فون کی گھنٹی بجاؤ''۔ عمرا نے کہا۔

''مفت مشورہ ہے تمہارے لئے''...... استاد طوطی نے کہا۔

''تو بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''خود کو اور اپنے ساتھیوں کو آفاق زبیری سے دور رکھو یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے بہتر ہو گا''...... دوسر طرف سے کہا گیا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا لیکن دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ عمران نے رسیور کان سے ہٹایا۔ ایک لمحے کے رسیور کی طرف دیکھا جیسے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ دوسری طرف سے دھمکی دے کر اس طرح اچانک فون کیوں بند کر دیا گیا ہے۔ اس نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے ایک بار پھر ٹائیگر کے نمبر پریس کرنا شروع کر دیئے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی فوراً ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے متعلقہ آفس میں بات کر لی ہے۔ جیسے ہی نمبر کے بارے میں معلومات ملتی ہیں میں آپ کو کال کروں گا''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ میں جانتا ہوں۔ میں نے تمہیں کسی اور کام کے لئے فون کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... ٹائیگر نے کہا۔

''استاد طوطی کو جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''استاد طوطی۔ اوہ۔ آپ نے اس کا نام کہاں سے سن لیا''۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جو پوچھا ہے اس کا جواب دو''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''یس باس۔ میں جانتا ہوں استاد طوطی کو۔ اس کا اصل نام کچھ

اور ہے لیکن بچپن سے سب اسے طوطی بولتے تھے اس لئے اس کا نام ہی استاد طوطی پڑ گیا ہے۔ یہ نہایت ظالم، بے رحم اور انتہائی سفاک انسان ہے۔ اس کا ایک کلب ہے جس کا نام جھینگا کلب ہے اور یہ وہاں ہر قسم کے غیر قانونی دھندے چلاتا ہے لیکن اس کے دھندے اونچے لیول کے نہیں ہوتے اس لئے میں نے اسے چھوٹی مچھلی سمجھ کر نظرانداز کر دیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر سنو۔ تمہاری اس چھوٹی مچھلی نے بڑا ہونا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے اب تمہیں اس کا شکار کرنا ہی پڑے گا۔ جب تک وہ فون نمبر ٹریس نہیں ہو جاتا۔ اس کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ اس نے مجھے فون کر کے یہ کیوں کہا ہے کہ میں آفاق زبیری سے دور رہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں ابھی جا کر اس کے ہوش ٹھکانے لاتا ہوں۔ میرے سامنے اسے سچ اگلنے میں زیادہ دیر نہ لگے گی''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جو آفس کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک بڑی اور خوبصورت دفتری میز رکھی ہوئی تھی جس کے عقب میں ایک بھاری بھرکم وجود کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا اور اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کا چشمہ تھا۔ وہ آدمی ایک فائل پر جھکا ہوا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان لمبا تڑنگا تھا اور اس کے چہرے پر چیچک کے پرانے داغ تھے۔

”باس“...... اس آدمی نے ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو ادھیڑ عمر آدمی نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

”ہوٹس تم“...... ادھیڑ عمر آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ ایک اہم خبر لایا ہوں“...... آنے والے نوجوان نے کہا۔

”بیٹھو“...... باس نے کہا تو نوجوان آگے بڑھا اور میز کی دوسری

طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”خاصے پریشان دکھائی دے رہے ہو“...... باس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور اسے اٹھا کر میز کی سائیڈ پر پڑی ہوئی باسکٹ میں ڈال دیا۔

”یس باس۔ اس آفاق زبیری نے بری طرح سے الجھایا ہوا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس تک کیسے پہنچا جائے“...... ہوٹس نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا ہوا“...... باس نے پوچھا۔

”ہم نے بڑی مشکلوں سے اس کی رہائش گاہ کا پتہ چلایا تھا اور رہائش گاہ تک پہنچے لیکن ہم اپنی ہر ممکن کوشش کر چکے ہیں کہ کسی طرح سے رہائش گاہ میں داخل ہو جائیں لیکن اس نے وہاں نجانے کون سے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں جو ہر بار ہمارے راستے کی دیوار بن جاتے ہیں اور ہم اندر پہنچ ہی نہیں پاتے اس لئے آفاق زبیری ہر بار ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلتا ہے“...... ہوٹس نے کہا۔

”کیسے انتظامات ہیں۔ مجھے ان کی تفصیل بتاؤ“...... باس نے کہا تو ہوٹس اسے آفاق زبیری کی رہائش گاہ کے گرد حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتانے لگا۔

”اس کی رہائش گاہ دیکھنے میں بظاہر عام رہائش گاہ ہے باس.

لیکن یہ اصل میں ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے۔ ایک بار ہم نے اس
کی رہائش گاہ کی ایک دیوار توڑنے کے لئے میزائل اور چند میگا بم
استعمال کئے تھے لیکن میزائلوں اور بموں نے اس دیوار پر خراش
تک نہ ڈالی تھی''...... ہوٹس نے جواب دیا تو باس غصے اور پریشانی
کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹنا شروع ہو گیا۔

''ہمارا آفاق زبیری تک پہنچنا بہت ضروری ہے ہوٹس۔ اس
کے پاس وہ چیز ہے جو ہماری تنظیم کی ضرورت ہے اور بگ باس کا
حکم ہے کہ ہر صورت میں آفاق زبیری کو اغوا کر کے ان کے پاس
پہنچایا جائے۔ تم نے مجھ سے ایک ہفتے کا وقت مانگا تھا اور تم نے
یہ بھی کہا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر آفاق زبیری کو اغوا کر کے
میرے سامنے لے آؤ گے لیکن اب دس دن گزر چکے ہیں اور تم
ابھی تک وہیں کے وہیں کھڑے ہو''...... باس نے اس بار غصیلے
لہجے میں کہا۔

''میں نے بہت کوشش کی ہے باس لیکن ان حفاظتی انتظامات کی
وجہ سے ہم ہر بار اپنی کوشش میں ناکام رہے ہیں۔ اگر آفاق زبیری
کو زندہ نہ لانا ہوتا تو میں ریڈ بلاکس کی عمارت پر پاور میزائلوں
سے حملہ کر کے اس عمارت کو مکمل طور پر ملیا میٹ کر دیتا''...... ہوٹس
نے کہا۔

''یہ بتاؤ تم اس عمارت تک پہنچ بھی سکے ہو یا سائنسی حفاظتی
انتظامات کی وجہ سے تم عمارت کے نزدیک بھی نہیں پہنچ پائے''۔

باس نے کہا۔

''اس نے شہر سے الگ تھلگ غیر آباد علاقے میں عمارت بنا
رکھی ہے باس۔ وہاں چھوٹا سا جنگل ہے اور جنگل کے وسط میں ہے
وہ عمارت۔ عمارت کے ارد گرد کا علاقہ صاف ستھرا ہے۔ اس نے
سائنسی حفاظتی انتظامات عمارت کے گرد ایک ہزار میٹر کے دائرے
میں کر رکھے ہیں۔ اس ایک ہزار میٹر کے دائرے کے باہر کسی کے
لئے بھی جانا مشکل نہیں لیکن آگے بڑھتے ہی ہمیں خار دار تاروں کا
سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں انتہائی طاقتور کرنٹ دوڑ رہا ہوتا ہے۔
وہاں عمارت اور ایک ہزار میٹر کے دائرے میں ہر طرف نظر رکھنے
کے لئے کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ جنگل کے عقب میں جگہ جگہ ریڈ
ٹریپ لگے ہوئے ہیں۔ ان ریڈ ٹریپ کے تحت درختوں پر جگہ جگہ
آٹو میٹک اور انتہائی طاقتور مشین گنیں چھپائی گئی ہیں جن کا ریموٹ
کنٹرول آفاق زبیری کے پاس ہے اور جیسے ہی کوئی جنگل میں آتا
ہے وہ دوست دشمن کی پہچان کرتا ہے اور پھر اسے جیسے ہی شک
پڑتا ہے مختلف درختوں میں چھپی ہوئی مشین گنیں دائیں بائیں موو
کرتی ہوئیں فائرنگ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ آفاق زبیری فائرنگ
کر کے وہاں آنے والوں کو ڈرا دھمکا کر بھگا دیتا ہے۔ اس کے
علاوہ ایک ہزار میٹر کے دائرے میں خار دار تاروں سے آگے اس
نے جگہ جگہ زمین میں مائنز لگا رکھی ہیں جن پر پیر پڑتے ہی زور
دار دھماکہ ہوتا ہے۔ یہی نہیں۔ آفاق زبیری نے عمارت کی

دیواروں میں بھی مشین گنیں اور میزائل گنیں لگا رکھی ہیں۔ دیواروں میں اچانک ہی خانے سے کھلتے ہیں اور مشین گنوں اور میزائل گنوں کی نالیں باہر آ جاتی ہیں۔ عمارت کا سب سے بڑا حفاظتی انتظام چھت پر نصب کیا گیا ہے۔ چھت پر چاروں طرف چار چار میزائل لانچر موجود ہیں جن سے جنگل میں آنے والی بکتر بند گاڑیوں کو بھی آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے اور آسمان سے آنے والے جنگی جہازوں کو بھی مار گرایا جا سکتا ہے۔ میزائل گنوں کے ساتھ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں بھی ہیں۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے اس عمارت کو مکمل طور پر جنگی قلعہ بنایا ہوا ہے“...... ہوٹس نے کہا۔

”میں نے پوچھا تھا کہ تم اس عمارت تک پہنچ بھی سکے ہو یا نہیں اور تم نے پھر سے مجھے ان حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتانا شروع کر دیا ہے جس کی تفصیل تم پہلے ہی بتا چکے ہو“...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری باس۔ ہم کوشش کے باوجود ابھی تک اس ایک ہزار میٹر کے دائرے کو بھی پار نہیں کر سکے ہیں۔ عمارت تک پہنچنا تو دور کی بات ہے“...... ہوٹس نے کہا تو باس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”ہونہہ۔ تو اب میں بگ باس کو کیا کہوں۔ وہ بار بار مجھے کال کر کے رپورٹ مانگ رہا ہے اور میں ہر بار اسے کسی نہ کسی بہانے ٹال دیتا ہوں لیکن وہ زیادہ دیر میری ٹال مٹول برداشت نہیں کرے

گا۔ اگر اس نے مجھے کوئی سخت آرڈر دے دیا تو مجھے ہر حال میں اس کے حکم پر عمل کرنا پڑے گا اور تم جانتے ہو کہ بگ باس کا سخت ترین آرڈر کیا ہو سکتا ہے۔ وہ کسی بھی وقت کسی دوسرے گروپ کو بھیج کر ہمارے گروپ کا خاتمہ کرا سکتا ہے“...... باس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تو بتائیں میں کیا کروں باس۔ میں تو اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر چکا ہوں“...... ہوٹس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا ورنہ ہم اسی طرح بیٹھے کے بیٹھے رہ جائیں گے اور ساکال تنظیم کے موت کے فرشتے ہماری موت کا پروانہ لئے ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے اور ہمیں دوسرا سانس لینے کا بھی موقع نہ دیں گے“...... باس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”یہ ایم ون آخر ہے کیا باس جسے حاصل کرنے کے لئے ساکال تنظیم اس قدر بے تاب ہے اور جس کی حفاظت کے لئے آفاق زبیری نے اپنی حفاظت کے اس قدر خوفناک بندوبست کر رکھے ہیں“...... ہوٹس نے کہا۔

”ایم ون کے بارے میں بگ باس نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ بگ باس کے کہنے کے مطابق آفاق زبیری کے جسم میں ایک چھوٹی سی ایک ڈیوائس ہے۔ جس کا نام ایم ون ہے اور ہمیں ہر حال میں آفاق زبیری سے یہ ایم ون حاصل کرنی ہے اور بگ باس تک

پہنچانی ہے اور بس''...... باس نے کہا تو ہوٹس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پھر اب کیا کرنا ہے چیف۔ اگر ایم ون کو حاصل کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو ہم کسی بھی حفاظتی انتظامات کی پرواہ کئے بغیر آفاق زبیری کو اس کی رہائش گاہ سمیت جلا کر بھسم کر دیتے لیکن ایم ون حاصل کرنے کے لئے ہمارا اس کی عمارت میں گھسنا اور اس تک پہنچنا بھی ضروری ہے جو ہمارے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے''۔ ہوٹس نے کہا۔

''تم اپنے ساتھ کتنے افراد لے جاتے ہو''...... باس نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

''میگراتھ نے مجھے دس افراد کا مسلح گروپ دیا ہوا ہے۔ وہی ہوتا ہے میرے ساتھ''...... ہوٹس نے کہا۔

''جنگل میں جا کر تم لوگوں نے اب تک کیا کارروائیاں کی ہیں''...... باس نے پوچھا تو ہوٹس اسے اپنی کارروائیوں کی تفصیل بتانے لگا۔

''تمہارے کہنے کے مطابق تم سب ہر بار میک اپ بدل کر جنگل میں جاتے ہو اور تمہیں دیکھتے ہی آفاق زبیری آٹو میٹک گنوں سے فائرنگ کر کے تم سب کو وہاں سے دوڑانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیا اس فائرنگ میں تمہارا کوئی آدمی ہلاک یا زخمی بھی ہے''...... باس نے پوچھا۔

''نو باس۔ آفاق زبیری نے ہم پر کبھی ڈائریکٹ فائرنگ نہیں کی۔ اس کی طرف سے ہونے والی فائرنگ وارننگ فائرنگ ہوتی ہے لیکن جس انداز میں وہ فائرنگ کرتا ہے اسے دیکھ کر ہمیں صاف پتہ چل جاتا ہے کہ وہ چاہے تو واقعی ہمیں نشانہ بنا سکتا ہے''۔ ہوٹس نے کہا۔

''کیا تم اس بات کا پتہ چلا سکے ہو کہ وہ عمارت واقعی آفاق زبیری کی ہی ہے اور وہ وہیں پر رہتا ہے''...... باس نے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے کنفرم کیا ہے۔ وہ آفاق زبیری کی ہی رہائش گاہ ہے۔ میں نے اسے عمارت سے باہر آتے جاتا دیکھا ہے''۔ ہوٹس نے جواب دیا۔

''کیا وہ عمارت سے باہر نکلتا ہے''...... باس ۔ چونک کر کہا۔

''یس باس''...... ہوٹس نے جواب دیا۔

''اگر وہ باہر نکلتا ہے تو تب تم اس پر کیوں حملہ نہیں کرتے۔ وہ عمارت سے نہیں پکڑا جا سکتا تو باہر تو پکڑا جا سکتا ہے نا''...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نو باس۔ وہ عمارت سے ایسے ہی باہر نہیں آ جاتا۔ عمارت میں آنے جانے کے لئے وہ ہمیشہ بلٹ پروف کار استعمال کرتا ہے۔ اس کی کار کے ٹائر تک بلٹ پروف ہیں جن پر ہم فائرنگ کریں یا بم برسائیں ان کا کار پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اور پھر اس کی کار کا تعاقب کرنا بھی ہمارے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کی

آٹھ سلنڈرز کی کار ہے جسے وہ طوفانی رفتار سے اُڑاتا ہے اور ہم کوشش کے باوجود اس کے پیچھے نہیں جا سکتے''...... ہوٹس نے کہا تو باس ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کچھ بھی ہو ہوٹس۔ ساکال کے لئے یہ آدمی بے حد ضروری ہے۔ ہمیں اسے ہر حال میں پکڑنا ہے اور اس سے ایم ون حاصل کرنی ہے۔ بگ باس نے مجھے ایک ماہ کی مہلت دے رکھی ہے۔ اس کے باوجود وہ مجھے روز کال کر کے رپورٹ مانگتا ہے اور میں ہر بار اسے تسلی دے کر چپ کرا دیتا ہوں۔ اس کی دی ہوئی ایک ماہ کی مہلت میں سے پندرہ دن ضائع ہو چکے ہیں اور اب ہمارے پاس صرف پندرہ دن ہی باقی رہ گئے ہیں۔ تم ٹارگٹ تک پہنچ چکے ہو لیکن اس کے باوجود اب تک اسے پکڑ نہیں سکے۔ یہ ہماری ساکال تنظیم کے لئے بہت بڑی ناکامی ہے۔ ہمارا گروپ پاکیشیا کا سب سے بڑا اور طاقتور گروپ ہے جو پاکیشیا میں ساکال کے لئے کام کرتا ہے۔ اگر بگ باس کو ہماری کارکردگی کا علم ہو گیا تو اسے ہمارا گروپ ختم کرانے میں ایک منٹ کی بھی دیر نہیں لگے گی۔ اس ملک میں ساکال کے اور بھی گروپس کام کر رہے ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ ہمیں ہر حال میں بگ باس کی توقعات پر پورا اترنا ہی پڑے گا اور آفاق زبیری کو پکڑ کر اس سے ایم ون حاصل کرنا ہوگا۔ ہر صورت میں ہر حال میں۔ سنا تم نے۔ میں نے کہا ہے ہر صورت میں اور ہر حال میں''...... باس نے تیز تیز بولتے

ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں کوشش کر رہا ہوں''...... ہوٹس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''اپنی کوششوں کو تیز کر دو۔ اگر آفاق زبیری نے اپنی اور اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں تو تم ان سائنسی حفاظتی انتظامات کو کسی طرح بریک کر دو۔ سائنسی آلات کو بریک کرنے کے لئے بھی سائنسی آلات کا استعمال کرو اور اس عمارت تک پہنچ کر اس میں نقب لگاؤ یا زمین کھود کر اس رہائش گاہ کے اندر پہنچو۔ مجھے ہر حال میں کامیابی چاہئے اور بس''...... باس نے اسی طرح تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو ہوٹس چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ یہ واقعی بہترین آئیڈیا ہے باس''...... ہوٹس نے کہا۔

''کون سا آئیڈیا''...... باس نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ ہم اگر اوپر سے کسی طرح اس عمارت تک نہیں پہنچ سکتے تو ہمیں اس عمارت تک پہنچنے کے لئے زمین کے نیچے سرنگ کھودنی چاہئے۔ اس کام میں وقت تو لگ جائے گا لیکن ہمارے پاس ڈرلنگ مشین ہے جس کی مدد سے ہم زمین کے نیچے طویل سرنگ بنا سکتے ہیں۔ آفاق زبیری نے اپنی اور عمارت کی حفاظت کے لئے سارے انتظامات اوپر ہی کر رکھے ہیں۔ زمین کے نیچے نہیں۔ ہم گرافک لے کر اور مخصوص جگہ سے عمارت تک کا فاصلہ ناپ لیں تو ایک سرنگ بنا کر عمارت تک پہنچ سکتے ہیں۔ ایک بار ہم

عمارت میں داخل ہو جائیں تو پھر آفاق زبیری کسی بھی صورت میں ہمارے ہاتھوں سے نہ بچ سکے گا''...... ہوٹس نے کہا۔

''اگر ایسا ممکن ہے تو ایسا ہی کرو۔ زمین کے نیچے سرنگ بنا کر اس عمارت تک پہنچ جاؤ۔ اس کے لئے تمہیں جس بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے بتا دو۔ میں تمہیں ہر چیز مہیا کر دوں گا''...... باس نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ آج سے ہی میں یہ کام شروع کر دیتا ہوں۔ اس جنگل کا تفصیلی نقشہ میرے پاس موجود ہے۔ میں اپنے ایک ایکسپرٹ ساتھی سے مشورہ کرتا ہوں اور پھر ہم کسی ایسے مقام کو ٹریس کرتے ہیں جو آفاق زبیری کی نگاہوں سے اوجھل ہو۔ میرا مطلب ہے کہ وہ ہمیں اس مقام پر کسی کیمرے سے نہ دیکھ سکتا ہو۔ وہاں سے ہم سرنگ بنانے کا کام شروع کر دیں گے اور پھر اس سرنگ کو ہم عمارت تک لے جائیں گے۔ اس کے بعد کا کام ہمارے لئے آسان ہو جائے گا''...... ہوٹس نے کہا۔

''گڈ شو۔ اب مجھے بھی آفاق زبیری تک پہنچنے کی راہ دکھائی دینے لگی ہے''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ میں آپ سے مشورہ لینے کے لئے ہی آیا تھا اور باتوں باتوں میں واقعی ایک نیا طریقہ دریافت ہو گیا ہے جو ہمیں آفاق زبیری تک پہنچا سکتا ہے اور ہم اس طریقے کا بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔ اب جلد ہی آفاق زبیری ہمارے قبضے میں ہو گا۔

بہت جلد''...... ہوٹس نے کہا۔

''تو جاؤ۔ ابھی جا کر اپنا کام شروع کر دو۔ اس بار میرے پاس آ کر مجھے ناکامی کی رپورٹ نہ دینا ورنہ میں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے شوٹ کر دوں گا''...... باس نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ اس بار کامیابی ہی ہمارا مقدر بنے گی۔ اب آفاق زبیری کا بچنا ناممکن ہے''...... ہوٹس نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہوٹس اٹھا اور اسے مخصوص انداز میں سلام کرتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں''۔ سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''پریشان نہیں تھوڑا الجھا ہوا ہوں''...... عمران نے اپنی مخصوص نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''لیکن الجھن کس بات کی ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں نے تمہیں استاد طوطی کے بارے میں بتایا تھا نا''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کو کسی استاد طوطی کا فون آیا تھا جس نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو آفاق زبیری سے دور رہنے کا کہا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس کے بارے میں ٹائیگر سے بات تھی اور اس کے ذمہ لگایا تھا کہ وہ جا کر استاد طوطی سے ملے اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ وہ میرے کہنے پر استاد طوطی سے جا کر ملا تھا لیکن استاد طوطی کا کہنا ہے کہ اس نے کسی کو کوئی فون نہیں کیا ہے۔ ٹائیگر اس سے بے حد سختی سے پیش آیا تھا۔ اس نے فون پر میری استاد طوطی سے بات بھی کرائی تھی لیکن وہ آواز اس استاد طوطی کی نہیں تھی جس نے مجھے کال کی تھی۔ میرے فون کے سی ایل آئی پر وہ نمبر موجود تھا جس سے استاد طوطی نے مجھے کال کی تھی۔ میں نے ٹائیگر کو وہ نمبر دیا تو استاد طوطی نے بتایا کہ یہ نمبر اس کا نہیں ہے۔ جس پر ٹائیگر نے اس نمبر کی انکوائری کرائی تو وہ نمبر واقعی اس کا نہ تھا۔ وہ فیک نمبر تھا جو غیر رجسٹرڈ تھا اور اسے مجھے ہی کال کرنے کے لئے استعمال کیا گیا تھا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو کیا استاد طوطی کے نام سے آپ کو کسی اور نے کال کیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ظاہر سی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کال کرنے والے کو آپ کا نمبر کہاں سے ملا اور اس نے عین اس وقت ہی آپ کو کال کیوں کیا جب آپ کو ڈاکٹر عبدالغنی نے کال کر کے آفاق زبیری کے بارے میں بتایا تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا سیدھا جواب' یہ ہے کہ کال کرنے والے نے آفاق زبیری اور اس کے جاننے والوں کے فون نمبروں کو ٹریک سسٹم پر ڈال رکھا ہے۔ آفاق زبیری کی ڈاکٹر عبدالغنی سے بات ہوئی ہو گی تو ان کا نمبر کال کرنے والے کو پتہ چل گیا ہو گا اور جب ڈاکٹر عبدالغنی نے مجھے کال کیا تو میرا نمبر بھی اس تک پہنچ گیا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس نے ہماری کالز ٹیپ کی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''پھر تو کال کرنے والا خاصا تیز آدمی لگتا ہے اور اس کی کال سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آفاق زبیری کسی بڑی مصیبت میں ہیں یا پھنسنے والے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے''......عمران نے کہا۔

''میں نے جولیا کے ساتھ تنویر اور صفدر کو بھیج دیا ہے اور ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ وہاں پہنچ کر آپ کو رپورٹ کریں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ابھی تک تو جولیا نے مجھے کال نہیں کی''......عمران نے کہا۔

''شاید وہ ابھی وہاں نہ پہنچے ہوں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یا پھر آفاق زبیری نے جس پوائنٹ پر کار بھیجنے کا کہا تھا وہاں انہیں لینے کے لئے ابھی کار ہی نہ آئی ہو۔ تم نے جولیا کو بتا دیا تھا کہ انہیں کس پوائنٹ پر جا کر کون سی کار میں سوار ہونا ہے''......عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ نے جب مجھے تفصیلات بتائی تھیں تو میں نے جولیا کو کال کر کے بتا دیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ کر مجھے کال بھی کیا تھا کہ وہ کار کا انتظار کر رہے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب تک تو انہیں آفاق زبیری کے پاس پہنچ جانا چاہئے تھا''۔ عمران نے کہا۔

''یہ آفاق زبیری اس قدر پراسرار کیوں بن رہا ہے اور آپ بتا رہے تھے کہ اس نے اپنی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ آخر اسے خطرہ کس سے ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''اس کا جواب یا تو آفاق زبیری دے سکتا ہے یا پھر جولیا اور اس کے ساتھی جب وہ وہاں جا کر حالات کا جائزہ لیں گے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا آپ کو اس معاملے میں دلچسپی نہیں ہے جو آپ نے وہاں جانا مناسب نہیں سمجھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بات دلچسپی کی نہیں ہے۔ آفاق زبیری، ڈاکٹر عبدالغنی کی طرح کافی بوڑھے ہیں۔ وہ دوسروں کی کم سنتے ہیں اور اپنی زیادہ سناتے ہیں اور ان کے بارے میں، میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق وہ شکی قسم کے انسان ہیں۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو سنجیدگی سے لے لیتے ہیں اور اپنے طور پر بہادر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے دشمنوں کی واقعی کمی نہیں ہے لیکن انہوں نے

جتنے بھی دشمن بنائے ہیں اپنے سخت اور غیر مناسب رویئے سے بنائے ہیں۔ ان سب کے باوجود وہ عورتوں کی خاصی عزت کرتے ہیں اس لئے میں نے جولیا کو وہاں بھیجا ہے۔ جولیا کی موجودگی میں آفاق زبیری صاحب کا رویہ مناسب ہی رہے گا، ورنہ تنویر اور صفدر کو بے بھاؤ کی سننا پڑتیں اور میں نے بھی اسی لئے ان کے پاس جانے سے اجتناب کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا کوئی چھوٹا سا معاملہ ہو گا جسے جولیا یقیناً حل کر دے گی۔ لیکن اب جو صورتحال سامنے آئی ہے وہ خاصی پیچیدہ ہے کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو آفاق زبیری سے دور رہنے کے لئے کہا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''میں ڈاکٹر عبدالغنی اور ان کے دوست آفاق زبیری کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ گہرے دوست ہیں۔ سکول کے زمانے کے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ یہ بات تو خیر مجھے بھی ابھی معلوم ہوئی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کون سی بات''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی سکول والی بات''...... عمران نے کہا۔

''ویسے آفاق زبیری دشمنوں سے پریشان ہوں یہ میرے لئے عجیب بات ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''اس میں کیا عجیب بات ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ کہ آفاق زبیری پریشان ہے۔ جس قدر میں ان کو جانتا ہوں انہوں نے پریشان ہونا نہیں سیکھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہو سکتا ہے یہی بات ہو اور صرف ڈاکٹر عبدالغنی ان کے لئے پریشان ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اس بات کا امکان زیادہ ہے۔ یہ مشورہ شاید ڈاکٹر عبدالغنی نے انہیں دیا ہو گا کہ وہ محکمہ سراغ رسانی کے کسی افسر کو جانتے ہیں۔ دوست کی حیثیت سے آفاق زبیری نے مجبوراً یہ بات مان لی ہو گی۔ ورنہ وہ خود اس کی ضرورت ہرگز محسوس نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ وہ واقعی بہادر ہیں۔ دشمنوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ وہ اگر اپنے دشمنوں کو ختم کرنا چاہتے تو آسانی سے ایسا کر گزرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنی خاطر کسی کا خون بہانا پسند نہیں کرتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ان کے بارے میں اتنا کیسے جانتے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں کبھی کبھار ذاتی کار میں ایک ہوٹل میں کھانا کھانے چلا جاتا ہوں۔ میں جس ہوٹل میں جاتا ہوں وہاں آفاق زبیری صاحب بھی آتے رہتے ہیں۔ چونکہ ہماری میزیں قریب ہوتی ہیں اس لئے سلام و دعا بھی ہو جاتی ہے۔ اسی سلام و دعا سے میری ان سے کافی علیک سلیک ہو گئی تھی اور پھر ہم کبھی کبھار ایک ہی میز پر

بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ ایک بار وہاں ڈاکٹر عبدالغنی صاحب بھی آئے تھے۔ آفاق زبیری نے میری بھی ان سے سلام و دعا کرا دی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تب وہ بہت اچھے آدمی ہیں اور ڈاکٹر عبدالغنی کا مشورہ ان کے لئے بہترین مشورہ ہے۔ اپنی اس بات میں وہ حق بجانب ہیں۔ اس لئے کہ آخر آفاق زبیری صاحب کے دوست ہیں اور دوست ہی دوست کے کام آیا کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے ان کا نام سن کر میں چونک پڑا تھا۔ اور آپ نے اب جو تفصیل بتائی ہے اس سے مجھے تو یہ معاملہ خاصا سنجیدہ لگتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ایک بار آپ جا کر خود بھی ان سے مل لیں۔ ہوسکتا ہے کوئی حساس معاملہ سامنے آ جائے۔ وہ بیوروکریسی کے عالی عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ ان کا مسئلہ معمولی نہیں ہوسکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں آفاق زبیری صاحب نے شاید مروت میں ڈاکٹر عبدالغنی کا مشورہ مانا ہے۔ میں اگر ٹانگ اڑاؤں گا تو انہیں بہت ناگوار گزرے گا''...... عمران نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہاری آخری بار آفاق زبیری سے کب ملاقات ہوئی تھی''۔ عمران نے پوچھا۔

''دو ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ مصروفیت کی وجہ سے میں باہر

کھانا کھانے نہیں جا سکا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کبھی انہوں نے تم سے اپنی کسی پریشانی کا ذکر نہیں کیا یا کوئی ایسی بات جو تم نے ان میں خاص طور پر محسوس کی ہو جو ان کے مزاج کے خلاف ہو''......عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا کچھ نہیں تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر جولیا، صفدر اور تنویر خود ہی سنبھال لیں گے انہیں''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن۔ اس بات کی بھی کیوں نہ تصدیق کر لی جائے کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو بلانے کے وہ خود خواہش مند ہیں یا یہ صرف ڈاکٹر عبدالغنی کی خواہش پر ہو رہا ہے''...... بلیک زیرو نے کچھ سوچ کر کہا۔

''ہاں۔ یہ بات میں ڈاکٹر عبدالغنی صاحب سے پوچھ لیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

''عبدالغنی بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران بیٹے تم۔ کہو کیسے فون کیا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ضرور پوچھو۔ ارے ہاں۔ تم نے ایجنٹوں کو ان کے پاس بھیجا ہے یا نہیں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"جی ہاں میں نے چیف سے بات کی تھی۔ چیف نے ایک لیڈی ایجنٹ اور دو میل ایجنٹوں کو ان کے پاس بھیج دیا ہے۔ اب تک تو وہ ان کے پاس پہنچ بھی چکے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کہو فون کیسے کیا"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"میرا خیال ہے سیکرٹ ایجنٹوں کو وہاں بھیجنے کا مشورہ آپ کا اپنا ہے آفاق زبیری صاحب نے ایسا کرنے کے لئے خود نہیں کہا۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں عمران بیٹا۔ تم واقعی ذہین ہو جو یہ بات بھی بھانپ گئے ہو۔ حالانکہ میرا خیال تھا تم اس بات کو قطعاً محسوس نہیں کر سکو گے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بس اندازہ ہے جو غلط بھی ہو جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یہ اندازہ سو فیصد درست ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میں آفاق زبیری سے ملنے گیا تھا۔ وہاں کچھ پریشان کن باتیں سننے میں آئیں کہ وہ ہر وقت خطرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ سو میں نے ان سے کہا کہ عمران یا اس کے محکمہ سراغ رسانی کے کسی

افسر کو بلوا لیں۔ وہ نہ مانے اور یہی کہتے رہے کہ وہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتے اور یہ کہ وہ اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے یہ بات کہی کہ اس وقت تک اگر ان کے دشمن دندنا رہے ہیں تو یہ صرف ان کی نرمی کی وجہ سے ہے ورنہ وہ چاہیں تو انہیں تگنی کا ناچ نچا کر رکھ سکتے ہیں۔ پھر جب میں نے زور دیا تو وہ خاموش ہو گئے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تب پھر میرے ساتھیوں کا استقبال تو وہاں خوش دلی سے نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی بھی بات نہیں۔ انہیں تم نے میرے کہنے پر بھیجا ہے۔ آفاق زبیری میری عزت کرتے ہیں اور میری وجہ سے وہ ان سے بہت اچھا سلوک کریں گے۔ میں نے اس بات کے لئے انہیں تاکید بھی کی تھی"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں تو صرف اپنے خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا اور وہ ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا اور اللہ حافظ کہہ کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے اپنے پاس پڑے ہوئے سپیشل فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے تنویر کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہی لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا۔

"کیا ہوا۔ تم اس قدر بوکھلائے ہوئے کیوں ہو"...... ایکسٹو نے چونک کر کہا۔

"آفاق زبیری نے ہمارے لئے جو کار بھیجی تھی اس پر حملہ کیا گیا ہے چیف۔ اس کار کو بم سے اُڑا دیا گیا ہے چونکہ ہم کار کے قریب تھے اس لئے جب کار بلاسٹ ہوئی تو ہم بھی اس کی زد میں آ گئے اور زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ ہمیں لوگوں نے مقامی ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے"۔ دوسری طرف سے تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اور عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"کیا تم تینوں شدید زخمی ہو"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نو چیف۔ کار پر ہینڈ گرنیڈ پھینکا گیا تھا جو کار کی دوسری طرف پھٹا تھا۔ کار اچھل کر ہم سے ٹکرائی تھی جس کے نتیجے میں ہم زخمی ہوئے تھے۔ اس ہینڈ گرنیڈ میں شاید بے ہوشی کی بھی گیس تھی اس لئے ہم بے ہوش ہو گئے تھے۔ ہم تینوں معمولی زخمی ہوئے ہیں اور ہسپتال سے مرہم پٹی کرا کر فارغ ہو گئے ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔

"جولیا اور صفدر تمہارے ساتھ ہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ یہ مس جولیا سے بات کریں"...... تنویر نے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف

سے جولیا کی نقاہت زدہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تم ٹھیک ہو"...... بلیک زیرو نے اس کی آواز میں نقاہت محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میں ٹھیک ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"کیا ہوا تھا۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"آپ نے جس پوائنٹ کے بارے میں بتایا تھا میں تنویر اور صفدر کے ساتھ وہاں پہنچ گئی تھی چیف۔ ہم آفاق زبیری کی کار کا انتظار کر رہے تھے جس کے بارے میں آپ نے تفصیل بتائی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہمیں مطلوبہ رنگ اور ماڈل کی کار آتی دکھائی دی تو ہم سڑک پر آ گئے۔ کار ہمارے قریب آ کر رکی۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ اس لئے ہم یہ نہ دیکھ سکے کہ کار میں کون موجود ہے۔ کار ہمارے قریب رکی تو کار کے دروازے خود ہی کھل گئے۔ اس سے پہلے کہ ہم کار میں سوار ہوتے اسی لمحے ایک اور کار سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی اور پھر اس کار کے قریب سے گزرتے ہوئے اچانک زور دار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ خاصا شدید تھا جس سے کار اچھل کر ہم سے ٹکرائی تھی اور ہم کوشش کے باوجود خود کو نہ سنبھال سکے تھے۔ بلاسٹ کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں پھیل گیا تھا اور اس دھوئیں نے یکلخت ہمارے دماغ جکڑ لئے۔ جب ہوش آیا تو ہم ہسپتال میں تھے۔ پولیس ہم سے انکوائری کرنا چاہتی تھی لیکن ہم خاموشی سے وہاں سے نکل آئے"...... جولیا نے کہا۔

''اب کہاں ہو تم''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہم ہسپتال سے کافی دور آ گئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب اپنے فلیٹوں میں واپس جاؤ۔ تھوڑی دیر تک میں تمہیں کال کرتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ کیا ہو گیا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی تشویش ہو رہی تھی کہ جولیا اور اس کے ساتھی اب تک آفاق زبیری کے پاس پہنچے کیوں نہیں اور پہنچے ہیں تو انہوں نے تمہیں یا پھر مجھے اطلاع کیوں نہیں دی''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا۔ سیل فون پر ڈاکٹر عبدالغنی کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عبدالغنی بول رہا ہوں عمران بیٹا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''جی فرمائیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آفاق زبیری نے تمہارے تین ساتھیوں کو لینے جو کار بھیجی تھی۔ اس کار کو بم مار کر تباہ کر دیا

گیا ہے''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جی ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا تمہارے تینوں ساتھی ٹھیک ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر کرم ہو گیا ہے۔ وہ ابھی کار میں سوار نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے وہ معمولی سے زخمی ہوئے ہیں لیکن بہرحال ٹھیک ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''یہ ہو کیا رہا ہے عمران بیٹا۔ آفاق زبیری سے میری بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کار بلٹ پروف تھی لیکن کار کے دروازے چونکہ کھلے ہوئے تھے اور بم کار کے اندر پھینکا گیا تھا اس لئے کار اندر سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے اور ڈرائیور بھی ہلاک ہو گیا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''میں خود بھی حیران ہوں کہ آخر اس کار پر حملہ کیوں کیا گیا جس میں میرے ساتھی آفاق زبیری کے پاس جا رہے تھے۔ شاید آفاق زبیری کے دشمن نہیں چاہتے ہیں کہ ان کی مدد کے لئے کوئی ان کے پاس پہنچے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی یہی لگ رہا ہے اور اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ آفاق زبیری واقعی خطرے میں ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ہاں۔ حالات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں لیکن آپ فکر

نہ کریں۔ مجھ سے ان کی حفاظت کے لئے جو کچھ بن پڑے گا میں ضرور کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے آفاق زبیری سے کہا ہے کہ وہ ایک بار تم سے بات کر لے اور مجھے معاف کرنا میں نے تم سے پوچھے بغیر اسے تمہارا نمبر بھی دے دیا ہے۔ اگر ان کا فون آ جائے تو ایک بار ان سے بات ضرور کر لینا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں وہ سب بتا دے جو مجھے نہیں بتانا چاہتا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین لہجے میں کہا۔ وہ واقعی اپنے دوست کے بے حد خیر خواہ معلوم ہو رہے تھے جو اس کے لئے اس قدر پریشان ہو رہے تھے۔

''کیا نہیں بتانا چاہتے وہ آپ کو''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ معلوم ہوتا تو مجھے یہ بات کہنے کی ضرورت ہی کیا تھا۔ مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے کہ وہ کسی بڑی پریشانی میں مبتلا ہے لیکن مجھے پریشانی سے بچانے کے لئے وہ مجھے کچھ نہیں بتا رہا تھا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''میں ان سے بات کر کے پوچھ لوں گا کہ انہیں مسئلہ کیا ہے۔ امید ہے وہ مجھے کچھ نہ کچھ ضرور بتا دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ کچھ بتائے تو مجھے بھی بتا دینا۔ مجھے اس کے لئے اب بہت فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے یہ مسئلہ میرے سپرد کیا ہے تو اسے اب میں خود ہی سنبھال لوں گا''۔ عمران

نے انہیں تسلی دینے والے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ ابھی رابطہ ختم ہوا ہی تھا کہ عمران کے سیل فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی اور یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ اس بار آفاق زبیری کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا جو ڈاکٹر عبدالغنی نے اسے نوٹ کرایا تھا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے بٹن پریس کر کے مخصوص انداز میں کہا۔

'' آفاق زبیری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے قدرے بھاری آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ میں آپ کو ہی فون کرنے والا تھا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کے ذریعے یہ افسوس ناک خبر ملی ہے کہ آپ کے ساتھیوں کو میرے دشمنوں نے زخمی کر دیا ہے۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ اب میرے دشمن کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ اب میں انہیں معاف نہیں کروں گا۔ آپ بھی اب جلد از جلد یہاں آنے کی کوشش کریں۔ اب ہم مل کر ان کا سامنا کریں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''شکریہ آفاق زبیری صاحب۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلد ہی آپ سے ملنے پہنچ جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں منتظر رہوں گا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''شکریہ جناب''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ سوچنے لگا کہ اسے واقعی آفاق زبیری کے پاس جانا چاہئے یا کہ نہیں۔ کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر اس نے ٹائیگر کو کال کرنے کے لئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

چوہان اپنی کار میں سوار ایک نجی کام کے سلسلے میں مضافات کی طرف جا رہا تھا۔ وہ کار نہایت آہستہ رفتار سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ شہر سے باہر آنے والے راستے پر ٹریفک زیادہ نہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ تیز رفتاری سے ڈرائیونگ نہ کر رہا تھا۔

ابھی وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف مڑا ہی تھا کہ اسے سڑک کے کنارے سیاہ رنگ کی ایک کار کھڑی دکھائی دی۔ کار نئی اور جدید ماڈل کی تھی۔ اس کار کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور کار کی طرف تین افراد بڑھ رہے تھے۔ کار چونکہ دور تھی اس لئے چوہان کو ان تین افراد کے چہرے دکھائی نہ دیئے لیکن اس نے یہ ضرور دیکھ لیا تھا کہ ان میں ایک نوجوان لڑکی اور دو مرد تھے۔ ان کے قد کاٹھ دیکھ کر چوہان کو گمان ہوا جیسے وہ انہیں جانتا ہو۔ ابھی وہ کار کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک زائیں کی تیز آواز کے ساتھ اس کی کار کے قریب سے ایک اور سیاہ رنگ کی کار گزری اور

پھر چوہان نے اس کار کو سڑک کے کنارے کھڑی کار کے قریب رکتے دیکھا۔ اسی لمحے کار کی کھڑکی سے ایک ہاتھ باہر آیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز سڑک کے کنارے پر کھڑی کار کے کھلے دروازے سے اندر پھینک دی اور اس کے ساتھ ہی اس کار نے رفتار پکڑی اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اسی لمحے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار کے اندر زوردار دھماکہ ہوا اور چوہان نے اس کار کو اچھل کر ان تین افراد سے ٹکراتے دیکھا جو کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ماحول یکلخت تیز اور زوردار چیخوں سے گونج اٹھا اور دوسرے لمحے چوہان نے سڑک کی اطراف سے کئی افراد کو تباہ ہونے والی کار کی طرف دوڑتے دیکھا جس کے اندر آگ لگ گئی تھی اور دھواں اٹھ رہا تھا اور پھر یہ دیکھ کر چوہان چونک پڑا کہ جو لوگ کار کے قریب آئے تھے وہ لہراتے ہوئے گر رہے تھے۔ کار سے نکلنے والا دھواں بے حد گاڑھا تھا اور اس میں ہلکی سی نیلاہٹ بھی موجود تھی۔ اسی لمحے چوہان اس کار کے قریب پہنچ گیا۔ اسے یکلخت ناگوار سی بو کا احساس ہوا تو اس نے فوراً سانس روک لیا۔

"کی فاسٹ گیس۔ اس بم میں تو کی فاسٹ گیس کو بھی شامل ہے"...... چوہان نے دل میں کہا اور پھر اس نے رکے بغیر تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔ اس وقت تک سیاہ کار کافی آگے جا چکی تھی۔ وہاں لوگ موجود تھے۔ دھماکے میں جو افراد زخمی ہوئے تھے انہیں وہاں سے اٹھانے اور کسی نزدیکی ہسپتال میں لے جانے

والوں کی کمی نہ تھی اس لئے چوہان نے کار روکنے کی بجائے اس سیاہ کار کا تعاقب کرنے کا سوچا جس میں سے سیاہ کار میں بم پھینکا گیا تھا۔ آگے سڑک کھلی اور خالی تھی اس لئے چوہان کی کار آندھی اور طوفان کی طرح اس سیاہ کار کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

"کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ اور انہوں نے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار کو نشانہ کیوں بنایا ہے اور وہ تین افراد۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا تھا جیسے میں انہیں جانتا ہوں"...... چوہان کے ذہن میں یہ سوال مسلسل گردش کر رہے تھے لیکن ان سوالوں کا اس کے پاس فی الحال کوئی جواب نہ تھا۔

سیاہ کار کا ڈرائیور خاصا مشاق معلوم ہو رہا تھا وہ کار نہایت تیز رفتاری سے دوڑا رہا تھا اور پھر شاید اس نے اپنے تعاقب میں آنے والی کار چیک کر لی تھی اس لئے اس نے کار کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی تھی لیکن چوہان بھی اناڑی ڈرائیور نہ تھا۔ کار کی رفتار بڑھتے دیکھ کر اس نے بھی کار کی رفتار بڑھا دی۔ سیاہ کار کا ڈرائیور شاید ہر صورت میں فرار ہونے کی کوشش میں تھا۔ اب دونوں کاریں خطرناک رفتار کی حد کو پہنچ چکی تھیں۔ ایک بار چوہان کو خیال آیا کہ کیوں نہ وہ سیاہ کار کے پچھلے ٹائر پر فائر کر دے لیکن اس قدر رفتار سے دوڑتی ہوئی کار کا اگر ٹائر پھٹتا تو کار الٹنے سے ہرگز نہ بچتی۔ چنانچہ اس نے فی الحال تعاقب جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اچانک چوہان نے محسوس کیا اگلی کار کی رفتار کم ہو رہی ہے۔ کار کی رفتار کم

ہوتے دیکھ کر چوہان نے اپنی کار کی رفتار مزید بڑھائی اور پھر تیزی سے سیاہ کار سے آگے نکلتا چلا گیا۔ کچھ آگے جا کر اس نے رفتار کم کرتے ہوئے کار ترچھی کر کے سڑک کے درمیان روک دی۔ اچانک کار آگے آتے دیکھ کر سیاہ کار کے ڈرائیور نے بریک لگائے۔ ٹائروں کی آواز دور تک گونجی اور پھر کار سڑک پر سیاہ نشان بناتی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ سڑک کے دونوں طرف گھنے درخت تھے اور دور دور تک کوئی اور انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ چوہان نے فوراً ڈیش بورڈ کھول کر اس میں موجود اپنا مشین پسٹل نکالا اور دروازہ کھول کر کار سے باہر آ گیا۔ اس نے سیاہ کار کی طرف دیکھا۔ کار کی صرف ڈرائیونگ سیٹ پر ہی ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں چوہان پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ چوہان مشین پسٹل لئے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ ڈرائیور کے چہرے پر کوئی تردد نہ تھا۔

''کار سے باہر نکلو''...... چوہان نے اس کے قریب پہنچ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مسئلہ ہے جناب۔ پہلے آپ مجھ سے ریس لگاتے رہے۔ اب راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ میں مشین پسٹل بھی ہے۔ کیا مجھے لوٹنے کا ارادہ ہے لیکن میرے پاس کوئی خاص بڑی رقم نہیں ہے صرف چند ہزار ہوں گے اور وہ چند ہزار میں آپ کی

خدمت میں ویسے ہی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے لئے آپ کو مشین پسٹل نکالنے کی ضرورت نہیں تھی''...... اس آدمی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایک نوجوان آدمی تھا اور شکل وصورت سے پڑھا لکھا بھی دکھائی دے رہا تھا۔

''بس۔ بول چکے''...... چوہان نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''کیوں۔ کیا مطلب''...... وہ چونکا۔

''کار سے نیچے اترو۔ جلدی ورنہ......'' چوہان نے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن کیوں۔ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی کمال کا اداکار تھا۔ اگر چوہان نے اپنی آنکھوں سے اسے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار پر بم پھینکتے نہ دیکھا ہوتا تو وہ اس آدمی کی شاندار اداکاری پر یقیناً مخمصے کا شکار ہو جاتا کہ شاید کار پر بم پھینکنے والا یہ نوجوان نہیں ہے۔

''مجھے تمہاری اور تمہاری کار کی تلاشی لینی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''وہ کس لئے''...... نوجوان نے پوچھا۔

''میں نے تمہیں سڑک کے کنارے پر کھڑی سیاہ کار میں بم پھینکتے دیکھا تھا''...... چوہان نے کہا۔

''ارے ارے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھ پر اتنا بڑا الزام۔ آپ کون ہیں اور میں بھلا کیوں کسی پر بم سے حملہ کرتا۔

آپ مجھے کیا سمجھ رہے ہیں''...... نوجوان نے چونک کر کہا۔

''یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں۔ تم نے کار پر بم مار کر حملہ کیوں کیا''...... چوہان نے کہا۔

''میں نے حملہ نہیں کیا اور آپ اس طرح پولیس والوں کی طرح مجھ سے جرح کیوں کر رہے ہیں۔ کون ہیں آپ''...... نوجوان نے اس بار قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

''یہ میرا کارڈ ہے۔ پہلے اس کو دیکھ لو۔ پھر نہایت شرافت سے تلاشی دے دو''...... چوہان نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے بغیر دیکھے کارڈ جیب سے نکالا تھا۔ ایسے بے شمار کارڈ اس کے ساتھ ساتھ تمام ممبران کی جیبوں میں موجود رہتے تھے جو ضرورت کے وقت ان کے لئے کارآمد ثابت ہوتے تھے۔ نوجوان نے کارڈ لے کر اس پر نظر ڈالی اور زور سے اچھلا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ لیکن چوہان نے بھانپ لیا کہ اس کا خوف مصنوعی تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی کار سے نکلے گا اور چوہان پر حملہ کر دے گا اس لئے چوہان خاصا محتاط تھا اور کار کے دروازے سے کافی پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

''تو آپ کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے اور آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں۔ سوپر فیاض''...... نوجوان نے کارڈ دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... چوہان نے جواب دیا۔

''آپ ضرور میرے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں سر۔ میں نے کسی کار پر کوئی بم نہیں پھینکا ہے''...... نوجوان نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے بم پھینکا تھا اور پھر کار لے اُڑے تھے۔ میں اسی وقت سے تمہارا تعاقب کر رہا تھا''...... چوہان نے کہا۔

''ہونہہ۔ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ ڈرائیونگ میرا مشغلہ ہے۔ بہت سے مقابلے جیت چکا ہوں اور ہر وقت اس خوش فہمی میں رہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ ماہر ڈرائیور کوئی نہیں ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ بار بار مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں تو مجھ پر اپنی ریس لگانے کا بھوت سوار ہو گیا۔ بس میں نے رفتار تیز کر دی۔ پھر اور تیز کر دی پھر تیز کرتا چلا گیا''...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اصولی طور پر تمہیں تلاشی دینے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے''...... چوہان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ تلاشی لے لیں''...... نوجوان نے کہا۔

''اوکے۔ کار سے باہر آ جاؤ''...... چوہان نے کہا تو وہ نوجوان نیچے اتر آیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''اپنے ہاتھ سر سے اوپر کر لو''...... چوہان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں کوئی مجرم نہیں ہوں جو ہنڈز اپ کروں''۔

نوجوان نے جھلا کر کہا۔

''جو کہہ رہا ہوں وہ کرو''...... چوہان نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ پہلے آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں''......نوجوان نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب پھر تم کیا کرو گے''...... چوہان نے چونک کر پوچھا۔

''پھر میری باری ہو گی''......نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے ہاتھ اوپر کرو''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ چوہان نے اس کی اچھی طرح تلاشی لی۔ لیکن اس کے پاس سے کچھ نہ نکلا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... چوہان نے پوچھا۔

''مجھے اپنا نام بتانے کی ضرورت نہیں ہے''...... نوجوان نے منہ بنا کر کہا۔

''اپنا نام بتاؤ ورنہ......'' چوہان نے سرد لہجے میں کہا تو اس کا سرد لہجہ سن کر وہ اچھل پڑا۔

''آصف ۔ میرا نام آصف مقبول ہے''......نوجوان نے کہا۔

''اوکے۔ مسٹر آصف مقبول اب تم کار سے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ''...... چوہان نے کہا۔

''کیوں۔ اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں''......آصف نے چونک کر پوچھا۔

''کار کی تلاشی لوں گا''...... چوہان نے کہا۔

''اچھی بات ہے''......آصف نے بھنا کر کہا۔ اب چوہان نے کار کی تلاشی لی لیکن کچھ نہ ملا۔ اب تو چوہان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ جس طرح اس نوجوان نے سیاہ کار پر بم پھینکا تھا اسے اس کی کار سے کچھ نہ کچھ ملنا چاہئے تھا اور کچھ نہیں تو اس کے پاس سیلف ڈیفنس کے لئے ریوالور تو موجود ہونا چاہئے تھا لیکن اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔

''شکریہ مسٹر آصف مقبول۔ آپ اپنا شناختی کارڈ دکھا دیں''۔ چوہان نے کہا۔

''سوری۔ میں اپنا آئی ڈی کارڈ گھر بھول آیا ہوں''...... آصف مقبول نے کہا۔

''اپنا پتا اور فون نمبر لکھوائیں''...... چوہان نے کہا۔

''آخر اس کی اب کیا ضرورت ہے''...... آصف مقبول نے جھلا کر کہا۔

''ضرورت ہے۔ تم پتا اور فون نمبر لکھواؤ۔ یہ بھی بتاؤ کہ تم کیا کرتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''چوہدری مقبول کا بیٹا ہوں اگر تم نے ان کا نام سنا ہے تو پھر ان کا پتہ تمہیں معلوم ہی ہو گا''...... آصف مقبول نے کہا۔

''کیا کہا چوہدری مقبول۔ وہ پارلیمانی لیڈر''...... چوہان نے چونک کر کہا۔

''ہاں ہوگئی ناسٹی گم''...... آصف مقبول نے ہنس کر کہا۔

''نہیں۔ سٹی گم نہیں ہوئی''...... چوہان نے کہا۔ پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اس سے اس کے گھر کا فون نمبر معلوم کیا اور وہ نمبر پریس کرنے لگے۔

''اب تم کیا کرنے لگے''...... آصف مقبول نے پوچھا وہ آپ سے اب تم پر اتر آیا تھا۔

''تمہارے بیان کی تصدیق کرنا ضروری ہے''...... چوہان نے خشک لہجے میں کہا۔

''اچھا کرو جو کرنا ہے''...... آصف مقبول نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ اس کے بعد تمہاری باری ہے۔ یہی نا''...... چوہان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بالکل ایسا ہی ہو گا''...... اس بار آصف مقبول نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی وقت دوسری طرف زابطہ ہوگیا۔

''چوہدری مقبول بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

''میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سینئر آفیسر بول رہا ہوں''...... چوہان نے کہا۔

''آفیسر۔ کیا مطلب''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کا آصف مقبول نام کا بھی کوئی بیٹا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں کیوں۔ کیا اس نے کوئی غیر قانونی حرکت کی ہے۔ او سمجھ گیا۔ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی ہو گی۔ میں اس کی عادت سے تنگ آ گیا ہوں۔ کر دیں چالان کم بخت کا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وہ ٹریفک کانسٹیبل کرے گا''...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ اوہ سمجھ گیا۔ آپ اس وقت کہاں ہیں میرا آدمی وہیں آجائے گا آپ کے پاس۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو خوش کر کے لوٹے گا''...... چوہدری مقبول نے کہا۔

''سوری۔ آپ کو معلوم نہیں میں اور رشوت دو مختلف چیزیں ہیں جن کا کبھی میل نہیں ہو سکتا''...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ نے مجھے کیوں فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تصدیق کرنی تھی کہ آصف مقبول آپ کا بیٹا ہے یا نہیں''۔ چوہان نے کہا۔

''تو ہو گئی تصدیق''...... دوسری طرف سے جیسے منہ بنا کر کہا گیا۔

''جی ہاں۔ شکریہ''...... ان الفاظ کے ساتھ ہی چوہان نے منہ بناتے ہوئے فون بند کر دیا۔ چوہدری مقبول ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔

''تمہیں میرے ساتھ متعلقہ تھانے چلنا ہو گا۔ تمہارے والد ذرا

ٹیڑھے مزاج کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا دماغ بھی سیدھا کرنا ہوگا''...... چوہان نے کہا۔

''اس چکر میں تم خود کو سیدھا کروا لو گے اور کچھ نہیں ہو گا''...... آصف مقبول نے کہا۔

''کوئی بات نہیں''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''یہ۔ یہ کیا۔ تم مجھے کیوں پکڑ رہے ہو۔ آخر میرا جرم کیا ہے۔ کیا تلاشی دینے پر کوئی چیز ملی ہے تمہیں''...... آصف مقبول نے بھناتے ہوئے انداز میں کہا۔

''نہیں ملی اسی لئے تو ساتھ لے جا رہا ہوں۔ اگر کوئی چیز مل گئی ہوتی تو پھر یہاں سے تمہیں کوئی اور ساتھ لے کر جاتا''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ایک بات بھی اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی''۔ آصف مقبول نے کہا۔

''آجائے گی ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں ایک بات تمہیں بتا دیتا ہوں''...... چوہان نے کہا۔

''تمہاری مہربانی ہے کہ تم کم از کم ایک بات تو بتا رہے ہو۔ بتاؤ کیا بتانا ہے''...... آصف مقبول نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''سیاہ کار پر حملہ تم نے ہی کیا تھا''...... چوہان نے کہا۔

''غلط۔ بالکل غلط''...... آصف مقبول نے چلاتے ہوئے کہا۔

عین اس وقت اس کی جیب میں رکھے سیل فون کی گھنٹی بجی۔

''یہ تمہارے ڈیڈی کا فون ہوگا۔ انہیں بتا دو کہ میں تمہیں اپنے ساتھ تھانے لے جا رہا ہوں۔ اب تم سے وہیں دو دو باتیں کروں گا''...... چوہان نے کہا۔ آصف مقبول نے چوہان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور فون سیٹ جیب سے نکال کر بات کرنے لگا۔ اس نے اپنے باپ کو صورتحال بتائی اور فون بند کر دیا۔

''تم میری کار میں چلو گے میرے ساتھ۔ تمہاری کار کو یہاں سے تمہارے گھر بھجوا دیا جائے گا۔ پہلے اسے سڑک سے نیچے اتار کر بند کر دو۔ اور ہاں اگر کار میں بیٹھتے ہی تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو میں گولی مار کر ٹائر بلاسٹ دوں گا۔ پھر نہ کہنا میں نے بتایا نہیں تھا''...... چوہان نے کہا تو آصف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار سڑک سے اتار کر بند کر دی۔ پھر وہ اس کی کار میں آ بیٹھا۔ اب وہ چوہان کی باتوں پر خاموشی سے عمل کر رہا تھا۔ چوہان نے سیل فون جیب سے نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''صدیقی بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''میری بات دھیان سے سنو۔ ایک آدمی نے میرے سامنے ایک کار میں ہینڈ گرینیڈ پھینکا تھا۔ جس سے کار تباہ ہو گئی تھی اور کار کے ارد گرد لوگوں کو نقصان پہنچا تھا۔ وہ زخمی ہوئے ہیں یا ہلاک ہو گئے ہیں اس کا مجھے علم نہیں ہے لیکن جس آدمی نے اپنی کار سے

سیاہ کار میں بم پھینکا تھا اس کا میں نے تعاقب کر کے اسے پکڑ لیا ہے اور اب میں اسے لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہوں۔ تم فوراً وہاں پہنچ جاؤ۔ اس آدمی کا تعلق ایک سیاسی لیڈر سے ہے اس لئے یہ آسانی سے منہ نہیں کھول رہا۔ میں اس سے باقاعدہ پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں اس لئے تمہارے پاس لا رہا ہوں''...... چوہان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر میں ہی ہوں۔ تم لے آؤ۔ دیکھتے ہیں وہ کیسے منہ نہیں کھولتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''شکریہ''...... چوہان نے کہا اور فون آف کر دیا اور آصف مقبول کو لے کر فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گیا۔

آصف مقبول خاموش تھا اس نے چوہان کی کسی بات پر کوئی اختلاف نہیں کیا تھا۔ تقریباً پون گھنٹے کے سفر کے بعد چوہان آصف مقبول کو لئے فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے عمارت کے گیٹ کے پاس پہنچ کر مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو اسی لمحے گیٹ آٹو میٹک طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ صدیقی شاید کنٹرول روم میں تھا اس نے اسکرین پر چوہان کی کار دیکھ لی تھی اور اس کے لئے گیٹ خودکار طریقے سے کھول دیا تھا۔ چوہان نے کار پورچ میں روکی اور پھر کار سے اتر آیا۔ اس کے اشارے پر آصف مقبول بھی خاموشی سے کار سے نیچے آ گیا۔ چوہان اسے لے کر ایک کمرے میں آ گیا۔

''بیٹھو''...... چوہان نے کہا۔

''آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو''...... آصف مقبول نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر بے حد بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا''...... چوہان نے کہا۔ پھر صدیقی اندر داخل ہوا۔ نوجوان کو دیکھتے ہی وہ چونک اٹھا۔

''ارے یہ تو شاید آصف مقبول ہے۔ چوہدری مقبول کا بیٹا''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو تم اسے جانتے ہو''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے بارے میں اخبارات اور ٹی نیوز میں اکثر خبریں آتی رہتی ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''اس کے بارے میں اور کیا جانتے ہو''...... چوہان نے کہا۔

''یہ نہایت کھلنڈرا، تیز ترین ڈرائیونگ کرنے والا۔ روز چالان پر چالان کروانے والا۔ پولیس کی نظروں میں انتہائی ناپسندیدہ نوجوان ہے۔ اس کی حرکتوں سے پورا پولیس ڈیپارٹمنٹ تنگ ہے۔ جرائم کی دنیا میں بھی اس کا نام ہے۔ اسے اگر کرائم ماسٹر کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ کئی بار یہ جرم کرتا ہوا پکڑا گیا لیکن چونکہ اس کا باپ ایک سیاسی شخصیت ہے اس لئے وہ اپنے اثر و رسوخ سے اسے ہر بار چھڑا لیتا ہے''...... صدیقی نے بتایا۔

''اس بار اس نے جو جرم کیا ہے وہ یقیناً اس کے گلے کا پھندہ بن جائے گا میں نے اپنی آنکھوں سے اسے ایک کار میں ہینڈ گرنیڈ

چھینکتے دیکھا تھا۔ اس کار میں کتنے لوگ تھے اور ان کا کیا ہوا ہے اس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا لیکن بہرحال اس نے جو کیا ہے اس کی سزا تو اسے بھگتنا ہی پڑے گی''...... چوہان نے کہا۔

''غلط۔ بالکل غلط۔ میں نے کسی کار میں کوئی بم نہیں پھینکا اور نہ میرا اس معاملے سے کوئی تعلق ہے۔ تم خواہ مخواہ مجھ سے الجھ رہے ہو اور یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ اگر تمہارا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے تو پھر تم مجھے اس ویران علاقے اور اس ویران کوٹھی میں کیوں لائے ہو''...... آصف مقبول نے چیخ کر کہا۔

''یہ خاص لوگوں کے لئے خاص جگہ ہے۔ جہاں ہم سکون سے بات کرتے ہیں اور اگر کوئی ہمیں احمق بنانے کی کوشش کرے تو پھر ہم اس کی ساری عقلمندی اس کی ناک کے راستے باہر نکال دیتے ہیں''...... صدیقی نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے تحمل بھرے لہجے میں کہا۔

''تم دونوں غلط کر رہے ہو۔ بہت غلط''...... آصف مقبول نے دھمکی دینے والے لہجے میں کہا۔

''اور تم نے جو کیا ہے۔ کیا وہ صحیح تھا''...... چوہان نے غرا کر کہا۔

''میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے۔ تم بلا وجہ رائی کا پہاڑ بنا رہے ہو''...... آصف مقبول نے غرا کر کہا۔

''رائی کا پہاڑ کیسے بنایا جاتا ہے یہ تمہیں آج پتہ چل جائے

گا''...... چوہان نے غرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ میں نے کسی کار پر بم سے حملہ کیا تھا''...... آصف مقبول نے غرا کر کہا۔

''کسی خوش فہمی میں نہ رہو مسٹر۔ میں تمہیں ایسے ہی یہاں نہیں لایا ہوں۔ تم نے اپنے جرم کا ایک ثبوت چھوڑا تھا۔ بہت بڑا ثبوت''...... چوہان نے کہا تو آصف مقبول بری طرح سے اچھل پڑا۔

''بہت بڑا ثبوت۔ کیا مطلب''...... آصف مقبول نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا جسے دیکھ کر چوہان اور صدیقی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

جولیا ہسپتال سے فارغ ہو کر اپنے فلیٹ آ گئی تھی۔ صفدر اور تنویر بھی اس کے ساتھ اس کے فلیٹ میں آ گئے تھے۔ ان تینوں کے ہاتھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ جولیا اور تنویر کے سروں پر بھی بینڈ تیج تھے۔ جولیا ان کے لئے کافی بنا لائی تھی اور وہ تینوں کافی پینے میں مصروف تھے اور اسی بات پر ڈسکس کر رہے تھے کہ آخر وہ حملہ آور کون تھے۔ کیا انہوں نے ان پر حملہ کیا تھا یا ان کا نشانہ آفاق زبیری کی کار تھا۔ کیا دشمن یہ سمجھ رہے تھے کہ آفاق زبیری خود انہیں لینے کے لئے آئے تھے اور انہوں نے موقع کا فائدہ اٹھا کر آفاق زبیری کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔

''مجھے تو یقین ہے کہ حملہ آور کا نشانہ ہم نہیں بلکہ آفاق زبیری ہی تھا۔ کار بلٹ پروف تھی۔ سائیڈ سے گزرنے والی کار سے اس وقت بم پھینکا گیا جب کار کے دروازے ہمارے لئے کھولے گئے تھے۔ بم کار کے اندر گرا تھا جس نے کار کو تباہ کر دیا۔ اگر ہم کار

کے اندر ہوتے تو ہمارا بچنا ناممکن تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ ہم پر اللہ کا بہت کرم ہوا ہے۔ ورنہ اس اچانک ہونے والے حملے میں ہمارا بچنا ناممکن تھا''......تنویر نے کہا۔

''لیکن چیف نے ہمیں واپس کیوں بھیج دیا ہے۔ اس حملے سے تو صاف پتہ چل رہا ہے کہ آفاق زبیری واقعی کسی بڑی مصیبت میں ہے اور ہم اس تک نہ پہنچ سکیں اس لئے اس کار کو ہی تباہ کر دیا گیا جو ہمیں لینے بھیجی گئی تھی''...... صفدر نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید جولیا اور تنویر کی باتیں نہ سنی تھیں کیونکہ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

''تو کیا تمہیں یقین ہے کہ اس کار کو اس لئے تباہ کیا گیا ہے کہ ہم آفاق زبیری تک نہ پہنچ سکیں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے''...... صفدر نے کہا اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے سامنے میز پر رکھے ہوئے جولیا کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے میز سے سیل فون اٹھایا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگی۔ اسکرین کے ڈسپلے پر آفاق زبیری کا نام تھا۔ یہ نمبر چیف نے ہی اسے دیا تھا جسے جولیا نے اپنے سیل فون میں فیڈ کر لیا تھا۔

''آفاق زبیری کی کال ہے''...... جولیا نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یس''...... جولیا نے فون رسیو کر کے اس کا لاؤڈر آن کرتے

ہوئے کہا تا کہ صفدر اور تنویر بھی کال سن سکیں۔

’’آفاق زبیری بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے آفاق زبیری کی آواز سنائی دی۔

’’جی فرمائیں آفاق زبیری صاحب‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’آپ تینوں کا کیا حال ہے۔ میں آپ لوگوں کے لئے بہت پریشان ہوں آپ لوگ تو بلاوجہ الجھ گئے اس معاملے میں‘‘۔ آفاق زبیری نے کہا۔

’’کوئی بات نہیں جناب یہ سب تو ہماری زندگی کا حصہ ہے۔ ہمارے ساتھ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’بہتر ہے کہ آپ لوگ اب میری طرف نہ آئیں۔ اپنے دشمنوں سے میں خود نپٹ لوں گا۔ انہوں نے میرے صبر کا جتنا امتحان لینا تھا لے لیا ہے۔ اب میری باری ہے اور اب میں نے انہیں ناکوں چنے چبوانے کا فیصلہ کر لیا ہے‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’یہ کیسے ہوسکتا ہے جناب‘‘...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

’’کیا کیسے ہوسکتا ہے‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’یہ کہ ہم نہ آئیں۔ اب تو ہمیں آنا ہو گا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’آپ بلاوجہ خود کو خطرات میں ڈالیں گے‘‘...... آفاق زبیری نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

’’کوئی بات نہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم ڈرنے والے نہیں

ہیں۔ چیف نے ہمیں روکا ہوا ہے ورنہ اب تک ہم آپ کے پاس پہنچ گئے ہوتے لیکن بہرحال جلد ہی ہم وہاں آ کر مجرموں کا خواب خاک میں ملا دیں گے‘‘...... جولیا نے جلدی جلدی کہا۔

’’کیا کہا آپ نے۔ مجرموں کا خواب‘‘...... آفاق زبیری نے چونک کر پوچھا۔

’’ہاں۔ یہ مجرموں کا خواب ہی ہے کہ وہ ہمیں آپ کے پاس آنے سے روکنا چاہتے ہیں اور ہم ان کا یہ خواب کبھی پورا نہ ہونے دیں گے۔ ہم ان کے مذموم عزائم مٹی میں ملا دیں گے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اس کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ یہاں آ کر آپ لوگ میری الجھن میں اضافہ کریں گے۔ جیسا کہ اب بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ بات میرے لئے انتہائی تکلیف وہ ہے کہ میری وجہ سے آپ زخمی ہوئے ہیں‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’اب ہم ان مجرموں کو معاف نہیں کر سکتے جناب۔ اب تو ان سے ہمارا مقابلہ ہو کر رہے گا۔ چیف سے اجازت ملتے ہی ہم آپ کے پاس پہنچ جائیں گے‘‘...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ہونہہ۔ میں آپ کو کس طرح سمجھاؤں۔ مجھے آپ لوگوں کی ضرورت نہیں ہے‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’حیرت ہے جناب خیر ہم ڈاکٹر عبدالغنی کو بتا دیتے ہیں کہ آپ ہماری مدد نہیں لینا چاہتے‘‘...... اس بار جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ جس سے مرضی بات کریں۔ بس میری طرف نہ آئیں۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میری اور میرے دشمنوں کی لڑائی ہے۔ میں کمزور یا بزدل نہیں ہوں۔ مجھ تک پہنچنا ان کے لئے ناممکن ہے اور اگر وہ مجھ تک پہنچ بھی گئے تو زندہ نہیں بچ سکیں گے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''آپ کی ان سے دشمنی کیا ہے یا آپ سے انہیں دشمنی کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ وہ بلا وجہ میرے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ نجانے وہ کیا چاہتے ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کب کا انہیں گرفتار کرا چکا ہوتا کیونکہ اس صورت میں میں سمجھ جاتا وہ کون لوگ ہیں اور کیوں مجھ تک پہنچنا چاہتے ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''تب تو آپ کو ہماری مدد کی اشد ضرورت ہے جناب۔ آپ ہمیں اپنے پاس آنے سے نہ روکیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اور تنویر خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

''وہ کیسے''...... آفاق زبیری نے چونک کر کہا۔

''ہمارا تعلق ایک سراغ رساں ایجنسی سے ہے اور اگر آپ ہمیں موقع دیں تو ہم اس بات کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کون ہیں اور کس وجہ سے آپ کے دشمن بن گئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس پہلو پر میں نے دھیان نہیں دیا تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''تو پھر اب اس پہلو پر سوچ لیں اور پھر ہمیں فون کر کے بتا دیں کہ ہماری ضرورت آپ نے محسوس کی یا نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں سوچ کر تمہیں بتاتا ہوں''...... دوسری طرف سے آفاق زبیری نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔

''اب کیا کہتے ہو''...... جولیا نے سیل فون میز پر رکھ کر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم فی الحال کوئی خیال قائم نہیں کر سکتے۔ آفاق زبیری خوش دلی سے ہماری مدد لینے کے لئے رضامند نہیں ہیں۔ دراصل یہ فیصلہ صرف ڈاکٹر عبدالغنی کا تھا۔ جبکہ آفاق زبیری چاہتے ہیں کہ ہم ان کے معاملے میں ٹانگ نہ اڑائیں۔ البتہ آپ کی یہ بات سن کر وہ ہمیں بلانے پر نیم رضامند ہوئے ہیں کہ ہم ان کے دشمنوں کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ جبکہ وہ یہ کام نہیں کر سکتے''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے۔ ہم وہاں جا رہے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں شاید''...... جولیا نے کہا۔

''چیف نے ہمیں واپس بھیج دیا تھا۔ جب تک وہ کال نہیں کرتے ہم آفاق زبیری کی طرف نہیں جا سکتے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر ہمیں انتظار کر لینا چاہئے''...... تنویر نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فون دوسرے کمرے میں تھا جولیا اٹھی اور فون سننے

چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"کیا ہوا۔ اسے مسکراتے دیکھ کر صفدر اور تنویر نے ایک ساتھ کہا۔

"چیف کی کال تھی۔ انہوں نے ہمیں آفاق زبیری کا پتہ بتایا ہے اور ہمیں فوری طور پر ان کے پاس پہنچنے کا کہا ہے۔ آفاق زبیری کی عمران سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے عمران سے کہا ہے کہ وہ ہمیں بھیج دیں"...... جولیا نے کہا۔

"بہت خوب۔ تو پھر چلیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ چلو"...... جولیا نے کہا۔ وہ تینوں اٹھے اور فلیٹ سے نکل کر باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جولیا انہیں لئے چیف کے بتائے ہوئے پتے کی جانب اُڑی جا رہی تھی۔ جنگل میں پہنچ کر وہ آفاق زبیری کی الگ تھلگ اور جنگلی قلعے جیسی رہائش گاہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے واقعی اپنی حفاظت کا زبردست انتظام کر رکھا تھا۔ ایک ہزار میٹر کے دائرے میں جگہ جگہ انہیں مسلح افراد بھی دکھائی دے رہے تھے جو جنگل کے ہر حصے پر نظریں رکھے ہوئے تھے۔ مسلح افراد کو شاید ان کی آمد کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ ان سے پوچھ گچھ کے بعد انہیں رہائش گاہ کے گیٹ تک پہنچنے دیا گیا۔ ان کے رہائش گاہ تک پہنچنے کی لئے آفاق زبیری نے کئی حفاظتی انتظامات کو آف کر دیا تھا تاکہ انہیں گیٹ تک پہنچنے میں دقت کا

سامنا نہ کرنا پڑے۔ جب وہ گیٹ کے پاس پہنچے تو گیٹ آٹو میٹک طریقے سے کھل گیا۔ جولیا کار اندر لے گئی اور پورچ میں لے جا کر روک دی۔ رہائش گاہ کے اندر بھی مسلح افراد موجود تھے۔ چھت پر بھی چار آدمی موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں۔

"آفاق زبیری نے تو اپنی حفاظت کا زبردست انتظام کر رکھا ہے۔ اس قدر حفاظتی انتظام تو حاضر سروس بیوروکریٹ کے بھی نہیں ہوتے"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان انتظامات کو دیکھ کر لگتا ہے کہ معاملہ واقعی انتہائی گمبھیر ہے"۔ تنویر نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ کار سے نکل کر باہر آئے ہی تھے کہ اسی لمحے دو مسلح افراد تیز تیز چلتے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔

"کیا آپ محکمہ سراغ رسانی سے آئے ہیں"...... ان میں سے ایک آدمی نے ان تینوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے"...... اس آدمی نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

"کس بات کا افسوس"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ اندر نہیں جا سکتے۔ صاحب کا حکم ہے کہ آپ کو یہیں

سے واپس بھجوا دیا جائے''...... اس نوجوان نے کہا تو وہ تینوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''واپس بھجوا دیا جائے۔ کیا مطلب۔ آفاق زبیری نے تو ہمیں خود یہاں آنے کی اجازت دی تھی''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب ان کا ہی حکم ہے کہ آپ کو اندر نہ آنے دیا جائے اور یہیں سے واپس بھیج دیا جائے''...... اس آدمی نے کہا تو وہ تینوں حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنا شروع ہو گئے۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... چند لمحے تک انہیں گھورتے رہنے کے بعد صفدر نے کہا۔

''کیوں جناب۔ ہو کیوں نہیں سکتا''...... نوجوان نے پوچھا۔

''مطلب یہ کہ ہمارے ادارے کے چیف نے ہمیں بھیجا ہے اور اس سلسلے میں آفاق زبیری صاحب سے بھی بات ہوئی۔ آفاق زبیری صاحب نے ہمیں یہاں آنے کی اجازت دی۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے ہدایات دی ہیں کہ ہمیں اندر نہ آنے دیا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ہمیں یہی ہدایات ملی ہیں البتہ انہوں نے کہا تھا آپ سے فون پر بات کرا دی جائے''...... نوجوان نے کہا۔

''یہ سب کیا کھیل ہے۔ کبھی کچھ کہا جا رہا ہے اور کبھی کچھ۔ آخر آفاق زبیری صاحب ہم سے چاہتے کیا ہیں''...... تنویر نے

جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں جناب۔ ہم ان کے حکم کے پابند ہیں اور بس''...... نوجوان نے جواب دیا تو ان تینوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا آپ ہمیں ایک بار آفاق زبیری سے ملوا سکتے ہیں''۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ وہ مصروف ہیں۔ البتہ آپ چاہیں تو میں فون پر ان سے آپ کی بات کرا سکتا ہوں''...... نوجوان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرائیں بات''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو نوجوان نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''وہ پہنچ چکے ہیں سر۔ میں نے انہیں آپ کا پیغام دے دیا ہے لیکن وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... نوجوان نے کہا پھر آفاق زبیری نے اس سے کچھ کہا تو اس نے یس سر کہہ کر کان سے سیل فون ہٹایا اور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''ہم آپ کی رہائش گاہ میں پہنچ چکے ہیں جناب لیکن یہاں ہم نے نیا حکم سنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے۔ لیکن اب صورتحال بہت عجیب ہو گئی ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''میرے نامعلوم دشمن کی جانب سے مجھے کال آئی تھی۔ اس نے مجھے واضح دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے آپ لوگوں کو اپنی رہائش گاہ کے اندر قدم رکھنے دیا تو وہ ہر طرف آگ لگا دینے والے فائر میزائل فائر کر دیں گے۔ اس سے میری رہائش گاہ کو کوئی نقصان پہنچے یا نہ پہنچے لیکن میری حفاظت پر مامور میرا کوئی بھی ساتھی زندہ نہیں بچے گا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ ان سے ڈر گئے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ میں اتنے لوگوں کا خون اپنے سر پر نہیں لے سکتا ہوں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''او کے۔ آپ کی یہی مرضی ہے تو ایسا ہی سہی۔ آپ ایک بار عمران سے بات کر لیں اور پھر عمران سے کہیں کہ وہ مجھے کال کرے۔ اگر اس نے ہمیں واپس آنے کا کہا تو ہم خاموشی سے یہاں سے چلے جائیں گے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں اس وقت کسی اور کو فون نہیں کر سکتا۔ آپ لوگوں کو اپنی جان پیاری ہے تو جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کریں اور یہاں سے واپس چلے جائیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''او کے۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں لیکن آپ کم از کم ہمارے ایک سوال کا جواب تو دے دیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ وہ کیا''...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

''آپ سے ان لوگوں کی دشمنی کیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کاش میں جانتا۔ تو فوراً آپ کو بتا دیتا رونا تو یہی ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''تب تو ہم آپ کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ بہت بہت۔ آپ کو زحمت ہوئی لیکن آپ خود سوچیں۔ آپ کی وجہ سے میں اتنے لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ کیسے مول لوں۔ اس لئے پلیز میرا نہیں تو میرے ان ساتھیوں کی زندگیوں کا سوچیں جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میری حفاظت کر رہے ہیں''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ انہوں نے حملہ کر دیا ہے۔ وہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں''...... فون سے آفاق زبیری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی فون آف ہو گیا۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی رہائش گاہ کے اندر موجود مسلح افراد تیزی سے ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے اور انہوں نے فوراً اپنی پوزیشن سنبھالنی شروع کر دی۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی فوراً جیبوں سے مشین پسٹل نکال لئے۔ اسی لمحے ایک کمرے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی دوڑتا ہوا باہر آ گیا۔ اس کا

چہرہ اور اس کا قد کاٹھ دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ یہ آفاق زبیری ہو سکتے ہیں۔

''میں آفاق زبیری ہوں۔ آپ سب فوراً اندرونی کمروں میں چلے جائیں۔ دشمنوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور انہوں نے جنگل کے چاروں طرف پوزیشن سنبھال رکھی ہے۔ وہ ہر طرف سے دور مار اسلحے سے فائرنگ کر رہے ہیں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہم ان کا مقابلہ کریں گے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے آدمی انہیں سنبھال لیں گے''...... آفاق زبیری نے کہا۔ اسی لمحے انہیں زائیں زائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں اور پھر انہوں نے سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے میزائل رہائش گاہ کی طرف آتے دیکھے۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا۔ میزائل چاروں طرف سے فائر کئے جا رہے تھے جو رہائش گاہ کی چھت، لان اور صحن میں آ کر گر رہے تھے۔ ان میزائلوں سے عمارت کے کسی حصے کو نقصان نہ پہنچ رہا تھا۔ شاید آفاق زبیری نے پوری عمارت ریڈ بلاکس کی بنوائی ہوئی تھی لیکن میزائل پھٹے تو ان کے پھٹنے سے زبردست رزشس ہو رہی تھی اور آگ کے شعلے اور دھواں پھیل رہا تھا۔ آفاق زبیری کے مسلح گارڈز ان میزائلوں سے بچنے کے لئے تیزی سے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھی تیزی سے

صحن کی طرف دوڑے اور انہوں نے فوراً صحن میں موجود پلرز کی آڑ لے لی۔ آفاق زبیری بھی دوڑتا ہوا ایک پلر کی آڑ میں آ گیا۔

دشمنوں نے پوری قوت سے حملہ کیا تھا۔ میزائلوں کے ساتھ ساتھ اب ہر طرف سے گولیاں بھی برستی ہوئی آ رہی تھیں۔ رہائش گاہ کے اندر فائرنگ کرنے کے لئے شاید مجرموں نے درختوں کا سہارا لیا تھا اور اونچے درختوں پر چڑھ کر ہیوی گنوں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ گولیاں زمین، چھت اور دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹ رہی تھیں لیکن ان کی شدت میں کوئی کمی نہ آ رہی تھی۔

''کیا آپ کی یہ رہائش گاہ بلٹ پروف ہے''...... صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ ساری عمارت مکمل طور پر ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت پر ایٹم بم کا بھی اثر نہیں ہو سکتا لیکن یہاں جس انداز میں فائرنگ کی جا رہی ہے اور آگ لگانے والے میزائل برسائے جا رہے ہیں وہ یہاں موجود محافظوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ لوگ بلندی سے عمارت کے اندر فائرنگ کر رہے ہیں اور میزائل برسا رہے ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''عمارت کے اندر موجود محافظ تو ادھر ادھر چھپ کر اپنی جانیں بچا لیں گے لیکن عمارت کے باہر جو محافظ موجود ہیں ان کا کیا ہو گا۔ وہ تو شاید ہی اس قدر شدید فائرنگ اور میزائلوں سے بچ سکیں''۔ صفدر نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نے عمارت میں داخل ہونے کے لئے باہر چند خفیہ راستے بنائے ہوئے ہیں۔ اس قدر شدید فائرنگ سے بچنے کے لئے میرے آدمی یقیناً ان راستوں سے اندر داخل ہو کر عمارت کے تہہ خانے میں پہنچ چکے ہوں گے“...... آفاق زبیری نے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے“...... جولیا نے کہا۔ دوسری طرف سے ہونے والی فائرنگ میں کافی شدت آ گئی تھی۔ وہ تینوں جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھے اور پھر وہ دیوار کے ساتھ لگ گئے۔ تنویر نے احتیاط سے سر اٹھا کر دوسری طرف دیکھا تو کئی گولیاں ٹھیک اس کے سر سے گزرتی چلی گئیں۔ اس نے فوراً سر نیچے کر لیا۔

”وہ شاید ٹیلی نائٹ اسکوپ سے دیکھ کر تاک تاک کر فائرنگ کر رہے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”وہ ہماری فائرنگ رینج سے باہر ہیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی دور مار رائفل موجود ہے“...... صفدر نے آفاق زبیری سے مخاطب ہو کر کہا جو جھکے جھکے انداز میں ہی دوڑتے ہوئے ان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اس دیوار کے پاس ایک شیڈ سا بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف سے ہونے والی گولیاں اس شیڈ پر برس رہی تھیں اور چھت پر جیسے گولیوں کے ڈھیر لگتے جا رہے تھے۔

”نہیں۔ دور مار رائفل تو نہیں ہے لیکن میرے پاس منی میزائل گن ضرور موجود ہے۔ کہیں تو نیچے جا کر لے آؤں“...... آفاق

زبیری نے کہا۔

”ہاں۔ اس کی ہمیں ضرورت پڑے گی۔ جائیں جلدی جا کر منی میزائل گن لے آئیں“...... تنویر نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر برستی گولیوں میں جھکے جھکے اور زگ زیگ انداز میں زینوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ تنویر اور صفدر بار بار پلروں کی اوٹ سے سر نکال کر دشمنوں کی پوزیشن دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کام میں انہیں نہایت تیزی سے کام لینا پڑ رہا تھا کیونکہ جیسے ہی وہ سر نکالتے اسی لمحے بے شمار گولیاں آتی اور ان کے سروں کے اوپر سے گزر جاتیں یا دیوار پر پڑتی تھیں۔

”اب کیا کریں“...... صفدر نے کہا۔

” صاحب اگر منی میزائل گن لے آئیں تو ہم ان کی فائرنگ روک سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے آفاق زبیری تیزی سے اوپر آئے اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے ان کے پاس آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں منی میزائل گن تھی۔ آفاق زبیری نے منی میزائل گن صفدر کو دے دی۔ ساتھ ہی انہوں نے جیبوں سے منی میزائلوں کے کئی میگزین نکال کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ صفدر نے گن کا لاک ہٹایا اور پھر اس نے ہاتھ اوپر کیا اور پھر وہ لگاتار گن کا بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ منی میزائل گن سے منی میزائل نکلے اور تیزی سے سامنے کی جانب اُڑتے چلے گئے۔ ابھی

چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ جنگل کی طرف سے انہیں یکے بعد دیگرے بے شمار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور اس طرف سے ہونے والی فائرنگ رک گئی۔

"شاید ان میزائلوں نے کام کر دکھایا ہے۔ اس طرف مزید میزائل فائر کرو"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے منی میزائل گن میں میگزین بدلا اور پھر اس نے دوسری طرف میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ دھماکوں کی آوازوں کے ساتھ اس طرف سے ہونے والی فائرنگ بھی رک گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک ہر طرف سے فائرنگ رک گئی۔

"کیا ہوا۔ کیا یہ لوگ میزائلوں سے ڈر گئے ہیں"...... فائرنگ رکتے دیکھ کر آفاق زبیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا"...... صفدر نے کہا۔ اسی لمحے انہیں دور سے پولیس موبائلز کے سائرن کی آوازیں سنائی دیں۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ نے پولیس کو کال کر کے بلایا ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ میں نے تو کوئی کال نہیں کیا۔ شاید یہاں ہونے والی فائرنگ اور دھماکوں نے کسی قریبی علاقے کی پولیس کو اس طرف متوجہ کیا ہے"...... آفاق زبیری نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"کیا آپ پولیس والوں کو یہاں آنے دیں گے"...... صفدر نے

پوچھا۔

"ہاں۔ میں قانون پر پوری طرح سے عملدرآمد کرنے کا قائل ہوں۔ پولیس یہاں آ کر پوچھ گچھ کرے گی اور میں انہیں تسلی بخش جواب دے دوں گا"...... آفاق زبیری نے کہا۔ اس وقت تک پولیس کی کئی موبائلز جنگل کے گرد گھومتی ہوئیں سامنے والے راستے سے اس طرف آتی دکھائی دیں۔ شاید مجرم بھی پولیس موبائلز کے سائرنوں کی آوازیں سن کر خاموش ہو گئے تھے یا پھر وہاں سے نکل گئے تھے کیونکہ ان کے سر اٹھا لینے کے باوجود اب ان پر کوئی فائرنگ نہ کی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے دو پولیس وینیں اس طرف آتے دیکھیں۔

"میں خود باہر جا کر ان سے بات کرتا ہوں"...... آفاق زبیری نے کہا اور تیزی سے مڑ کر زینوں کی طرف بھاگ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت سے نکل کر پولیس وین کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ وینوں سے مسلح پولیس نکل کر باہر آ گئی تھی۔ ان کے ساتھ ایک انسپکٹر بھی دکھائی دے رہا تھا۔ آفاق زبیری کو دیکھ کر انسپکٹر تیزی سے ان کی طرف لپکا اور پھر وہ دونوں آپس میں باتیں کرنا شروع ہو گئے۔ پولیس انسپکٹر کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا ہینڈ بیگ تھا جو اس نے بغل میں دبا رکھا تھا۔

انسپکٹر نجانے آفاق زبیری سے کیا بات کر رہا تھا۔ پھر انہوں نے اس انسپکٹر کو آفاق زبیری کے ساتھ گیٹ کی طرف آتے

دیکھا۔ اس کے ساتھ آنے والے سپاہی وہیں رک گئے۔

"آؤ نیچے چلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں یہ انسپکٹر صاحب کیا کہتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو جولیا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ تیز تیز چلتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ پولیس انسپکٹر اور آفاق زبیری اندر آ گئے تھے اور انسپکٹر بڑے غور سے عمارت کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا یہ لوگ بھی آپ کے مسلح محافظ ہیں"...... انہیں دیکھ کر انسپکٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔ انہوں نے دیکھا اس کی وردی پر اس کے نام کا بیج لگا ہوا تھا جس پر اس کا نام شیراز قادری تحریر تھا۔

"جی نہیں۔ ان کا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے اور یہ یہاں میری حفاظت کے لئے آئے ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"آپ کس ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں"...... انسپکٹر شیراز نے ان تینوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"فور سٹارز سے"...... صفدر نے جواب دیا تو انسپکٹر شیراز چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ تو خاصی معروف ایجنسی ہے لیکن اس بات کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ کا تعلق واقعی فور سٹارز سے ہے۔ کیا آپ مجھے اپنے شناخت نامے دکھا سکتے ہیں"...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

"ہم یہاں آفاق زبیری صاحب کے کہنے پر آئے ہیں۔ ان

کی ہمارے چیف سے بات ہوئی تھی اور چیف نے انہیں ہمارے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ اسی لئے آپ کو ہم ان کی رہائش گاہ میں اور ان کے ساتھ دکھائی دے رہے ہیں۔ اگر آپ ہمیں مشکوک سمجھ رہے ہیں تو اس بات کا خیال اپنے ذہن سے نکال دیں"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن شناخت نامے دکھانے میں کیا حرج ہے"۔ انسپکٹر شیراز نے کہا۔

"آپ فور سٹارز کے بارے میں جانتے ہیں تو آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایجنسی انتہائی باوسائل ہے۔ جو سوائے پرائم منسٹر کے اور کسی کو جواب دہ نہیں ہے"...... تنویر نے غرا کر کہا تو انسپکٹر شیراز خاموش ہو گیا۔

"کیا آپ ان سے مطمئن ہیں"...... انسپکٹر شیراز نے اس بار آفاق زبیری سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں مطمئن ہوں۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... آفاق زبیری نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو یہی سہی"...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔ وہ صحن میں چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھ رہا تھا پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا۔

"ایک منٹ رکو انسپکٹر"...... اچانک جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو انسپکٹر شیراز رک گیا اور ان کی طرف مڑا۔

"اب کیا ہوا"...... انسپکٹر شیراز نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"آپ اپنا ہینڈ بیگ بھولے جا رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

انسپکٹر شیراز چونک کر مڑا اور ایک پلر کے پاس پڑا ہوا اپنا ہینڈ بیگ دیکھ کر چونک پڑا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"حد ہو گئی۔ میری یادداشت کس قدر کمزور ہو گئی ہے"...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔ وہ واپس لوٹا۔ بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف چلا۔

"آؤ۔ ہم جنگل کی طرف چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں کسی کی لاش مل جائے۔ شاید آفاق زبیری صاحب انہیں پہچانتے ہوں"...... جولیا نے کہا اور باہر کی طرف چل پڑی۔

"میں بھی چلتا ہوں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"آئیں"...... صفدر نے کہا۔ وہ باہر نکل آئے۔ جولیا نے دیکھا انسپکٹر شیراز اپنی جیپ میں بیٹھ رہا تھا۔ وہ دوڑ کر اس کی طرف آئی۔

"انسپکٹر صاحب۔ آپ کا ہینڈ بیگ کہاں ہے"...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے وہ میرا ہینڈ بیگ"...... اس نے جیپ میں بیٹھے سپاہیوں کی طرف مڑ کر دیکھا۔

"سر۔ جب آپ اندر سے باہر آئے تھے تو ہینڈ بیگ آپ کے ہاتھ میں نہیں تھا"...... سپاہی نے کہا۔

"حد ہو گئی۔ اس کا مطلب ہے۔ میں بیگ پھر کہیں اندر ہی

بھول گیا۔ ایک منٹ"...... اس نے کہا اور اندر کی طرف لپکا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے لپکی۔ اندرونی دروازے کے پاس ہی بیگ فرش پر اسے نظر آیا۔ انسپکٹر شیراز اس کو اٹھا رہا تھا کہ جولیا بول اٹھی۔

"ایک منٹ انسپکٹر شیراز"...... جولیا نے کہا۔

"اب کیا ہے"...... انسپکٹر شیراز نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"بیگ تو آپ کے ہاتھ میں تھا پھر آپ نے یہ فرش پر کیوں رکھ دیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں نے یہاں پتلون کی بیلٹ ٹائٹ کی تھی۔ اس لئے ہینڈ بیگ رکھنا پڑا"...... اس نے فوراً کہا۔

"ہونہہ۔ آپ زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لیں فوراً"...... جولیا نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا تو آفاق زبیری، صفدر اور تنویر جو اس کے ساتھ ہی اندر آ گئے تھے چونک پڑے۔ جولیا کے مشین پسٹل کا رخ اپنی جانب دیکھ کر انسپکٹر شیراز کا رنگ اڑ گیا۔

ہوٹس اندر داخل ہوا تو باس چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ہوٹس کے چہرے پر اب بھی ناکامی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"کیا ہوا۔ تمہارے چہرے پر اب بھی ناکامی کے تاثرات دکھائی دے رہے ہیں"...... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... ہوٹس نے کہا تو باس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"بیٹھو"...... باس نے کہا تو ہوٹس سر ہلا کر میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب کیا مسئلہ ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ اب تم آفاق زبیری تک پہنچ جاؤ گے اور اس سے ایم ون حاصل کر لاؤ گے"...... باس نے کہا۔

"آفاق زبیری ضرورت سے زیادہ ہی چالاک ہے باس۔ ہم

اس جگہ کا سروے کر رہے تھے جہاں سے ہمیں سرنگ بنانی تھی۔ اس کے لئے ہم نے ایک خاص جگہ کا انتخاب بھی کر لیا تھا لیکن پھر اچانک وہاں پر بے شمار گاڑیاں آ کر رکیں۔ ان گاڑیوں میں تقریباً سو سے زائد افراد تھے۔ وہ سب کے سب مسلح تھے اور انہوں نے گاڑیوں سے نکلتے ہی آفاق زبیری کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ ان میں کئی افراد رہائش گاہ کے اندر گئے تھے لیکن زیادہ افراد رہائش گاہ کے باہر تھے اور ایک کمانڈر انہیں پورے جنگل میں پھیلنے کا کہہ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں مسلح افراد نے جنگل میں پہنچ کر ہر طرف پوزیشنیں سنبھال لیں۔ مسلح افراد کی موجودگی میں ہم وہاں سرنگ نہیں بنا سکتے تھے اس لئے ہمیں خاموشی سے وہاں سے نکلنا پڑا۔ اس کے بعد ہم نے کئی بار اس علاقے کا جائزہ لیا لیکن مسلح افراد پورے جنگل میں پھیل گئے تھے اور انہوں نے آفاق زبیری کی رہائش گاہ کا مکمل کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ ہم کوشش کے باوجود وہاں سرنگ نہیں بنا سکتے تھے کیونکہ اگر ہم دور جا کر بھی وہاں زمین کھودنا شروع کر دیتے تو وہاں ہونے والی دھمک ان مسلح افراد کو چونکنے پر مجبور کر سکتی تھی۔ اس لئے میں نے رسک نہیں لیا تھا"...... ہوٹس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس میں رسک والی کون سی بات ہے۔ اگر وہاں مسلح محافظ موجود ہیں تو ان پر اٹیک کر کے ان سب کو ختم کر دو۔ ان سب کو ہلاک کرنے کے بعد تو وہاں سرنگ بنائی جا سکتی ہے"۔ باس

نے منہ بنا کر کہا۔

"مسلح افراد کا تعلق رینجرز سے ہے باس جو شاید آفاق زبیری نے خاص طور پر کال کر کے بلائے ہیں۔ آنے والوں کی تعداد سو سے زائد ہے۔ اگر ہم انہیں ختم کر دیں گے تو ان کی جگہ وہاں اور مسلح افراد پہنچ جائیں گے۔ ابھی تک تو انہوں نے محض عمارت اور جنگل کے اندر کا چارج لیا ہے۔ ان سب کی ہلاکت سے ان سے بڑی تعداد پورے جنگل کو اپنے حصار میں لے لے گی۔ پھر ہم عمارت تک تو کیا شاید جنگل کے قریب بھی نہ پھٹک سکیں"۔ ہوٹس نے کہا تو باس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ شخص تو ہمارے لئے مسلسل سر درد بنتا چلا جا رہا ہے۔ اس تک آخر کیسے پہنچا جائے"...... باس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہ سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں باس۔ میں آفاق زبیری کو جس قدر سافٹ ٹارگٹ سمجھ رہا تھا یہ اتنا ہی ہارڈ ٹارگٹ بن گیا ہے"...... ہوٹس نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"ٹارگ بول رہا ہوں"...... باس نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

"سپیشل کال ہے۔ ٹی ون آن کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹی ون کا سن کر باس بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف اور پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا ہوا باس"...... ہوٹس نے باس کی یہ حالت دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بگ باس کی کال آ رہی ہے"...... باس نے کہا اور اس نے رسیور رکھا اور فون سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔ بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے چند نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ٹارگ بول رہا ہوں"...... باس نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بگ باس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو ٹارگ کے چہرے پر موجود خوف کے تاثرات مزید گہرے ہو گئے۔

"یس بگ باس۔ حکم"...... باس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب تم کیا کراتے پھر رہے ہو ٹارگ۔ پندرہ سے زیادہ

دن ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک تم آفاق زبیری تک نہیں پہنچ سکے اور نہ اس سے ایم ون حاصل کر سکے ہو۔ کیا یہ ہے تمہاری کارکردگی“...... دوسری طرف سے بگ باس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو باس کی حالت غیر ہو گئی۔

”مم مم۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہوں چیف لیکن آفاق زبیری نے اپنی حفاظت کا ناقابل تسخیر بندوبست کر رکھا ہے۔ وہ اپنے بل سے باہر نکلتا ہی نہیں ہے اور اس کے بل میں گھسنا ہمارے لئے مشکل ثابت ہو رہا ہے“...... باس نے ڈرتے ڈرتے لہجے میں کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ اس کام کے لئے تم نے ہوٹس اور اس کے گروپ کو آگے کر رکھا ہے اور خود اپنے آفس میں بیٹھے رہتے ہو۔ ہوٹس نے سوائے جنگل میں جا کر چیکنگ کرنے کے اور کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ آفاق زبیری نے جو سائنسی انتظامات کر رکھے تھے ان سے وہ آسانی سے نپٹ سکتا تھا لیکن اس نے ایسی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں اتنی بڑی، فعال اور طاقتور ساکال تنظیم کا چیف یہاں آنکھیں بند کر کے بیٹھا ہوا ہوں۔ تم نے اور ہوٹس نے اب تک جو کارروائی کی ہے اس کا ایک فیصد بھی رزلٹ نہیں نکلا ہے اور ہوٹس ایک بار پھر ناکامی سے منہ لٹکا کر تمہارے سامنے آ بیٹھا ہے“...... دوسری طرف سے بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کی باتیں سن کر باس کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات پھیلتے چلے گئے اور وہ پریشانی کے عالم میں اپنے دفتر میں سر گھما گھما کر دیکھنے لگا جیسے یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ بگ باس اسے کہاں سے اور کیسے دیکھ رہا ہے۔ چونکہ وہ فون پر بات کر رہا تھا اور اس نے فون کا لاؤڈر آن نہ کیا تھا اس لئے ہوٹس ان کی باتیں نہ سن سکتا تھا البتہ وہ باس ٹارگ کے اس طرح اپنے دفتر کے چاروں طرف دیکھنے پر حیران ضرور ہو رہا تھا کہ باس آخر اپنے دفتر میں کیا ڈھنڈنے کی کوشش کر رہا ہے۔

”ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہو نانسنس۔ میری بات دھیان سے سنو“...... دوسری طرف سے بگ باس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو باس یکلخت بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ بگ باس کے اس انداز میں بات کرنے کا مطلب واضح تھا کہ وہ اسے ڈائریکٹ دیکھ رہا تھا۔

”یس۔ یس بگ باس“...... ٹارگ نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”تم سے اور تمہارے ساتھی ہوٹس سے کچھ نہیں ہو رہا ہے اس لئے اب تمہیں اور ہوٹس کو آفاق زبیری کے معاملے میں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کام پر میں نے پاکیشیا میں ساکال کے دوسرے گروپ کو لگا دیا ہے۔ اس معاملے کو اب وہ ہینڈل کرے گا اور اب وہی گروپ آفاق زبیری تک پہنچے گا اور اس سے ایم ون حاصل کرے گا“...... دوسری طرف سے بگ باس نے اسی طرح

غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس بگ باس۔ جیسا آپ کا حکم۔ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا"...... ٹارگ نے فوراً کہا۔ یہ سن کر اس کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا تھا کہ بگ باس نے اسے آفاق زبیری کے معاملے سے پیچھے ہٹنے کا کہہ دیا تھا جو واقعی اس کے لئے سر درد بنا ہوا تھا۔

"تمہارا گروپ فوری طور پر ختم کیا جا رہا ہے۔ تم، ہوٹس اور اس کے ساتھ جتنے بھی افراد ہیں کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ تمہارے پاس چوبیس گھنٹے ہیں۔ ان چوبیس گھنٹوں کے بعد نہ تمیں نظر آنے چاہئے اور نہ ہوٹس اور اس کے ساتھی۔ چوبیس گھنٹوں کے بعد اگر تم میں سے کوئی بھی اس شہر میں دکھائی دیا تو ساکال کے موت کے فرشتے اسے ختم کر دیں گے۔ سمجھ گئے تم"...... دوسری طرف سے چیف نے غراتے ہوئے کہا اور باس ٹارگ بری طرح سے کانپ کر رہ گیا۔

"یس۔ یس چیف"...... باس ٹارگ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم، ہوٹس اور اس کے سارے ساتھی دوسرے شہر میں جا کر روپوش ہو جاؤ گے اور جب تک میرا اگلا حکم نہ ملے تم باہر نہیں آؤ گے۔ عمران اور پاکیشیا سے سیکرٹ سروس سے بچنے کے لئے یہی ایک راستہ ہے"...... دوسری طرف سے بگ باس نے سخت لہجے

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ باس ٹارگ کے چہرے پر موت کا سا خوف چھایا ہوا تھا۔ وہ کافی دیر تک رسیور کان سے لگائے رہا۔ جیسے بگ باس نے جادوئی چھڑی گھما کر اسے پتھر کے بت میں بدل دیا ہو۔ پھر جیسے اسے ہوش آ گیا۔ اس رسیور کان سے ہٹایا اور پھر کانپتے ہاتھوں سے رسیور کو کریڈل پر رکھ دیا۔ ہوٹس حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ باس ٹارگ کا رنگ ہلدی کی مانند زرد ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا باس"...... ہوٹس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"سب ختم ہو گیا۔ سب کچھ ختم ہو گیا ہے"...... چیف ٹارگ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو ہوٹس چونک پڑا۔

"سب ختم ہو گیا ہے۔ کیا مطلب باس۔ میں کچھ سمجھا نہیں"۔ ہوٹس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بگ باس کی ہم سب پر گہری نظر ہے۔ وہ ہماری ایک ایک حرکت نوٹ کرتا ہے۔ اسے ساری تفصیلات کا علم ہے کہ میں تم سے کیا بات کرتا ہوں اور تم نے اب تک آفاق زبیری تک پہنچنے کے لئے کیا کیا کارروائیاں کی ہیں۔ اس کے خیال میں ہم انتہائی نکمے اور کام چور ہیں اور بگ باس کو یہ پریشانی لاحق ہو گئی ہے کہ ہماری وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس الرٹ ہو گئی ہے۔ بگ باس کا حکم ہے کہ ہمیں ان کے سامنے نہیں آنا ہے اس لئے ہمیں فوری طور پر یہ شہر چھوڑ کر انڈر گراؤنڈ ہونا ہے"...... باس ٹارگ نے تیز

تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے بارے میں کیسے علم ہو گیا۔ ہم تو صرف اس جنگل تک ہی محدود تھے اور ہمارا پاکیشیا سیکرٹ سروس تو کیا کسی اور ایجنسی سے بھی سامنا نہیں ہوا ہے''...... ہوٹس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ آفاق زبیری نے تم سب کو دیکھ لیا ہو اور اس نے اعلیٰ حکام کو مطلع کر دیا ہو اور جس طرح آفاق زبیری نے جنگل میں ہر طرف کیمرے لگا رکھے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی اس نے تصویریں بھی حاصل کر لی ہوں جو اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچا دی ہوں۔ بہرحال کچھ بھی ممکن ہے۔ ہمارے لئے اس وقت بگ باس کا حکم اہم ہے اور ہمیں اس پر عمل کرنا ہے''...... باس ٹارگ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کرتا ہوں اور انہیں لے کر فوراً یہاں سے نکل جاتا ہوں''...... ہوٹس نے کہا۔

''ہاں۔ نکل جاؤ اور یہاں سے جاتے ہی انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ بگ باس کے کہنے کے مطابق اگلے چوبیس گھنٹوں بعد ہم میں کوئی بھی دکھائی دیا تو ساکال کے موت کے فرشتے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے گا''...... باس ٹارگ نے کہا تو موت کے فرشتوں کا سن کر ہوٹس بھی کانپ کر رہ گیا۔

''مم مم۔ موت کے فرشتے۔ تو کیا ساکال کے موت کے فرشتے

بھی یہاں پہنچے ہوئے ہیں''...... ہوٹس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جس طرح بگ باس نے ان کا نام لیا ہے مجھے یقین ہے کہ ساکال کے موت کے فرشتے یہاں موجود ہیں اور بگ باس ہماری بجائے آفاق زبیری کے سلسلے میں اب انہیں ہی آگے لانا چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ ہمیں اس معاملے سے الگ ہونے کا کہہ رہا ہے''...... باس ٹارگ نے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ ہمارے لئے تو آفاق زبیری واقعی انتہائی پیچیدہ مسئلہ بن گیا تھا۔ اس کے لئے ساکال کے موت کے فرشتے ہی ٹھیک رہیں گے۔ وہ پاتال کی آخری تہہ میں بھی چھپے ہوئے دشمنوں کو بھی کھینچ نکالتے ہیں ان کے سامنے واقعی آفاق زبیری کی کوئی حیثیت نہ ہو گی''...... ہوٹس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اب ان باتوں کو چھوڑو اور جا کر اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کرو اور ان کے ساتھ اس شہر کو چھوڑ دو۔ میں بھی یہاں سے جانے کی تیاری کرتا ہوں''...... باس ٹارگ نے کہا۔

''اوکے باس''...... ہوٹس نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اپنے پاس بی فائیو ٹرانسمیٹر رکھنا اور اسے ہر وقت آن رہنے دینا۔ ضرورت پڑنے پر میں تمہیں کال کر سکتا ہوں''...... باس نے کہا تو ہوٹس نے اثبات میں سر ہلایا اور اسے سلام کر کے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"کیا ثبوت ہے بتاؤ"...... چوہان کی بات سن کر آصف مقبول نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں جس کار میں تمہارا تعاقب کر رہا تھا۔ اس کار میں کیمرہ لگا ہوا ہے اور وہ کیمرہ آن ہے۔ تم نے جب سیاہ کار پر بم پھینکا تھا اس وقت کا منظر یقیناً اس کیمرے میں ریکارڈ ہو چکا ہے۔ میں ابھی جا کر اپنی کار کے کیمرے سے میموری کارڈ نکال لاتا ہوں۔ اس کیمرے میں جو منظر بھی ریکارڈ ہوا ہے اسے دیکھ کر تمہیں اپنے جھوٹ پر خود ہی ندامت ہو گی اور تم مان لو گے کہ میں نے جو کہا ہے وہ غلط نہیں ہے"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایک لمحے کے لئے آصف مقبول خاموش ہو گیا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ لاؤ اس کیمرے کی تصویریں۔ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے

گا۔ اگر اس کیمرے کی فوٹیج کے مطابق میں نے ہی سیاہ کار پر بم پھینکا تھا تو تم مجھے ابھی اور اسی وقت گولی مار دینا"...... آصف مقبول نے بے حد مطمئن لہجے میں کہا اور اس کا اطمینان دیکھ کر چوہان کو پہلی بار تشویش لاحق ہونے لگی اور وہ سوچنے لگا کہ آیا واقعی اس نے اسی کار سے ہاتھ نکلتے دیکھا تھا جس نے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار پر بم پھینکا تھا۔

"کیا ہوا۔ اب چپ کیوں ہو گئے ہو۔ جاؤ اور جا کر لاؤ کیمرے کی فوٹیج"...... آصف مقبول نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ رکو میں ابھی آتا ہوں"...... چوہان نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے صدیقی کو اشارہ کیا تو صدیقی بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر باہر آ گئے۔ کمرے سے باہر آتے ہی صدیقی نے دروازہ بند کر دیا۔

"یہ تو بے حد مطمئن دکھائی دے رہا ہے جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔ کہیں واقعی تمہیں اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی تو نہیں ہو گئی ہے"...... باہر آتے ہی صدیقی نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسی غلط فہمی۔ میں نے اسی کار سے ہاتھ نکلتے اور کار میں بم پھینکتے دیکھا تھا اور پھر میں فوراً اس کار کے پیچھے لگ گیا تھا۔ میں نے اس کی اور اس کی کار کی تلاشی لی تھی لیکن اس سے اور اس کی

کار سے کچھ نہ ملا تھا۔ اس کے باوجود مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہی وہ آدمی تھا جس نے سیاہ کار پر حملہ کیا تھا۔ اس حملے میں نجانے ان لوگوں کا کیا ہوا ہوگا جو کار میں موجود تھے اور جن سے کار کو اچھل کر ٹکراتے دیکھا تھا ان کیا ہوا ہوگا''...... چوہان نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں اتنا یقین ہے کہ یہ وہی آدمی ہے تو پھر یہ اس قدر مطمئن کیوں ہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ یا تو یہ کمال کا اداکار ہے یا پھر''...... چوہان کہتے کہتے رک گیا۔

''یا پھر کیا''...... صدیقی نے پوچھا۔

''یا پھر اسے اپنے باپ پر بہت زیادہ بھروسہ ہے کہ وہ اسے ہر مسئلہ سے آسانی سے آزاد کرا سکتا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ اس کی سوچ یقیناً یہی ہو گی لیکن میں نے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اگر وہ اداکاری بھی کر رہا ہوتا تو میری نظروں سے نہ چھپ سکتا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر مجھے ایسے کوئی تاثرات دکھائی نہیں دیئے ہیں جن سے پتہ چل سکتا ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہی بات میں نے بھی محسوس کی ہے۔ وہ بڑی ڈھٹائی سے کام لے رہا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''تم کار سے کیمرے کا میموری کارڈ لے آؤ پھر اس کا جھوٹ

پکڑا جائے گا۔ اس میں موجود فوٹیج اس کے جھوٹ کا پردہ فاش کر دے گی''...... صدیقی نے کہا۔

''میرے کیمرے میں اس کی کوئی فوٹیج نہیں ہے''...... چوہان نے منہ بنا کر کہا تو صدیقی چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ابھی تو تم نے کہا تھا کہ تم جب اس کا پیچھا کر رہے تھے تو تمہاری کار کا سپائی کیمرہ آن تھا اور اب......'' صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے اسے ڈرانے کے لئے یہ بات کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ کیمرے کا سن کر وہ چونک پڑے گا لیکن وہ ایک لمحے کے لئے ہی خاموش ہوا تھا مگر اس کے چہرے پر کوئی پریشانی ظاہر نہیں ہوئی تھی''...... چوہان نے کہا۔

''تو تمہارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ حملہ اسی نے کیا تھا''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ فی الحال واقعی میرے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن میں اپنی آنکھوں کا دیکھا کیسے جھٹلا سکتا ہوں''۔ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جو بھی ہے۔ اس آدمی کا تعلق ایک نامور آدمی سے ہے۔ اسے نقصان پہنچانا مناسب نہیں ہو گا''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو''...... چوہان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو کیا کریں۔ سچ تو اس نے بولنا نہیں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''فی الحال اسے چھوڑ دیتے ہیں لیکن اس کی نگرانی جاری رکھیں گے اس بار ہم نارمل طریقے سے کام کریں گے''...... چوہان نے سوچتے ہوئے کہا۔

''نارمل طریقے سے۔ کیا مطلب''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''عام سراغ رسانوں کی طرح۔ ہم اس کی بھرپور نگرانی کریں گے اور اس کی ہر حرکت پر نظر کریں گے تاکہ اس کے خلاف ایسا ثبوت حاصل کیا جائے جو اس کے گلے کا پھندہ ثابت ہو''۔ چوہان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہی صورت باقی رہ گئی ہے۔ لیکن اسے چھوڑیں گے کیا کہہ کر''...... صدیقی نے پوچھا۔

''آسان ہے۔ اسے ہاف آف کر کے بیچ راستے میں کہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ میں اسے جن راستوں سے لایا ہوں مجھے یقین ہے کہ اسے ہیڈ کوارٹر کے راستوں کا علم نہ ہوا ہو گا اور اس کے سامنے ہم دونوں ہی میک اپ میں ہیں۔ ہمیں اگر یہ ساری زندگی بھی ڈھونڈتا رہے گا تب بھی تلاش نہ کر پائے گا''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی بھی مسکرا دیا۔

''اگر اسے بے ہوش ہی کرنا ہے تو اس کے سیل فون اور اس کی ریسٹ واچ میں ہم ڈبل پن لگا دیتے ہیں تاکہ اس کا سائنسی

طریقے سے اس کی نگرانی کی جائے۔ اس طرح اس کا کال ریکارڈ بھی چیک کیا جا سکتا ہے اور اس پر لائیو نظر بھی رکھی جا سکتی ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''ریسٹ واچ اور سیل فون میں ڈبل پن لگانے سے بہتر ہے کہ ہم اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس چھپا دیں۔ پھر وہ کہیں بھی جائے کسی سے بھی بات کرے اس کے بارے میں ہمیں پوری معلومات ملتی رہیں گی۔ اس کا زخم ہم ریڈ ریز سے مٹا سکتے ہیں۔ اسے اس بات کا علم ہی نہیں ہو گا کہ ہم نے اس کے جسم پر زخم لگا کر اس کے جسم کے اندر ڈیوائس چھپائی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ مناسب ہے لیکن اس کے لئے ہمیں اسے چوبیس گھنٹوں تک اپنے پاس ہی رکھنا ہو گا۔ چوبیس گھنٹوں کے بعد ہی اس کا زخم پوری طرح سے مندمل ہو گا''...... صدیقی نے کہا۔

''تو اس میں کیا مسئلہ ہے۔ چوبیس گھنٹوں تک یہ کہاں ہے کسی کو اس بات کا علم ہی نہیں ہو گا۔ اس کا باپ زیادہ سے زیادہ پولیس کو ہی ہر طرف دوڑاتا پھرے گا اور کیا کر سکتا ہے وہ''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تب اسے بے ہوش کرو۔ میں اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس لگانے کے انتظامات کرتا ہوں''...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں الگ الگ سمتوں میں چلے گئے۔ چوہان کچن میں گیا تھا۔ اس نے کچن میں جا کر

ریفریجریٹر سے پانی کی ایک بوتل نکالی اور پھر وہ کچن سے باہر نکل کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے کمرے کی الماری کھولی اور اس کے ایک خانے سے ایک چھوٹی سی ٹیبلٹ نکال لی۔ اس نے پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولا اور وہ گولی اس میں ڈال دی۔ اس نے ڈھکن بند کیا اور بوتل کو ہلانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں گولی پانی میں گھل گئی۔ اس گولی سے پانی کے رنگ میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی کیونکہ گولی کا نہ کوئی ذائقہ تھا اور نہ رنگ۔ چوہان بوتل لئے تیز تیز چلتا ہوا اس کمرے میں آ گیا جہاں آصف مقبول موجود تھا۔ وہ کمرے میں نہایت بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ چوہان کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

''کیا کر رہے ہو تم۔ کہاں ہے وہ ثبوت''...... آصف نے تیز اور ناگوار لہجے میں کہا۔

''میرا ساتھی اسے کیمرے کی میموری سے نکال رہا ہے۔ تم بس دس منٹ اور انتظار کرو''...... چوہان نے کہا اور پانی کی بوتل اس کی جانب اچھال دی۔ آصف مقبول نے ہوا میں ہی پانی کی بوتل دبوچ لی۔ اسے بوتل دبوچتے دیکھ کر چوہان تیزی سے مڑا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ کنٹرول روم میں پہنچ گیا جہاں صدیقی پہلے سے ہی موجود تھا۔ سامنے دیوار پر ایک اسکرین روشن تھی جس پر اسی کمرے کا منظر دکھائی دے رہا تھا جس میں آصف مقبول موجود تھا۔ پانی کی بوتل بدستور اس کے

ہاتھ میں تھی اور وہ خاصا بے چین دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں جدید ماڈل کا سیل فون تھا جس کی طرف وہ بار بار دیکھ رہا تھا۔

''کیا ہوا۔ یہ اس قدر بے چین کیوں ہو رہا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''یہ اپنے سیل فون سے کال کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن میں نے جیمر سسٹم آن کر رکھا ہے اس لئے یہ نہ تو کال کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کال اسے موصول ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ ڈسٹرب اور پریشان ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا کیا کہ تم نے جیمر آن کر دیا ہے ورنہ متعلقہ پولیس اس کے سیل فون سے اس کی لوکیشن ٹریس کر کے یہاں پہنچ سکتی تھی''۔ چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس کے سیل فون کو ہیک کر کے وہ ساری معلومات بھی ضائع کر دی ہیں کہ یہ کن کن راستوں سے یہاں پہنچا تھا۔ اس کی لاسٹ لوکیشن وہی باقی ہے جہاں سے تم نے اسے پکڑا تھا''...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اسکرین پر آصف مقبول پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ کبھی وہ جا کر کرسی پر بیٹھ جاتا اور کبھی اٹھ کر بے چینی کے عالم میں ٹہلنے لگا اور کبھی دروازے کے پاس آ کر دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارتا ہوا آوازیں دینا شروع ہو جاتا۔ چونکہ اسکرین

پر ساؤنڈ سسٹم آن نہ تھا اس لئے انہیں یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کس کا نام لے کر آوازیں دے رہا ہے۔

''اب یہ پانی کیوں نہیں پی رہا ہے''...... چوہان نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''کیا ملایا ہے تم نے پانی میں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''بی سکس ٹیبلٹ''...... چوہان نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ اس ٹیبلٹ سے یہ طویل مدت کے لئے بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر ہم اس کا چھوٹا سا آپریشن کریں گے اور اس کے جسم کے اندر زیرو ڈیوائس چھپا دیں گے۔ اس کے بعد اس کا زخم مندمل کر دیں گے اور چوبیس گھنٹے بعد اسے ہوش میں آنے سے پہلے باہر لے جا کر کسی مقام پر چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد یہ آزاد ہونے کے باوجود ہر وقت ہماری نگاہوں کے سامنے رہے گا۔ اس معاملے میں اگر اس کا ہاتھ ہے تو پھر اس کا سارا کچا چٹھا ہمارے سامنے آ جائے گا''...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آصف مقبول کچھ دیر بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتا رہا پھر وہ جیسے تنگ آ کر ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹہلنے کے دوران پانی کی بوتل دوسری کرسی پر رکھ دی تھی۔ اس بار کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے پانی کی بوتل کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر پانی کی بوتل اٹھا لی اور اس کا ڈھکن کھولنے

لگا۔ صدیقی اور چوہان دلچسپی سے آصف مقبول کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے بوتل کا ڈھکن اتار کر ایک طرف پھینکا اور پھر اس نے بوتل کو منہ سے لگا لیا اور یوں پانی پینا شروع ہو گیا جیسے وہ صدیوں کا پیاسا ہو۔ اس نے اس وقت تک پانی کی بوتل منہ سے نہ ہٹائی جب تک پانی کا ایک ایک قطرہ اس کے حلق میں نہ اتر گیا۔

''ہو گیا کام''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو۔ تم نے انسپکٹر صاحب پر گن کیوں تان لی ہے۔ یہ قانون کے محافظ ہیں''...... آفاق زبیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انسپکٹر شیراز کے چہرے پر بھی حیرت اور غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے جولیا کا یہ اقدام اسے پسند نہ آیا ہو۔

''آپ اسے کیا کہیں گے آفاق زبیری صاحب کہ جب قانون کے محافظ ہی قانون توڑنے لگ جائیں تو''...... جولیا نے طنزیہ کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا اس نے قانون توڑا ہے''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں یہی بات ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس۔ کہیں آپ نیند میں تو نہیں ہیں''...... انسپکٹر شیراز نے منہ بنایا۔

''نہیں۔ میں نیند میں صرف سوتے وقت ہی ہوتی ہوں۔ اس

وقت میں جاگ رہی ہوں اور جاگتے میں سونا میری عادت نہیں ہے''۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر بتائیں کہ میں نے کون سا قانون توڑا ہے جو آپ نے اس طرح مجھ پر گن تان لی ہے''...... انسپکٹر شیراز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ ہینڈ بیگ اپنے ساتھ نہ لے جا کر آپ نے قانون توڑا ہے بلکہ دو بار جان بوجھ کر اس ہینڈ بیگ کو آپ نے یہاں چھوڑ کر بھی قانون شکنی کی ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ میں بتا چکا ہوں۔ میں بیگ بھول گیا تھا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''اتنی سی دیر میں آپ دوبارہ کیسے بیگ بھول سکتے ہیں۔ پہلے آپ صحن میں یہ بیگ بھولے جا رہے تھے۔ میرے ٹوکنے پر آپ نے اس کو اٹھا لیا۔ پھر دروازے سے نکلتے ہی آپ نے اس کو فرش پر رکھ دیا۔ وجہ آپ نے یہ بتائی کہ آپ اس کو رکھ کر اپنی پتلون کی بیلٹ کسنے لگے تھے کہ چلتے وقت پھر بھول گئے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ بوڑھا ہو گیا ہوں اور اس بڑھانے میں اکثر یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس میں انوکھی بات کون سی ہے''...... انسپکٹر شیراز نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں آپ کی بات مان لیتی ہوں کہ آپ واقعی اپنا ہینڈ بیگ بھول کر یہاں چھوڑ کر جا رہے تھے لیکن ہم آپ کی بات

پر تب یقین کریں گے جب آپ ہمیں یہ بیگ خود کھول کر دکھائیں گے''...... جولیا نے کہا تو انسپکٹر شیراز نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا آپ مجھ پر شک کر رہی ہیں''......انسپکٹر شیراز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمارا اور آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہی ایسا ہے انسپکٹر شیراز صاحب کہ ہم جس پر چاہیں شک کر سکتے ہیں اور اسی شک کی بنیاد پر ہم اور آپ بڑے بڑے کیس حل کرتے ہیں''...... اس بار صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تو کیا آپ کے خیال میں اس کے ہینڈ بیگ میں کوئی ایسی ویسی چیز ہے''......تنویر نے کہا۔

''ایسی ویسی چیز سے آپ کی کیا مراد ہے''...... انسپکٹر شیراز نے بھنا کر کہا۔

''بس آپ بیگ کھول کر دکھا دیں''...... جولیا نے کہا۔

''اچھی بات ہے''...... اس نے کہا اور ہاتھ جیب کی طرف لے گیا۔

''خبردار۔ آپ جیب میں ہاتھ نہ ڈالیں بیگ کھول کر دکھائیں''...... جولیا نے کہا۔

''چابی تو جیب سے نکالنا ہوگی۔ میرے ہینڈ بیگ پر لاک لگا ہوا ہے''...... انسپکٹر شیراز نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ۔ اچھا۔ چابی ہم خود نکال کر دیں گے آپ کو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حد ہوگئی۔ آپ تو حد سے زیادہ وہمی ہیں''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں''......تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ جیب میں واقعی چابیوں کا چھلا موجود تھا۔ تنویر نے چھلا اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس میں سیٹی بھی تھی۔ چھلا ہاتھ میں لیتے ہی اس نے سیٹی منہ سے لگائی اور اس کو بجا دیا۔

''یہ کیا''......تنویر نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ جب بیگ کھولوں گا۔ اس وقت میرے ماتحت بھی یہاں ہونے چاہئیں تاکہ وہ میری گواہی دے سکیں''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''اوہ اچھا''......تنویر نے کہا۔ اسی وقت اس کے ماتحت دوڑتے ہوئے اندر آ گئے۔

''کیا معاملہ ہے سر''......اس کے ایک ماتحت نے پوچھا۔

''تم دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے مجھ پر گن تان رکھی ہے۔ قانون کے ایک محافظ پر''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''کیوں جناب۔ یہ کیا حرکت''...... ایک ماتحت نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

''اپنے آفیسر سے کہیں۔ اپنا بیگ کھول کر دکھائیں۔ یہ پہلے پولیس آفیسر ہیں جو ڈیوٹی کے دوران بیگ اٹھائے پھر رہے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''میں اس میں اپنی ذاتی ضرورت کی چیزیں اور دوائیں رکھتا ہوں''...... انسپکٹر شیراز نے جھلا کر کہا۔

''تو ان ذاتی ضرورت کی چیزوں اور ادویات کو دکھا دینے میں کیا حرج ہے''...... جولیا نے کہا۔

''آپ پہلے مشین پسٹل جیب میں رکھیں''...... انسپکٹر شیراز نے تلملا کر کہا۔

''اوہ اچھا۔ یہ لیں''...... جولیا نے کہا اور مشین پسٹل جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

''ان تینوں کو گرفتار کر لو۔ انہوں نے قانون کے محافظ پر مشین پسٹل تانا ہے اور میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں''...... جولیا کے مشین پسٹل رکھتے ہی انسپکٹر شیراز نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔

''اوکے سر''...... اس کے ماتحتوں نے کہا۔

''لیکن بیگ کی تلاشی دینے کے بعد''...... صفدر نے غرا کر کہا۔ ساتھ ہی ان تینوں کے ہاتھوں میں دوبارہ مشین پسٹل نظر آئے یہ دیکھ کر پولیس والے دھک سے رہ گئے۔ اس قدر پھرتی کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ انسپکٹر شیراز بھی سکتے میں آ گیا۔

''آپ اپنے آفیسر کا بیگ کھولیں ورنہ میں فائر کرنے لگا

ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ رکو۔ رکو۔ ایک منٹ''...... ایک سپاہی نے کانپ کر کہا۔ پھر اس نے بیگ کھول ڈالا۔ دوسرے لمحے وہ سب بری طرح اچھلے کیونکہ بیگ میں ایک میگا پاور بم موجود تھا۔

''بب۔ بب۔ بم۔ یہ کیا۔ یہ تو بم ہے۔ میگا پاور بم''...... کرنل آفاق زبیری نے بم دیکھ کر لرزیدہ لہجے میں کہا۔

''اسی لئے یہ صاحب بیگ کو یہاں چھوڑے جا رہے تھے۔ جب یہ آئے تھے تو میں ان کی بغل میں بیگ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی تھی پھر جب یہ بیگ کو چھوڑ کر جانے لگے تو مجھے اور بھی حیرت ہوئی۔ میں نے انہیں ٹوکا تو انہوں نے مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ جب کہ بات خوش ہونے والی تھی کہ میں نے انہیں ان کا بیگ یاد دلایا تھا۔ خیر بیگ تو انہوں نے اٹھا لیا۔ لیکن میرا ان پر شک اور زیادہ گہرا ہو گیا۔ لہٰذا میں ان کے پیچھے چلی گئی۔ دیکھا تو یہ پھر بغیر بیگ کے جا رہے تھے۔ اب تو میرا ماتھا ٹھنکا اس بار میں نے انہیں ٹوکا تو یہ اور بھی تلملائے لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا۔ جبکہ میں نے بھانپ لیا۔ اسی لئے میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ یہ بیگ کھول کر دکھائیں۔ پہلے ہم اس بم کو چیک کر لیں پھر انسپکٹر شیراز صاحب سے دو دو باتیں کریں گے''...... جولیا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کمال ہو گیا۔ اللہ کا شکر ہے۔ آپ لوگ یہاں موجود تھے

ورنہ ہم تو آج گئے تھے کام سے''...... کرنل آفاق زبیری نے جلدی جلدی کہا۔

''جی نہیں ہم یہاں نہ ہوتے تب بھی آپ کا بال بیکا نہ ہوتا اس بم سے آپ کی موت نہیں لکھی تھی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔صفدر نے بم اٹھا کر چیک کر کے واپس بیگ میں رکھ دیا۔انسپکٹر شیراز اور اس کے ساتھی بت بنے کھڑے تھے۔تنویر اور جولیا کے مشین پسٹل برابر ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

''لیکن جناب۔ اس میں ہمارا کیا قصور۔ ہمیں کیا معلوم کہ ہمارے آفیسر کا کیا پروگرام تھا۔ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ آپ گرفتار کریں انہیں۔ ہمارا کیا جرم ہے''...... ایک سپاہی نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر آپ کا اس معاملے سے کوئی تعلق ثابت نہ ہوا تو آپ کو جانے کی اجازت دے دی جائے گی لیکن فی الحال تو آپ کو رکنا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... سپاہی نے کہا۔اب وہ انسپکٹر شیراز کی طرف مڑے۔

''آپ اب کیا کہتے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ یہ بم میرے بیگ میں کس نے رکھا ہے''......انسپکٹر شیراز نے ڈھٹائی سے کہا۔

''تو اس پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھا لئے جائیں گے۔ اس

وقت آپ کا کیا جواب ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''میری انگلیوں کے نشانات بھلا اس پر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس پر تو آپ کی انگلیوں کے نشانات ملیں گے۔ کیونکہ آپ نے بم ابھی ہاتھوں میں لیا تھا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''ہم اتنے بے وقوف نہیں۔ جتنے کہ آپ خیال کر بیٹھے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں''......انسپکٹر شیراز کے لہجے میں حیرت تھی۔

''مطلب یہ کہ میں نے اسے اس طرح پکڑا تھا کہ اس پر موجود انگلیوں کے نشانات ضائع نہیں ہوئے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ''...... انسپکٹر شیراز نے دانتوں سے ہونٹ چبا کر کہا۔ پہلی مرتبہ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نظر آئے۔ صفدر نے تنویر کو اشارہ کیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور غیر محسوس انداز میں انسپکٹر شیراز کی طرف بڑھا۔

''آپ سب باہر چلے جائیں۔ ہمیں علیحدگی میں انسپکٹر صاحب سے چند باتیں کرنی ہیں''...... جولیا نے صفدر کو تنویر کو اشارہ کرتے دیکھ کر سپاہیوں سے کہا تو سپاہیوں نے انسپکٹر شیراز کی طرف دیکھا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ تم۔ میں ابھی آتا ہوں''...... انسپکٹر شیراز نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سپاہیوں نے اثبات میں سر ہلائے اور مڑ کر تیز تیز چلتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

''ہاں۔ انسپکٹر صاحب۔ اب آپ کیا کہیں گے''...... جولیا نے

انسپکٹر شیراز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا وہی جواب ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرے ہینڈ بیگ میں یہ بم کہاں سے آیا ہے"...... انسپکٹر شیراز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تنویر انسپکٹر شیراز کے عین پیچھے آیا اور اسی لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے انسپکٹر شیراز کے سر پر پڑا۔ انسپکٹر شیراز اس ناگہانی آفت کے لئے تیار نہ تھا۔ اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی۔ وہ لہرایا۔ اسی لمحے تنویر نے ایک بار پھر اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مارا تو انسپکٹر شیراز اچھل کر زمین پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ اس کے گرتے ہی صفدر تیزی سے آگے بڑھا اس نے انسپکٹر شیراز کا ہینڈ بیگ لیا اور اس میں سے بم نکال لیا۔ بم پر ٹائمر لگا ہوا تھا جو ایک گھنٹے کا تھا اور اس ایک گھنٹے میں سے بیس منٹ گزر چکے تھے۔ چالیس منٹ باقی تھے۔ صفدر نے فوراً بم ڈی فیوز کر دیا۔

"کیا یہ مجرموں کے ساتھ ملا ہوا ہے"...... آفاق زبیری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کے چہرے پر میک اپ ہے۔ شاید اس نے اصل انسپکٹر کو ہٹا کر اس کی جگہ لی ہے"...... صفدر نے کہا تو آفاق زبیری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تب تو اس کے ساتھی بھی اصل نہ ہوں گے۔ ان کا کیا کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اس کے ساتھ پندرہ ساتھی تھے۔ وہ سب کے سب باہر ہیں۔ آفاق زبیری صاحب آپ اپنے مسلح افراد کو باہر نکالیں اور ان سے کہیں کہ وہ اس کے سارے ساتھیوں کو گھیر لیں۔ ان سب سے اسلحہ لے کر انہیں باندھ دیں۔ ہم اس نقلی پولیس والے سے پوچھ گچھ کرتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ آنے والے پولیس والے ہوئے تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے اور اگر یہ اسی کے ساتھی ہوئے تو پھر ہم انہیں یہاں سے زندہ واپس نہیں جانے دیں گے"...... جولیا نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"تنویر اسے اٹھاؤ اور کسی الگ کمرے میں لے جا کر کرسی پر جکڑ دو۔ میں اس سے خود پوچھ گچھ کروں گی"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور بے ہوش انسپکٹر شیراز کو اٹھا کر اندرونی عمارت کی طرف لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد آفاق زبیری واپس آ گئے۔

"میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس کے سارے ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے۔ ان سب سے اسلحہ لے کر انہیں عمارت کے عقب میں موجود ایک الگ کمرے میں بند کر دیا گیا ہے جو سرونٹ کوارٹر کے طور پر استعمال ہوتا ہے"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جولیا نے کہا۔

"آئیں۔ اب اس نقلی پولیس والے سے آپ کے سامنے دو دو

باتیں ہو جائیں'' ...... جولیا نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہو رہے تھے جس کے دروازے پر تنویر کھڑا تھا۔ انہیں دیکھ کر تنویر دروازے سے ہٹ گیا۔ سامنے ایک کرسی پر انسپکٹر رسی سے بندھا ہوا تھا۔

''اس کمرے میں مجھے رسی کا بنڈل پڑا ہوا مل گیا تھا۔ میں نے اسی سے اسے باندھ دیا ہے'' ...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہوش میں لاؤ اسے'' ...... جولیا نے کہا تو تنویر سر ہلا کر انسپکٹر شیراز کی طرف بڑھا اور اس نے پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دو تین تھپڑ پڑتے ہی انسپکٹر شیراز کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے مجھے اس طرح سے کیوں باندھا ہے۔ تم جانتے نہیں میں کون ہوں۔ کہاں ہیں میرے ساتھی'' ...... اس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''تمہارے ساتھیوں کو ان کے انجام تک پہنچا دیا گیا ہے۔ اب تمہاری باری ہے۔ میں چاہتی تو تمہیں اسی بے ہوشی کی حالت میں ہی گولی مار کر تمہاری لاش گٹر میں پھنکوا چکی ہوتی لیکن میں تمہیں زندہ رہنے کا ایک موقع دینا چاہتی ہوں اسی لئے تم اب تک زندہ

ہو'' ...... جولیا نے اس کے سامنے آ کر غراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم اچھا نہیں کر رہی ہو لڑکی۔ اگر تمہارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے تو میں بھی پولیس انسپکٹر ہوں۔ تم لوگوں نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کر کے قانون اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ تم لوگ میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتے'' ...... انسپکٹر شیراز نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''تم شاید اس بنا پر یہ سب کہہ رہے ہو کہ تم اب تک یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم تمہارے میک اپ کی وجہ سے تمہیں پہچان نہیں سکے گے۔ تمہاری اطلاع کے لئے بتا دیتا ہوں کہ ہم نے تمہارا میک اپ چیک کر لیا تھا۔ تمہیں ہم نے اسی مقصد کے لئے بے ہوش کیا تھا تاکہ تمہارا میک اپ صاف کیا جا سکے۔ تم اس وقت ہمارے سامنے اپنے اصل چہرے میں ہو۔ یہاں کوئی آئینہ نہیں ہے ورنہ تم خود بھی اپنا اصل چہرہ دیکھ کر چونک پڑتے'' ...... صفدر نے اندھیرے میں تیر چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا اور انسپکٹر شیراز کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

''اب تمہارے پاس کیا جواب ہے'' ...... جولیا نے پوچھا۔

''نن نہیں'' ...... وہ ہکلایا۔

''تب پھر بتاؤ۔ چکر کیا ہے'' ...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کچھ نہیں معلوم'' ...... انسپکٹر شیراز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہ ایسے زبان نہیں کھولے گا۔ تنویر۔ اس کی زبان کھلواؤ''۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے ایک خنجر نکال کراس کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر انسپکٹر شیراز کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ تنویر نے آگے بڑھتے ہی خنجر چلایا تو انسپکٹر شیراز کے حلق سے تیز اور انتہائی دردناک چیخ نکل گئی۔ اس کی ناک آدھی سے زیادہ کٹ کر دور جا گری۔ تنویر کواس طرح سفاکی سے انسپکٹر شیراز کی ناک کاٹتے دیکھ کر آفاق زبیری کانپ کر رہ گئے۔

''بولو۔ جلدی بولو۔ تم کس کے لئے کام کر رہے ہو اور آفاق زبیری کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ بولو''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور انسپکٹر شیراز کا ایک گال کٹتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد تیز تھی۔ کرسی پر بندھا ہونے کے باوجود وہ زخمی پرندے کی طرح پھڑک رہا تھا۔

''رر۔ ررکو۔ رکو پلیز۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں''...... اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ تنویر۔ اب شاید اسے سمجھ آ گئی ہے کہ ہمارے سامنے زبان نہ کھولنے کا کیا انجام ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا تو تنویر کا ہاتھ رک گیا۔ وہ پیچھے ہٹا تو جولیا انسپکٹر شیراز کے سامنے آ گئی۔ انسپکٹر شیراز کا لباس خون سے بھر رہا تھا۔ اس کا جسم بری

طرح سے کانپ رہا تھا۔ وہ شاید تھرڈ کلاس غنڈہ تھا جوصرف دوسروں پر تشدد کرنا جانتا تھا لیکن جب خود پر تشدد ہوا تو وہ برداشت نہ کر پایا تھا۔

''اب اگر تم خاموش رہے یا تم نے جھوٹ بولا تو میرے ساتھی کا ہاتھ اس وقت تک نہ رکے گا جب تک وہ تمہارا ریشہ ریشہ الگ نہ کر دے۔ اس لئے جو سچ ہے بتاؤ۔ جلدی''...... جولیا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ میں سب کچھ بتاتا ہوں۔ مائی گاڈ۔ تم لوگ انسان نہیں۔ سفاک درندے ہو۔ بے حد سفاک اور بے رحم درندے''...... انسپکٹر شیراز نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

''مجرموں اور دشمنوں کے لئے ہم ایسے ہی بن جاتے ہیں۔ اس لئے ہم سے کسی رعایت کی امید نہ رکھنا۔ چلو اب شروع ہو جاؤ''...... جولیا نے اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق فلیگ گینگ سے ہے جو یہاں کا ایک چھوٹا مگر خاصا طاقتور گینگ ہے۔ مجھے چند روز قبل ایک فون موصول ہوا تھا۔ اس فون کرنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں اس کی مدد کروں گا تو وہ مجھے لاکھوں روپے دے سکتا ہے۔ اس نے نجانے کہاں سے اور کیسے میرے بنک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر معلوم کر لیا تھا اور اس میں دس لاکھ روپے جمع بھی کرا دیئے تھے۔

جب اس نے بتایا کہ اس نے میرے اکاؤنٹ میں دس لاکھ

روپے جمع کرائے ہیں تو مجھے اس کی بات کا یقین نہ آیا۔ اس نے مجھے ایک گھنٹے کا وقت دیا کہ میں بنک سے تصدیق کر لوں پھر وہ خود ہی مجھے دوبارہ کال کرے گا۔ میں نے فون بند ہوتے ہی بنک منیجر کو کال کیا اور اپنا اکاؤنٹ چیک کرایا تو یہ سن کر میں واقعی حیران رہ گیا کہ میرے اکاؤنٹ میں دس لاکھ روپے جمع ہو گئے ہیں اور یہ رقم بیرون ملک سے بھیجی گئی تھی۔ ایک گھنٹے بعد مجھے اس آدمی کا دوبارہ فون موصول ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس نے دس لاکھ کیوں بھیجے ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کا تعلق ایک طاقتور تنظیم سے ہے۔ اگر میں اس کی تنظیم کی مدد کروں گا تو میرا اکاؤنٹ میں اسی طرح ہر ماہ بھاری رقم جمع ہوتی رہے گی اور اگر میں اس تنظیم کا کام کرنے سے انکار کر دوں گا تو وہ مجھے اور میری ساری فیملی کو ہلاک کرا سکتا ہے۔

اس نے مجھے میرے فیملی ممبرز کی تعداد ان کے نام اور میری رہائش گاہ کا پورا پتہ تک بتایا تھا جسے سن کر میں ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ میرے پوچھنے پر اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے اس علاقے کے پولیس انچارج کی جگہ لینی ہے اور مجھے اس پولیس اسٹیشن کا چارج سنبھالنا ہے۔ میرا تعلق چونکہ پیشہ ور گینگ سے تھا اور جس پولیس اسٹیشن کے انچارج کی مجھے جگہ لینے کے لئے کہا جا رہا تھا۔ اس پولیس اسٹیشن کا انچارج میرا دوست تھا اور یہ بھی اتفاق تھا کہ اس کا قد کاٹھ میرے جیسا ہی تھا۔ بس چہرے پر ایک ماسک لگا کر میں

اس جیسی شکل بنا سکتا تھا۔ مجھے دس لاکھ روپے مل چکے تھے اور یہ کام میرے لئے مشکل نہ تھا۔ اس لئے میں نے اس تنظیم کے لئے کام کرنے کی حامی بھر لی۔ میں نے پولیس انسپکٹر شیراز کو ایک خفیہ ٹھکانے پر بلایا اور اسے چائے میں زہر دے کر ہلاک کر دیا اور پھر میں نے اس کا میک اپ کیا۔ اس کی وردی لی اور انسپکٹر شیراز بن کر پولیس اسٹیشن پہنچ گیا۔ میں چونکہ انسپکٹر شیراز سے ملنے پولیس اسٹیشن آتا جاتا تھا اس لئے مجھے اس کے کام کرنے کا انداز معلوم تھا۔

اس کی جگہ سنبھالنے میں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔ پولیس اسٹیشن کا چارج سنبھالنے کے دو روز بعد مجھے پھر اس نامعلوم آدمی کی کال موصول ہوئی۔ اس نے مجھے آفاق زبیری اور اس کی اس رہائش گاہ کے بارے میں بتایا۔ اس نے کہا کہ اس کا ایک گروپ یہاں کارروائی کرنا چاہتا ہے۔ یہاں فائرنگ ہو دھماکے ہو یا ایٹم بم گرایا جائے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں کسی بھی صورت میں نہیں آؤں گا اور نہ ہی آفاق زبیری کی کسی قسم کی کوئی مدد کروں گا۔ میں نے حامی بھر لی پھر آج یہاں دھماکوں اور فائرنگ سے علاقہ گونج اٹھا تو مجھے پھر سے اس نامعلوم آدمی کی کال موصول ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں چونکہ پولیس اسٹیشن کا انچارج ہوں اس لئے میں فوری طور پر اپنے ساتھ چند سپاہیوں کو لے کر یہاں پہنچ جاؤں۔ وہ اپنے آدمیوں کو وہاں سے ہٹا دے گا۔ آفاق زبیری

یہی سمجھے گا کہ پولیس موبائل آتے ہی دشمن بھاگ گئے ہیں۔ اس طرح میرا آفاق زبیری تک پہنچنا اور اس کی رہائش گاہ میں داخل ہونا آسان ہو جائے گا۔ اس آدمی نے کہا کہ میں رہائش گاہ کے اندر جاؤں اور وہاں بم رکھ آؤ۔ میں یہ سن کر کانپ گیا۔ اس نے کہا کہ اس کام کے لئے مجھے ایک کروڑ ملیں گے تو میں یہ کام کرنے پر بھی آمادہ ہو گیا تھا''...... انسپکٹر شیراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس نامعلوم آدمی نے بم کس طرح تم تک پہنچایا''...... صفدر نے نفرت زدہ انداز میں پوچھا۔

''ایک لڑکا پیکٹ دے گیا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''لیکن رقم پہلے لئے بغیر ایسا کام کوئی بھی نہیں کرتا۔ لہٰذا تمہاری ساری کہانی جھوٹی ہے''...... جولیا نے غرا کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ بم کے ساتھ میرے اکاؤنٹ میں رقم بھیج دی گئی تھی جس کی میں نے منیجر سے تصدیق کرا لی تھی پھر ہی میں بم لے کر اپنے عملے کے ساتھ یہاں آیا تھا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''ہماری فون پر بنک منیجر سے بات کرا کر اپنے اکاؤنٹ کی تصدیق کراؤ اور یہ بھی کہ واقعی تمہارے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپے ٹرانسفر کئے گئے ہیں۔ تب ہی ہم تمہارے بیان پر یقین کریں گے ورنہ نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی کال کر کے تصدیق کرا دیتا ہوں۔ پھر تو تم مجھے چھوڑ دو گے نا''...... انسپکٹر شیراز نے فوراً کہا۔

''کیا تمہیں اس آدمی نے اپنا نام نہیں بتایا تھا''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ کال کر کے یہی کہتا تھا کہ وہ کاشارا بول رہا ہے۔ اب کاشارا اس کا اصل نام ہے یا نہیں۔ یہ میں نہیں جانتا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''کس نمبر سے کال کرتا ہے وہ''...... جولیا نے کہا۔

''وہ ہمیشہ نیٹ سسٹم سے بات کرتا ہے۔ میرے سیل فون پر اس کا نمبر نہیں آتا۔ اَن نان کوڈ ہوتا ہے اور بس''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صفدر۔ یہ تمہیں بنک منیجر سے بات کر کے تصدیق کرائے گا۔ تصدیق ہونے کے بعد اسے آزاد کر دینا''۔ جولیا نے پہلے انسپکٹر شیراز سے اور پھر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ آزاد کرنے کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ جولیا نے اسے دنیاوی زندگی سے آزاد کرنے کا کہا ہے۔ وہ آفاق زبیری کے ساتھ کمرے سے نکل کر باہر آ گئی۔ ان کے ساتھ تنویر بھی تھا۔

''اب آپ کیا کہتے ہیں آفاق زبیری صاحب۔ ہمیں یہاں رہنا چاہئے یا چلے جانا چاہئے''...... کمرے سے باہر آ کر جولیا نے

آفاق زبیری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

’’اب چاہے کچھ ہو۔ آپ یہیں رہیں گے‘‘...... آفاق زبیری نے پرزور انداز میں کہا۔

’’چلیں شکر ہے۔ آپ نے ہمیں ٹھہرانا تو منظور کیا۔ آپ واقعی دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں اور وہ دشمن اس قدر باوسائل اور پاورفل ہیں کہ ادھر ہمارے یہاں آنے کا ذکر شروع ہوا ادھر انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا پھر ہم یہاں آئے تو انہوں نے یہاں حملہ کر دیا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ فائرنگ والا حملہ ناکام ہو جائے گا لیکن وہ پہلے ہی مسلسل حملے کرنے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ لہٰذا پولیس انسپکٹر کی جگہ انہوں نے پہلے ہی اپنے ساتھی کو ایڈجسٹ کر دیا تھا کیونکہ اس سے اچھا طریقہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ متعلقہ پولیس اسٹیشن کا پولیس انسپکٹر اس طرح کی کوئی کارروائی کرے‘‘۔ جولیا نے کہا۔

’’میرے خدا۔ میں تو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں کہ آپ اس بیگ کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہو جاتے تو کیا بنتا‘‘...... آفاق زبیری نے کانپ کر کہا۔

’’اب آپ یہ سوچ کر پریشان نہ ہوں بلکہ یہ سوچ کر اللہ کا شکر ادا کریں کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے‘‘...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ بہرحال اب کیا پروگرام

ہے‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’حملہ پھر ہو گا یہ لوگ رکنے والے نہیں۔ جب تک آپ ان کا مطالبہ پورا نہیں کر دیتے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ یہ لوگ ہیں کون اور مجھ سے چاہتے کیا ہیں۔ آپ یقین کریں کہ میں نہیں جانتا ان کا مطالبہ کیا ہے‘‘...... آفاق زبیری نے کہا اسی وقت فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ آفاق زبیری نے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔ پھر فوراً جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

’’آپ کا فون ہے‘‘...... آفاق زبیری نے کہا تو جولیا نے رسیور لے لیا۔ دوسری طرف سے فوراً پوچھا گیا۔

’’کون بول رہا ہے‘‘...... آواز انجانی تھی۔

’’روزینہ بول رہی ہوں۔ تم کون ہو‘‘...... جولیا نے کہا۔ جولیا نے آفاق زبیری کو اپنا یہی نام بتایا تھا البتہ تنویر اور صفدر نے اپنے اصل نام بتائے تھے۔ تنویر نے آگے بڑھ کر فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

’’کیا تمہارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے‘‘...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

’’جی ہاں‘‘...... جولیا نے چونک کر کہا۔

’’اور تم لوگ یہاں آفاق زبیری کی حفاظت کے لئے آئے ہوئے ہو‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں۔ مگر تم کون ہو''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''تو سنو مس روزینہ۔ میں کاشارا بول رہا ہوں۔ میرا تعلق ایک انتہائی باوسائل اور پاورفل تنظیم سے ہے جس کے پنجے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ میں تمہیں اپنی تنظیم کا نام تو نہیں بتاؤں گا لیکن تمہیں یہ ضرور بتادوں کہ آفاق زبیری نے اپنی زندگی خود خطرے میں ڈال لی ہے۔ موت کبھی بھی ان پر جھپٹ سکتی ہے۔ تم ان کی جتنی چاہے حفاظت کر لو۔ ان پر لاکھ پہرے بٹھا لو لیکن یہ میرے ہاتھوں سے نہ بچ سکیں گے''...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم چاہتے کیا ہو''...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ صرف ہمارا ایک مطالبہ پورا کر دیں اس کے بعد ہمیں ان سے کوئی غرض نہیں ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اور وہ مطالبہ کیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہم نے آفاق زبیری کو بتا دیا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ تم ان سے کہو کہ ہمارا مطالبہ پورا کر دیں تو ان کی جان بچ جائے گی۔ ورنہ ان پر ہونے والے حملے اس قدر خوفناک اور مسلسل ہوں گے کہ ان کے ساتھ تم سب بھی موت کے منہ میں پہنچ جاؤ گے بلکہ ان کے ساتھ جو بھی رہائش پذیر ہے ان میں سے بھی کوئی زندہ نہیں بچ سکے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت اور کرخت تھا۔

''تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا آفاق زبیری سے کیا مطالبہ ہے''۔ جولیا نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''آفاق زبیری سب جانتا ہے۔ تم ان سے پوچھ لو کہ ہم ان سے کیا چاہتے ہیں۔ جب تک وہ ہمارا مطالبہ پورا نہیں کریں گے ہم اس کی جان نہیں چھوڑیں گے اور موت بن کر اس پر جھپٹتے رہیں گے۔ تم بھی اس کے لئے کچھ نہیں کر سکو گے''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تم کہاں سے فون کر رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''بچوں جیسی باتیں نہ کرو۔ جو کہا ہے اس پر عمل کرو اور آفاق زبیری کو ہمارا مطالبہ پورا کرنے کے لئے کہو''...... ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

''یہ۔ یہ شاید وہی تھا۔ میرا مطلب ہے۔ میرے دشمنوں میں سے ایک''...... آفاق زبیری نے بوکھلا کر کہا۔

''لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ کسی کو نہیں جانتے اور نہ ہی آپ کو یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ آپ سے چاہتے کیا ہیں''۔ جولیا نے آفاق زبیری کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''وہ میں۔ وہ وہ''...... آفاق زبیری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شاید آپ نہیں بتانا چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔ ہم سے جو ہو سکا آپ کے لئے کریں گے لیکن ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ

بھی کسی صورت باز نہیں آئیں گے جب تک کہ آپ ان کا مطالبہ پورا نہ کر دیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ میرے خدا۔ یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا''...... آفاق زبیری نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

''اس کا ایک ہی حل ہے پہلے آپ یہ بتائیں ان کا مطالبہ کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اب شاید وقت آ گیا ہے کہ میں آپ پر اعتماد کر کے آپ کو سب کچھ بتا دوں''...... آفاق زبیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''بہتر یہی ہے جناب۔ آپ سب کچھ بتا دیں''...... جولیا نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے صفدر بھی کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔

''تصدیق ہو گئی ہے۔ اس کے اکاؤنٹ میں واقعی ایک کروڑ روپے ٹرانسفر ہوئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کس ملک کے بنک سے''...... جولیا نے پوچھا۔

''منیجر کا کہنا ہے کہ آن لائن رقم منتقل کی گئی ہے لیکن کس ملک سے اس کے بارے میں اس کے پاس تفصیلات موجود نہیں ہیں''۔ صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آفاق زبیری صاحب۔ اب بتائیں اصل حقیقت کیا ہے''۔ جولیا نے آفاق زبیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھی بات ہے تو پھر سنیں۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ میں جانتا ہوں۔ یہ لوگ کیوں میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں لیکن یہ لوگ ہیں کون یہ میں نہیں جانتا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''چلیں خیر۔ پوری تفصیل بتائیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں ابھی فوج میں تھا۔ ایک روز میرے چند ماتحت ایک شخص کو پکڑ کر میرے پاس لائے۔ انہوں نے اسے سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا تھا۔ انہوں نے بتایا وہ آدمی سرحد پار کرنے کی جان توڑ کوشش کر رہا تھا لیکن انہوں نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''وہ سرحد کون سی تھی''...... صفدر نے پوچھا۔

''کافرستان کی''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''وہ کافرستان جانا چاہتا تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں ہمارے ملک کی حدود سے کافرستان کی حدود میں داخل ہونا چاہتا تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''بہت اچھا تو پھر''...... صفدر نے کہا۔

''اس وقت میں صرف کیپٹن تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم سمجھ رہے ہیں''...... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کی تلاشی لی گئی لیکن کچھ نہ ملا۔ اس سے پوچھ گچھ کرنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن کوئی بات معلوم نہ ہو سکی۔ وہ زبان

کھولنے پر کسی طرح بھی تیار نہ ہوا۔ آخر تنگ آ کر میں نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ اسے گولی مار دو۔ میرا حکم سن کر وہ چلا اٹھا اور اس نے کہا کہ وہ علیحدگی میں مجھے کچھ بتانا چاہتا ہے میں نے اسے بتایا کہ میں علیحدگی مین اس کی کوئی بات نہیں سن سکتا۔ وہ جو کچھ بتانا چاہتا ہے۔ سب کے سامنے بتائے۔ ورنہ گولی اس کے لئے تیار ہے۔

آخر اس نے بتایا کہ وہ کافرستان کا جاسوس ہے اور یہاں جاسوسی کے فرائض انجام دینے کے لئے دس سال پہلے آیا تھا۔ اب اسے واپس ملک آجانے کا حکم ملا تھا لہٰذا وہ اپنے ملک واپس جا رہا تھا کہ بدقسمتی سے پکڑا گیا۔ اس نے اپنا نام وکرم سنگھ بتایا۔ ہم نے اس سے خوب کرید کرید کر باتیں پوچھیں لیکن اس سے زیادہ اس نے کچھ نہ بتایا آخر میں نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ وہ اسے گولی مار دیں کیونکہ غیر قانونی طور پر سرحد عبور کرتے ہوئے ہم کسی کو دیکھ لیں تو گولی مارنے کا قانون موجود ہے۔ چنانچہ اسے گولی مار کر دفن کر دیا گیا۔ آج دس سال بعد میں اب جبکہ ریٹائر ہو چکا ہوں یہ لوگ اچانک مجھ پر حملے کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ وکرم سنگھ کے خاندان کے لوگ ہیں اور مجھ سے وہ اس کی موت کا انتقام لے کر رہیں گے''...... یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

''لیکن جناب وہ تو کہہ رہے تھے کہ آپ ان کا مطالبہ پورا کر دیں۔ آخر ان کا مطالبہ کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ان کا مطالبہ ہے کہ میں خود کو ان کے حوالے کر دوں تاکہ وہ مجھ سے وکرم سنگھ کی موت کا انتقام لے سکیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوہ''...... ان تینوں کے منہ سے نکلا۔ عین اسی لمحے انہوں نے دھم کی آواز سنی۔ شاید چھت پر کوئی کودا تھا۔ وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اس آواز کو سن کر آفاق زبیری کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

گہرے سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ویران پہاڑی علاقے کے درمیان بنی ہوئی ٹیڑھی میڑھی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس سڑک پر اس کار کے علاوہ کوئی ٹریفک دکھائی نہ دے رہی تھی۔

بھورے رنگ کی پہاڑیوں اس قدر خشک اور ویران تھی کہ وہاں گھاس پھونس تو کیا ایک تنکا بھی اگا ہوا دکھائی نہ دے رہا تھا۔ آب و گیاہ سے پاک علاقہ انتہائی پراسراریت میں ڈوبا ہوا تھا جیسے اس علاقے میں بھوتوں اور بدروحوں کا بسیرا ہو اور ان کے خوف سے انسان تو انسان چرند پرند بھی آنا پسند نہ کرتے ہوں۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس کی جسامت کے لحاظ سے خاصا چوڑا تھا۔ سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ اس نے سنہرے رنگ کے فریم اور سیاہ شیشوں والی گاگل پہنی ہوئی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک

نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ نوجوان اس آدمی کے مقابلے میں خاصا خوش شکل اور انگریزی فلموں کے ہیرو جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے بال بھی ہیرو کٹ ٹائپ کے تھے۔ اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس میں وہ بے حد سمارٹ لگ رہا تھا۔ اس کے آنکھوں پر بھی سیاہ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔ نوجوان کے ہاتھ میں جدید ماڈل کا سمارٹ فون تھا جس کی بڑی اسکرین پر اس نے لائیو گیم آن کر رکھی تھی اور وہ اس گیم میں اس قدر کھویا ہوا تھا کہ اسے اپنے اردگرد کا بھی کوئی ہوش نہ تھا۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔

''یہ تم کار اتنی سست رفتار سے کیوں چلا رہے ہو جم مارک۔ اس سے زیادہ رفتار تو بیل گاڑی کی ہوتی ہے''...... نوجوان نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''اپنی گیم سے نظریں ہٹاؤ اور دیکھو اس وقت کار تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہے''...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

''تمہاری جگہ میں ڈرائیونگ سیٹ پر ہوتا تو کار جیٹ جہاز بنی ہوتی اور میں اسے ہوا میں اڑا کر لے جاتا''...... نوجوان نے اس سے بھی زیادہ برا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تب ہم سیدھے قبرستان پہنچتے''...... اس آدمی نے کہا جس کا نام نوجوان نے جم مارک لیا تھا۔

”تم فکر نہ کرو۔ مجھ جیسا ڈھیٹ انسان اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا ہے۔ ہاں تمہیں اپنے مرنے کا ڈر ہے تو بتا دو“...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھی موت سے ڈر نہیں لگتا“...... جم مارک نے جواب دیا۔

”تو رفتار بڑھاؤ“...... نوجوان نے کہا تو جم مارک نے اثبات میں سر ہلا کر کار کی رفتار اور بڑھا دی اور کار اب خطرناک سڑک پر جو جگہ جگہ سے موڑ کھا رہی تھی انتہائی تیزی سے دوڑنا شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد پہاڑی سلسلہ ختم ہو گیا اور ایک میدانی علاقہ شروع ہو گیا۔

اس میدانی علاقے میں جگہ جگہ فیکٹریاں بنی ہوئی تھیں۔ جم مارک متوازی سڑک پر کار ان فیکٹریوں کی طرف دوڑاتا چلا گیا۔ کافی دیر کار دوڑانے کے بعد اس نے کار ایک فیکٹری کے گیٹ پر روکی تو پھاٹک کے سامنے کھڑا ایک مسلح دربان تیزی سے ان کی طرف لپکا۔

”جم مارک اور ریڈ مارٹن۔ ایس ایس تھری۔ ایس ایس فور“۔ جم مارک نے دربان سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”سپیشل کوڈ بتائیں“...... دربان نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

”ساکال“...... اس بار نوجوان نے جواب دیا جس کا نام ریڈ مارٹن تھا تو دربان تیزی سے مڑا اور گیٹ کی طرف بڑھا اور پھر

گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول کر فیکٹری کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا تو جم مارک نے کار آگے بڑھا دی۔ سامنے فیکٹری کا وسیع احاطہ تھا جہاں جگہ جگہ چمنیاں بنی نظر آ رہی تھیں اور بڑی بڑی مشینیں کام کر رہی تھیں۔ یہ فولاد کو ڈھال کر گاڑیوں کے مختلف پرزہ جات بنانے والی فیکٹری تھی۔

جم مارک مختلف راستوں پر کار دوڑتا رہا پھر اس نے فیکٹری کے آخری سرے پر کار ایک شیڈ کے نیچے لے جا کر روک دی۔ کار رکتے ہی دونوں کار سے ایک ساتھ نکل کر باہر آ گئے۔ سامنے سیڑھیاں تھیں۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے اور شیشے کے بنے ہوئے دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔ اسی لمحے دروازے کے اوپر بنے ہوئے شیڈ سے ان دونوں پر سبز رنگ کی شعاعیں سی پڑیں اور وہ سبز روشنی میں نہا گئے۔

چند لمحوں بعد روشنی ختم ہوئی اور سرر کی آواز کے ساتھ ان کے سامنے موجود گلاس ڈور کھلتا چلا گیا۔ اب سامنے ایک بند راہداری تھی۔ وہ دونوں اس راہداری میں آئے اور رکے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھے ان کے عقب میں گلاس ڈور سرر کی آواز کے ساتھ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔ دروازے کی سائیڈ پر پینل کوڈ تھا۔ جم مارک نے تیزی سے چند نمبر پریس کئے پھر سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''کوڈ''...... پینل کوڈ کے سپیکر سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

''ساکال''...... جم مارک نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب روشن ہوا اور فوراً بجھ گیا اور دروازہ بغیر کسی آواز کے لفٹ کے دروازے کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتا چلا گیا۔ جم مارک اور ریڈ مارٹن دونوں اندر داخل ہوئے۔

یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا۔

بھاری میز کے پیچھے ایک اونچی نشست والی کرسی پر ایک بھاری اور چوڑے چہرے کا مالک لمبے قدوالا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں ان دونوں پر جم گئیں۔ آفس کا دروازہ ان کے اندر آتے ہی خودبخود بند ہو گیا۔

''بیٹھو''...... اس آدمی نے بے حد بھاری آواز میں کہا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

''تم دونوں کو یہاں پہنچنے میں کوئی مسئلہ تو پیش نہیں آیا''۔ اس آدمی نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نو باس۔ ہمیں بھلا کیا مسئلہ پیش آ سکتا تھا۔ ہم بہت آسانی سے اور انجوائے کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے ہیں''...... جم مارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم دونوں میک اپ میں ہو''...... باس نے ان دونوں کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ مسکرائے اور پھر باس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''ساکال کا ایسا کون سا فرد ہو گا باس جو بغیر میک اپ کے دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود ہو۔ ساکال کے بگ باس کا پہلا حکم ہی یہی ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی بغیر میک اپ کے کہیں نہ جائیں اور موقع کی مناسبت سے اپنا میک اپ اور رہائش گاہیں بدلتے رہیں''۔ ریڈ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم دونوں کو میں نے بگ باس سے کہہ کر خصوصی طور پر یہاں بلایا ہے۔ تم دونوں کا تعلق ساکال کے شارپ سیکشن سے ہے اور شارپ سیکشن میں ساکال کے چنے ہوئے افراد موجود ہیں جو ذہانت اور کارکردگی میں سرکاری ایجنٹوں سے بھی تیز اور خطرناک ثابت ہوتے ہیں''...... باس نے مسلسل ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ نے بالکل صحیح سنا ہے باس۔ اسی لئے بگ باس شارپ سیکشن کے ممبران کو شارپ ایجنٹ ہی کہتا ہے اور شارپ ایجنٹوں کو وہاں بھیجا جاتا ہے جہاں ساکال کا کوئی اہم گروپ ناکام ہو جائے یا وہ گروپ کسی مشکل اور خطرے کا شکار ہو جائے۔ یہی شارپ ایجنٹ ناکام ہونے والے گروپس کو ختم کرنے کے لئے موت کے فرشتوں کا بھی کام کرتے ہیں''...... جم مارک نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ مجھے اس وقت شارپ ایجنٹوں کی انتہائی ضرورت آن پڑی تھی اس لئے مجھے بگ باس سے خصوصی طور پر شارپ سیکشن کے شارپ ایجنٹوں کے لئے سفارش کرنی پڑی جس کے نتیجے میں بگ باس نے تم دونوں کو بھیجا ہے“...... باس نے بھی ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بگ باس نے ہمیں آپ کی خدمت کرنے کے لئے بھیجا ہے کرنل کاشارا۔ حکم کریں ہم آپ کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ بگ باس کے حکم پر ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے اور آپ کے لئے اپنی جان تک دے سکتے ہیں“...... ریڈ مارٹن نے کہا تو باس کے چہرے پر یکلخت فاخرانہ چمک ابھر آئی جیسے یہ بات کہہ کر ان دونوں نے اسے خوشی سے سرشار کر دیا ہو۔

”اب سنو۔ یہاں ایک آدمی ہے جو ریٹائرڈ بیوروکریٹ ہے۔ اس کا نام آفاق زبیری ہے۔ تم دونوں کو یہاں اس لئے بلایا گیا ہے کہ تم دونوں کسی طرح سے آفاق زبیری کو اغوا کر کے میرے پاس لا سکو۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ سے یہ پوچھو کہ میں نے اس چھوٹے سے کام کے لئے تمہیں ہی کیوں بلوایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آفاق زبیری اس وقت میرے لئے انتہائی اہم ہے۔ میں اسے اغوا کرانے کی ہر ممکن کوشش کر چکا ہوں لیکن وہ کسی طرح بھی میرے ہاتھ نہیں لگا ہے۔ اس نے اپنی حفاظت کا زبردست انتظام کر رکھا ہے۔ اس نے شہر سے الگ تھلگ اپنی رہائش گاہ بنائی ہوئی

ہے جسے اس نے مکمل طور جنگی قلعے میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ میں نے اسے پکڑنے کے لئے اپنے کئی گروپس کو ٹاسک دیا تھا لیکن کوئی آفاق زبیری تو کیا اس کی رہائش گاہ تک بھی نہ پہنچ سکا ہے۔ اس چکر میں ہمارے کئی آدمی مارے گئے اور مجھے مجبوراً اپنے ایک گروپ کو بھی انڈر گراؤنڈ کرنا پڑا“...... کرنل کاشارا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ آفاق زبیری ہے کون اور آپ اسے زندہ کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”آفاق زبیری ریٹائرڈ بیوروکریٹ ہے اور اس کے پاس ایم ون ہے۔ جو اس کے جسم میں چھپا ہوا ہے۔ اگر ہم نے اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تو اس کے جسم میں موجود ایم ون ختم ہو جائے گا جبکہ اس کے زندہ ملنے کی صورت میں اس کا ایک چھوٹا سا آپریشن کر کے اس کے جسم سے ایم ون نکالا جا سکتا ہے“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”ایم ون کیا ہے“...... اس بار جم مارک نے پوچھا۔

”یہ ایک ڈیوائس کا نام ہے جس میں ایک انتہائی طاقتور میزائل کا فارمولا موجود ہے۔ فارمولا ایک چھوٹی سی ڈیوائس میں چھپا کر آفاق زبیری کے جسم کے اندرونی حصے میں چھپا دیا گیا تھا۔ یہ ڈیوائس آفاق زبیری کے دل کے ساتھ لنک ہے۔ اس کا دل اس ڈیوائس کو ہر وقت چارج رکھتا ہے۔ اگر آفاق زبیری کا دل رک گیا

تو اس کے ساتھ ہی ڈیوائس بھی رک جائے گی اور اس میں موجود فارمولا بھی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے آفاق زبیری کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ اسے زخمی ضرور کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک اس کے دل کی دھڑکن کی ضرورت ہے جب تک اس کے جسم سے بحفاظت ایم ون ڈیوائس نہ نکال لی جائے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''تو اب تک آپ نے آفاق زبیری تک پہنچنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''سب سے پہلے میں نے اسے تلاش کیا۔ آفاق زبیری گریٹ کافرستان سے آیا تھا اور آتے ہی روپوش ہو گیا تھا۔ اسے تلاش کرنے میں خاصا وقت لگ گیا۔ جب اسے تلاش کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ شہر سے دور ایک چھوٹے سے جنگل میں رہتا ہے جہاں اس نے اپنی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ میں نے خود جا کر اس کی رہائش گاہ کا معائنہ کیا اور ان انتظامات کو دیکھا۔ آفاق زبیری کی رہائش گاہ ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے جس پر نہ تو عام بم اثر کر سکتا ہے اور نہ ایٹم بم۔ میں نے اس پر نظر رکھنے کے انتظامات کرائے اور پھر اس کا سیل فون اور لوکل فون پر ڈیوائسز لگائی تاکہ اس پر نظر رکھی جا سکے۔ اس کے سیل فون اور لوکل نمبر پر لگی ہوئی ڈیوائسز ایسی ہیں جن سے اسے موصول ہونے والی کالز اور اس کی طرف سے کی جانے والی کالز کے نمبر تک معلوم کئے جا

سکتے ہیں۔ بہرحال اس کی بھرپور نگرانی جاری رکھی گئی۔ وہ رہائش گاہ سے باہر نکلنے کے لئے بلٹ پروف کار کا استعمال کرتا ہے۔ ساکال نے چونکہ حال میں ہی میں پاکیشیا میں اپنے نیٹ ورک کا آغاز کیا ہے اس لئے ابھی ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم آفاق زبیری کو اس کی کار سمیت اغوا کر سکیں۔ ہم چونکہ مسلسل آفاق زبیری کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اس لئے آفاق زبیری کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ اسے اغوا یا پھر ہلاک کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ آفاق زبیری کا ایک گہرا دوست ہے جو پاکیشیائی سائنس دان ہے۔ اس کا نام ڈاکٹر عبدالغنی ہے جو بوڑھا ہے اور ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہا ہے۔ آفاق زبیری اس سے ہر بات کرتا ہے لیکن اس نے اپنے جسم کے اندر چھپی ہوئی ڈیوائس کے بارے میں ڈاکٹر عبدالغنی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہے۔ اس کی پریشانی محسوس کر کے ڈاکٹر عبدالغنی نے اس کے لئے پاکیشیا کی کسی سراغ رساں ایجنسی سے مدد کی درخواست کی تھی اور اب وہ ایجنسی بھی آفاق زبیری کی پروٹیکشن کر رہی ہے۔ یہ پاکیشیا کی کون سی ایجنسی ہے اس کے بارے میں مجھے تفصیلات نہیں مل سکی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ آفاق زبیری کی فون لائنز پر میں نے جو ڈیوائسز لگوائی ہیں ان کے ذریعے مجھے اسے کال کرنے والے کا نمبر بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس نمبر کے ذریعے ڈاکٹر عبدالغنی اور محکمہ سراغ رسانی کے ایک افسر کا نمبر بھی مجھے معلوم ہوا تھا اور پھر میں نے اس آفیسر کو کال کر

کے اسے دھمکیاں دیں کہ وہ اس معاملے سے دور رہے لیکن اس نے اپنی ایجنسی کے تین ایجنٹوں کو جن میں دو مرد اور ایک عورت شامل ہیں، آفاق زبیری کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ میں نے فوری طور پر اپنے گروپ سے رابطہ کیا اور ان کی مدد سے اس کار میں بم پھنکوادیا جس میں وہ لوگ آفاق زبیری سے ملنے جا رہے تھے۔ چونکہ میں پاکیشیا کی کسی ایجنسی خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چونکنا نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے میری ہدایات پر محکمہ سراغ رسانی کے افسروں کو صرف زخمی کیا گیا تھا تاکہ وہ ڈر جائیں اور آفاق زبیری کی مدد کرنے سے باز آ جائیں لیکن وہ ڈھیٹ لوگ واقع ہوئے ہیں۔ وہ ڈرے بغیر آخر کار آفاق زبیری کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ ادھر میرے ساتھی آفاق زبیری تک پہنچنے میں مسلسل ناکام رہے تھے۔ ساکال کا بگ باس ہر صورت میں آفاق زبیری کے جسم میں چھپی ہوئی ڈیوائس ایم ون حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جس پر میں نے اس سے درخواست کی کہ تمہارے سیکشن کے دو آدمی اگر مجھے مل جائیں تو یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے جس کے نتیجے میں بگ باس نے تم دونوں کو یہاں بھیجا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم آفاق زبیری کو زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لے آئیں''...... جم مارک نے کہا۔

''نہیں۔ اسے میرے پاس نہیں لانا۔ جب تم اسے اغوا کر لو تو تم اسے لے کر بلیک ہاؤس میں پہنچ جانا۔ وہاں پہنچ کر میں خود اس

کے جسم کی اسکیننگ کروں گا اور پتہ لگاؤں گا کہ اس نے ایم ون جسم کے کس حصے میں چھپایا ہوا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یہ ایم ون کب سے کرنل آفاق زبیری کے جسم میں موجود ہے''۔ ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''تقریباً چھ ماہ سے''...... کرنل کاشارا نے جواب دیا۔

''آفاق زبیری کے جسم میں گریٹ لینڈ میں چھ ماہ پہلے ایم ون چھپائی گئی تھی۔ اب وہ اپنے محفوظ ترین ٹھکانے میں رہتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ڈیوائس اب بھی اس کے جسم کے اندر ہو۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ اب تک اس نے آپریشن کرا کر اس ڈیوائس کو اپنے جسم سے نکلوا لیا ہو''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''نہیں۔ آفاق زبیری کسی عام سرجن سے ایم ون اپنے جسم سے نہیں نکلوا سکتا۔ ایم ون اسی سائنس دان کی ایجاد ہے جس نے ایک طاقتور اور خوفناک میزائل کا فارمولا بنایا ہے۔ اس نے آفاق زبیری کی خود سرجری کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس نے ڈیوائس کا لنک چونکہ دل کے ساتھ جوڑ رکھا ہے اس لئے جب وہ پاکیشیا آئے گا تب ہی وہ اس کی دوبارہ سرجری کرے گا اور اس کے جسم سے ایم ون نکال لے گا۔ اس کے علاوہ کسی اور نے یہ سرجری کی تو اسے دل کے ساتھ لنک کا پتہ نہ چلے گا اور اس سرجن کی ذرا سی بے احتیاطی سے نہ صرف آفاق زبیری کی زندگی خطرے میں آ جائے گی بلکہ اس کا دل رکتے ہی ڈیوائس میں موجود فارمولا بھی

ضائع ہو جائے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''تو کیا ابھی تک وہ سائنس دان پاکیشیا واپس نہیں آیا ہے جس نے ڈیوائس آفاق زبیری کے جسم میں لگائی تھی''...... جم مارک نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ پاکیشیائی نژاد سائنس دان ہے جو گریٹ لینڈ میں مقیم ہے۔ اس کی ساری وفاداریاں گریٹ لینڈ کے ساتھ ہونی چاہئیں تھیں لیکن اس نے گریٹ لینڈ کے ساتھ غداری کرتے ہوئے جو میزائل گریٹ لینڈ کے لئے بنایا اس کے فارمولے کی کاپی ڈیوائس میں فیڈ کر کے آفاق زبیری کے ذریعے پاکیشیا بھجوا دی۔ اس سائنس دان سے سخت پوچھ گچھ کی گئی لیکن وہ یہ بات ماننے کے لئے تیار ہی نہیں کہ اس نے گریٹ لینڈ سے غداری کی ہے لیکن جب اس کا مائنڈ اسکین کیا گیا تو ساری بات سامنے آگئی۔ چونکہ یہ ایک حساس معاملہ تھا اور ان دنوں گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کے تعلقات بہت حد تک بہتر بلکہ دوستانہ چل رہے ہیں اس لئے گریٹ لینڈ اس سلسلے میں حکومتی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے گریٹ لینڈ نے فیصلہ کیا کہ کسی پرائیویٹ مجرم تنظیم کو پاکیشیا بھیج کر آفاق زبیری کو اغوا کرا لینا چاہئے اور پھر اس کے جسم سے ایم ون نکال لینی چاہئے۔ اس لئے حکومت کے ایک اعلیٰ عہدے دار نے ساکال کے بگ باس سے بات کی اور بگ باس نے یہ مشن میرے حوالے کر دیا اور میں اپنے چند گروپس لے کر یہاں

پہنچ گیا۔ لیکن اس کے بعد جو صورت حال پیش آئی وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''تو کیا آفاق زبیری نے ابھی تک اپنی حکومت کو بھی یہ بات نہیں بتائی کہ اس کے جسم میں ایک ایسی ڈیوائس ہے جس میں گریٹ لینڈ کے ایک طاقتور اور انتہائی خوفناک میزائل کا فارمولا ہے''...... جم مارک نے پوچھا۔

''نہیں۔ آفاق زبیری کو پاکیشیائی نژاد سائنس دان نے منع کر رکھا ہے کہ جب تک وہ اس کے جسم سے ایم ون نہیں نکالے گا اس وقت تک وہ اس فارمولے کے بارے میں کسی سے بھی ذکر نہ کرے۔ وہ آ کر ڈیوائس نکال کر اور اس ڈیوائس سے فارمولے کا پرنٹ نکال کر خود اپنے ہاتھوں سے اعلیٰ حکام کے حوالے کرے گا اس لئے آفاق زبیری نے بھی چپ سادھ رکھی ہے۔ جب سے اس پر حملے شروع ہوئے ہیں اس نے ہر طرف ایک ہی بات پھیلا رکھی ہے کہ دس سال پہلے اس نے بارڈر کراس کرتے ہوئے ایک ایجنٹ کو ہلاک کیا تھا اس کی ایجنسی کے لوگ اس بات کا بدلہ لینے کے لئے اس کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس کی اس بات کا فائدہ اٹھا کر میں نے بھی یہی ظاہر کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہم آفاق زبیری سے اپنے ساتھی کی ہلاکت کا بدلہ لینا چاہتے ہیں''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ دس سال گزرنے کے بعد

بدلے کی بات کی جا رہی ہے''...... ریڈ مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا تو جم مارک بھی ہنس پڑا لیکن کرنل کاشارا کے چہرے پر کوئی تاثر نمودار نہ ہوا۔

''معاملے کو دبانے کے لئے اگر اس بات کا ہمیں فائدہ پہنچ رہا ہے تو اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے''...... کرنل کاشارا نے غرا کر کہا تو دونوں کے لبوں سے مسکراہٹ یکلخت غائب ہو گئی۔

''سوری باس۔ ریئلی سوری''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

کرنل کاشارا نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے دراز بند کی اور پھر اس نے وہ فائل نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔

''اس فائل میں آفاق زبیری کی تصویر اور اس کے بارے میں ساری تفصیل موجود ہے۔ وہ کہاں رہتا ہے اور اس نے اپنی حفاظت کے لئے کیا بندوبست کر رکھے ہیں اور ہم نے اس کے خلاف جو بھی کارروائیاں کی ہیں ان سب کی بھی تفصیل اس میں موجود ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا تو جم مارک نے ہاتھ بڑھا کر فائل اٹھا لی۔

''آپ بتا رہے تھے کہ آفاق زبیری نے اپنی حفاظت کے لئے مسلح افراد کی فورس بھی رکھی ہوئی ہے۔ کیا یہ اس کے اپنے آدمی ہیں یا حکومتی سطح پر اس کی حفاظت کے لئے آدمی بھیجے گئے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''وہ بہت امیر کبیر آدمی ہے۔ اس کے پاس دولت کی کمی نہیں ہے۔ حکومتی تعاون وہ لینا گوارا نہیں کرتا۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے جتنے بھی افراد رکھے ہوئے ہیں وہ سب پرائیویٹ سیکورٹی ایجنسی کیا فراد ہیں جو اس نے ہائر کر رکھے ہیں''...... کرنل کاشارا نے جواب دیا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں فائل دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

''لگتا ہے وہ لوگ کسی طرح چھت پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کیا یہاں ایسا کوئی کمرہ ہے جہاں دشمن آپ تک نہ پہنچ سکیں''...... صفدر نے آفاق زبیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ ہم عمارت کے اندر ہیں اور یہ ساری عمارت ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے۔ وہ چھت پر تو پہنچ سکتے ہیں لیکن عمارت کے اندر آنا ان کے لئے کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''آپ فوراً کسی محفوظ کمرے میں چلے جائیں۔ دشمن چھت پر آ گیا ہے''...... صفدر نے جلدی جلدی کہا۔

''نہیں۔ میں بزدلوں کی طرح کسی کمرے میں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا۔ ہاں تم تینوں چاہو تو کسی بھی کمرے میں جا کر چھپ سکتے ہو''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''آفاق زبیری صاحب۔ وہ آپ کی جان کی دشمن ہیں''۔ جولیا

نے کہا۔

''میں بے شک ریٹائرڈ بیورو کریٹ ہوں مگر ان لوگوں سے ڈر کر کمرے میں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا''...... آفاق زبیری نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس وقت پھر بھی دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں۔

''پلیز آفاق زبیری صاحب۔ آپ ہماری بات مانیں۔ وقت نہ ضائع کریں کمرے کا دروازہ فوراً اندر سے بند کر لیں۔ پہلے ہم ان سے بات کر لیں پھر ضرورت محسوس ہوئی تو دروازہ کھول کر آپ کو بلا لیں گے''...... صفدر نے جلدی جلدی کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکے۔

''لیکن''...... آفاق زبیری نے پر زور انداز میں کچھ کہنا چاہا لیکن تنویر نے باہر نکلتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ اس وقت تک شام ہو چکی تھی اور چونکہ سردیوں کے دن تھے اس لئے شام پڑتے ہی اندھیرا ہو جاتا تھا اس لئے عمارت میں ہر طرف روشنی کر دی گئی تھی۔

''اب کچھ اپنے بچاؤ کی بھی تدبیر کر لو۔ وہ ہمارے رشتے دار نہیں ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے''...... تنویر نے جلے کٹے لہجے میں کہا تو صفدر اور جولیا کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''ارے ہاں۔ ہمیں مورچے سنبھال لینے چاہئیں۔ زینے کا دروازہ ان حالات میں کھلا ہوا تو نہیں ہو سکتا''...... صفدر نے کہا۔

”ضروری نہیں کہ وہ زینے کے راستے آئیں۔ جو لوگ چھت پر پہنچ سکتے ہیں وہ نیچے کیوں نہیں آسکتے“...... جولیا نے منہ بنایا۔ پھر انہوں نے صحن کے اردگرد مورچے سنبھال لئے صحن میں زیادہ روشنی نہ تھی اور چھت پر بھی روشنی نہ تھی۔ ایسے میں انہوں نے صحن میں رسی کی سیڑھی لٹکتے دیکھی۔

”گڈ شو۔ اس بار تو یہ لوگ سارا انتظام کر کے آئے ہیں“۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو یہ لوگ عقل سے پیدل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ ہم یہاں موجود ہیں پھر بھی چلے آرہے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے“...... تنویر نے جلدی جلدی کہا۔

”پتا نہیں ہم ان کا کچھ بگاڑ بھی سکتے ہیں یا نہیں فی الحال تو میں خود کو خطرے میں محسوس کر رہی ہوں“...... جولیا نے کہا۔ اسی وقت رسی کی سیڑھی سے ایک آدمی نیچے اترتا نظر آیا۔

”خبردار واپس چلے جاؤ ورنہ“...... صفدر نے تیز آواز میں کہا۔

”ورنہ کیا۔ پہلے جملہ پورا کرو“...... سیڑھی سے اترنے والے نے مسکرا کر کہا۔

”ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دیں گے“...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

”ارے جاؤ۔ بہت دیکھے ہیں تم جیسے“...... سیڑھی سے نیچے

اترنے والے نے کہا۔

”ارے تم تو کافی شیر دل معلوم ہو رہے ہو“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں شیر دل ہوں اور میرا نام بھی شیرل دل ہی ہے“...... سیڑھی سے اترنے والے نے ہنس کر کہا۔

”جلدی بتاؤ۔ کہاں دیکھے ہیں تم نے ہم جیسے“...... صفدر نے خوش ہو کر کہا۔

”حد ہو گئی ہے صفدر۔ یہ ان باتوں کا وقت ہے“...... جولیا نے جل کر کہا۔

”ششش۔ شاید نہیں“...... صفدر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”اوہو۔ یہ کہو۔ یقیناً نہیں“...... تنویر نے جھلا کر کہا۔

”اچھا۔ کہتا ہوں۔ یقیناً نہیں“...... صفدر نے شوخ پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھا جولیا تم نے اسے“...... تنویر نے بھنا کر جولیا سے کہا۔ یہاں آ کر تنویر بھی خاصا پرجوش دکھائی دے رہا تھا اس لئے وہ بھی خاصے پرمزاح انداز میں بات کر رہا تھا۔

”ہاں دیکھا۔ وہ بھی اس لئے کہ میں نے عینک نہیں لگائی ہوئی“...... جولیا نے فوراً کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی“...... صفدر بھنا اٹھا۔

”یہ بات یہ ہوئی کہ دشمن برابر نیچے آرہا ہے اور ہم باتوں میں

لگے ہوئے ہیں۔ آخر ہم اسے نشانہ کب بنائیں گے''...... تنویر نے بھی جلے کٹے انداز میں کہا۔

''او کے۔ لو بھائی سیڑھی سے اترنے والے۔ ہم گولی چلانے لگے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے۔ تمہیں ہماری طرف سے آخری وارننگ ہے۔ خود کو بچا سکتے ہو تو بچا لو۔ واپس اوپر چلے جاؤ۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں تمہیں کچھ نہیں کہیں گے''...... صفدر نے جلدی جلدی کہا۔

''غلط۔ بالکل غلط۔ تم یہ وعدہ نہیں کر سکتے''...... جولیا چلا اٹھا۔

''او کے۔ یہ وعدہ کینسل سمجھو''...... صفدر نے گھبرا کر کہا اور پھر صفدر نے اس کی ٹانگ کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ دوسرا لمحہ ان کے لئے حیران کن ثابت ہوا کیونکہ گولی اس کی ٹانگ سے ٹکرا کر یوں اچٹ گئی جیسے اس کی ٹانگ فولاد کی بنی ہوئی ہو یا پھر اس نے پورے جسم اور ٹانگوں پر بلٹ پروف لباس پہن رکھا ہو۔

''حیرت ہے۔ کیا تم بلٹ پروف انسان ہو''...... صفدر نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس انداز میں کہا کہ جولیا اور تنویر اس کے انداز پر بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ تم ان حالات میں بھی ہنس سکتے ہو۔ کہاں ہے وہ چوہا''...... سیڑھے سے نیچے اترنے والے نے فرش کے نزدیک پہنچ کر چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ صفدر نے دوسرا فائر اس کے کندھے کا نشانہ لے کر کیا لیکن وہ جوں کا توں کھڑا رہا۔

''میں نے پوچھا ہے کہاں ہے وہ چوہا اور تم جواب میں فائر کر رہے ہو۔ اگر ہم نے فائرنگ کر دی تو تم تینوں چھلنی ہو جاؤ گے''...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم کس چوہے کی بات کر رہے ہو۔ آفاق زبیری صاحب بہت نفیس انسان ہیں۔ ان کے گھر میں شاید ہی کوئی چوہا ملے۔ لہٰذا تم کسی اور دروازے پر جاؤ''...... جولیا نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

''میں اسی چوہے کی بات کر رہا ہوں جس کا نام آفاق زبیری ہے اور جو خود کو بہت بڑا تیس مار خان سمجھتا ہے لیکن ہم سے بچنے کے لئے اس بل میں چھپا ہوا ہے''...... اس آدمی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تم آفاق زبیری صاحب کو چوہا کہہ رہے ہو۔ تم اپنے الفاظ واپس لو۔ جلدی۔ ورنہ مجھے غصہ آ جائے گا''...... جولیا نے کہا۔ اتنے میں دوسرا آدمی نیچے کود گیا۔ انہوں نے دیکھا اب سیڑھی سے تیسرا آدمی اتر رہا تھا۔

''غصہ آ جائے گا تو اس کا ہم پر بھلا کیا اثر پڑے گا۔ ہم موت کے فرشتے ہیں اور موت کے فرشتے جہاں بھی جاتے ہیں موت ہی لاتے ہیں''...... دوسرے آدمی نے نیچے چھلانگ لگا کر کہا۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی نیچے آتا دکھائی دیا۔

''ابھی اور کتنے آئیں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''فکر نہ کرو۔ ہم بہت زیادہ تعداد میں ہیں''...... پہلے آدمی نے

جواب دیا۔

''دیکھو بھائی۔ رات ہو گئی ہے۔ بلکہ شاعروں کے الفاظ میں رات بھیگ چکی ہے یا رات گہری ہو چکی ہے۔ للہٰذا تم ذرا جلدی سے بات چیت ختم کر لو۔ ہمیں اور بھی کام ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہم آفاق زبیری کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مطالبہ نہیں ہے''...... پہلے آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

''آپ ان کو ساتھ لے جا کر کریں گے کیا''...... جولیا نے پوچھا۔ اسی وقت تیسرا نیچے اتر آیا اور چوتھا اترتا نظر آیا۔

''اتنے ہی بہت ہیں۔ باقی ساتھیوں سے کہیں وہ اوپر ہی ٹھہریں صحن میں جگہ کم پڑ جائے گی''...... صفدر نے گھبرا کر کہا۔

''کام کی بات کرو۔ کیا آفاق زبیری اس کمرے میں ہے''...... پہلے نیچے اترنے والے نے کہا۔

''اس کمرے کے دروازے تک جانے سے پہلے آپ کو ہم سے ٹکرانا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''تم ہمارے سامنے کس کھیت کی مولی ہو''...... اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''حد ہو گئی۔ اب ہم کھیت کی مولیاں ہو گئے۔ اس قدر توہین''...... صفدر نے بھنا کر کہا۔

''اب یا تو سامنے آ کر دو دو ہاتھ کر لو ورنہ پھر ہم دروازہ توڑ

رہے ہیں''...... پہلے آنے والے آدمی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کیوں۔ تم میرا نام پوچھ کر کیا کرو گی''...... اس آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

''پتہ تو چلے کہ ہم کس سے مخاطب ہیں۔ اگر تمہارے ماں باپ نے تمہارا نام نہیں رکھا تو پھر بے شک نہ بتاؤ''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اور تنویر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہم چار موت کے فرشتے ہیں اور میں فرشتہ نمبر ون ہوں۔ میرے ساتھ فرشتہ نمبر ٹو، تھری اور فور ہیں۔ باقی سارے موت کے فرشتے چھت پر ہیں۔ انہیں تم فرشتہ فائیو اور آگے کے نمبر دے سکتے ہو''...... پہلے والے آدمی نے جواب دیا۔

''تو سنو مسٹر فرشتہ نمبر ون۔ دروازے کی طرف بڑھنے والے ہاتھ توڑ دیئے جائیں گے''...... صفدر نے غرا کر کہا۔

''بہت بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہے ہو جبکہ تم اس قابل نہیں ہو کہ ہمارے ہاتھ توڑ سکو''...... پہلے والے نے کہا۔

''اللہ اپنا رحم فرمائے۔ آج یہ ہمیں کس قسم کے الفاظ سننے کو مل رہے ہیں''...... صفدر نے بوکھلا کر کہا۔ اسی وقت چوتھے نے چھلانگ لگائی اور پانچواں اترتا نظر آیا۔

''اوہ۔ آخر کتنے آئیں گے''...... تنویر نے جھلا کر کہا۔

’’اتنے کہ دروازہ فوراً ٹوٹ جائے‘‘...... فرشتہ نمبر ون نے کہا۔

’’اچھی بات ہے۔ اب ہم اپنا کام شروع کرنے لگے ہیں پھر نہ کہنا خبر نہیں ہوئی‘‘...... صفدر نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

’’ہم تو کب سے انتظار کر رہے ہیں۔ اب کام شروع کر بھی دو‘‘...... فرشتہ نمبر ون نے ہنس کر کہا۔ تنویر نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ پہلی چیز جو ہاتھ لگی وہ اس کا پین تھا۔ اس نے پین کا بٹن تین بار پریس کیا اور پھر اس نے پین کو ان افراد کی طرف اچھال دیا۔ پین زمین پر گرا اور چکنے فرش پر پھسلتا ہوا ان افراد کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ ان چاروں کے منہ سے تیز چیخیں نکلیں اور وہ اچھل اچھل کر گرتے نظر آئے۔ پانچواں جو سیڑھی پر تھا۔ اوپر سے نیچے گرا۔ اب وہ پانچوں لمبے لیٹے نظر آئے ان کے جسم ساکت تھے۔

’’کوئی اور اوپر ہے تو وہ بھی نیچے اترنے کا شوق پورا کر سکتا ہے‘‘...... صفدر نے چیخ کر کہا لیکن اوپر سے کوئی جواب نہ آیا۔

’’ہمیں ان پانچوں کو پکڑ کر اندر لے آنا چاہیے۔ انسپکٹر شیراز نے تو ہمیں کوئی معلومات نہیں دی ہیں لیکن یہ لوگ شاید اسی تنظیم سے وابستہ ہیں جو آفاق زبیری کے دشمن ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے ہمیں معلومات مل جائیں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’وہ تو ٹھیک ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ ان لوگوں پر گولیاں کیوں

اثر نہیں کرتیں۔ کیا یہ سر سے لے کر پیر تک بلٹ پروف لباس میں ہیں‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔ ان تینوں نے مشین پسٹل نکالے اور پھر وہ تیزی سے شیڈ کے نیچے سے نکل کر آگے بڑھے۔

’’میں ذرا چھت کا جائزہ لے لوں۔ رسی کی اس سیڑھی کو بھی نیچے گرا دوں گا‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’ہاں یہ ٹھیک رہے گا‘‘...... صفدر نے کہا تو تنویر اوپر چلا گیا۔

’’اب ہمیں آفاق زبیری صاحب کو بلا لینا چاہیے۔ شاید وہ ان میں سے کسی کو پہچانتے ہوں‘‘...... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھا۔

’’اچھی بات ہے۔ لیکن پہلے چھت کی تو رپورٹ مل جائے۔ تنویر اوپر چھت پر میدان صاف ہے یا نہیں‘‘...... صفدر نے پہلے جولیا سے پھر تنویر کو ہانک لگاتے ہوئے کہا۔ جواب میں تنویر کی آواز سنائی نہ دی۔

’’تنویر۔ کہاں ہو تم۔ ہمیں جواب دو‘‘۔ جولیا نے تیز آواز میں کہا لیکن اب بھی تنویر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

’’شاید تنویر کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ ورنہ وہ جواب ضرور دیتا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اوہ۔ اس کا مطلب ہے ابھی دشمنوں کے ساتھی اوپر موجود

ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے یہی بات ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تب تو ہم نے تنویر کو بے دھڑک اوپر بھیج کر غلطی کی۔ ٹھہرو میں رسی کی سیڑھی کے ذریعے اوپر جا کر دیکھتا ہوں''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا ایسا کرنا عقلمندی ہو گی''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''کیوں۔ اس میں کیا بات ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''چھت پر موجود دشمن تم پر عین اس وقت وار کرے گا۔ جب تم منڈیر کے نزدیک پہنچو گے اور اس کے وار سے تم بچ نہیں سکو گے''...... جولیا نے کہا۔

''یہی صورتحال زینے کے ذریعے جانے پر پیش آئے گی۔ لہٰذا یہ خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم تیسری ترکیب پر عمل کریں''۔ جولیا نے کہا۔

''تیسری ترکیب۔ کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''تم سیڑھی کے ذریعے اوپر جاؤ۔ میں زینے کے ذریعے''۔ جولیا نے صفدر کے کان میں کہا۔

''اوہ۔ یہ ٹھیک ہے''...... صفدر نے بھی آہستہ سے کہا۔ دونوں نے اوپر کا رخ کیا۔ وہ چھت پر پہنچ گئے لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ چھت صاف تھی۔ لیکن وہاں تنویر تک نہیں تھا۔

''اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ تنویر کہاں غائب ہو گیا ہے۔ کہیں اس نے سچ مچ عمرو عیار کی سلیمانی چادر تو نہیں اوڑھ لی''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمرو عیار کی سلیمانی چادر۔ کیا مطلب''...... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب ہمیشہ عمرو عیار اور اس کی کراماتی چیزوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اس لئے میں نے عمرو عیار کہا ہے''...... صفدر نے جواب دیا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

''ارے ارے۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہاں نہ دشمن نہ تنویر۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جب تنویر اوپر پہنچا اسے چھت پر کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے پائپ وغیرہ کا جائزہ لیا۔ اب یا تو اسے دشمنوں کا کوئی ساتھی پائپ کے ذریعے نیچے اترتا نظر آیا تھا اور وہ اس کے تعاقب میں نیچے اتر گیا یا پھر چھت پر کوئی دشمن موجود تھا۔ اس نے تنویر پر وار کیا''...... صفدر نے کہا۔

''چلو مان لیا۔ اس نے تنویر پر وار کیا۔ پھر کیا وہ بے ہوش تنویر کو پائپ کے ذریعے نیچے لے گیا۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''تب پھر۔ تمہارے خیال میں تنویر کہاں ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تنویر کا ہمیں بتائے بغیر کسی کے تعاقب میں جانا ممکن نہیں۔ اگر وہ انہیں جاتے ہوئے دیکھتا تو فوری طور پر نیچے آتا اور ہمیں بتا

کر دروازے کے ذریعے اس طرف جا سکتا تھا۔ جہاں دشمن نیچے اترنے والا تھا۔ لہٰذا میں یہ کہوں گی کہ تنویر تعاقب میں نہیں گیا۔ بلکہ اسے زخمی کیا گیا ہے ذرا ٹارچ نکالنا''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی جیب سے ٹارچ نکال کر روشن کی اور اس کی مدد سے چھت کا جائزہ لیا۔ پھر سوئچ تلاش کر کے چھت پر روشنی کی گئی تو وہ چھت پر خون کے تازہ قطرے دیکھ کر چونک پڑے۔ یہ قطرے سائیڈ کی دیوار کی طرف جا رہے تھے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پھر یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ دیوار کے ساتھ ایک طویل سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ گئے کہ دشمنوں نے کوٹھی کی چھت پر پہنچنے کے لئے اس سیڑھی کا استعمال کیا تھا۔ جولیا نے نیچے روشنی ڈالی تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑی کہ دور دور تک زمین پر ایسی ہی سیڑھیاں پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جو طویل قطاروں کی شکل میں جنگل کے ایک حصے کی طرف جا رہی تھیں۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ بارودی سرنگوں سے بچنے کے لئے انہوں نے زمین پر سیڑھیوں کا ٹریک بنایا تھا جن پر پاؤں رکھتے ہوئے وہ یہاں تک پہنچے تھے۔ اور وہ لوگ تنویر کو انہی سیڑھیوں سے جنگل کی طرف لے گئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ عمارت تک پہنچے تو اس کے بارے میں آفاق زبیری صاحب کو پتہ کیوں نہیں چلا۔ ان کے محافظ کہاں تھے وہ ان کی نظروں میں آئے بغیر یہاں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہاں کا سارا حفاظتی سسٹم آف کر دیا ہو۔ حفاظتی سسٹم آف ہونے کی وجہ سے عمارت کے نیچے چھپے ہوئے محافظوں کو بھی ان کی آمد کا علم نہ ہوا ہو اور وہ اس بات کا فائدہ اٹھا کر یہاں پہنچے ہوں اور تنویر کو لے کر نکل گئے ہوں''۔ صفدر نے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے ورنہ آفاق زبیری صاحب کے کہنے کے مطابق ایک ہزار میٹر کے دائرے میں جگہ جگہ مائنز بچھی ہوئی ہیں اور یہاں اس قدر حساس سنسرز ہیں جن کی رینج میں کسی بھی غیر متعلق آدمی کے آتے ہی عمارت میں سائرن بج اٹھتا ہے لیکن ہم اندر ہی موجود تھے۔ اندر تو کوئی بھی سائرن نہیں بجا تھا۔ بہرحال۔ اب ہمیں ذرا تیزی سے حرکت میں آنا ہو گا۔ تم فوراً نیچے پہنچو۔ کہیں وہ صدر دروازے سے نکل نہ جائیں میں اس سیڑھی سے نیچے جاتی ہوں اور زمین پر بچھی ہوئی سیڑھیوں سے جنگل کی طرف پہنچتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے زینوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ ادھر جولیا سیڑھیاں اترنا شروع ہو گئی۔ جیسے ہی وہ سیڑھیوں سے اتر کر نیچے پہنچی اسی لمحے دیوار کے پیچھے چھپا ہوا ایک آدمی اچھل کر اس کے سامنے آ گیا۔

''ہینڈز اپ''...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ لیکن پھر جولیا کو دیکھتے ہی اس نے فوراً مشین گن

نیچے کر دی۔

''اوہ۔ یہ تو آپ ہیں۔ میں سمجھا کہ کوئی اور دشمن چھت سے نیچے آیا ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''تو تمہارا تعلق آفاق زبیری صاحب کے محافظوں میں سے ہے''۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''...... اس آدمی نے کہا۔

''تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں اور تم یہاں کیا کر رہے ہو''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ سب انڈر گراؤنڈ ہیں۔ میں ایسے ہی ٹہلنے کے لئے باہر آیا تھا تو میں نے یہاں سیڑھیاں دیکھیں اور دور سیڑھیوں پر کچھ افراد کو دوڑ کر جاتے دیکھا۔ ابھی میں اس طرف دیکھ رہا تھا کہ سیڑھی ہلنا شروع ہو گئی تو میں فوراً دیوار کی آڑ میں چلا گیا اور پھر آپ نیچے آ گئیں''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''وہ کس طرف گئے''...... جولیا نے پوچھا تو اس آدمی نے اسی طرف اشارہ کیا جس طرف زمین پر بچھی ہوئی سیڑھیاں جا رہی تھیں۔

''کتنے افراد کو جاتے دیکھا تھا تم نے''...... جولیا نے پوچھا۔

''آٹھ۔ انہوں نے ایک بے ہوش آدمی کو کاندھے پر ڈال رکھا تھا جس کے سر سے خون بھی بہہ رہا تھا۔ یہ دیکھیں۔ خون کے قطرے''...... اس نے کہا۔

''شکریہ۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ دراصل وہ آفاق زبیری کو اغوا کرنے آئے تھے۔ ان کے پانچ ساتھی ہمارے ہاتھوں بے ہوش ہو گئے اور باقی ہمارے ایک ساتھی کو لے کر چلے گئے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ''...... اس کے منہ سے نکلا۔

''اب تم واپس انڈر گراؤنڈ چلے جاؤ۔ کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہمارے ساتھی کو اغوا کر کے لے گئے ہیں ان سے اب ہم خود نپٹیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''جی بہتر''...... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑا اور اسی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے پیچھے سے وہ نکل کر آیا تھا۔

صفدر نیچے آ کر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسے اس کمرے سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ کچھ سوچ کر صفدر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ کمرہ خالی تھا۔ آفاق زبیری اسی کمرے میں موجود تھے جہاں وہ انہیں چھوڑ آئے تھے۔ صفدر نے فون کا رسیور اٹھایا۔

''یس''...... صفدر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کرنل کاشارا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے وہی غراتی ہوئی آواز سنائی دی جو صفدر نے پہلے بھی سنی تھی۔

''اوہ۔ تم۔ کیوں فون کیا ہے''...... صفدر نے غرا کر کہا۔

''آفاق زبیری کہاں ہے۔ میری اس سے بات کراؤ''۔ کرنل کاشارا نے اس سے بھی زیادہ غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ جہاں ہے وہاں سے یہاں آ کر تم سے بات نہیں کر سکتے۔ تم نے جو بات کرنی ہے مجھ سے کرو''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے تو سنو۔ تمہارا ایک ساتھی ہمارے قبضے میں آ چکا ہے۔ اگر اپنا ساتھی واپس چاہئے تو ہمارے پانچ ساتھی اور ان کے ساتھ آفاق زبیری کو ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ تمہارا ساتھی زندہ نہیں بچے گا''...... کرنل کاشارا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لئے تمہارے پانچ ساتھی تو تمہیں واپس مل سکتے ہیں لیکن آفاق زبیری کو ہم تمہارے حوالے کر دیں ایسا بھول کر بھی نہ سوچنا''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن آفاق زبیری کے بغیر ہمارا کام نہیں چلے گا۔ اپنے پانچ ساتھی تو ہم چھوڑ سکتے ہیں آفاق زبیری کو نہیں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''چھوڑ سکتے ہیں۔ کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''مطلب یہ کہ پانچ ساتھی تو گنوا سکتے ہیں آفاق زبیری کو حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''آخر تم آفاق زبیری سے چاہتے کیا ہو''...... صفدر نے پوچھا۔

''اس نے ہمارے ایک بہت اہم آدمی کو ہلاک کیا ہے۔ ہمیں اس سے اپنے اس آدمی کا انتقام لینا ہے''...... کرنل کاشارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس میں آفاق زبیری کا کیا قصور ہے۔ اگر تمہارے ملک کی سرحد سے کوئی ہمارا جاسوس سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا جائے تو کیا تم اسے چھوڑ دو گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں چھوڑیں گے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''تب پھر اگر آفاق زبیری نے تمہارے جاسوس کو گولی مار کر ہلاک کیا تھا تو یہ ان کی ڈیوٹی تھی۔ اس کے لئے تم ان سے انتقام کیسے لے سکتے ہو''...... صفدر نے کہا۔

''میں کچھ نہیں جانتا اور نہ میں اس سلسلے میں تم سے کوئی بحث کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں تو اپنے آدمی کی موت کا ہر صورت میں انتقام لینا ہے''...... کرنل کاشارا نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تب پھر ہم انہیں تمہارے حوالے نہیں کر سکتے''۔ صفدر نے کہا۔

''اگر تم اپنے ساتھی کی زندگی چاہتے ہو تو تمہیں آفاق زبیری کو ہمارے حوالے کرنا ہی پڑے گا''...... کرنل کاشارا نے غرا کر کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''دیکھا جائے گا۔ تم آفاق زبیری کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر ہمارے پانچوں ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دو۔

میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ساتھیوں پر تشدد کر کے ان سے پوچھ گچھ کی جائے۔ انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں جنگل میں لا کر پھینک دو۔ ان کی لاشیں دیکھ کر میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ ایسا ہونے کی صورت میں تمہارے ساتھی سے بھی رعایت برتی جائے گی اور اسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا ورنہ

تمہارے اس ساتھی کا جو حشر کیا جائے گا اس کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ ہم اسے بلیک ڈرم کی سزا دیں گے اور اگر تم واقعی محکمہ سراغ رسانی سے تعلق رکھتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بلیک ڈرم کی سزا کیا ہوتی ہے''...... کرنل کاشارا نے غراتے ہوئے کہا اور بلیک ڈرم کا سن کر صفدر ایک لمحے کے لئے کانپ کر رہ گیا۔ اسے بلیک ڈرم کی سزا کا علم تھا۔ پرانے زمانے میں لوگ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے انہیں ڈرموں میں بند کر دیتے تھے اور پھر ان ڈرموں پر زور زور سے ہتھوڑے برسائے جاتے تھے۔ جس سے ڈرم میں موجود آدمی کے کانوں کے پردے پھٹ جاتے تھے اور وہ شدید ترین ذہنی اذیت میں مبتلا ہو جاتا تھا اور پھر اس ڈرم کے نیچے آگ بھڑکا دی جاتی تھی جس سے ڈرم گرم ہو کر اندر موجود آدمی کو جلا کر کوئلہ بنا دیتا تھا۔ یہ اس دور کی سب سے بڑی اور خوفناک ترین سزا تھی۔

''اوہ نہیں۔ میرے ساتھی کو بلیک ڈرم کی سزا نہ دینا۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں اور تمہارے پانچوں ساتھیوں کو گولیاں مار کر جنگل میں پھینک دیتا ہوں لیکن اس کے باوجود اگر میرے ساتھی کو کچھ ہوا تو تم سب کا بھیانک حشر ہو گا۔ انتہائی بھیانک پھر تم سب کو بلیک ڈرم کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ سمجھ گئے تم''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سمجھ گیا۔ تم مجھے میرے ساتھیوں کی لاشیں دکھا دو۔ اس

صورت میں ہم نہ صرف یہ کہ تمہارے ساتھی کی مرہم پٹی کرائیں گے۔ بلکہ اسے بہت عزت سے رکھیں گے''...... کرنل کاشارا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

''سنو۔ اس نمبر پر بات کرنے کی بجائے تم مجھے اپنا نمبر بتا دو۔ ضرورت پڑنے پر میں تم سے خود رابطہ کرلوں گا''...... صفدر نے کہا۔

''میرا کوئی نمبر نہیں ہے۔ میں بذریعہ سیٹلائٹ کسی کو بھی کال کر سکتا ہوں لیکن مجھے کوئی کال نہیں کرسکتا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اگلی بار میں ڈائریکٹ تم سے رابطہ کروں تو تم مجھے اپنا نمبر بتا دو۔ میں اس نمبر کی بجائے ڈائریکٹ تم سے رابطہ کرلوں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا تو صفدر ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر اس نے کچھ سوچ کر کرنل کاشارا کو اپنا نمبر نوٹ کرا دیا۔

''گڈ شو۔ اب میں اسی نمبر پر تم سے بات کیا کروں گا''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''کیا تم میری ایک بار میرے ساتھی سے بات کرا سکتے ہو۔ میں اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور وہ زندہ ہے''...... صفدر نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ کرنل کاشارا اپنے وعدے کا پکا ہے۔ جو کہتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ جھوٹ فریب اور چکر بازی کرنا نہیں جانتا ہے۔ میں نے تمہیں کہا ہے کہ تمہارا ساتھی ٹھیک ہے تو میری بات پر یقین کر لو۔ وہ ابھی زندہ بھی ہے اور ٹھیک بھی ہے۔ اس کے

باوجود اگر تم اپنے ساتھی کی آواز سن کر مطمئن ہونا چاہتے ہو تو پھر اس کے لئے تمہیں صبح تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔ میں تمہاری اس سے کل بات کراؤں گا۔ اپنا نمبر آن رکھنا بس''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا نمبر آن ہی رہتا ہے''...... صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ صفدر فون کا رسیور رکھ کر باہر آیا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ دروازے سے نکل کر وہ محفوظ راستے سے ہوتا ہوا جنگل کے اس حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سیڑھیاں رکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

اس نے احتیاطاً جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ایک جگہ اسے ٹارچ کی روشنی دکھائی دی تو وہ تیزی سے اس طرف لپکا اور درختوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ ٹارچ جولیا کے ہاتھ میں تھی۔ جولیا جنگل میں تنویر کو تلاش کر رہی تھی۔

''مس جولیا۔ میں صفدر ہوں''...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنی بھی منی ٹارچ نکال کر روشن کر لی۔

''تنویر کو یہاں سے لے جایا گیا ہے صفدر۔ یہاں جگہ جگہ اس کے خون کے نشان موجود ہیں۔ شاید اس کے سر پر وار کیا گیا تھا جہاں سے مسلسل خون کا اخراج ہوتا رہا ہے''...... جولیا نے کہا تو

صفدر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

''مجھے معلوم ہے۔ تنویر کو کرنل کاشارا نے ہی اغوا کرایا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''کرنل کاشارا''...... جولیا نے چونک کر کہا تو صفدر نے اسے فون پر کرنل کاشارا سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

''تب تو وہ تنویر کو لے کر نجانے کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں۔ یہاں چند جیپوں کے ٹائروں کے نشان بھی دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ دیکھو''...... جولیا نے ایک طرف ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا جہاں واقعی ٹائروں کے مخصوص نشان موجود تھے۔

''ہمارے لئے یہ اچھی بات ہے کہ کرنل کاشارا یا وہ جو کوئی بھی ہے ہمیں ابھی تک کسی سراغ رساں ایجنسی کے ایجنٹس سمجھ رہا ہے۔ اسے اس بات کی خبر نہیں ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیں یا تو ان کی انٹیلی جنس کمزور ہے یا پھر ان کے پاس ایسے ذرائع موجود نہیں ہیں کہ اسے ہمارے بارے میں معلومات مل سکی ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات ہمارے حق میں جاتی ہے۔ ان لوگوں کو ہماری اصلیت نہ ہی معلوم ہو تو بہتر ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں واپس عمارت میں چلنا چاہئے۔ تنویر کو ہم جلد ہی ڈھونڈ لیں گے۔ فی الحال ہمیں آفاق زبیری کا سوچنا چاہئے۔ وہ اب بھی خطرے میں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن عمارت

کے کسی اور حصے میں چھپے ہوئے ہوں اور ہمارے یہاں آتے ہی وہ ایک بار پھر عمارت پر ہلہ بول دیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ تو جلدی واپس چلو''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے عمارت کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مخصوص راستوں سے ہوتے ہوئے عمارت کے اندر پہنچ گئے۔ صفدر نے اس کمرے کا باہر سے دروازہ کھولا جس میں آفاق زبیری موجود تھے۔ دروازہ کھلتے ہی آفاق زبیری فوراً باہر نکل آئے۔

''کیا ہوا۔ میں نے کئی اجنبی لوگوں آوازیں سنیں تھیں''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''جی ہاں۔ اچھا خاصا معرکہ ہوا تھا''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ انہیں تفصیل بتانے لگا۔

''آپ۔ آپ کا مطلب ہے۔ آپ کے ایک ساتھی کو وہ اغوا کرکے لے جانے میں کامیاب ہو گئے البتہ وہ اپنے پانچ ساتھی چھوڑ بھی گئے ہیں''...... آفاق زبیری نے چونک کر کہا۔

''ہاں لیکن انہیں اپنے پانچ ساتھیوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تنویر کے بدلے میں وہ صرف آپ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کا مقصد وہی آپ سے انتقام لینے کا ہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کک۔ کیا مطلب''...... آفاق زبیری نے زور سے اچھلتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

''مطلب یہ کہ وہ ہمارے ساتھی کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔

اگر ہم بدلے میں آپ کو ان کے حوالے کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ''...... آفاق زبیری کے منہ سے نکلا۔

''جی ہاں لیکن ہم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ آپ نے کیا کیا۔ آپ کو چاہئے تھا۔ مجھے ان کے حوالے کر دیتے''...... آفاق زبیری نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

''ہم نے آپ کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے ہم یہ کیسے کر سکتے ہیں کہ اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لئے آپ کو ان کے حوالے کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''نن۔ نہیں۔ یہ میں کس صورت بھی برداشت کر سکتا ہوں''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''مجبوری ہے۔ برداشت کرنا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ میرے اللہ۔ یہ آپ نے مجھے کس مشکل ترین امتحان میں ڈال دیا۔ میری وجہ سے آپ کا ایک ساتھی دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا ہے اس سے بری خبر میرے لئے اور کیا ہو سکتی ہے''...... آفاق زبیری نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہمارے پیشے میں اگرچہ ایسا ہوتا رہتا ہے لیکن ہمارے ساتھی کا دشمنوں کے قبضے میں ہونا واقعی پریشان کن بات ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھے ان کے حوالے کر دیں اور اپنے ساتھی کو ان سے چھڑا لیں''...... آفاق زبیری نے پرزور لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے''......صفدر نے کہا۔

''لیکن اب آپ کریں گے کیا''...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

''بس دیکھتے جائیں''...... جولیا نے کہا۔ صفدر نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب''......صفدر نے کہا۔

''ارے۔ صفدر دی گریٹ۔ کہاں ہو تم بھائی۔ ابھی تک تم نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی خیر خبر ہی نہیں دی''...... دوسری طرف سے عمران نے چہکتے ہوئے کہا تو صفدر کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''حالات بہت خوفناک ہو گئے ہیں عمران صاحب اسی لئے اب تک آپ سے رابطہ کرنے کا موقع نہ مل سکا تھا''...... صفدر نے ان کی آواز سننے کے بعد کہا۔

''کیوں کیا ہوا۔ تم تینوں ٹھیک تو ہو''......صفدر کی بات سن کر

عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو صفدر نے تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ تم تینوں نے تو وہاں خاصی ہڑبونگ مچا رکھی ہے اور کرنل کاشرا صاحب کے پانچ ساتھی کیا کہتے ہیں''...... ساری بات سننے کے بعد عمران نے پوچھا۔

''وہ ابھی بے ہوش ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ان سے دوسری معلومات تو لی جا سکتی ہیں۔ ٹھہرو میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اب آپ آ ہی جائیں تنویر کے اغوا سے ہم بہت پریشان ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''او کے میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد باہر سے مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران صاحب آ گئے ہیں''...... اس نے کہا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمران اور ٹائیگر کے ہمراہ واپس آ گیا۔ عمران نے آفاق زبیری سے پرتپاک انداز میں ہاتھ ملایا۔

''کہاں ہیں وہ پانچوں''...... عمران نے صفدر اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم نے انہیں اندر لے جا کر باندھ دیا ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب اس کمرے میں پہنچ

گئے جہاں وہ پانچ افراد جنہیں ان تینوں نے شکار کیا تھا کرسیوں پر رسیوں سے جکڑے بیٹھے تھے۔ وہ پانچوں ہوش میں تھے اور خود کو رسیوں سے آزاد کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے لیکن صفدر اور جولیا نے انہیں اس قدر مضبوطی سے باندھا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پا رہے تھے۔

''ہاں دوستو۔ کیا پروگرام ہے''...... عمران نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے پوچھا۔

''کک کک۔ کیسا پروگرام''...... ان پانچوں میں سے ایک آدمی نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''تم لوگ یہاں آفاق زبیری کو اغوا کرنے آئے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن افسوس ہم ناکام ہو گئے''...... اس نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''شاکر عباس۔ سب مجھے شکرا کہتے ہیں''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں تو شکرا صاحب۔ تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کون سے باقی ساتھی''...... اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم سب کی تعداد تیرہ ہی تھی یا اس سے زیادہ''...... عمران نے

کہا۔

’’ہاں۔ ہم تیرہ تھے۔ دو چھت پر تھے باقی باہر نیچے انتظار کر رہے تھے اور ہم پانچ نیچے آ کر تمہارے ساتھیوں کا شکار بن گئے‘‘...... شکرے نے جواب دیا۔

’’کہاں ہیں تمہارے باقی ساتھی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہم نہیں جانتے وہ اس وقت کہاں ملیں گے۔ ہم الگ الگ رہتے ہیں ہمیں تو باس فون کر کے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور ہمارے ذمے کوئی کام لگاتا ہے‘‘...... اس نے کہا۔

’’کون ہے تمہارا باس‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’کرنل کاشارا‘‘...... شکرے نے جواب دیا۔

’’کرنل کاشارا کا اصل نام کیا ہے اور اس کا پتہ ٹھکانہ کیا ہے۔ مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتاؤ‘‘...... عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

’’سوری۔ ان کے بارے میں ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔ ہمیں آج ہی کرنل کاشارا نے ہائر کیا تھا۔ ہمیں بڑے بڑے معاوضے دیئے گئے تھے اس لئے ہم اس کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس نے ہمیں واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اس کام میں ہماری جان بھی جا سکتی ہے لیکن چونکہ اس کا دیا ہوا معاوضہ اتنا زیادہ تھا کہ ہم نے اپنی جانوں کا بھی رسک لینے کا فیصلہ کر لیا تھا اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم تمہارے ساتھیوں کے قابو میں آ گئے۔ ورنہ

ہم نے ایسے لباس پہنے ہوئے ہیں کہ گولی تو کیا ہم پر بم بھی اثر نہ کرتا۔ تمہارے ساتھیوں نے نجانے کون سے سائنسی اسلحے کا استعمال کیا تھا کہ ہم بے بس ہو گئے‘‘...... شکرے نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا تم سب ایک ہی گروپ سے ہو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ ہمارا ایک گروپ ہے۔ پانچ افراد کا گروپ اور میں اس گروپ کا باس ہوں۔ باقی افراد کا تعلق کس گروہ سے ہے اس کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ وہ شاید کسی اور گروہ سے لئے گئے تھے لیکن ہمارا کام ایک ہی تھا کہ ہم یہاں سے آفاق زبیری کو کسی بھی حالت میں اغوا کر کے لے جائیں‘‘...... شکرے نے کہا۔

’’کرنل کاشارا نے تم سے کیسے رابطہ کیا تھا‘‘...... عمران نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

’’ہم پانچ ساتھیوں کا ایک اڈہ ہے۔ فائر کلب۔ ہم زیادہ تر وہیں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ایک آدمی وہاں آیا تھا اور اس نے ہمیں کام کی آفر کی تھی اور ہمیں نقد رقم بھی دی تھی۔ ہم اس کے کہنے پر کام کے لئے آمادہ ہو گئے پھر مجھے کال موصول ہوئی۔ وہ کوئی انجان سا نمبر تھا۔ فون پر مجھ سے کرنل کاشارا نے بات کی تھی اور اس نے میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے مخصوص لباس کے ساتھ اسلحہ بھی بھیجا تھا اور ہمیں اس جنگل کے پاس پہنچنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ یہاں ہمیں آٹھ افراد اور بھی ملیں

گے۔ ہمیں ان کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے اور بس“...... شکرے نے جواب دیا۔

”اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو آفاق زبیری کو کہاں لے جاتے“...... عمران نے کہا۔

”ہمارا کام نیچے سے آفاق زبیری کو اٹھا کر چھت پر موجود افراد کے سپرد کرنا تھا جو انہیں نیچے موجود افراد کے سپرد کر دیتے۔ اس کے بعد وہ انہیں کہاں لے جاتے اس کی تفصیل ہمیں نہیں بتائی گئی۔ ہمارا کام ختم ہو جاتا تو ہم واپس اپنے اڈے پر چلے جاتے“...... شکرے نے بتایا۔

”میں نے ان میں سے ایک آدمی کی بات سنی تھی“...... اچانک اس کے ایک ساتھی نے کہا تو عمران کے ساتھ شکرا بھی چونک پڑا۔

”کیا بات سنی تھی تم نے“...... عمران نے پوچھا۔

”جب ہم جنگل میں پہنچے تھے تو میں رفع حاجات کے لئے جھاڑیوں کے پیچھے جا رہا تھا کہ مجھے ایک آدمی دکھائی دیا جو فون پر کرنل کاشارا سے بات کر رہا تھا۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ آفاق زبیری کو اغوا کر کے کہاں پہنچانا ہے تو کرنل کاشارا نے اسے بلیک ہاؤس کا نام بتایا تھا“...... اس آدمی نے جواب دیا۔

”بلیک ہاؤس۔ کہاں ہے یہ بلیک ہاؤس۔ کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو“...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں جانتا ہوں“...... شکرے نے کہا۔

”تو بتاؤ“...... عمران نے کہا

”شاید آپ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ بھوتوں کا گھر ہے۔ دن میں بھی کوئی وہاں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کرتا۔ رات کو تو لوگ اس طرف سے گزرتے تک نہیں“...... شکرے نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ کہاں ہے بلیک ہاؤس“...... عمران نے پوچھا۔

”شہر سے باہر۔ ویرانے میں۔ مسلم روڈ چودھواں کلو میٹر دائیں طرف سڑک سے اتر جائیں تو وہ بھوت بنگلہ دور سے نظر آنے لگ جاتا ہے“...... شکرے نے کہا۔

”کیا اس سے پہلے بھی تم نے کسی کو اغوا کر کے وہاں پہنچایا تھا“...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ واحد جگہ ایسی ہے۔ جس کے بارے میں دوسری بار حکم دیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ ایک بار پہلے بھی ہم اس جگہ ایک شخص کو اغوا کر کے لے گئے تھے“...... شکرے نے کہا۔

”گڈ شو۔ اس کا نام بتا دو“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں سب سچ بتا دیتا ہوں لیکن پہلے تم وعدہ کرو کہ تم ہمیں یہاں سے زندہ جانے دو“۔ شکرے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم تعاون کرو گے اور ہر بات سچ بتاؤ گے تو تمہارے ساتھ رعایت کی جائے گی۔ ویسے بھی مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تم چھوٹے موٹے جرائم کرنے والے غنڈے ہو۔ نجانے اس

کرنل کا شارا نے تمہیں اس کام کے لئے کیوں چن لیا تھا۔ بہر حال بتاؤ اس آدمی کا نام کیا تھا۔ جسے تم پہلے اغوا کر کے بلیک ہاؤس میں لے گئے تھے''۔ عمران نے کہا۔ شکرا چونکہ اس کی ہر بات کا جواب دے رہے تھے اس لئے عمران نے بھی اپنا لہجہ نرم کر لیا تھا۔

''اس کا نام مجھے یاد کرنا پڑے گا۔ عجیب سا نام تھا اس کا''۔ شکرے نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے کہ تم سب اس کا نام بھول گئے ہو۔ تمہارے ساتھیوں میں سے کسی کو یاد ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میرے کسی ساتھی کو اس کا نام نہیں آتا۔ میں نے چونکہ یہ کام اکیلے کیا تھا اس لئے اسے میں ہی جانتا ہوں''...... شکرے نے جواب دیا۔

''تو پھر یاد کرنے کی کوشش کرو''...... عمران نے کہا۔

''میں کوشش کر رہا ہوں''...... شکرے نے کہا۔

''سنو۔ میں تم سے نرم لہجے میں بات کر رہا ہوں لیکن اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو تمہارا حشر عبرتناک ہو گا۔ اس لئے مجھے جلدی اس آدمی کا نام بتاؤ''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ مجھے واقعی اس آدمی کا نام یاد نہیں آ رہا ہے''...... دوسرے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ذہن پر زور دو''...... عمران نے کہا۔ وہ سوچ

میں ڈوب گئے۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے اسے اغوا کہاں سے کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''مم مم۔ مجھے اس جگہ کا پتہ نہیں معلوم لیکن مجھے وہ سڑک یاد ہے۔ جس سڑک پر وہ کوٹھی ہے''...... شکرے نے جواب دیا۔

''تم وہ کوٹھی تو ہمیں دکھا سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں ضرور۔ بس علاقے کا نام ذہن سے نکل گیا ہے''۔ شکرے نے زبردستی مسکرانے والے انداز میں کہا۔

''خیر۔ سڑک کا نام بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''رکو۔ مجھے اس علاقے کا نام بھی یاد آ گیا۔ وہ کوٹھی کہکشاں ٹاؤن میں واقع ہے''...... شکرے نے کہا۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ وہ رہائش گاہ کہکشاں ٹاؤن میں ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... شکرے نے جواب دیا۔

''کہکشاں ٹاؤن کا نام سن کر تم چونکے کیوں ہو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے یہاں آنے سے پہلے صدیقی کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اتفاق سے چوہان اس راستے سے گزر رہا تھا جہاں تم تینوں پر حملہ کیا گیا تھا۔ چوہان اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ حملہ تم پر کیا گیا ہے لیکن جس کار سے بم پھینکتے دیکھا تھا اس نے

اس کار کا تعاقب کرنا شروع کر دیا تھا اور پھر ایک مقام پر اس نے اس آدمی کو جا دبوچا تھا۔

اس آدمی نے اپنا نام آصف مقبول بتایا تھا اور وہ یہاں کے معروف سیاست دان چوہدری مقبول کا بیٹا ہے۔ چوہان نے اس کی اور اس کی کار کی تلاشی لی لیکن اسے کچھ نہ ملا تھا۔ لیکن اس نے چونکہ اسی کار سے بم پھینکتے دیکھا تھا اس لئے اس نے صدیقی سے بات کی اور پھر وہ آصف مقبول کو اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئے لیکن وہاں بھی اس سے پوچھ گچھ کرنے کے باوجود ان کے کچھ ہاتھ نہ آیا تو انہوں نے اسے چوبیس گھنٹے اپنے پاس رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ وہ اس کی بھرپور نگرانی کر رہے ہیں تاکہ اگر اس معاملے میں انہیں آصف مقبول کے خلاف معمولی سا بھی کلیو ملے تو وہ اسے دبوچ لیں''...... عمران نے کہا۔

''انہوں نے اسے چھوڑ کیوں دیا۔ اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس سے سچ اگلواتے یا پھر اسے میرے حوالے کر دیتے۔ میں اس کا رعشہ الگ کر کے اس سے ساری سچائی کا پتہ چلا لیتا''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ تمہارے سامنے جو بھی آ جائے وہ سچ اگل کر ہی رہتا ہے۔ تمہاری تو وہ مثال ہے کہ تم جنگل میں گھس جاؤ اور کسی ہرن کو پکڑ لاؤ تو تمہارے تشدد سے تنگ آ کر وہ یہی کہے گا کہ میں چور ہوں میں چور ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ

سب ہنس پڑے۔ عمران نے ایک پرانے لطیفے سے یہ بات اخذ کی تھی۔ یہ لطیفہ پاکیشیائی پولیس کے حوالے سے تھا کہ وہ جسے چاہیں مار مار کر چور کہنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

''میرے ساتھ چلو اور وہ کوٹھی مجھے دکھاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... شکرے نے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کار نکالو۔ اور اسے ساتھ لے چلو۔ میں صدیقی اور چوہان کو کال کر کے وہیں بلا لیتا ہوں۔ دیکھتے ہیں کہ اب ہمارے ہاتھ کیا لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مڑ کر تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے سیل فون پر صدیقی کو کال کیا اور اسے ساری تفصیل بتا کر اسے چوہان سمیت کہکشاں ٹاؤن آنے کا کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم پہنچ رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''اس کی نگرانی سے کچھ حاصل ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔ ہم نے اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس لگائی تھی اور اسے شہر کی ایک ویران سڑک پر چھوڑ دیا تھا۔ اس کے پاس سیل فون تھا۔ اس نے اپنے باپ کو فون کیا اور اس کا باپ اسے خود آ کر لے گیا تھا۔ پھر جب وہ

اسے لے کر اپنی رہائش گاہ پہنچا تو ایک عجیب سی بات ہوئی کہ ہمارے سسٹم میں یکلخت خلل آ گیا۔ ہم کوشش کے باوجود آصف مقبول کو چیک نہیں کر سکے۔ شاید اس رہائش گاہ میں جیمر لگے ہوئے ہیں یا پھر شاید آصف مقبول کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ہم نے اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس چھپائی تھی یا پھر تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس نے چمڑے کا لباس یا جیکٹ پہن لی تھی جس کے باعث ہمارا اس ڈیوائس سے رابطہ ختم ہو گیا تھا اور اب تک یہی پوزیشن ہے‘‘...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

’’بہرحال۔ دیکھتے ہیں۔ تم دونوں پہنچو وہاں پر‘‘...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

’’بہت بہتر‘‘...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔

’’تم ان چاروں اور آفاق زبیری کا خیال رکھو۔ ان پر مزید حملے بھی ہو سکتے ہیں۔ کوشش کرو کہ تم سب آفاق زبیری کے ساتھ رہائش گاہ کے اندر ہی رہو تاکہ دشمن ان تک نہ پہنچ سکیں۔ میں اسے ساتھ لے جا کر یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے پہلے جس آدمی کو کرنل کاشارا کے کہنے پر اغوا کیا تھا وہ کون تھا اور اس کا اس معاملے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے‘‘...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’اسے کھولو تنویر‘‘...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے آگے بڑھ کر شکرے کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں شکرا آزاد ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں ملنا شروع ہو گیا۔ مسلسل بندھے بیٹھے رہنے کی وجہ سے اس کے جسم کے کئی حصے سن ہو گئے تھے۔ اس نے تھوڑا سا وارم اپ کیا اور پھر عمران اسے اپنے ساتھ لے کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تنویر کو ہوش آیا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ ایک کمرے میں دیوار میں نصب زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ان زنجیرون کے آخر میں کڑے تھے جن میں تنویر کی کلائیاں جکڑی ہوئی تھیں۔ اس کے ذہن میں ابھی تک دھماکے ہو رہے تھے۔ شعور جاگتے ہی تنویر کے دماغ میں سابقہ منظر کسی فلمی منظر کی طرح چلنے لگا۔ جب وہ چھت پر پہنچا تھا تو اچانک اسے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ کوئی شیڈ کی طرف چھپا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ تنویر اس کی طرف مڑتا اچانک اس کے سر کے عقبی حصے پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے چیخ نکلتی ایک ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا اور پھر اس کے سر پر ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا اور اس کے بعد اب اسے اس چھوٹے سے کمرے میں ہوش آ رہا تھا۔

سامنے کرسی پر ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی بیٹھا

ہوا تھا اور دروازے کے پاس مشین گنوں سے مسلح دو آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ وہ کرسی جس پر وہ بھاری آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ چھوٹی میز پر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

''جیرم۔ یہ تم نے اسے کون سا انجکشن لگا دیا تھا۔ یہ تو الٹا ہوش میں آ گیا ہے''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے گردن موڑ کر عقب میں موجود افراد سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے تو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا ہے۔ یہ دیکھیں ڈبیہ''...... ان دو مسلح افراد میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر جیب سے ایک ڈبیہ نکال کر اس آدمی کو دکھاتے ہوئے کہا۔ اس ڈبیہ میں ایک سرنج تھی جس میں ہلکے زرد رنگ کا محلول تھا۔

''ہونہہ۔ ہے تو یہ طویل بے ہوشی کا انجکشن۔ لیکن یہ تو ہوش میں آ گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''سنو یہ ریڈ مارٹن کی کال ہوگی''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اس آدمی سے جسے پہلے جیرم کہہ کر پکارا گیا تھا کہا تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس بلیک ہاؤس''...... جیرم نے رسیور اٹھاتے ہی بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔ پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ یس سر یس سر

کہہ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کرنل کاشارا کا فون ہے''...... جیرم نے رسیور جلدی سے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیتے ہوئے کہا تو وہ بھی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''یس باس۔ میں جم مارک بول رہا ہوں''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے رسیور رکھا اور ایک طویل سانس لیا تو اس کی باتوں سے تنویر نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ اسے اغوا کرنے والا اسی کرنل کاشارا کا آدمی ہے جو آفاق زبیری کو اغوا کرنے یا اسے نقصان پہنچانے پر تلا ہوا تھا اور اس آدمی کا نام جم نارک ہے اور وہ اس وقت کسی بلیک ہاؤس میں موجود تھا۔ وہ اس کے ہوش میں آنے کے معاملے کو ڈسکس کر رہے تھے جبکہ تنویر کو معلوم تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

ظاہر ہے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کیا گیا اور پھر اسی بے ہوشی کے دوران طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا گیا اور دونوں کے اثرات ایک دوسرے سے مل کر ری ایکٹ کر گئے اور وہ ہوش میں آ گیا۔ تنویر کی انگلیاں کڑوں کے بٹنوں کی تلاش میں رینگ رہی تھیں لیکن تنویر بٹنوں کی ساخت محسوس کرتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ریموٹ کنٹرول کڑے ہیں۔ صرف انگلیوں سے پریس کر کے انہیں نہیں کھولا جا سکتا۔ لیکن تنویر کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس انداز میں اکٹھا

کیا جس انداز میں عورتیں چوڑیاں پہننے کے لئے ہاتھوں کو اکٹھا کرتی ہیں اور پھر اس نے ہاتھ نیچے کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ اس کی کلائیوں میں موجود کڑے خاصے کھلے تھے کیونکہ تنویر کے ہاتھ اپنی جسامت کی نسبت قدرے چھوٹے تھے اور ان میں لچک بھی موجود تھی اس لئے اگر وہ کوشش کرتا تو ہاتھوں کو ان کڑوں سے کھینچ کر باہر نکال سکتا ہے۔ ایسا جولیا نے کئی بار کیا تھا اور اس بار تنویر، جولیا کے اس طریقے کو آزمانا چاہتا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے کوشش شروع کر دی۔

''اب تمہیں ہوش آ گیا ہے تو اپنا نام بتاؤ''...... جم مارک نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام ارسلان احمد ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''تمہارا تعلق پاکیشیا کی کس ایجنسی سے ہے''...... جم مارک نے تیز لہجے میں کہا۔

''محکمہ سراغ رسانی سے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پاکیشیا میں تو کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جسے محکمہ سراغ رسانی کا نام دیا گیا ہو''...... جم مارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ نیا محکمہ ہے اور پاکیشیائی صدر نے حال میں ہی قائم کیا ہے ور یہ ادارہ وزیر اعظم کو بھی نہیں بلکہ صرف صدر مملکت کو جواب دہ ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

"یہ تو ناممکن ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ہم نے اس سلسلے میں ساری معلومات حاصل کرلی ہیں۔ جیرم"...... جم مارک نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جیرم نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کوڑا لے آؤ۔ یہ میرے سامنے جھوٹ بول رہا ہے۔ جم مارک کے سامنے۔ میں اس کی کھال کھینچ لوں گا"...... جم مارک نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ کرنل کاشارا ناراض ہو گئے تو ہمارے لئے بہت برا ہو گا۔ وہ خود یہاں پہنچنے والے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ ہم کچھ دیر اور انتظار کریں"...... جیرم نے جم مارک کے قریب آ کر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک کہہ رہے ہو تم"...... جم مارک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیرم پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے تنویر کا ہاتھ زور لگانے کی وجہ سے پسینے سے بھیگ کر آسانی سے پھسل کر کڑے سے باہر آ گیا۔ تنویر نے بڑی مشکل سے کڑے اور زنجیر کو دیوار سے ٹکرانے سے روکا کیونکہ ابھی دوسرا ہاتھ کڑے میں موجود تھا اور پھر چند لمحوں کی کوششوں کے بعد وہ ہاتھ بھی کڑے سے باہر آ گیا تو تنویر نے اس کڑے اور زنجیر کو بھی دیوار سے ٹکرانے سے روک لیا۔ اب اس کی نظریں ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جم مارک سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ جیرم اور اس کا ساتھی ہاتھوں میں مشین

گنیں پکڑے دروازے کے ساتھ جم مارک سے کافی پیچھے ہٹ کر کھڑے تھے۔

تنویر کو معلوم تھا کہ اگر اس سے معمولی سی بھی غلطی ہو گئی تو وہ آسانی سے مشین گن کی گولیوں کا نشانہ بن جائے گا۔ جم مارک اور اس کے ساتھیوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا اور پھر تنویر جہاں موجود تھا وہاں سے جم مارک کی کرسی بھی کچھ فاصلے پر ہونے کے ساتھ ساتھ سائیڈ پر تھا۔ اگر تنویر پہلے جم مارک کی طرف جاتا تو فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ راستے میں ہی ہٹ ہو سکتا تھا لیکن بہرحال اس نے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا اس لئے اس نے جیرم اور اس کے ساتھی پر براہ راست حملہ کرنے اور ان سے مشین گنیں چھیننے کا فیصلہ کر لیا۔

"ارے یہ کیا"...... اچانک تنویر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح دروازے کی طرف دوڑا جیسے کوئی بھوت اس کے پیچھے لگ گیا ہو۔

"کیا۔ کیا ہو رہا ہے"...... جم مارک نے یکلخت چیختے ہوئے کہا ر کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیوں بھاگ رہا ہے"...... جیرم کے منہ سے نکلا۔ تنویر کی یہ سیاتی ترکیب خاصی کامیاب رہی۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات نہ سکی کہ تنویر تو کڑوں میں جکڑا ہوا تھا پھر اچانک کیسے رہا ہو گیا اور ر اس سے پہلے کہ وہ ذہنی طور پر سنبھلتے تنویر نے جیرم اور اس کے

ساتھی کے قریب پہنچ کر یکلخت ہوا میں جمپ لیا اور دوسرے لمحے اس کی ایک لات جیرم کے سینے پر اور دوسری ساتھ کھڑے ہوئے اس کے ساتھی کے سینے پر لگی اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے فضا میں الٹی قلابازی کھائی اور پلک جھپکنے میں وہ فرش پر پڑی ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن اٹھائے نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ دوڑتا ہوا سائیڈ دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ جب تنویر، جم مارک کی کرسی کے قریب پہنچا تو اس وقت جیرم اور اس کا ساتھی فرش پر گر کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہے تھے جبکہ جم مارک بت کا بنا کھڑا تھا۔

تنویر یکلخت رکا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی جم مارک چیختا ہوا نیچے گرا جبکہ تنویر کا ہاتھ گھوما اور فرش سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جیرم اور اس کا ساتھی چیختے ہوئے دوبارہ نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ تنویر کا ہاتھ ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فرش پر گر کر تڑپتا ہوا جم مارک جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ایک بار پھر فائرنگ کی زد میں آ کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ تنویر تیزی سے جیرم اور اس کے ساتھی کی طرف گھوما لیکن وہ دونوں ہی فرش پر گر کر ٹھنڈے ہو چکے تھے۔ اس نے جھک کر جم مارک کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل نکلا تو تنویر نے مشین گن ایک طرف

پھینکی اور مشین پسٹل لے کر کھڑا ہو گیا۔

''کرنل کا شارا آنے والا ہے۔ اس کے آنے سے پہلے مجھے یہاں پر موجود تمام افراد کا خاتمہ کرنا ہے''...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر تنویر باہر آ گیا۔ یہ ایک راہداری تھی جس میں کئی کمروں کے دروازے تھے اور آگے جا کر راہداری دائیں طرف کو مڑ جاتی تھی۔

تنویر اس راہداری میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک چٹ کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور اسی لمحے اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر اس ذہن پر ایک بار پھر گہرے سیاہ رنگ کی چادر پھیلتی چلی گئی اور اس کے ذہنوں پر آخری احساس یہی ابھرا کہ اس بار یقینی موت نے اسے گھیر لیا ہے۔

کار کہکشاں ٹاؤن کے سامنے روک کر عمران نے کار سے نیچے اتر کر دروازے پر موجود چوکیدار کو ایک کارڈ پکڑا دیا۔

''ہمیں چوہدری مقبول صاحب سے ملنا ہے''...... عمران نے کار سے نکلتے ہوئے کہا۔

''ان سے ملنے کے لئے پہلے سے ٹائم لینا پڑتا ہے۔ وہ بہت بڑے سیاسی لیڈر ہیں''...... چوکیدار نے کہا۔

''ہم جانتے ہیں۔ آپ انہیں یہ کارڈ دے دیں۔ ہمارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہا۔ محکمہ سراغ رسانی سے''...... چوکیدار نے کہا۔

''جی ہاں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ یہاں رکیں۔ میں صاحب کو بتا کر آتا ہوں''...... اس نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور چوکیدار چھوٹا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ

واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات تھے۔ چہرہ غصے سے تپا ہوا تھا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''انہوں نے آپ سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں''...... چوکیدار نے غصے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اندر سے اچھی خاصی جھاڑ کھا کر آیا ہو۔

''ایک بار پھر ان کے پاس جاؤ اور جا کر ان سے کہو کہ مجھ سے مل لینے میں ان کی بھلائی ہے۔ دوسری صورت میں محکمہ سراغ رسانی کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ ہم پرائم منسٹر کو بھی اپنے دفتر میں طلب کر سکتے ہیں''...... اس بار عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کا سرد لہجہ سن کر وہ بوکھلا گیا۔

''ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں''...... اس نے کہا اور پھر دوبارہ اندر چلا گیا۔ اس بار اس نے آنے میں دیر نہ لگائی۔

''کیا ہوا''...... عمران نے کہا۔

''آئیں۔ صاحب آپ سے ملنے کے لئے تیار ہیں''...... اس نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کے ساتھ گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ چوکیدار انہیں ایک کمرے میں لے آیا۔ جہاں چوہدری مقبول اور اس کا بیٹا آصف مقبول بھی موجود تھا۔ اس نے واقعی لباس کے اوپر سیاہ رنگ کے چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی

تھی۔

''تو آپ نے مجھے دھمکی دینے کی کوشش کی ہے کہ آپ مجھے اپنے دفتر میں طلب کر سکتے ہیں۔ آخر یہ محکمہ سراغ رسانی ہے کیا۔ اس کے بارے میں آج تک میں نے نہیں سنا ہے''...... چوہدری مقبول نے عمران کو دیکھ کر غصے سے کہا۔

''یہ حال میں ہی قائم کیا گیا نیا محکمہ ہے جناب اور اس محکمہ کے تمام ممبران صرف اور صرف صدر صاحب کو جواب دہ ہیں۔ صدر صاحب نے اس محکمہ کو ٹاپ سیکرٹ رکھا ہوا ہے تاکہ آپ جیسے لوگوں سے ملاقات کرنے اور پوچھ گچھ کرنے میں ہمیں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ہم آپ جیسے لوگوں کو جب چاہیں اپنے آفس میں طلب کر لیں''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں صدر صاحب کا قریبی ساتھی ہوں۔ انہوں نے تو مجھے ایسے کسی محکمے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔ بہرحال میں آج ہی ان سے بات کرتا ہوں''...... چوہدری مقبول نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ کام آپ ہمارے سوالات کا جواب دینے کے بعد کر لینا''...... عمران نے کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ''...... چوہدری مقبول نے پوچھا۔

''کیا آپ کے بیٹے کو کچھ عرصہ پہلے اغوا کیا گیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ کون سی پوشیدہ بات ہے۔ اخبارات نے اس خبر کو بڑھا چڑھا کر شائع کیا تھا''...... چوہدری مقبول نے کہا۔

''شکریہ۔ اغوا کرنے والے نے کیا مطالبہ کیا تھا اور کیا آپ نے اس کا مطالبہ پورا کیا تھا یا آپ کے بیٹے کو پولیس نے بازیاب کرایا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''مطالبہ پورا کیا تھا میں نے اس کا۔ ہمارے ملک کی پولیس اس قابل کہاں کہ وہ کچھ کر سکے''...... چوہدری مقبول نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اسے کتنی رقم دی تھی اور کیسے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ اتنی مدت بعد آپ کو اس معاملے کا خیال کیسے آ گیا''۔ چوہدری مقبول نے الٹا سوال کیا۔

''یہ خیال مجھے آیا نہیں۔ اس شخص کی ایک اور واردات کے سلسلے میں یہ بات سامنے آئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ ایک اور واردات۔ کیا وہ ایسی وارداتیں کرتا رہتا ہے''...... چوہدری مقبول نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ آپ کے بیٹے کو کسی نے عام شخص نے اغوا نہیں کیا تھا۔ ایک پیشہ ور مجرم نے ایسا کیا تھا۔ اس کا کام ہی یہی ہے''۔ عمران نے بتایا۔

''اوہ۔ اب اس نے کسے اغوا کیا ہے''...... چوہدری مقبول نے

چونک کر پوچھا۔

''اس کے آدمی آفاق زبیری کو اغوا کرنے آئے تھے۔ لیکن ان کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ میرے ساتھی اس کے راستے میں آ گئے۔ اس طرح آفاق زبیری صاحب تو بچ گئے لیکن میرا ایک ساتھی ان کے ہاتھ لگ گیا لیکن ہم نے بھی اس گروہ کے پانچ آدمی گرفتار کر لئے۔ ان پانچوں کے ذریعے پتا چلا کہ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے آپ کے بیٹے کو بھی اغوا کیا تھا''...... عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے خیر اس نے مجھ سے پچاس لاکھ روپے طلب کئے تھے۔ وہ پچاس لاکھ روپے ایک بریف کیس میں رکھ کر میں نے بلیک ہاؤس میں پہنچائے تھے''...... چوہدری مقبول نے کہا۔

''کک۔ کیا کہا۔ بلیک ہاؤس''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا۔ آپ یہ سن کر چونکے کیوں ہیں''...... آصف مقبول نے پوچھا۔

''اسی بنگلے میں ہی آپ کے بیٹے کو لے جا کر رکھا گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے جیسے یہ بلیک ہاؤس اس مجرم کو ہیڈ کوارٹر ہے۔ آپ سوٹ کیس وہاں رکھ آئے تھے پھر آپ کا بیٹا آپ کو کب ملا''...... عمران نے کہا۔

''میرا بیٹا دو گھنٹے بعد گھر پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے اسے جس جگہ

رکھا ہوا تھا۔ وہاں سے آنکھوں پر پٹی باندھ کر نکالا تھا اور وہ اسے ایک سڑک پر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ جب تک وہ اپنی آنکھوں سے پٹی اتارتا۔ گاڑی اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی''۔ چوہدری مقبول نے کہا۔

''اس کے بعد تو اس اغوا کرنے والے نے کبھی آپ سے رابطہ نہیں کیا''...... عمران نے کہا۔

''جی۔ جی نہیں۔ بالکل نہیں''...... چوہدری مقبول نے قدرے گھبرا کر کہا۔ ٹائیگر نے اس کی طرف چونک کر دیکھا پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

''باس یہ کچھ چھپا رہا ہے''...... ٹائیگر نے باہر نکلتے ہی کہا۔

''ہاں میں سمجھتا ہوں''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکال کر ایکسچینج کے نمبر ملائے اور ڈپٹی ڈائریکٹر آف انٹیلی جنس کے طور پر اپنا تعارف کرانے کے بعد آپریٹر کو چوہدری مقبول کا فون نمبر بتایا۔

''اس نمبر پر کی جانے والی ہر کال کی بات چیت ٹیپ کی جائے گی۔ میں شام تک رپورٹ لوں گا۔ رپورٹ دینے کے بعد بھی یہ چیکنگ جاری رہے گی''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا خیال ہے ٹائیگر۔ ہم ذرا بلیک ہاؤس کا ایک چکر نہ لگا آئیں''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آؤ پھر چلیں کیونکہ ایکسچینج سے اطلاع ملنے میں تو ابھی دیر لگے گی''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اغوا کرنے والے کا اب تک چوہدری مقبول سے رابطہ ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ شاید وہ ہر ماہ اس سے رقم وصول کرتا ہے یا پھر کبھی کبھار وہ اس کے بیٹے کو اغوا کرنے کی دھمکی دے کر کوئی کام لیتا رہتا ہے۔ آخر یہ ایک بڑا سیاسی لیڈر ہے۔ لوگ اس کے ذریعے کئی کام نکال سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا اندازہ درست لگ رہا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر دونوں بلیک ہاؤس کی طرف روانہ ہوئے۔

''باس۔ کیا مس جولیا اور صفدر کو بھی ساتھ لینا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ ان کی آفاق زبیری صاحب کے پاس موجودگی ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''آفاق زبیری والا مسئلہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر کرنل کاشارا اس کا دشمن کیوں بنا ہوا ہے اور وہ اس سے چاہتا کیا ہے۔ کیا واقعی وہ اس سے اس ایجنٹ کی ہلاکت کا بدلہ لینا چاہتا ہے جسے آفاق زبیری نے ہلاک کیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے جولیا اور صفدر سے کہا تھا کہ وہ ہر صورت میں آفاق

زبیری سے بات کریں اور ان سے پوچھیں کہ اصل معاملہ ہے کیا آفاق زبیری نے جو کچھ بتایا ہے وہ بات میرے حلق سے نیچے اترنہیں رہی کہ انہیں بدلہ لینے کے لئے ہلاک کرنے کے لئے اس قدر تگ و دو کی جا رہی ہے۔ معاملہ کچھ اور ہی ہے اور وہ معاملہ آفاق زبیری ہی بتا سکتا ہے کہ اصل میں یہ سب ہے کیا اور اس کے دشمن اس سے کیا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ اس نے کچھ سوچ کر جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ملتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

''جس کا جو، لیا ہے وہ اسے واپس کیوں نہیں کر دیتی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم''...... دوسری طرف سے جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

''میرے سوا تمہیں کون کال کر سکتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تمہیں دوسروں سے زیادہ میری کال کا ہی انتظار رہتا ہے۔ کیوں میں سچ کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اپنا منہ دھو رکھو۔ میں کیوں کرنے لگی تمہاری کال کا انتظار''۔ جولیا نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب تو ہمارے درمیان سے ہڈی بھی ہٹ گئی ہے۔ اب تو مجھ سے سیدھے منہ بات کرلو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ہڈی ہٹ گئی ہے۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"وہ ہوتی ہے نا کباب میں ہڈی۔ صفدر کو کہا ہوتا تو وہ سمجھ جاتا کہ میں تنویر کی بات کر رہا ہوں جو ہمارے درمیان ڈائنا سور کی ہڈی بنا ہوا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں یہاں تمہاری فضول باتیں سننے کے لئے نہیں بیٹھی ہوں۔ بتاؤ کیوں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اگر میں کہوں کہ میں نے تم سے کچھ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے تو"...... عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف جولیا غرا کر رہ گئی۔

"تو میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ اب میں تمہاری باتوں میں آنے والی نہیں ہوں۔ سمجھے"...... جولیا نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے۔ گولی مار دو گی تو پھر میں کنوارا ہی مر جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف جولیا خاموش ہوگئی۔

"کیا میں فون آف کر دوں"...... چند لمحوں بعد جولیا کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

"وہاں پر کیا حالات ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"فی الحال سکون ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"آفاق زبیری نے ان دشمنوں کے بارے میں کوئی بات

بتائی۔ آخر وہ کیوں انہیں ہلاک کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ جو کچھ انہوں نے بتایا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا تھا۔ مزید انہوں نے کچھ نہیں بتایا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے جانے سے پہلے تمہیں اور صفدر کو اشارہ کیا تھا کہ میرے آنے تک اسے مزید کریدنے کی کوشش کرنا"...... عمران نے کہا۔

"ہم نے متعدد بار انہیں کریدنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اپنی اسی کہانی پر قائم ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش کرتے رہو"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں ایک بار پھر ان سے بات کر کے دیکھ لیتی ہوں۔ اگر انہوں نے کچھ بتایا تو میں تمہیں کال کر کے بتا دوں گی"۔ جولیا نے کہا۔

"مجھے ان کی باتوں پر ایک فیصد بھی یقین نہیں ہے۔ آخر ان کے دشمنوں کو ان سے بدلہ لینے کا خیال دس سال بعد کیوں آیا"...... عمران نے کہا۔

"یہ سوال اہم ہے۔ میں ابھی پوچھ لیتی ہوں۔ لیکن ظاہر ہے۔ اس بات کا جواب آفاق زبیری کیا دے سکتے ہیں۔ خیال کے آنے کی وجہ وہ لوگ بتا سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"پھر بھی تم ان سے یہ سوال ضرور کرو"...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہم تنویر کی تلاش میں بلیک ہاؤس جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''او کے''...... جولیا نے کہا۔

''چوہان نے جس آدمی کا تعاقب کیا تھا اسے بھی اغوا کیا گیا تھا۔ اس کا نام آصف مقبول ہے اور اسے بھی اغوا کر کے بلیک ہاؤس میں ہی لے جایا گیا تھا۔ شاید یہ کرنل کاشارا کا کوئی خاص ٹھکانہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تنویر بھی ہمیں وہیں مل جائے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو تنویر کے وہاں سے ملنے کی امید کی جا سکتی ہے''...... جولیا نے پرجوش انداز میں کہا۔

''امید تو کی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ارے ارے۔ یہ۔ یہ کیا''...... عمران نے اچانک جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن جواب میں اسے جولیا کی آواز سنائی نہ دی۔

''جولیا۔ جولیا۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا۔

''کیا ہوا باس''...... عمران کو پریشان دیکھ کر ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جولیا مجھ سے بات کرتے کرتے بری طرح سے چیخی تھی۔ وہاں ضرور کچھ ہوا ہے''...... عمران نے بے تابی سے کہا۔ اس نے ایک بار پھر تیزی سے جولیا کے سیل فون کے نمبر پریس کئے۔ دوسری طرف بیل جانے کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن جولیا اس کی کال رسیو نہ کر رہی تھی۔ عمران نے فوراً کال منقطع کی اور صفدر کے سیل فون پر کال کرنے لگا لیکن صفدر کے سیل فون کی بھی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ بھی اس کی کال اٹنڈ نہ کر رہا تھا۔

''کیا ہوا باس''...... ٹائیگر نے فوراً پوچھا۔

''آفاق زبیری صاحب کی رہائش گاہ پر ضرور پھر کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہوئی ہے''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ادھر چلیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''رکو۔ میں آفاق زبیری کا نمبر ملاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نے آفاق زبیری کے سیل فون اور پھر ان کی رہائش گاہ کے نمبر پریس کئے لیکن وہاں بھی وہی سچویشن تھی۔ گھنٹی تو بج رہی تھی لیکن کوئی کال اٹنڈ نہ کر رہا تھا۔

''شاید وہاں کے حالات زیادہ خراب ہیں۔ ہمیں فوری طور پر ادھر کا رخ کرنا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ ہم اپنا کام کریں گے۔ چاہے کچھ ہو جائے۔ ہو سکتا ہے یہ ہمیں اس طرف جانے سے روکنے کا انتظام کیا جا رہا ہو''۔

عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس بات کا امکان ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نے کار پھر اسٹارٹ کی اور پھر وہ کار تیزی سے سڑک پر دوڑاتا چلا گیا۔ عمران پہلے شکرے کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا لیکن جب ٹائیگر نے اسے بتایا کہ اس نے بلیک ہاؤس دیکھا ہوا ہے تو اس نے شکرے کو وہیں چھوڑ دیا اور اس نے آتے ہوئے جولیا کو بھی اشارہ کر دیا تھا کہ وہ ان پانچوں کو ہلاک کر دے۔

تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ جلد ہی شہر سے باہر نکل گئے کیونکہ بلیک ہاؤس شہر سے باہر ایک چھوٹے سے جنگل میں تھا۔ وہاں آبادی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی انہیں عجیب سا احساس ہوا۔ عمران نے کار کی رفتار قدرے کم کر دی۔ اسی لمحے جنگل میں انہیں کسی اسپیکر پر ایک تیز آواز سنائی دی۔

''ہمارے مہمان پہنچ گئے ہیں''...... یہ آواز بے حد بھاری اور نہایت گونجدار تھی۔ اس آواز کو سن کر عمران اور ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے کیونکہ انہیں اس بات کی توقع نہ تھی کہ ان کی آمد کا اس انداز میں ڈھنڈورا پیٹا جائے گا۔ وہ آواز انتہائی عجیب اور ڈراؤنی سی تھی جیسے کوئی جن یا دیو بول رہا ہو۔

صفدر اور جولیا ایک کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ عمران کا فون آ گیا تو جولیا اس سے باتیں کرنے لگی۔ ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ اچانک اسے فرش پر سیاہ رنگ کا ایک کوبرا ناگ نظر آیا۔ کوبرا نے زور دار پھنکار ماری تو نہ چاہتے ہوئے بھی جولیا کے منہ سے زور دار چیخ نکل گئی اور اس کے ہاتھ سے سیل فون چھوٹ کر نیچے گر گیا۔ جولیا اچھل کر میز پر چڑھ گئی۔ صفدر بھی ارے باپ رے کہتا ہوا میز پر آ گیا۔ دونوں حیرت اور خوف زدہ نظروں سے کوبرا کو دیکھنے لگے۔

''حیرت ہے آفاق زبیری نے کوبرا جیسے زہریلے اور انتہائی خطرناک ناگ بھی پال رکھے ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے اس ناگ کا تو کچھ انتظام کرو۔ یہ بات تو ہم ان سے بعد میں بھی پوچھ سکتے ہیں کہ یہ ان کا پالتو ناگ ہے یا اچانک کہیں

سے یہاں آ گیا ہے''...... جولیا نے بوکھلا کر کہا۔

''اور مجھے فکر ہے عمران صاحب کی۔ کہیں وہ آپ کی چیخ سے پریشان ہو کر ادھر نہ آ جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے ناگ''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''اچھی بات ہے''...... صفدر نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ ناگ کے پھن کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ ناگ کا پھن اڑ گیا اور اس کا باقی جسم بل کھانے لگا۔ ایسے میں انہوں نے آفاق زبیری اور دوسروں کے چیخنے کی آوازیں سنیں۔ وہ چھلانگ لگا کر ان کی طرف دوڑے۔ مشین پسٹل اب تک صفدر کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے دیکھا۔ آفاق زبیری اور ان کے ساتھ ان کے چار محافظ تھے جو صحن میں کھڑے تھے اور بری طرح سے چیخ رہے تھے۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... صفدر نے بلند آواز میں کہا۔ وہ یکلخت خاموش ہو گئے۔

''سس۔ ناگ۔ ناگ''...... آفاق زبیری نے کانپ کر کہا۔

''گھبرانے کی ضرورت نہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اگر گھر میں ناگ گھس آئے تو کیا آپ کے نزدیک یہ گھبرانے کی بات نہیں ہے''...... آفاق زبیری نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

''آپ غلط سمجھے۔ ہم نے ناگ کو مار دیا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ارے ہاں۔ ہم نے آپ کے کمرے میں فائرنگ کی آواز سنی تھی''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ ادھر بھی ناگ تھا''...... آفاق زبیری کے ایک ساتھی نے کہا۔ اس کے لہجے میں خوف تھا۔

''اوہ۔ تو کیا ادھر کوئی دوسرا ناگ موجود ہے''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''اس کمرے میں ہے۔ ہم اس کمرے میں ہی تھے کہ وہ ناگ ندر داخل ہوا۔ بس ہم تو چیختے چلاتے باہر نکل آئے۔ ناگ اندر رہ گیا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ دو دو ناگ''...... صفدر نے بوکھلا کر کہا پھر ہ مشین پسٹل ہاتھ میں لئے کمرے کے دروازے کی طرف ڑھے۔ جولیا نے بھی مشین پسٹل ہاتھ میں لے لیا اور اس کے پیچھے لی گئی۔

''اوہ اوہ۔ یہ خطرہ مول نہ لیں۔ وہ کوبرا ناگ ہے۔ میں کسی پیرے کو بلوا لیتا ہوں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں۔ بس آپ دیکھتے جائیں''...... صفدر نے سکراتے ہوئے کہا۔

''اگر نشانہ چوک گیا تو وہ اچھل کر وار کرے گا اور اگر ڈسنے ں کامیاب ہو گیا تو آپ تو گئے کام سے''...... آفاق زبیری کے سرے ساتھی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

''اللہ مالک ہے''...... صفدر نے کہا پھر اس نے دروازہ تھوڑا سا کھولا۔ ناگ نظر نہ آیا تو پورا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو ناگ دیوار پر چڑھ رہا تھا۔

''جولیا تم بھی نشانہ لو۔ ہم ایک ساتھ فائر کریں گے''...... صفدر نیک ہا۔

''اوکے''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''پہلے ہم خود کو دوسرے کمرے میں بند کر لیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اسے آسانی سے ہلاک کر دیں گے''...... صفدر نے کہا۔ اس نے اور جولیا نے ایک ساتھ کوبرا ناگ کا نشانہ لیا اور فائر کر دیئے۔ ناگ فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ انہوں نے فرش پر اس کا خون پھیلتے دیکھا۔

''آ جائیں۔ ہم نے اس ناگ کو بھی ہلاک کر دیا ہے''...... صفدر نے بلند آواز میں کہا۔ دروازہ کھلا اور وہ سب باہر نکلے۔ ناگ کو مردہ دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔

''آپ۔ آپ تو کمال کے لوگ ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔ اسی لمحے دروازے کی گھنٹی بجی انہوں نے سوالیہ انداز میں آفاق زبیری کی طرف دیکھا۔

''انداز اجنبی سا ہے''...... آفاق زبیری نے پریشان ہو کر کہا۔

''تب پھر۔ آپ یہیں ٹھہریں''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے''...... آفاق زبیری نے کہا۔ جولیا اور صفدر مشین پسٹل ہاتھ میں لئے دروازے پر بڑھ گئے۔

''کون ہے''...... صفدر نے دروازے کے قریب پہنچ کر بلند آواز میں کہا۔

''نواب سرفراز ہاشم''...... باہر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''کون نواب سرفراز ہاشم''...... صفدر نے پوچھا۔

''میں آفاق زبیری کا دوست ہوں''...... باہر سے آواز سنائی ی۔

''ایک منٹ ٹھہریں جناب''...... صفدر نے کہا اور واپس عمارت ں گیا جہاں آفاق زبیری موجود تھے۔

''باہر کوئی نواب سرفراز ہاشم ہیں''...... صفدر نے آفاق زبیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ اچھا''...... انہوں نے کہا اور باہر نکل آئے پھر دروازے طرف بڑھے۔

''آپ یکدم دروازہ نہیں کھولیں گے پہلے آپ اپنا پورا اطمینان ریں۔ ہوسکتا ہے باہر نواب سرفراز ہاشم نہ ہوں۔ آپ کے دشمن انہوں نے کسی طرح پتا چلا لیا ہو کہ آپ کے ایک دوست کا نواب سرفراز ہاشم ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ میں سمجھ گیا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''میں آفاق زبیری ہوں۔ کیا باہر واقعی نواب صاحب موجود

ہیں''...... آفاق زبیری نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

''ہاں آفاق زبیری میں ہی ہوں نواب سرفراز ہاشم''۔ دروازے کے باہر سے آواز آئی۔

''آواز تو نواب صاحب کی ہی معلوم ہو رہی ہے''...... آفاق زبیری نے صفدر اور جولیا سے کہا۔

''آپ پہلے تسلی کر لیں۔ آواز بدل کر بھی بولا جا سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ تب پھر میں کیا کروں''...... آفاق زبیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ اوپر چھت پر جائیں اوپر سے جھانک کر دیکھیں بلکہ وہیں سے ان سے دو چار باتیں بھی کر لیں۔ اس طرح آپ کا اطمینان ہو جائے گا تو دروازہ کھول دیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ خاندانی نواب ہیں۔ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ برا منا جائیں گے''...... آفاق زبیری نے گھبرا کر کہا۔

''انہیں بعد میں صورتحال بتا دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ جو کہیں گے میں وہی کروں گا''...... آفاق زبیری نے کہا پھر وہ اوپر چلے گئے ان کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ آخر وہ نیچے اتر آئے۔

''وہ نواب سرفراز ہاشم ہی ہیں۔ میرے دوست اور وہ اکیلے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا ایک دوست بھی ہے''...... یہ کہہ کر

وہ آگے بڑھے تاکہ دروازہ کھول سکیں۔

''کیا نواب صاحب اسی شہر میں رہتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ دوسرے شہر میں ہیں اور اب ریٹائرڈمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔

''ایسی کیا مصیبت آ گئی ہے تم پر آفاق زبیری جو تم اس قدر احتیاط برت رہے ہو اور مجھ سے بھی سوال و جواب کر رہے تھے۔ کیا میں اتنا ہی گیا گزرا ہوں''...... باہر سے اندر آنے والے لمبے چوڑے آدمی نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

''سوری نواب صاحب۔ رئیلی سوری۔ بس ایک مسئلہ ہو گیا ہے س لئے احتیاط کرنی پڑ رہی ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا اور پھر ہ بڑے پرتپاک انداز میں اس سے ملا۔ اس نے نواب سرفراز ہاشم کے ساتھ آنے والے آدمی سے بھی ہاتھ ملایا۔

''آئیں۔ اندر آئیں اور یہ آپ کے ساتھ کون صاحب ں''...... آفاق زبیری نے نواب صاحب کے ساتھی کی طرف شارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''یہ میرے دوست بابر سکندر حیات ہیں۔ میرے پڑوسی بھی ں۔ میں اس طرف آ رہا تھا تو سوچا کہ اکیلے جانے کی بجائے نہیں بھی ساتھ لے چلوں''...... نواب سرفراز ہاشم نے کہا۔

''اوہ اچھا''...... آفاق زبیری نے کہا اور پھر سب لوگ صحن میں آ گئے۔

''ہاں اب بتاؤ۔ یہ دروازہ کھولنے میں اس قدر احتیاط کی کیا ضرورت تھی''...... نواب سرفراز ہاشم نے کہا۔

''ہم کمرے میں جا رہے ہیں آفاق زبیری صاحب۔ کوئی ضرورت محسوس ہو تو بلا لیجئے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔ وہ دونوں پہلے والے کمرے میں ہی آ گئے۔ ملازم نے اس وقت تک فرش صاف کر دیا تھا۔

''اس بار ان کے دشمنوں نے گویا کسی سپیرے کی خدمات حاصل کی تھیں لیکن ان کا یہ وار بھی خالی گیا۔ ویسے ہمارے ہاتھ ایک سراغ لگ گیا ہے۔ ہم اس سپیرے کو پکڑ سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ ہاں بالکل۔ یہ کام میں صدیقی کے ذمے لگاتا ہوں''۔ یہ کہہ کر صفدر نے صدیقی کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''صدیقی بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے صدیقی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''کیا ہوا۔ عمران صاحب نے بتایا تھا کہ تم جولیا اور تنویر کے ساتھ آفاق زبیری کی رہائش گاہ میں ہو اور وہاں کوئی کام کر رہے

ہو''...... دوسری طرف سے صدیقی نے کہا۔

''ہاں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے صدیقی کو ساری تفصیل بتا دی۔ آخر میں اس نے صدیقی کو اس رہائش گاہ میں آنے والے کوبرا ناگوں کے بارے میں بتایا تو صدیقی چونک پڑا۔

''اوہ۔ یہ تو آفاق زبیری کو ہلاک کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جبکہ شروع میں ہمیں ایسا لگا تھا کہ وہ لوگ آفاق زبیری کو اغوا کرنا چاہتے ہیں لیکن اب جو ہورتحال سامنے آ رہی ہے اسے دیکھ کر تو اب یہ لگ رہا ہے کہ ان ا ارادہ بدل گیا ہے اور اب وہ آفاق زبیری کو ہلاک کرنا چاہتے ں۔ ورنہ اس رہائش گاہ میں اس قدر خوفناک زہریلے کوبرا ناگ ہاں سے آ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس بات کا پتہ لگاؤں کہ کس نے یہ برا ناگ کس سے اور کس مقصد کے لئے حاصل کئے تھے''۔ یقی نے کہا۔

''ہاں۔ یہاں کوبرا ناگوں کی نسل نایاب ہے۔ یہ بہت کم روں کے پاس پائے جاتے ہیں اس لئے تمہیں یہ معلوم کرنے مشکل نہیں ہو گی کہ یہ کس سپیرے سے حاصل کئے ہیں''۔ صفدر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پتہ کراتا ہوں۔ اس کام کے لئے میں باقی

ساتھیوں کو بھی ساتھ لے لیتا ہوں تاکہ کام جلد ہو جائے“...... صدیقی نے کہا۔

”یہی مناسب رہے گا“...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

”اس وقت اور ان حالات میں نواب اور اس کے دوست کی آمد مجھے کھٹک رہی ہے“...... جولیا نے دبی آواز میں کہا۔

”ہاں۔ یہ کوئی چکر بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان پر نظر رکھنا ہو گی۔ ویسے نواب سرفراز ہاشم میک اپ میں نہیں لگتا“...... صفدر نے کہا۔

”اور اس کا دوست“...... جولیا نے کہا۔

”میں نے اسے بھی غور سے دیکھا ہے۔ وہ بھی میک اپ میں نہیں ہے“...... صفدر نے کہا۔

”اس کے باوجود احتیاط کی ضرورت ہے۔ دشمن ہر طرف سے وار کرنے کے چکر میں ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح آفاق زبیری کو اغوا یا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ دال نہ گلتے دیکھ کر انہوں نے سوچا ہو گا کہ گھر کے اندر اپنے آدمی پہنچائے جائیں“...... جولیا نے کہا۔

”لیکن اس کے لئے وہ آفاق زبیری صاحب حقیقی دوست کو کس طرح گانٹھ سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”بھلا میں اس سوال کا جواب کیسے دے سکتی ہوں“...... جولیا نے منہ بنایا۔

”ہو سکتا ہے۔ سکندر حیات دشمن کا آدمی ہو اور انہوں نے اسے

نواب سرفراز ہاشم کے ذریعے یہ کام کرنے کا حکم دیا ہو۔ نواب سرفراز ہاشم کو اس بات کا علم نہیں ہو گا“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اس بات کا امکان ہو سکتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”اب ہمیں رات کو جاگنا ہو گا۔ یہ لوگ اگر کسی چکر میں ہیں تو اپنا کام رات کو شروع کریں گے“...... صفدر نے کہا۔

”او کے۔ تو پھر ہم باری باری جاگیں گے۔ آدھی رات تک تم جاگو اس کے بعد میں جاگتی رہوں گی“...... جولیا نے کہا۔

”منظور۔ ارے عمران صاحب اور ٹائیگر ادھر نہیں آئے۔ اس کا مطلب ہے انہوں نے سوچا ہو گا۔ ادھر جو گڑبڑ ہے۔ اس سے ہم نبٹ لیں گے۔ وہ اپنا کام درمیان میں کیوں چھوڑیں“...... صفدر نے کہا۔

”اچھا کیا ہے انہوں نے کہ یہاں آنے کی حماقت نہیں کی“...... جولیا نے کہا۔

”کیا خیال ہے۔ انہیں کال کر کے اپنی خیریت سے آگاہ نہ کر دیا جائے“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ میرے سیل فون پر عمران کی دو مس کالیں ہیں۔ وہ یقیناً پریشان ہو گا“...... جولیا نے کہا۔

”میرے سیل پر بھی عمران صاحب کی مس کالز موجود ہیں“۔ صفدر نے کہا۔

”تو پھر کرو اسے کال اور بتا دو کہ یہاں کیا ہوا تھا“...... جولیا

نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے نمبر پریس کر کے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کا اسپیکر آن کر لیا۔ لیکن دوسری طرف سے سیل فون بند آ رہا تھا۔

''یہ کیا۔ اب عمران صاحب کا نمبر کیوں بند ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ موجود ہو جہاں وہ کال رسیو نہ کرسکتا ہوں اس لئے اس نے سیل فون آف کر دیا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کریں''...... صفدر نے کہا۔

'انتظار کر لو۔ تھوڑی دیر بعد کال کر لینا''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے ایک ساتھ رات کا کھانا کھایا گیا اور پلاننگ کے مطابق پہلے جولیا آرام کرنے کے لئے لیٹ گئی جبکہ صفدر جاگتا رہا۔ انہوں نے کمرے کا بلب بجھا دیا تھا۔ کوٹھی کی بھی فالتو لائٹیں بجھ گئیں۔ تو صفدر کچھ سوچ کر دبے پاؤں باہر نکل آیا اور ایک ستون سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے نزدیک یہ کام سب سے زیادہ بور کام تھا۔ کئی گھنٹوں تک ایک جگہ کھڑے رہو۔ یا بیٹھے رہو لیکن مجبوری تھی اس لئے انہیں ایسا کرنا ہی پڑتا تھا۔

ٹھیک بارہ بجے۔ جبکہ وہ جولیا کو جگانے کے لئے جانے ہی والا

تھا کہ ایک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ فوراً ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ صحن کی طرف کھلنے والا ایک دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا تھا۔ صفدر کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس نے دیکھا۔ رات کی تاریکی میں کوئی اس کمرے سے نکلا۔ قد کے مطابق وہ نواب سرفراز ہاشم بھی ہو سکتا تھا اور اس کا رخ آفاق زبیری والے کمرے کی طرف تھا۔ اب صفدر پوری طرح ہوشیار ہو گیا اور پھر اس نے دیکھا نواب سرفراز ہاشم ایک چابی کے ذریعے آفاق زبیری کے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"باس یہ کس کی آواز تھی"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید جنگل کے کسی بھوت کی آواز تھی۔ ویسے بڑا عقل مند بھوت ہے جو جنگل میں بھی ہماری مہمان نوازی کرنا چاہتا ہے اسی لئے اس نے کہا تھا کہ مہمان آ گئے ہیں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"دیکھتے ہیں کہ یہ کون سے جن بھوت ہیں اور کیسے ہماری مہمان نوازی کریں گے"...... ٹائیگر نے جواباً مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ ہماری مہمان نوازی کرتے ہیں یا ہمیں ہی ان کی خاطر تواضع کرنی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"چلیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تنویر کو واقعی یہیں لایا گیا ہے۔ ہم ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بس محتاط رہو اور مہمان داری کرنے والوں کا خیال رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں موقع مل جائے اور وہ بنا پوچھے ہی ہماری مہمان نوازی شروع کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں کسی کو قریب بھی نہ پھٹکنے دوں گا"...... ٹائیگر کہا۔ عمران جنگل کے درمیانی راستے پر کار چلا رہا تھا۔ کار کی رفتار کافی کم تھی۔ وہ خود بھی محتاط تھا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اپنی گود میں رکھ لیا تھا اور اردگرد گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر نے بھی اپنا مشین پسٹل نکال لیا تھا اور وہ بھی چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس آواز کے بعد جنگل میں خاموشی چھا گئی تھی۔ بلیک ہاؤس کسی بھوت بنگلے کی طرح کافی بڑا تھا جو سڑک کے متوازی تھا اور دور سے انہیں بھوتوں کی طرح سر اٹھائے کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے کچھ سوچ کر کار کی لائٹس آف کر دیں۔

"اب اور محتاط ہو جاؤ۔ دشمن کہیں سے بھی نکل کر ہمارے سامنے آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نے چونکہ متوازی سڑک دیکھ لی تھی اس لئے اس نے کار کی ہیڈ لائٹس آف کرتے ہی یکلخت کار کی رفتار بڑھا دی اور اسے تیزی سے سامنے موجود عمارت کی طرف دوڑاتا لے گیا اور پھر وہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ

خاصی پرانی عمارت تھی جس کے بہت سے حصے کھنڈر بنے ہوئے تھے۔ یہ کھنڈر نما عمارت اندھیرے میں اور بھی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ عمران نے کار درختوں کے جھنڈ میں روکی اور پھر وہ مشین پسٹل لے کر باہر آ گیا۔ ٹائیگر بھی کار سے باہر نکل آیا۔

انہوں نے پہلے عمارت کا ایک چکر لگایا۔ عمارت کی بیرونی دیواریں گر چکی تھیں۔ ابھی وہ اردگرد کا جائزہ لے رہے تھے کہ اچانک ماحول تیز اور انتہائی بھیانک چیخ کی آواز سے گونج اٹھا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"یہ کس کی چیخ تھی باس"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا لگ رہا ہے جیسے اس چیخ کی آواز کو ریکارڈ کیا ہو اور مائیک کے سامنے چلایا جا رہا ہو۔ جنگل میں درختوں پر یقیناً اسپیکر لگے ہوئے ہوں گے۔ ان اسپیکروں سے ہی آواز گونجتی ہے اور لوگ اس جنگل کی طرف آنے سے ڈرتے ہوں گے۔ اسی لئے مجرموں کو یہ محفوظ ٹھکانہ لگتا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک کئی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر ایسی آوازیں سنائی دی جیسے کسی کا گلا کاٹ دیا گیا ہو آواز میں خرخراہٹ بھی شامل تھی لیکن عمران کے چہرے پر کوئی تاثر نمودار نہ ہوا۔ ٹائیگر بھی پرسکون تھا۔ اس نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ آوازیں ریکارڈ شدہ ہیں جنہیں مائیک کے سامنے چلایا جا

رہا ہے۔

"آؤ۔ اب ذرا اس کھنڈر کا اندر سے جائزہ لے لیں"...... عمران نے کہا۔ دونوں آگے بڑھے۔ ایسے میں ٹائیگر کے پیروں کے نیچے کوئی چیز چرمرائی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو اس کے اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ ٹائیگر کا پیر ایک انسانی ڈھانچے سے ٹکرایا تھا۔

"یہاں تو واقعی ایسا سیٹ اپ بنایا گیا ہے جیسے یہ بھوتوں کا ہی گھر ہو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جبکہ حقیقت میں یہ جرائم پیشہ افراد کا اڈہ ہے جسے لوگوں کو احمق بنانے کے لئے بھوتوں کا مسکن ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ سب جعل سازی ہے۔ انسانی ہاتھوں کا کام ہے۔ یہاں ڈھانچے وغیرہ ان لوگوں نے جگہ جگہ رکھے ہوئے ہیں۔ جو اس جگہ کو استعمال کرتے ہیں تاکہ لوگ اس طرف آنے کی جرأت نہ کریں اور وہ اپنا کام بے فکری سے کرتے رہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس اور یہ کام کوئی مجرم تنظیم کر رہی ہے۔ اس تنظیم کی عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے۔ یہ نہایت بچگانہ طریقے ہے لوگوں کو ڈرانے کے لئے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جن کے پاس عقل نہ ہو انہیں بے عقل یا احمق ہی کہا جاتا ہے اور یہ کرنل کا شارا بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے جبکہ میری سمجھ میں تو کچھ آ ہی نہیں رہا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں اس آصف مقبول کی بات کر رہا ہوں باس۔ چوہان نے اسے اپنی آنکھوں سے اس کار میں بم پھینکتے دیکھا تھا جس میں ہمارے ساتھی سوار ہونے جا رہے تھے۔ یہ درست ہے کہ چوہان اور صدیقی اس کا جرم ثابت نہیں کر سکے ہیں لیکن اس آدمی کو بھی اغوا کر کے اس بلیک ہاؤس میں لایا گیا تھا۔ آپ نے چوہدری مقبول سے بہت سی باتیں پوچھیں تھیں انہوں نے بتایا تھا کہ آصف مقبول کو صرف تاوان کے لئے اغوا کیا گیا تھا اور انہوں نے اغوا کاروں کو ان کی مطلوبہ رقم دے دی تھی اس لئے انہوں نے آصف کو چھوڑ دیا تھا لیکن مین نے صاف محسوس کیا تھا کہ چوہدری مقبول ہم سے کچھ چھپا رہا ہے اور میں نے آصف مقبول کی آنکھوں میں بھی خوف کی پرچھائیاں دیکھی تھیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے وہ دونوں جھوٹ بول رہے تھے۔ آصف مقبول کو تاوان کے لئے اغوا نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے پیچھے کی کہانی کچھ اور ہے لیکن وہ کسی مجبوری کی بنا یہ بات ہم سے چھپانا چاہتے ہیں بہرحال سچ جلد ہی سامنے آ جائے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ کافی دیر تک عمارت میں گھومتے رہے۔ عمارت کا انہوں نے ایک ایک حصہ چیک کر لیا لیکن وہاں ہر طرف تاریکی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہاں انسان تو کیا انہیں کوئی پرندہ تک دکھائی نہ دے رہا تھا حالانکہ ایسی عمارتیں چمگادڑوں کی بہترین آماجگاہ ہوتی ہے لیکن وہاں ایک بھی چمگادڑ موجود نہ تھی۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ساری عمارت ہی خالی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔ روشنی کے لئے انہوں نے اپنے سیل فون کی ٹارچیں آن کر رکھی تھیں جن کی تیز لائٹس میں وہ با آسانی ماحول کا جائزہ لے سکتے تھے۔

"حیرت ہے اگر یہ کرنل کاشارا کا ٹھکانہ ہے تو پھر وہ کہاں ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی وقت ان کے سامنے روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا تھا پھر ان کے سامنے پہاڑ جیسا لمبا چوڑا ایک انسان آ کھڑا ہوا۔ اچانک نمودار ہوا تھا کسی سمت سے چلتا ہوا وہاں تک نہیں آیا تھا اور یہ بات واقعی حیرت انگیز تھی۔ تھوڑی دیر پہلے جو جگہ خالی تھی۔ وہاں اچانک ایک بہت لمبا چوڑا انسان کھڑا نظر آنے لگا۔ وہ ٹھٹھک گئے۔ انہوں نے دیکھا۔ اس پہاڑ جیسے بلند انسانی جسم کے اوپر سر نما کوئی گول چیز رکھی تھی۔ اس کی گردن نہیں تھی۔ اس گول چیز میں دو چمک دار سوراخ تھے۔ جن میں سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ روشنی ادھر ادھر گردش کر رہی تھی۔

''روبوٹ''...... ٹائیگر نے۔

''ہاں۔ یہ روبوٹ ہی ہے لیکن سیدھے سادھے لوگ جب دور سے اسے دیکھیں گے تو یہ انہیں سو فیصد جن بھوت ہی نظر آئے گا اور اس طرح لوگوں کو ڈرا کر اس عمارت سے دور رکھا جاتا ہے۔ اس لئے لوگ رات کو تو کیا دن میں بھی اس طرف آتے ڈرتے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ روبوٹ تو بالکل ساکت کھڑا ہے۔ جیسے کوئی مجسمہ ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور یہ ہے بھی مجسمہ ہی۔ اس لئے کہ اچانک نظر آنے لگا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ پہلے زمین کے اندر تھا۔ اس کے لئے زمین میں جگہ بنائی گئی ہے۔ وہاں سے اس کو اچانک اوپر اٹھا دیا جاتا ہے اس کے لئے انہوں نے آلات لگائے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں''...... ٹائیگر نے جونہی یہ الفاظ ادا کئے۔ بھوت میں حرکت کے آثار نظر آئے اور وہ ان کی طرف بڑھنے لگا۔

''روبوٹ ہماری طرف بڑھ رہا ہے باس''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس روبوٹ کے ایک ہاتھ میں سفید رنگ کی ایک بڑی سی گن تھی جس کے اگلے حصے پر شیشے کی نالی لگی ہوئی تھی اور اس کے پچھلے حصے میں ہلکی سبز

رنگ کی روشنی بھری ہوئی تھی۔ روبوٹ کے دوسرے ہاتھ میں ایک بھاری بھرکم اور لمبے دستے والا بڑا سا ہتھوڑا تھا۔ یہ دوطرفہ ہتھوڑا تھا جس کے دونوں حصے بھاری اور سپاٹ تھے۔ روبوٹ کا ہتھوڑے والا ہاتھ بلند ہو رہا تھا اور وہ ہتھوڑا لئے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں موجود سرخ روشنی بھی تیز ہو گئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ روبوٹ ان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہو۔

عمران اور ٹائیگر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ ٹائیگر کے پاؤں ایک بار پھر انسانی ڈھانچے پر پڑے۔ اسی وقت روبوٹ نے ہتھوڑا بلند کیا۔ عمران اور ٹائیگر کی نظریں اس کے ہتھوڑے والے ہاتھ پر ہی تھیں لیکن اس نے عمران کو ہتھوڑا مارنے کی بجائے اچانک گن والا ہاتھ اٹھایا۔ دوسرے لمحے گن سے سبز رنگ کی تیز شعاع سی نکل کر عمران اور ٹائیگر سے ٹکرائی تو عمران اور ٹائیگر کو زور دار جھٹکا لگا۔ وہ بری طرح اچھل کر پیچھے جا کر گرے۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ لگ گئی ہو۔ اس کے ذہن میں اندھیرے نے یلغار کی۔ اس نے سر جھٹک کر دماغ میں چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لاحاصل۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاشارا جو فائل پڑھنے میں مصروف تھا چونک پڑا۔ اس نے فائل بند کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ریڈ مارٹن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن کی آواز سنائی دی۔

''یس ریڈ مارٹن۔ کیا ہوا۔ تم اور جم مارک، آفاق زبیری کی طرف گئے تھے۔ کیا وہ تمہارے ہاتھ آیا''...... کرنل کاشارا نے ریڈ مارٹن کی آواز سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ فی الحال ہم اس تک پہنچنے میں ناکام رہے ہے''۔ ریڈ مارٹن نے جواب دیا تو کرنل کارشارا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہوا کیا تھا۔ مجھے تفصیل بتاؤ''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ہم اپنی پوری تیاری کے ساتھ گئے تھے۔ ہمارے ساتھ گیارہ افراد کا گروپ بھی تھا اور ہم نے بلٹ پروف لباس بھی پہنے ہوئے تھے۔ جم مارک کے پاس ٹراپنگ مشین تھی جس سے اس نے آفاق زبیری کی رہائش گاہ کے تمام حفاظتی انتظامات ختم کر دیئے تھے۔ ہمارے لئے صرف زمین پر بچھی ہوئی بارودی سرنگوں سے بچنا ضروری تھا۔ اس کے لئے ہم نے عام سیڑھیوں کا استعمال کیا تھا ن سیڑھیوں کو ہم نے نے قدرے اونچا بنوایا تھا۔ پھر ہم نے یڑھیاں بارودی سرنگوں والی جگہ پر رکھی اور عمارت تک پہنچ گئے۔ م عمارت کی چھت پر پہنچے تھے۔ چھت کافی بلند تھی اور ہم نیچے نہیں ود سکتے تھے اور نہ ہی ہمارے پاس مزید سیڑھی تھی اس لئے ہم نے نیچے رسیاں لٹکائیں اور ان کے ذریعے پانچ افراد کو نیچے بھیجا۔ ین وہ جیسے ہی نیچے گئے ان پر نیچے موجود کچھ افراد نے حملہ کر یا۔ انہوں نے سائنسی اسلحے سے حملہ کیا تھا جس کے باعث وہ نچوں بے ہوش ہو گئے۔ نیچے نجانے کتنے لوگ تھے جو ہماری ات لگائے بیٹھے ہوئے تھے اس لئے ہم وہیں رک گئے۔ جم ک نے ایک آدمی کو گیس پسٹل لینے بھیجا جو وہ اپنی کار میں بھول تھا۔ ہم اس آدمی کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ان کا ایک می چھت پر آ گیا۔ اسے چھت پر آتا دیکھ کر ہم چونک پڑے اور جم مارک نے دیوار کے شیڈ کے نیچے سے نکل کر اس پر اچانک کیا اور اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کر

دیا۔ اس آدمی کے پیچھے اور لوگ بھی اوپر آ سکتے ہیں اور ان کے پاس سائنسی اسلحہ بھی تھا اس لئے جم مارک کے کہنے پر ہم نے اس بے ہوش آدمی کو اٹھایا اور اسے لے کر سیڑھیوں سے اتر کر عمارت سے باہر اتر آئے اور پھر بارودی سرنگوں پر رکھی ہوئی سیڑھیوں سے واپس جنگل کی طرف چلے گئے۔ ہمارے ہاتھ محکمہ سراغ رسانی کا ایک افسر لگا تھا۔ ہم نے سوچا کہ آفاق زبیری کی جگہ یہ آدمی ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے اس لئے فی الحال اسے لے کر نکل جاتے ہیں۔ جم مارک کے ذہن میں ایک خاص ترکیب آئی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اس آدمی کے ذریعے آفاق زبیری کو پکڑے گا''۔ ریڈ مارٹن نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کون سی ترکیب اور اب تم سب کہاں ہو''...... کرنل کاشارا نے پوچھا تو ریڈ مارٹن نے اسے بتایا کہ جم مارک اس افسر پر کیا ترکیب استعمال کرنا چاہتا ہے۔

''اور ہم بلیک ہاؤس میں ہی موجود ہیں باس''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''کیا وہ آدمی بھی تمہارے ساتھ ہے''...... کرنل کاشارا نے پوچھا۔

''یس باس''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر تک میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ جم مارک اسے کس طرح اپنے زیر اثر کرتا

ہے اور کیا وہ واقعی اس کی ہدایات پر عمل بھی کرے گا یا نہیں''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''اوکے۔ باس میں جم مارک کو بتا دیتا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آنے سے پہلے میں تمہیں ایک بار پھر کال کر لوں گا۔ مجھے تھوڑا کام ہے۔ کام ختم ہوتے ہی میں وہاں آ جاؤں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اوکے باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ایک بار پھر سامنے پڑی ہوئی فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ پھر دو گھنٹوں تک نہ فون کی گھنٹی بجی اور نہ کوئی اندر آیا۔ وہ مسلسل فائل پڑھتا رہا اور اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ جب اس نے فائل کا آخری صفحہ پڑھ کر فائل بند کی اور میز پر رکھے ہوئے سیل فون کو اٹھا کر اس پر وقت دیکھا تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

''ارے۔ اتنی دیر ہو گئی۔ میں نے تو ریڈ مارٹن سے کہا تھا کہ میں ان کے پاس آؤں گا''...... کرنل کاشارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون میز پر رکھا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ وہ سیل فون کا کم اور سیٹلائٹ فون کا زیادہ استعمال کرتا تھا۔

''یس''...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"کرنل کاشارا بول رہا ہوں"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ بلیک ہاؤس پہنچ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں کام میں مصروف ہو گیا تھا۔ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"یہاں ایک بری خبر ہے باس"...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا چونک پڑا۔

"بری خبر۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا"...... کرنل کاشارا نے چونک کر کہا۔

"جس آدمی کو ہم اغوا کر کے لائے تھے اسے ہم نے تہہ خانے میں موجود ایک دیوار کے ساتھ نصب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ ریڈ مارٹن اس پر عمل کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس نے اس آدمی کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگوایا تھا تاکہ وہ اس پر ہپناٹزم کر سکے لیکن اس آدمی پر طویل مدت کے لئے بے ہوش رہنے والا انجکشن لگنے کا الٹا اثر ہوا اور وہ طویل مدت کے لئے بے ہوش ہونے کی بجائے فوراً ہوش میں آ گیا۔ وہ بے حد چالاک آدمی تھا۔ اس نے جم مارک کو باتوں میں لگا لیا اور اس دوران اس نے نجانے کیسے زنجیروں کے کڑوں سے اپنے ہاتھ باہر نکال لئے اور پھر اس نے اچانک جم مارک اور اس کے دو مسلح ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں جم مارک اور اس کے دونوں ساتھی مارے گئے"...... دوسری طرف

سے ریڈ مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جم مارک کی ہلاکت کا سن کر کرنل کاشارا بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ جم مارک ہلاک ہو گیا ہے"...... اس نے چونکتے ہوئے کہا۔ جم مارک کی ہلاکت کا سن کر اس کے چہرے پر خوف کے ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

"یس باس"...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

"بیڈ نیوز، رئیلی بیڈ نیوز۔ جم مارک ایک عام سے آدمی کے ہاتھوں اس طرح ہلاک ہو جائے گا یہ واقعی میرے لئے انتہائی حیرت انگیز بات ہے"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"اس کی موت کا مجھے بے حد دکھ ہے باس۔ میں کنٹرول روم میں تھا اور انہیں لائیو دیکھ رہا تھا۔ چونکہ جم مارک نے ابھی اس پر ہپناٹزم شروع نہیں کیا تھا اس لئے میں کچھ دیر کے لئے واش روم میں چلا گیا۔ جب واپس آیا تو وہ آدمی سب کچھ ختم کر چکا تھا اور وہاں سے بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس پر لائٹم ریز کا فائر کیا اور اسے پھر سے بے ہوش کر دیا۔ جم مارک کی موت کا مجھے شدید رنج تھا۔ غصے سے میرا برا حال ہو رہا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اس آدمی کو گولیوں سے چھلنی کر دوں لیکن میں نے ایسا نہیں کیا ہے اور اسے ایک بار پھر تہہ خانے میں لے جا کر باندھ دیا ہے"...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''بہت برا ہوا ہے۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ اب تک جم مارک نے یقیناً اس آدمی پر ہپناٹائزم کر کے اسے اپنے بس میں کر لیا ہو گا لیکن تم تو مجھے کچھ اور ہی بتا رہے ہو''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''وہاں تمہارے ساتھ اور کتنے افراد ہیں''...... کرنل کاشارا نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''بلیک ہاؤس میں بیس آدمیوں کا گروپ تھا باس۔ دو آدمی مارے گئے ہیں۔ اب میرے ساتھ اٹھارہ افراد باقی ہیں''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''مزید آدمی بھیج دوں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اوہ نہیں باس۔ مجھے ابھی آدمیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔ ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''اب اس آدمی کا کیا کرنا ہے''...... کرنل کاشارا نے پوچھا۔

''وہی جو جم مارک اس کے ساتھ کرنا چاہتا تھا''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا ایک بار پھر چونک پڑا۔

''تو کیا تم بھی ہپناٹائز کے ایکسپرٹ ہو''...... کرنل کاشارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ ساکال تنظیم میں جم مارک اور میں دونوں ہپناٹائز کے ماہر تھے اسی لئے تو ہم دونوں ایک ساتھ رہتے تھے اور ایک ساتھ ہی کام کرتے تھے''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''تو کیا یہ آدمی آسانی سے تمہاری ٹرانس میں آ جائے گا''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ یہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ میں اس آدمی کا دماغ پلٹ کر رکھ دوں گا۔ اب وہ ہمارے لئے کام کرے گا۔ میں اسے ساکال کا وفادار بنا دوں گا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اس کے لئے تو تمہیں پہلے اس کا سارا مائنڈ واش کرنا پڑے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ اس کا مائنڈ واش کرنے کے بعد ہی میں اسے ساکال کا وفادار بنا سکتا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''کیا ایسا ممکن ہے کہ اس کا مائنڈ واش کرنے سے پہلے اسے ٹرانس میں رکھ کر یہ معلوم کیا جائے کہ آخر وہ ہے کون اور اس کا پاکیشیا کی کس ایجنسی سے تعلق ہے۔ میں نے ہر طرف انکوائری کرا لی ہے لیکن پاکیشیا میں محکمہ سراغ رسانی کا الگ سے کوئی ادارہ نہیں ہے اور نہ ہی حال میں ایسا کوئی ادارہ قائم کیا گیا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ میں اسے ٹرانس میں لے کر پہلے اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔ اس کے بعد ہی میں اس کا مائنڈ واش کروں گا اور پھر اس کے مائنڈ میں ساکال کی وفاداری بھر دوں گا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ویل ڈن۔ تم اس پر اپنا کام مکمل کرو۔ میں ایک گھنٹے بعد

تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے اس کام میں کتنے ماہر ہو''...... کرنل کاشارا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کو میرا کام دیکھ کر مایوسی نہیں ہو گی باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اچھی بات ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا اور پھر اس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اٹھا اور پھر میز کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ ریڈ مارٹن نے اب تک اپنا کام مکمل کر لیا ہو گا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنی کار میں سوار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر اُڑا جا رہا تھا۔

عمران کو ہوش آیا تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ وہ ایک پرانے سے کمرے میں ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اسے سابقہ منظر یاد آ گیا کہ کس طرح وہ کھنڈر نما عمارت میں داخل ہوئے تھے جسے مجرموں نے بھوتوں کا مسکن بنایا ہوا تھا اور پھر اس کے سامنے ایک روبوٹ آ گیا تھا جس کے ایک ہاتھ میں بھاری ہتھوڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں عجیب ساخت کی گن۔ اس نے عمران ڈاج دینے کے لئے ہتھوڑا اٹھایا تھا جیسے وہ عمران پر ہتھوڑے سے حملہ کرنا چاہتا ہو اور عمران روبوٹ کے اس ڈاج میں آ گیا تھا۔ روبوٹ نے عمران پر ہتھوڑے سے حملہ کرنے کی بجائے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی عجیب ساخت کی گن سے شعاع فائر کر دی تھی۔

سبز رنگ کی اس شعاع سے عمران اچھل کر دور جا گرا تھا اور پھر اسے اپنے جسم میں یکلخت آگ سی بھڑکتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ

بے ہوش ہو گیا۔ اسے اب ہوش آ رہا تھا۔ اس نے سر موڑ کر دیکھا تو ساتھ ہی ایک کرسی پر ٹائیگر کو بھی رسیوں سے جکڑا ہوا پایا۔ ٹائیگر کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی اور وہ بھی ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔ کمرے میں ان دونوں کے سوا کوئی نہ تھا اور نہ ہی وہاں کسی قسم کا کوئی سامان دکھائی دے رہا تھا البتہ کمرہ بے حد صاف ستھرا تھا جیسے اس کی صفائی کا خاص طور پر انتظام کیا جاتا ہو۔

"یہ کون سی جگہ ہے باس اور ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا"۔ اچانک عمران نے ٹائیگر کی آواز سنی۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو ٹائیگر بھی ہوش میں آ چکا تھا اور حیرت سے کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

"ہم نامعلوم دشمنوں کی قید میں ہیں اور ہمیں اس قید میں پہنچانے والا کوئی انسان نہیں بلکہ ایک روبوٹ تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس روبوٹ نے زبردست ڈاج دیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آپ پر ہتھوڑے سے حملہ کرنا چاہتا ہو لیکن پھر اس نے اچانک ریز گن سے حملہ کر دیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ روبوٹ کنٹرولڈ تھا اسے باقاعدہ کسی کنٹرول روم سے کنٹرول کیا جا رہا تھا ورنہ یہ ڈاج دینا کسی مشین کا کام نہیں ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہیں کمرے میں ایک آواز گونج اٹھی۔

"کرنل کاشارا۔ نئے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہے"...... یہ وہی آواز تھی جو انہوں نے عمارت سے باہر سنی تھی۔

"تو میرا اندازہ درست تھا۔ یہ تمہارا ہی ٹھکانہ ہے"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ میرا ہی ٹھکانہ ہے لیکن عارضی ٹھکانہ۔ میرا اصل ٹھکانہ تو کہیں اور ہے"...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

"مجھ سے میرے سامنے آ کر بات کرو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں جہاں ہوں وہیں ٹھیک ہوں مسٹر عمران بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... کرنل کاشارا کی انتہائی طنز بھری آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

"علی عمران۔ کون علی عمران"...... عمران نے جان بوجھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ یہ تمہارا نام نہیں ہے کیا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"نہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا ہے تمہارا نام"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"ٹمبکٹو"...... عمران نے کہا۔

"ٹمبکٹو۔ یہ کیسا نام ہے"...... کرنل کاشارا کی حیرت بھری آواز نائی دی۔

"تمہارا نام کرنل کاشارا ہو سکتا ہے تو میرا ٹمبکٹو کیوں نہیں ہو سکتا

ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کرنل کاشارا میرا کوڈ نام ہے''...... کرنل کاشارا نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو سمجھ لو کہ ٹمبکٹو میرا کوڈ نام ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو تم مجھے اپنا اصل نام نہیں بتاؤ گے''...... کرنل کاشارا نے غراتے ہوئے کہا۔

''نام میں کیا رکھا ہے۔ کام کی بات کرو''...... عمران نے کہا۔

''چلو پھر ٹھیک ہے۔ کرو بات''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''تنویر کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کون تنویر''...... اس نے حیران ہو کر کہا۔

''میرا ساتھی جسے تمہارے ساتھی آفاق زبیری کی رہائش گاہ سے اغوا کر کے لے آئے تھے''...... عمران نے بتایا۔

''اوہ اچھا تم اس کی بات کر رہے ہو۔ لگتا ہے کہ تم اس کے لئے پریشان ہو''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''میں پریشان نہیں ہوں۔ اپنے ساتھی کا پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ کہاں ہے وہ''...... عمران نے کہا۔

''وہ ٹھیک ہے۔ ابھی تمہارے پاس آ جاتا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران چونک پڑا۔ اسی لمحے کمرے کی لائٹ آف ہو گئی۔ کمرہ چونکہ بند تھا اس لئے وہاں تاریکی چھا گئی

تھی۔ اس سے پہلے عمران کچھ کہتا اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک انسانی سایہ گرتا پڑتا اندر داخل ہوا۔ یوں لگا جیسے اسے پیچھے سے دھکا دیا گیا ہو۔

''یہ۔ یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ مجھے کچھ دکھائی کیوں نہیں دے رہا ہے''...... اسی لمحے انہوں نے سائے کے منہ سے تنویر کی آواز سنی تو وہ چونک پڑے۔

''تنویر۔ یہ۔ یہ۔ یہ تمہیں کیا ہوا''...... عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کس کی آواز ہے۔ جانی پہچانی سی لگتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ یہ آواز کس کی ہے''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''یہ میری آواز ہے۔ میں ہوں عمران''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ کون عمران۔ میں کون ہوں۔ میں کہاں ہوں۔ آخر مجھے کچھ یاد کیوں نہیں آ رہا۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے''...... تنویر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کی بات سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا ہوا ہے تنویر۔ تم اس انداز میں بات کیوں کر رہے ہو''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تم کون ہو۔ تمہاری آواز کتنی اچھی ہے۔ تمہارے لہجے میں کتنا اپنا پن ہے۔ چاہت ہے۔ شفقت ہے۔ کون ہو تم۔ مجھے بتاؤ۔ میں کون ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''کرنل کاشارا۔ یہ میرے ساتھی کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ اس طرح بہکی بہکی باتیں کیوں کر رہا ہے''...... عمران نے اس بار کرنل کاشارا کو پکارتے ہوئے کہا لیکن اس بار جواب میں کرنل کاشارا کی آواز سنائی نہ دی۔

''تنویر۔ کیا تم مجھے واقعی نہیں پہچان رہے ہو''...... عمران نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ مگر نجانے کیوں مجھے تمہاری آواز جانی پہچانی سے معلوم ہو رہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے تم میرے کوئی عزیز ہو اور تم سے بڑھ کر میرا کوئی دوست نہیں ہے''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

اسی لمحے کمرے کی لائٹ آن ہو گئی۔ تیز روشنی ہونے کی وجہ سے عمران اور ٹائیگر کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے چندھیا سی گئیں انہوں نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور پھر جب ان کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو انہوں نے دروازے کے پاس کھڑے تنویر کی طرف دیکھا۔

دوسرے لمحے وہ تنویر کو دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑے۔ عمران کا چہرہ تنویر کی حالت دیکھ کر غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ ٹائیگر بھی حیرت زدہ انداز میں آنکھیں پھاڑے تنویر کو دیکھ رہا تھا۔ تنویر کی آنکھوں پر ٹیپ چپکا ہوا تھا اور اس کی پیشانی پر جا بجا چھوٹے چھوٹے کٹ دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ میری آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا دور کیوں نہیں ہو رہا

ہے۔ ہر طرف گہری تاریکی کیوں ہے''...... تنویر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تمہاری آنکھوں پر ٹیپ چپکایا گیا ہے تنویر۔ ٹیپ اتار دو اپنی آنکھوں سے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو تنویر کے ہاتھ بے اختیار اپنی آنکھوں پر پہنچ گئے۔ جیسے وہ اس بات سے قطعی انجان ہو کہ اس کی آنکھوں پر ٹیپ چپکا ہوا ہے۔

''ارے۔ یہ میری آنکھوں پر ٹیپ کس نے چپکایا ہے۔ میں اتارتا ہوں ٹیپ۔ میں تم جیسے مہربان دوست کو ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ نجانے میں کتنی مدت بعد تمہیں دیکھوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''کیا کہا۔ کتنی مدت بعد''...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''ہاں نہ جانے کب سے میری آنکھیں بند ہیں۔ شاید ایک سال سے یا اس سے زیادہ عرصے سے''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہیں کچھ بھی یاد نہیں ہے کہ تم کون ہو۔ میں کون ہوں اور''...... عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔ تنویر نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے آنکھوں پر چپکا ہوا ٹیپ آہستہ آہستہ اتارنا شروع کر دیا۔ ٹیپ سختی سے چپکا ہوا تھا جسے اتارتے ہوئے تنویر تکلیف محسوس کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ٹیپ کھینچ کر اتار رہا تھا۔ پھر اس نے دونوں آنکھوں سے ٹیپ اتار دیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

''آنکھیں کھولو''...... عمران نے کہا تو تنویر نے آنکھیں کھولیں اور ان دونوں کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے انہیں دیکھ کر تنویر اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس نے انہیں انسانی روپ کی بجائے جن بھوت کے روپ میں دیکھ لیا ہو اور پھر اس کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے خون ہی خون نظر آ رہا تھا۔

صفدر فوراً اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کر کے لائٹ آن کئے بغیر جولیا کو کندھے سے پکڑ کر آہستہ سے ہلایا۔ جولیا پہلے تو وہ کسمسائی پھر آنکھیں کھول دیں اور سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''کیا میری باری آ گئی ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں لیکن میرے سونے کی باری آتی معلوم نہیں ہوتی''۔ صفدر نے سرگوشی کی۔

''کک۔ کیوں کیا کچھ شروع ہو گیا ہے''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''جہاں ہم جائیں گے۔ وہاں کچھ شروع نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہوا کیا ہے۔ سب خیریت تو ہے نا''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نواب سرفراز ہاشم ایک چابی کے ذریعے آفاق زبیری کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہے“...... صفدر نے اسے بتایا۔

”ارے باپ رے اور تم یہاں مجھ سے باتیں کر رہے ہو۔ اگر اس نے دروازہ کھول لیا تو اندر داخل ہوتے ہی وار کر گزرے گا“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ وہ ایسا نہیں کرے گا“...... صفدر نے کہا۔

”کک۔ کیوں۔ کیا اس نے تمہیں بتا دیا ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا“...... جولیا نے جھلا کر کہا۔ صفدر مسکرا دیا۔

”اب تک کے حالات یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ آفاق زبیری کو ہلاک نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ انہیں اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ اغوا کرنے کے بعد یہ کیا چاہتے ہیں یہ ہمیں معلوم نہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن ہمیں احتیاط تو کرنا ہو گی۔ کیا معلوم کہ وہ وار کر بیٹھے“...... جولیا نے کہا۔

”آؤ۔ ہم کمرے کے نزدیک چلتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔ وہ دونوں اندھیرے میں باہر نکلے اور دیوار سے لگ کر چلتے ہوئے آفاق زبیری کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے انہوں نے کلک کی آواز سنی۔ گویا دروازہ کھل گیا تھا۔

”سکندر حیات آ جاؤ۔ میں نے میدان مار لیا ہے“...... انہوں نے نواب سرفراز ہاشم کی سرگوشی سنی۔ دونوں نے سوالیہ انداز میں

یک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہوں۔ اب کیا کریں پھر جولیا نے اشارہ کیا کہ فی الحال تیل اور تیل کی دھار دیکھو۔ سکندر حیات جو کمرے کے دروازے کے ساتھ لگا انتظار کر رہا تھا واب سرفراز ہاشم کی آواز سن کر فوراً باہر آیا اور پھر دونوں آفاق بیری کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر صفدر تیزی سے آگے ڑھا اور دروازے تک پہنچ گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی۔ دونوں نے اپنے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔

”اٹھا لو اسے۔ میں نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہرے پسٹل سے کمرے میں گیس فائر کر دی تھی۔ یہ بے ہوش چکا ہے اور اب جب تک اسے اینٹی نہ لگایا جائے یہ ہوش میں نہیں ئے گا“...... نواب سرفراز ہاشم کی آواز سنائی دی۔ دونوں آہستہ واز میں باتیں کر رہے تھے۔ جلد ہی وہ دونوں آفاق زبیری کو ائے باہر آئے۔ دونوں نے مل کر اسے اٹھا رکھا تھا۔ ایسے میں ندر نے جولیا کے کان سے منہ لگا دیا۔

”اب کیا کریں“...... صفدر نے پوچھا۔

”ہم چاہیں تو انہیں ایسا کرنے سے روک سکتے ہیں لیکن صفدر۔ طرح یہ معمہ حل نہیں ہو گا۔ آخر یہ لوگ آفاق زبیری کو کیوں ا کرنا چاہتے ہیں۔ موقع اچھا ہے۔ ہم آسانی سے ان کا تعاقب سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”اور اگر یہ نکل گئے تو“...... صفدر نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ہم کیپٹن شکیل، صالحہ یا فور سٹارز میں سے کسی کی مدد لے سکتے ہیں۔ ان کے آگے بھی گاڑی ہو گی۔ پیچھے ہم ہوں گے کیا اس کے باوجود یہ لوگ نکل جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ایسا ہونا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تب پھر اگر تم انہیں یہیں روکنا چاہتے ہو تو روک لیتے ہیں"...... جولیا نے کندھے اچکائے تو صفدر سوچ میں پڑ گیا۔

"ٹھیک ہے مس جولیا۔ آپ کی تجویز ہی بہتر رہے گی۔ اس طرح یہ سسپنس ختم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ انہیں اغوا کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر صرف انتقام لینا مقصد ہوتا تو یہ یہیں انہیں ختم کر سکتے تھے۔ آج تو آفاق زبیری کو ہلاک کرنے کا ان دونوں کو موقع مل بھی گیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ان کی کوشش کو بے کار بنا دیتے لیکن انہیں تو یہ بات معلوم نہیں تھی"...... صفدر نے کہا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے پھر ان کا تعاقب کرنا ہی بہتر رہے گا۔ دیکھتے ہیں یہ کہاں لے جاتے ہیں انہیں اور کیا کرتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔ اتنے میں وہ دونوں آفاق زبیری کو اٹھائے باہر نکل چکے تھے۔ انہوں نے فوراً باہر کا رخ کیا۔ دونوں آفاق زبیری کو اپنی کار ڈالتے نظر آئے۔ انہوں نے فوراً اپنی کار کا رخ کیا۔ کار میں بیٹھ کر شیشے چڑھا کر انہوں نے فوراً صدیقی کو کال کیا کہ وہ اپنے کسی ساتھی کو لے کر فوراً ان کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔ انہوں نے کار

اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ لائٹیں جلائے بغیر وہ کار کو باہر نکال لائے اور تعاقب شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی نے کال کر کے بتایا کہ وہ چوہان کو لے کر ان کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ جولیا نے صدیقی سے کہا کہ وہ اس سے رابطہ میں رہے تاکہ وہ اسے ان راستوں کی تفصیل بتا سکے جہاں سے آفاق زبیری کو اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے۔ جلد ہی وہ اس کار کا تعاقب کرنے لگے لیکن انداز ایسا تھا کہ تعاقب کا شبہ نہ ہو سکا۔

"صدیقی۔ تم پوری طرح ہوشیار ہونا"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں بالکل۔ آپ فکر نہ کریں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"جب آپ کے سامنے آفاق زبیری کو اغوا کیا جا رہا تھا تو آپ نے اور صفدر نے اغوا کرنے والوں کو روکا کیوں نہیں"۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آفاق زبیری کو اغوا کرنے والا اس کا اپنا دوست ہے اور وہ بھی پرانا دوست۔ ہم روکنا چاہتے تو روک سکتے ہیں لیکن آفاق زبیری ہمیں کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہو رہا کہ آخر یہ لوگ ان سے چاہتا کیا ہے۔ ہم نے جان بوجھ کر انہیں موقع دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آخر یہ لوگ ہیں کون اور آفاق زبیری کو اغوا کر کے کہاں اور کیوں لے جا رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا"...... صدیقی نے کہا۔

"ہمیں ہر حال میں ان پر نظر رکھنی ہے اور انہیں کسی بھی صورت

میں یہ شبہ نہیں ہونے چاہئے کہ ہم ان کے تعاقب میں ہیں''۔ جولیا نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں مس جولیا۔ انہیں کبھی پتہ نہیں چلے گا کہ ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''اب یہ لوگ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف جا رہے ہیں''...... اسی لمحے چوہان کی آواز سنائی دی۔

''تب پھر یہ بھی وہیں جا رہے ہیں۔ بلیک ہاؤس۔ یہ مسلم روڈ پر ہے نا''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں بالکل''...... چوہان نے کہا۔

''اب اس میں کوئی شک نہیں رہ گیا کہ یہ بلیک ہاؤس جا رہے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ عمران بھی ادھر ہی گیا ہوا ہے ٹائیگر کے ساتھ تنویر کی تلاش میں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے''...... صدیقی نے کہا۔ تعاقب کامیابی سے جاری رہا۔ ایک لمحے کے لئے بھی ان لوگوں کی گاڑی نظروں سے اوجھل نہیں ہوئی اور آخر وہ سڑک سے اترتے نظر آئے۔ اگلی کار صدیقی کی تھی۔ وہ کچھ آگے جا کر واپس آ گئی۔ اس دوران صفدر کی کار اس جگہ پہنچ گئی۔ جہاں سے وہ سڑک سے اتر رہے تھے۔ اب ان کی گاڑیاں بھی سڑک سے اتر گئیں۔ لائٹیں انہوں نے بجھا رکھی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ اب تک ان لوگوں کو تعاقب کا شبہ تک نہیں ہو سکا تھا۔ چاند کی روشنی میں انہیں بلیک

ہاؤس نظر آنے لگا۔ وہ کسی بھوت کی طرح نظر آ رہا تھا۔ نہ جانے کیوں انہیں خوف محسوس ہونے لگا۔

''مہمان پہنچ گئے ہیں''...... جنگل میں داخل ہوتے ہی انہیں ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مہمان۔ کون مہمان۔ یہ ہمارے لئے کہا گیا ہے یا آگے والوں کے لئے''...... صفدر نے سرگوشی کی۔

''شاید آگے والوں کے لئے۔ اس لئے کہ ابھی تو عمارت کے نزدیک وہ پہنچے ہیں۔ جب ہم پہنچیں گے تو شاید ہمارے لئے بھی کہا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''یہاں آتے ہی مجھے ایک انجانے سے خطرے کا احساس ہونا شروع ہو گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی احساس ہو رہا ہے''...... جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''یہ احساس ہمیں بھی ہو رہا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''اب جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

''وہ دونوں آفاق زبیری کو کار سے باہر نکال رہے ہیں اور آفاق زبیری صاحب بدستور بے ہوش ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''تو وہ اور کیا کریں''...... صفدر نے کہا۔

''میرا مطلب ہے۔ ہمیں ذرا تیز چلنا چاہئے کہیں وہ بلیک

ہاؤس میں جا کر کہیں غائب ہو گئے تو ہم کیا کریں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھک ہے چلو''...... صفدر نے کہا۔ جونہی وہ عمارت کے نزدیک پہنچے۔ جنگل میں مہمان پہنچ گئے کی پھر آواز ابھری۔

''اب یہ ہمارے لئے کہا گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مطلب یہ کہ ہمیں بھی دیکھ لیا گیا ہے۔ اب خود کو ان لوگوں سے کیا چھپانا۔ آؤ جلدی کرو۔ وہ اس کھنڈر نما عمارت کے اندر چلے گئے ہیں کافی لمبا چوڑا کھنڈر ہے''......صفدر نے کہا۔ انہوں نے تیز چلنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی اس کھنڈر میں داخل ہو گئے اور پھر ٹھٹھک کر رہ گئے۔ وہ تینوں انہیں کہیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔

''لو بھئی۔ ہو گئے نہ وہ نظروں سے اوجھل''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے۔

''ہونہہ۔ اس قدر احتیاط کی۔ فائدہ کیا ہوا۔ اب ذرا جلدی سے اس کھنڈر میں بھاگ۔ بھاگ۔ بھاگ''...... جولیا اٹک کر رہ گئی۔

''کیا ہوا مس جولیا''...... صفدر نے چونک کر کہا۔ صدیقی اور چوہان بھی جولیا کے اس طرح بولنے پر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''وہ دیکھو۔ بھوت''...... جولیا نے کانپ کر کہا۔

''بھوت''......صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ سامنے دیکھو''...... جولیا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اب انہوں نے سامنے دیکھا۔ پہاڑ جیسا ایک بھوت ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے دھڑ کے اوپر صرف سر موجود تھا۔ درمیان میں گردن نہیں تھی۔ آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن میں سے سرخ روشنی نکل رہی تھی۔

''یہ۔ یہ تو شاید روبوٹ نما کوئی چیز ہے''......صفدر نے کہا۔

''تو کیا تمہیں اس سے خوف محسوس نہیں ہو رہا''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''بالکل ہو رہا ہے''......صفدر نے کہا۔

''کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو''...... جولیا نے روبوٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ روبوٹ کے ایک ہاتھ میں بڑا اور بھاری ہتھوڑا تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کی کھلونے نما گن دکھائی دے رہی تھی۔ روبوٹ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسی لمحے روبوٹ نے گن اٹھائی۔ اس نے گن کا بٹن پریس کیا۔ گن سے سبز روشنی کی دھار نکلی اور دوسرے لمحے انہوں نے صدیقی اور چوہان کو چیختے ہوئے اچھل کر پیچھے گرتے دیکھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی دیو نے انہیں اٹھا کر پوری قوت سے پیچھے اچھال دیا ہو۔ فرش پر گرتے ہی وہ کچھ دور تک پھسلتے چلے گئے اور پھر دیوار سے ٹکرا کر رک گئے اس دوران وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

''مم مم۔ میں اس پر فائرنگ کروں گی''...... جولیا نے کھوئے

کھوئے انداز میں کہا۔ اسی لمحے روبوٹ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھتا نظر آیا۔

"ارے باپ رے۔ یہ ہماری طرف آ رہا ہے۔ بھاگو"۔ صفدر نے چلا کر کہا۔

"کیا کہا۔ بھاگو۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو صفدر، کیا بھول گئے۔ یہ لوگ آفاق زبیری کو یہاں لائے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ہم بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اور عمران بھی تنویر کی تلاش میں ٹائیگر کو لے کر یہاں آیا تھا۔ اس کے بعد سے ہمارا اس سے رابطہ نہیں ہوا ہے۔ گویا وہ بھی یہیں کہیں ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا۔ ان کا سامنا بھی ان روبوٹ سے ہوا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"میں نہیں جانتی۔ ملاقات ہو گئی تو پوچھ لینا۔ فی الحال تو اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ ہماری طرف کسی نیک ارادے سے ہرگز نہیں آ رہا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ یہ آ کر ہم سے ہاتھ نہیں ملائے گا"...... صفدر نے کہا۔ دونوں الٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگے۔

"ارے۔ ارے بھائی۔ آخر تم چاہتے کیا ہو۔ بس منہ اٹھائے چلے آ رہے ہو۔ کچھ تو کہو۔ ارادے کیا ہیں۔ تم بولنا بھی جانتے ہو یا پھر تم گونگے بہرے قسم کے روبوٹ ہو"...... صفدر نے بوکھلائے

ہوئے انداز میں کہا۔ روبوٹ مسلسل ان کی طرف بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ دیوار کے پاس آ گئے اور پھر ان کی کمریں دیوار سے لگ گئیں۔ روبوٹ ان سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا۔ اس کا گن والا ہاتھ اوپر اٹھا۔ اس سے پہلے کہ روبوٹ ان پر گرین ریز فائر کرتا جولیا اور صفدر نے مشین پسٹل سے اس پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی لیکن روبوٹ فولاد کا بنا ہوا تھا۔ اس پر گولیاں تواتر سے برستی ہوئی اچٹ رہی تھیں۔ روبوٹ نے ابھی تک ان پر گرین ریز فائر نہ کی تھی۔ اس کی سرخ سرخ آنکھیں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"اس پر تو گولیوں کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا ہے"...... صفدر نے برا سا منہ بنایا۔ اسی لمحے جولیا بری طرح سے چونک پڑی۔

"کیا ہوا"...... صفدر نے جولیا سے پوچھا۔

"میں نے ایک چیخ سنی ہے اور میں......" جولیا کہتے کہتے رک گئی۔

"اور میں کیا"...... صفدر نے پوچھا۔

"اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں۔ وہ چیخ ضرور تنویر کی تھی۔ گویا وہ اس کھنڈر میں ہی کہیں موجود ہے اور عمران اور ٹائیگر بھی یہیں کہیں موجود ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تب۔ تب تو ٹھیک ہے لیکن ہم اس کا کیا کریں"...... صفدر نے روبوٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں۔ میں اب اس کی آنکھوں پر فائر کروں گی"...... ان الفاظ کے ساتھ ہی جولیا نے روبوٹ کی آنکھوں پر گولیاں برسانا شروع کر دیں لیکن گولیوں نے اس کی آنکھوں پر بھی کوئی اثر نہ کیا اسی لمحے روبوٹ کی انگلی گن کے بٹن پر پریس ہوتی نظر آئی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تمہاری آنکھیں اس قدر سرخ کیوں ہے اور تم مجھے اس طرح سے کیوں گھور رہے ہو۔ کیا ہوا تمہیں تنویر"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم۔ تم میرے دشمن ہو ۔ ہاں تم وہی ہو۔ میرے سب سے بڑے دشمن۔ مجھے بار بار تمہاری تصاویر اسکرین پر دکھائی گئی ہیں اور یہ بات ذہن میں بٹھائی گئی ہے کہ تم میرا سب سے بڑا دشمن ہو جسے مجھے ہر حال میں ہلاک کرنا ہے"...... تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ یہ کب سے ہو رہا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"شش۔ شاید ایک سال سے"...... تنویر نے کہا۔

"شاید یہ برین واشنگ کا کوئی جدید ترین طریقہ ہے۔ انہوں نے تمہارا دماغ بالکل صاف کر دیا اور میری لئے دشمنی کے جذبات

اس میں بھر دیئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم میرے دشمن ہو۔ مجھے تم کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اب تم میرے ہاتھوں کسی صورت بھی نہ بچ سکو گے''...... تنویر نے یکلخت چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''اپنا منہ بند کرو اور ہمیں رسیوں سے آزاد کرو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ تنویر کی حالت دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ اسے ٹرانس میں لیا گیا ہے اور اس سے یقیناً کرنل کاشارا نے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی ہو گی اسی لئے کرنل کاشارا نے بڑے طنزیہ انداز میں نہ صرف اس کا نام لیا تھا بلکہ اس کی ڈگریوں کا بھی بتایا تھا۔ کرنل کاشارا نے تنویر کا برین واش کر کے تنویر کے دماغ میں اس کے لئے بلکہ ممکن تھا کہ اس کے تمام ساتھیوں کے لئے دشمنی کے جذبات بھر دیئے ہوں اب تنویر ایک دشمن کے روپ میں اس کے سامنے تھا اور اس سے خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

''ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھی کو ہر صورت میں ہلاک کر دوں گا عمران''...... تنویر نے ہاتھ نچا کر کہا۔

''کیا کہا۔ تم ہمیں ہلاک کرو گے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''تنویر میری طرف دیکھو۔ میں ہوں ٹائیگر۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو''...... ٹائیگر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''تم اس عمران کے ساتھی ہو۔ عمران اور اس کے سب ساتھی میرے دشمن ہیں۔ میں کرنل کاشارا کا وفادار ہوں اور اس کا حکم ہے

کہ مجھے تم سب کو ہلاک کرنا ہے۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں''...... تنویر نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا تم اسے چلانا جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ میرے لئے ایک کھلونا ہے۔ جس کا استعمال میرے لئے نئی بات نہیں ہے۔ میں شاید ساری زندگی اس کھلونے سے کھیلتا آیا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ شاید بچپن میں جب تم فیڈر پیتے تھے اس وقت سے ہی مشین پسٹل سے کھیلتے آئے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

''ہاں۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو''...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تنویر مکمل طور پر بدلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''تم دونوں کا آخری وقت آ گیا ہے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... تنویر نے کہا۔ اس کے لہجے میں سفاکی کی آمیزش تھی اور وہ اب واقعی ایک دشمن کے روپ میں دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا تم کچھ دیر کے لئے خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔ ہم کچھ سوچنا چاہتے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تنویر نے مشین

پسٹل کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔

''نہیں میں تمہیں سوچنے کے لئے وقت نہیں دے سکتا اور سب سے پہلے میں تمہیں ہلاک کروں گا''...... تنویر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔

''رک جاؤ تنویر''...... اسی لمحے دیوارں میں لگے اسپیکروں سے کرنل کاشارا کی تیز آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سنتے ہی تنویر کی انگلی ٹریگر سے ہٹ گئی۔

''حکم میرے آقا''...... تنویر نے اللہ دین کے چراغ کے جن کی طرح نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اسے اس انداز میں بات کرتے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''انہیں گولیاں مار کر فوراً ہلاک نہ کرو۔ تم نے بتایا تھا کہ تم ماسٹر فائٹر ہو اور عمران بھی اس معاملے میں کم نہیں ہے۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم عمران کے ساتھ دست بدست لڑو تا کہ میں تم دونوں کی فائٹ دیکھ سکوں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی میرے آقا۔ میں مار مار کر اس عمران کا بھرکس نکال دوں گا''...... تنویر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تو اسے رسیوں سے آزاد کرو اور پھر اس سے مقابلہ کرو''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور مشین پسٹل جیب میں ڈال کر عمران کی طرف بڑھا۔

''کیا مجھے صرف عمران کو آزاد کرنا ہے یا اس کے ساتھی کو بھی''...... تنویر نے پوچھا۔

''دونوں کو آزاد کر دو۔ یہ ٹائیگر ہے عمران کا شاگرد۔ تم نے یہی بتایا تھا نا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ہاں آقا۔ یہ ٹائیگر ہے جو عمران کا شاگرد ہے لیکن میرے سامنے اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کھول دو اسے بھی۔ یہ تمہاری اور عمران کی لڑائی میں کوئی حصہ نہ لے گا۔ اگر اس نے ایسی حماقت کی تو میں چھت سے اس پر ریڈ لائٹ فائر کر دوں گا جس سے یہ ایک لمحے میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جائے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ٹھیک ہے آقا''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے عمران کے عقب میں آ کر اس کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے عمران کو رسیوں سے آزاد کیا اور ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا اور اسے رسیوں سے آزاد کرنے لگا۔ عمران رسیوں سے آزاد ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ کچھ سوچ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

''رکو عمران۔ دروازے کی طرف جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے اسے لاکڈ کر دیا ہے''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی تو عمران کے اٹھتے قدم رک گئے۔

''تم اس طرح چھپ کیوں رہے ہو کرنل کاشارا۔ میرے سامنے آ کر بات کرو''...... عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے وفادار سے فائٹ کروعمران۔ اگرتم میرے وفادار سے جیت گئے تو میں تمہارے سامنے آ جاؤں گا۔ ورنہ تم اپنے پرانے ساتھی اور میرے وفادار کے ہاتھوں اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گے''...... کرنل کاشارا نے زہریلے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ میرا ساتھی ہے۔ میں اس سے نہیں لڑوں گا۔ میں کسی بھی صورت میں اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تمہیں میری بات ماننی ہی پڑے گی عمران۔ اگرتم نے میری بات ماننے سے انکار کیا تو پھرتمہیں نہ صرف تنویر بلکہ اپنے شاگرد ٹائیگر سے بھی ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونے پڑیں گے''...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اس کمرے کی دیواروں اور چھت کوغور سے دیکھو۔ تمہیں جگہ جگہ سوراخ بنے ہوئے دکھائی دے رہے ہوں گے''...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران چونک کر چھت اور دیواروں کو دیکھنے لگا۔ اسے واقعی جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے سوراخ دکھائی دیئے۔

''کیا ہے ان سوراخوں میں''...... عمران نے کہا۔

''تم اور تمہارے ساتھی جن کرسیوں سے اٹھے ہیں۔ ان کی طرف دیکھو''...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران مڑ کر ان کرسیوں کی طرف دیکھنے لگا جن پر اسے اور ٹائیگر کو باندھا گیا تھا۔ ٹائیگر بھی رسیوں سے آزاد ہو کر کرسی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ تنویر اس کے ساتھ تھا۔ ابھی عمران نے ان کرسیوں کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یکلخت چھت کے کسی سوراخ سے سرخ روشنی کی دو لکیریں سی نکل کر ان کرسیوں پر پڑیں۔ دوسرے لمحے بھک کی آواز سنائی دی اور یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں پھیل گئیں کہ دونوں کرسیاں ایک ساتھ اور ایک وقت میں فوراً جل کر راکھ بن گئی تھیں۔

''دیکھا تم نے۔ ان سوراخوں میں سرخ موت چھپی ہوئی ہے۔ جس کا کنٹرول میرے ہاتھوں میں ہے۔ میں یہی سرخ موت تمہارے ساتھیوں اورتم پر بھی نازل کرسکتا ہوں۔ اگرتم نے تنویر سے فائٹ کرنے سے انکار کیا تو پھر میں اسے اور ٹائیگر دونوں کو ہی ہلاک کر دوں گا اس کے بعدتم بھی زندہ نہیں بچو گے''...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو تم زبردستی مجھ سے تنویر کی فائٹ کرانا چاہتے ہو''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو''...... کرنل کاشارا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''یہ حماقت ہے۔ تم جیسا دشمن ایسی حماقت کیسے کرسکتا ہے کہ

میرے ہی ساتھی سے مجھے لڑنے کے لئے مجبور کرے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر تم اسے حماقت سمجھتے ہو تو حماقت ہی سہی۔ تمہیں تنویر سے لڑنا ہی پڑے گا۔ تنویر آگے بڑھو اور کرو اس کا مقابلہ“...... کرنل کاشارا نے پہلے عمران سے اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”جو حکم میرے آقا“...... تنویر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا۔ تنویر نے پوری قوت سے اس پر چھلانگ لگائی۔ عمران نے اسے دونوں ہاتھوں پر روکا اور ساتھ ہی اس نے تنویر کے دونوں بازو پکڑ لئے۔ تنویر بازو چھڑانے کے لئے زور لگانے لگا۔

”آرام سے بیٹھو تنویر مجھے کچھ سوچنے دو“...... عمران نے کہا لیکن تنویر نے جیسے عمران کی بات سنی ہی نہ ہو۔ وہ بدستور اپنے بازو چھڑانے کے لئے زور لگاتا رہا۔

”یہ اس طرح نہیں مانے گا اور مسلسل ہماری پریشانی میں اضافہ کرتا رہے گا“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے تنویر کا ایک ہاتھ چھوڑا اور پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ دوسرے لمحے تنویر کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا۔ اس کے ہاتھ پیر فوراً ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بے ہوش ہو کر گرتا چلا گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے“...... کرنل کاشارا کی حیرت بھری

اور غصیلی آواز سنائی دی۔

”وہی جو مجھے کرنا چاہئے تھا“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں تمہیں ہلاک کر دوں گا عمران۔ تم۔ تم......“ کرنل کاشارا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔ شاید اس نے اسپیکر آف کر دیئے تھے۔

”چلو۔ اب ہم کچھ غور کر سکتے ہیں۔ ہم اس عمارت میں داخل ہوئے تو روبوٹ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس روبوٹ نے کھلونے نما گن سے ہم پر سبز رنگ کی شعاع ماری تو ہم فوراً بے ہوش ہو گئے تھے پھر یہاں ہوش آیا“۔ عمران نے گزشتہ واقعات کو دوہراتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ کرنل کاشارا چاہتا کیا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اس کا مقصد صرف آفاق زبیری کو اغوا کرنا ہے“...... عمران نے کہا۔

”آخر کیوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”یہی تو مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ آفاق زبیری نے جو کہانی سنائی ہے وہ من گھڑت کہانی کے سوا کچھ نہیں۔ کرنل کاشارا جس قدر سائنسی آلات کا استعمال کر رہا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق ضرور کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے۔ آفاق زبیری کے کہنے کے مطابق اس نے کافرستانی ایجنٹ کو ہلاک کیا تھا

اور اسی ایجنسی کے افراد اسے ہلاک کرنا یا پھر اغوا کرنا چاہتے ہیں جبکہ کرنل کاشارا کافرستانی نام نہیں ہے۔ یہ نام کسی افریقی ملک کا معلوم ہوتا ہے۔ یا تو اس کی تنظیم صامالیہ سے ہے یا پھر افریقہ کے کسی ملک کی کوئی مجرم تنظیم ہے جو یہاں کسی کی ایماء پر آئی ہوئی ہے اور یہ ہر صورت میں آفاق زبیری کو اغوا ہی کرنا چاہتے ہیں ہلاک نہیں''...... عمران نے کہا۔

''آفاق زبیری کے اغوا کے پیچھے یقیناً ان کا کوئی خاص مقصد ہے۔ یا تو آفاق زبیری کچھ ایسا جانتے ہیں جو یہ ان سے معلوم کرنا چاہتے ہیں یا پھر آفاق زبیری کے پاس کوئی ایسی چیز ہے جسے حاصل کرنے کے لئے یہ آفاق زبیری کو اغوا کرنا چاہتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔ پھر وہ دونوں سوچ میں ڈوب گئے۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ تنویر بے ہوش پڑا تھا۔ انہوں نے اس پر ایک نظر ڈالی۔ پھر عمران اٹھا اور کمرے کا جائزہ لینے لگے۔ انہوں نے اس کی دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھا پھر دروازے کا جائزہ لیا۔

''میں دروازے پر ایک ٹکر مارتا ہوں۔ تاکہ اندازہ ہو سکے۔ یہ کس حد تک مضبوط ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام میں کرتا ہوں باس''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر پیچھے ہٹ کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ پھر اس نے تیزی سے دوڑ کر دروازے پر اپنے کندھے سے ٹکر ماری لیکن دروازہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

''پرانی لکڑی کا دروازہ ہے اور لکڑی ہے بھی بہت موٹی''۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے اچانک کمرے کی روشنی بند کر دی گئی۔ روشنی بند ہوتے ہی وہاں سبز رنگ کی روشنی پھیل گئی۔ جیسے ہی سبز روشنی پھیلی اسی لمحے انہیں دیواروں کے سوراخوں سے ہلکی ہلکی بھاپ سی نکلتی ہوئی دکھائی دی تو وہ چونک پڑے۔

''اب یہ کیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے اس نے کمرے کا درجہ حرارت کم ہوتا محسوس کیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی فریزر میں ہوں جو درجہ حرارت تیزی سے کم کرتا ہوا ٹھنڈک پیدا کرنا شروع ہو گیا ہو۔ اسی لمحے عمران کو اپنا ذہن تاریک پڑتا محسوس ہوا۔ اس نے سانس روکا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ وہ لہرایا اور پھر کسی خالی ہوتے ہوئے ریت کے بورے کی طرح گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے ٹائیگر کے بھی گرنے کی آواز سنی تھی۔

کرنل کاشارا بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سامنے اسٹریچر پر آفاق زبیری بے ہوشی کی حالت میں لیٹا ہوا تھا۔اس کے ہاتھ پاؤں سٹریچر کی بیلٹوں سے باندھ دیئے گئے تھے۔ کرنل کاشارا کے ساتھ ریڈ مارٹن اور اس کا ایک اور ساتھی کھڑا تھا۔ ریڈ مارٹن نواب سرفراز ہاشم کے روپ میں تھا جبکہ اس کا ساتھی سکندر حیات کے میک اپ میں تھا۔

''ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن ریڈ مارٹن۔تم آخر کار آفاق زبیری کو یہاں لے ہی آئے ہو۔ ویل ڈن''...... کرنل کاشارا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے اغوا کرنے کے لئے ہمیں بے حد جدوجہد کرنی پڑی ہے باس تب جا کر یہ ہمارے ہاتھ لگا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''آخر تم اس تک پہنچے کیسے اور یہ تم نے اور تمہارے ساتھی نے کس کے میک اپ کر رکھے ہیں''...... کرنل کاشارا نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کی دی ہوئی پوری فائل سٹڈی کی تھی باس جس میں آفاق زبیری کی پوری تفصیل موجود تھی۔ اس فائل میں مجھے آفاق زبیری کے دوستوں کے بارے میں بھی معلوم ہوا جن میں ڈاکٹر عبدالغنی اور نواب سرفراز ہاشم کا نام بھی شامل تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی کافی بوڑھا آدمی تھا۔ فائل میں اس کا نام و پتہ موجود نہ تھا ورنہ میرا اس پر ہاتھ ڈال کر اور اسی کے روپ میں آفاق زبیری تک پہنچنے کا پروگرام تھا۔ جب مجھے اس کا پتہ نہ ملا تو مجھے آفاق زبیری کے دوسرے قریبی دوست نواب سرفراز ہاشم کے بارے میں سوچنا پڑا۔ اس کا بھی پتہ نہ تھا لیکن اس کا ایک فون نمبر موجود تھا۔ میں نے اس نمبر کے ذریعے نواب سرفراز ہاشم کا ایڈریس معلوم کیا پھر میں نے اپنے ساتھ چند ساتھیوں کو لیا اور نواب سرفراز ہاشم کے قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے نواب سرفراز ہاشم کی حویلی نما عمارت کے اندر گیس پسٹل سے کیپسول فائر کر دیئے۔ جب سب لوگ اندر بے ہوش ہو گئے تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حویلی میں داخل ہو گیا۔ گیس حویلی کے ہر حصے میں پھیل گئی تھی جس سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔ مجھے نواب سرفراز ہاشم کو ڈھونڈنے میں زیادہ وقت نہ لگا۔ وہ مہمان خانے میں اپنے ایک دوست کے ساتھ موجود تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ان دونوں کو ہی اٹھوا لیا اور پھر

ہم ان دونوں کو لے کر بلیک ہاؤس میں پہنچ گئے۔ میں نے نواب سرفراز ہاشم کو ہوش میں لا کر اس کا مائنڈ اپنی ٹرانس میں لیا اور پھر اس سے اس کے بارے میں اور اس کے آفاق زبیری کے تعلقات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دی۔ مجھے نواب سرفراز ہاشم سے معلوم ہوا کہ آفاق زبیری اس کی بے حد عزت کرتے ہیں اور اگر نواب سرفراز ہاشم ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر جائیں تو وہ ان سے ہر صورت میں ملاقات کرتے ہیں۔ اس کے ساتھی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا نام سکندر حیات ہے جو اس کے پڑوس میں رہتا ہے۔ چونکہ مجھے آفاق زبیری کو اغوا کر کے ساتھ لانے کے لئے ایک اور آدمی کی ضرورت تھی اس لئے میں نے اپنے ساتھ ایک آدمی کو تیار کیا اور پھر میں نے اپنا اور اس کا میک اپ کیا اور ہم دونوں آفاق زبیری کی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ آپ شاید نہیں جانتے کہ میں ماہر ہپنا ٹائسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی آوازوں کی نقل کرنے کا بھی ماہر ہوں۔ میں نے وہاں جا کر نواب سرفراز ہاشم کی ہی آواز میں بات کی تھی اور آفاق زبیری نے چھت پر آ کر مجھے اور سکندر حیات کو دیکھا بھی تھا اور مجھ سے باتیں بھی کی تھیں لیکن آفاق زبیری کو مجھ پر کوئی شک نہیں ہوا تھا اور وہ ہم دونوں کو رہائش گاہ کے اندر لے گیا۔ میں نے آفاق زبیری کو بتایا کہ سفر کے دوران میری طبیعت خراب ہو گئی ہے اس لئے میں رات اسی کے پاس بسر کروں گا

جس پر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ میں شام سے رات تک اس کے ہمراہ رہا۔ وہاں ایک مرد اور ایک عورت بھی تھے جن کے بارے میں تنویر کا مائنڈ ٹرانس میں لے کر میں پہلے ہی معلوم کر چکا تھا کہ وہ کسی محکمہ سراغ رسانی کے لئے کام نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ میں نے ان پر کوئی توجہ نہ دی۔ میں اپنے ساتھ ماسٹر کی لے گیا تھا۔ جب تنویر کے ساتھی جولیا اور صفدر اپنے کمروں میں چلے گئے تو میں نے پوری عمارت کا جائزہ لیا اور پھر اپنے کمرے میں آ گیا۔ رات کے وقت میں نے اپنے ساتھی کو ساتھ لیا اور پھر ہم دونوں نے آفاق زبیری کے کمرے کے دروازے کا لاک ماسٹر کی سے کھولا اور اسے نکال کر باہر لے آئے۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ صفدر اور جولیا بھی جاگ رہے ہیں اور وہ ہمیں یہ سب کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان پر کوئی توجہ نہ دی تھی لیکن میں تیار تھا۔ اگر وہ میرے خلاف ایکشن میں آتے تو میں ان کے ایکشن کا جواب دینے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ میرے ہاتھ میں شیشے کا ایک کیپسول تھا جسے میں زمین پر مار کر توڑ دیتا تو وہاں ہر طرف تیز گیس پھیل جاتی جس سے وہ دونوں اور عمارت میں موجود آفاق زبیری کے تمام مسلح افراد بھی بے ہوش ہو جاتے لیکن میں جان بوجھ کر انہیں موقع دے رہا تھا تاکہ وہ ہمارے پیچھے آئیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ جب ہم آفاق زبیری کو لے کر نکلے تو وہ دونوں ہمارا تعاقب کرنا

شروع ہو گئے۔ وہ چونکہ سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے انہوں نے کار کی ہیڈ لائٹس آف کر دی تھیں اور نہایت ماہرانہ انداز میں ہمارے پیچھے آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہم نے ایک اور کار کو اپنے سامنے آتے دیکھا۔ شاید جولیا یا صفدر نے کال کر کے اپنے اور ساتھیوں کو بھی بلا لیا تھا۔ ان کا ارادہ ہم سے بھڑنے کا نہیں تھا بلکہ وہ ہمارا پیچھا کر کے یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ہم آفاق زبیری کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ جب ہم بلیک ہاؤس پہنچے تو وہ بھی ہمارے پیچھے آ گئے اور پھر میں نے فوراً کنٹرول روم میں آتے ہی کنٹرولنگ مشین کو سنبھال لیا اور ماسٹر روبوٹ کو ان کے سامنے لے آیا۔ اب وہ بھی آفاق زبیری کی طرح ہماری قید میں ہیں''...... ریڈ مارٹن نے پوری تفصیل سناتے ہوئے کہا۔

''بگ باس نے ہمیں جتنا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچنے کی ہدایات دی تھی ہم الٹا انہی کے چکر میں الجھ کر رہ گئے ہیں اگرچہ اب وہ ہماری قید میں ہیں لیکن انہیں زندہ چھوڑنا ہمارے حق میں ٹھیک نہ ہو گا۔ اس لئے انہیں فوراً ہلاک کرنا ضروری ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے باس انہیں ہلاک کرنے کی۔ میں نے جس طرح سے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لے کر ساکال کا وفادار بنا دیا ہے اسی طرح ان سب کو بھی ٹرانس میں لے کر ساکال کا وفادار بنا دوں گا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ یہ کام تم ابھی شروع کر دو''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''میں ان کے مزید ساتھیوں کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں باس۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی کال کر کے بلیک ہاؤس کے بارے میں بتا دیا ہو اور وہ یہاں پہنچنے ہی والے ہوں۔ وہ سب آ جائیں تو میں ان سب کو ایک ساتھ اپنی ٹرانس میں لے کر پہلے ان کے مائنڈ واش کروں گا اور پھر ان کے مائنڈ میں ساکال کی وفاداری بھر دوں گا۔ اس کے علاوہ مجھے ایک اور کام بھی کرنا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''کون سا کام''...... کرنل کاشارا نے چونک کر کہا۔

''میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے۔ مجھے ان کے پراسرار چیف کے بارے میں بھی معلوم ہے کہ اس کا نام ایکسٹو ہے لیکن یہ ایکسٹو سات پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کا پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ بھی ایکسٹو کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جب تنویر نے بتایا کہ اس کا علق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو میں نے اس سے پوچھنے کی ہت کوشش کی کہ ایکسٹو اصل میں کون ہے لیکن وہ واقعی ایکسٹو کے رے میں کچھ نہیں جانتا تھا البتہ اس نے عمران اور اپنے دوسرے اتھیوں کے نام اور تفصیل بتا دی تھی۔ میں ان سب کو باری باری انس میں لے کر ان سے ایکسٹو کا راز جاننا چاہتا ہوں۔ آخر ان

میں کوئی تو ایسا ہو گا جو ایکسٹو کی حقیقت سے واقف ہو گا۔ مجھے ایکسٹو کی حقیقت جاننے کا بے حد تجسس ہو ہے“...... ریڈ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ ان احمقانہ چکروں میں نہ پڑو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تم نہیں جانتے کہ وہ مر کر بھی زندہ ہونے کا فن جانتے ہیں۔ ایک بار انہیں ہوش آ گیا تو پھر انہیں قابو کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تنویر کو تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ اس نے کیسے تمہارے ساتھی جم مارک اور اس کے دو مسلح ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا جبکہ جم مارک نے اسے زنجیروں میں باندھ کر رکھا ہوا تھا۔

”جم مارک اپنی حماقت سے مارا گیا ہے باس۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ تنویر کو ہوش میں آنے ہی نہ دیتا اور اسے بے ہوشی کی ہی حالت میں اپنی ٹرانس میں لے لیتا لیکن اس نے تنویر کو بے ہوشی کی حالت میں مزید بے ہوش کرنے والا انجکشن لگوا دیا جس کا نتیجہ الٹ ہوا اور تنویر طویل مدت کے لئے بے ہوش ہونے کی بجائے ہوش میں آ گیا اور پھر جم مارک نے یہ بھی چیک نہ کیا تھا کہ تنویر کو زنجیروں کے جن کڑوں میں باندھا گیا تھا وہ کڑے اس کے ہاتھوں سے بڑے تھے اس لئے اس نے آسانی سے ہاتھوں کو کڑوں سے باہر نکال لیا تھا۔ میں ایسی کوئی حماقت نہ کروں گا۔ نہ انہیں ہوش میں لاؤں گا اور نہ ہی انہیں ایسا کوئی موقع دوں گا کہ وہ میری قید سے آزاد ہوسکیں“...... ریڈ مارٹن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے جو کرنا ہے کرو لیکن میرے یہاں سے جانے کے بعد۔ ابھی تو مجھے آفاق زبیری کے بارے میں بگ باس سے بات کرنی ہے تاکہ اس کے بارے میں مزید احکامات لئے جا سکیں“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ آپ یہاں آ کر خود اس کا آپریشن کر کے اس کے جسم سے ایم ون نکالیں گے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”بگ باس نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آفاق زبیری کا آپریشن وہی سائنس دان کرے گا جس نے اس کے جسم میں ڈیوائس کو چھپایا تھا۔ بگ باس، آفاق زبیری کی ہلاکت کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ہے“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”تو پھر اس کا کیا کرنا ہے“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”ہمیں اسے طویل مدت کے لئے بے ہوش کرنا ہے اور یہاں سے میرا مطلب ہے پاکیشیا سے باہر نکالنا ہے۔ ایک بار یہ پاکیشیائی حدود سے باہر نکل جائے تو پھر ہم اسے جہاں بگ باس پہنچانے کا حکم دے گا وہاں پہنچا دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ بگ باس اسے اسی حالت میں گریٹ لینڈ کے حوالے کرنا چاہتا ہو تاکہ گریٹ لینڈ والے خود ہی اس کا اس ڈاکٹر سے آپریشن کروا سکیں جس نے اس کے جسم میں ڈیوائس لگائی تھی“...... کرنل کاشارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے یہاں سے نکال کر لے جانا ہمارے لئے مشکل ثابت ہو گا۔ کیونکہ اس معاملے کی بھنک پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لگ چکی ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف اس معاملے کے بارے میں یہاں آنے والے ایجنٹ ہی جانتے ہوں۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں سے رابطہ نہ ہو گا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو انہیں اور آفاق زبیری کو تلاش کرنے کے لئے زمین آسمان ایک کر دے گا اور وہ پورے ملک میں اپنے ایجنٹ پھیلا دے گا تاکہ ہم کسی طرح بھی آفاق زبیری کو پاکیشیا سے نکال کر نہ لے جا سکیں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا اور اس لئے ہمیں کچھ دن انتظار کرنا پڑے گا تاکہ یہ معاملہ ٹھنڈا ہو جائے پھر ہم اسے یہاں سے نکال کر لے جا سکتے ہیں''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تب تک میں عمران اور اس کے ساتھیوں پر اپنا کام کرتا ہوں۔ اگر وہ میری ٹرانس میں آ گئے تو ہمارے لئے آسانی ہو سکتی ہے ہم ان کے ذریعے آفاق زبیری کو یہاں سے نکال کر لے جائیں گے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''وہ کیسے''...... کرنل کاشارا نے چونک کر کہا۔

''اس کے لئے ہمیں عمران کے کسی ساتھی کو ہلاک کرنا پڑے گا۔ عمران اور اس کے باقی ساتھیوں کو میں اپنی ٹرانس میں رکھوں گا اور

آفاق زبیری کو بھی اپنی ٹرانس میں لے کر عمران کے کسی ساتھی کا اس پر میک اپ کر دوں گا۔ پھر یہ عمران کے ساتھیوں کے ساتھ نقلی آفاق زبیری کو بازیاب کرانے کے لئے جہاں ہم کہیں گے وہاں پہنچ جائیں گے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ واقعی نیا اور انوکھا طریقہ ہو گا کہ عمران کے ساتھیوں میں آفاق زبیری بلکہ ہم بھی شامل ہو جائیں اور پھر وہ ہمیں خود پاکیشیا سے نکالنے کا انتظام کر دے گا۔ تمہیں عمران کو اس انداز میں کنٹرول کرنا ہو گا کہ اگر اس کی چیف ایکسٹو سے بھی بات ہو تو وہ اسے مطمئن بھی کرتا رہے اور ہمارا کام بھی کرتا رہے''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ ایسا ہی ہو گا۔ میرے ذہن میں بھی یہی آئیڈیا موجود ہے''...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر جاؤ اور جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی ٹرانس میں لو اور انہیں مکمل طور پر ساکال کا وفادار بنا دو''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کو ہوش آیا تو وہ اسی کمرے میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ٹائیگر بھی پڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران چونک پڑا کہ تنویر وہاں سے غائب تھا البتہ اس کی بجائے اب وہاں جولیا، صفدر، صدیقی اور چوہان بھی پڑے دکھائی دے رہے تھے لیکن یہ سب ابھی بے ہوش تھے۔

"اوہ۔ تو یہ لوگ بھی ان کے ہاتھ لگ گئے ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ سب ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آ کر وہ خود کو اس کمرے میں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ البتہ عمران کو دیکھ کر ان کے چہروں پر قدرے سکون آ گیا۔

"چلو۔ اچھا ہوا کہ انہوں نے ہمیں سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اب ہم مل کر ان لوگوں کے خلاف قدم اٹھائیں گے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ پھر

اچانک وہاں ایک بار پھر ہلکی سبز روشنی پھیل گئی اور اسی لمحے عمران کو عجیب سا احساس ہوا۔

"یہی تو مشکل ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کس مشکل کی بات کر رہے ہو"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ ہم سب مل کر بھی ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... جولیا نے کہا اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

"صدیقی اور چوہان سے پوچھو"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ صدیقی اور چوہان سے میں کیوں پوچھوں۔ تم کیوں نہیں بتا دیتے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ان کا شعبہ ہے۔ یہی بتائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ہم بھلا کیا بتا سکتے ہیں عمران صاحب"۔ ہان نے کہا۔

"جو دل میں آتا ہے بتا دو۔ تمہارے کچھ بھی بتانے پر ہم میں ے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیوں جولیا"...... عمران نے کراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔ کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔ یہ تم کس قسم کی باتیں

کر رہے ہو عمران''...... جولیا نے کہا۔

''ان حالات میں اسی قسم کی باتیں کی جا سکتی ہیں''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''ہونہہ۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو''۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ میں صرف ایک بات بتا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کون سی بات''...... صفدر نے پوچھا۔

''مجرم بے حد شاطر اور ذہین ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ہمیں پکڑ لیا ہے بلکہ آفاق زبیری بھی ان کے ہاتھ لگ گیا ہے اور ہم واقعی اس وقت ان مجرموں کے سامنے بے بس ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ تم کہہ رہے ہو''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کے لہجے سے مایوسی ٹپک رہی تھی جبکہ سب جانتے تھے کہ عمران نے مایوس ہونا سیکھا ہی نہ تھا۔ وہ مشکل اور خطرناک سے خطرناک سچویشن میں بھی اپنی اور دوسروں کی ہمت بندھائے رکھتا ہے اور ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لئے تیار رہتا ہے لیکن اس وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے عمران کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحتیں ختم ہو گئیں ہوں اور وہ ان حالات میں خود کو واقعی بے بس محسوس کر رہا ہو۔

''اس وقت تو ایسی ہی سچویشن ہے۔ بعد میں کسی وقت صورتحال بدل گئی تو اور بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کچھ مجھے بھی تو بتا دیں۔ اس وقت کیا بات ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''اپنا دایاں بازو اٹھاؤ۔ اوپر تک اٹھاؤ''...... عمران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ یہ لیں''...... صدیقی نے کہا اور بازو اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے بازو کو معمولی سی ہی حرکت دے سکا۔

''ارے۔ یہ۔ یہ میرے بازو کو کیا ہو گیا''...... صدیقی نے کہا۔

''تم صرف بازو کی بات کر رہے ہو۔ یہ کہو میرے پورے جسم کو کیا ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں عمران۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ میرا تو پورا جسم ہی حرکت نہیں کر رہا''...... جولیا نے کہا۔ اس کی بات سن کر سب نے اپنے جسموں کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن ایسا لگتا تھا کہ کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھروں کے بتوں میں تبدیل کر دیا ہو۔

''اب سوچو۔ اگر مجرم یہاں آئے تو اس حالت میں ہم بھلا ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جبکہ وہ چاہیں تو آسانی سے ہمیں نہ صرف اسی حالت میں گولیاں بھی مار سکتے ہیں اور ہمارے دھڑوں سے ہمارے سر بھی الگ کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ مارے گئے پھر تو''...... چوہان نے بوکھلا کر کہا۔

"فی الحال یہی کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"یہ کہ مارے گئے پھر تو"...... عمران نے ہنس کر کہا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ ہمیں ہوا کیا ہے۔ ہوش میں آ کر تو ہم اٹھ کر بیٹھ گئے تھے لیکن اب ہمارے جسموں میں جیسے جان نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمرے میں پھیلی سبز روشنی کو دیکھ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں کیوں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ اسی روشنی کی وجہ سے ہے۔ یہ روشنی جسمانی طاقت سلب کر نے والی ریز کمرے میں پھیلا رہی ہے۔ جب تک یہ روشنی موجود ہے ہم اپنی جگہ سے معمولی سی بھی حرکت نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا۔

"آخر یہ مجرم ہیں کون اور یہ ہم سے چاہتے کیا ہیں۔ انہیں آفاق زبیری چاہئے تھا جو انہیں مل گیا ہے پھر انہوں نے ہمیں اس طرح کیوں قید کر رکھا ہے"...... صفدر نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ ہمارے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کھیل۔ کیسا کھیل"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"کرنل کاشارا کوئی چھوٹا موٹا یا عام سا مجرم نہیں ہے۔ وہ شاید ہپنا ٹائز کا ماہر ہے۔ اس نے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لے کر اس سے اس کے بارے میں اور ہمارے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔ تنویر اب کرنل کاشارا کا وفادار ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ ہم اس کے دشمن ہیں اور اس نے ہر صورت میں ہمیں ہلاک کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تنویر کے وہاں آنے اور اس سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں انہیں تفصیل بتا دی۔ جولیا اور اس کے ساتھی یہ سب سن کر حیران رہ گئے کہ تنویر مجرم کی ٹرانس میں ہے اور اب وہ انہیں اپنا دشمن سمجھ رہا ہے۔ جولیا نے بھی اپنی یہاں تک آنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

"تمہیں یہ رسک نہیں لینا چاہئے تھا۔ نواب سرفراز ہاشم اور ان کے ساتھ آنے والے آدمی سکندر حیات جب آفاق زبیری کو اغوا کر کے لے جا رہے تھے تو تمہیں انہیں روکنا چاہئے تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہم ان کا اصل مقصد اور ان کے ٹھکانے کے بارے میں پتہ کرنا چاہتے تھے لیکن یہ سائنسی انتظامات سے اس قدر لیس ہوں گے اس کا ہمیں کوئی اندازہ نہ تھا۔ یہ تو ہمیں اس کھنڈر میں آنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ انہوں نے یہاں ایک طاقتور روبوٹ بھی

رکھا ہوا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''بہرحال جو ہوا ہے برا ہوا ہے۔ اب وہ آفاق زبیری کو لے کر نکل جائیں گے اور ہم یہاں ساکت بیٹھے اپنی موت کا انتظار کرتے رہ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ''...... سب کے منہ سے نکلا۔

''اب کیا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''وہی ہوگا جو خدا کو منظور ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب ہماری وجہ سے ہوا ہے عمران۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں۔ مجھ سے واقعی حماقت ہوئی ہے''...... جولیا نے افسردہ انداز میں کہا۔

''اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہمیں آگے کا سوچنا ہوگا۔ آفاق زبیری کو اغوا کرنے کا کیا چکر ہے اس چکر کے بارے میں بھی ہم ابھی تک لاعلم ہیں۔ نجانے آفاق زبیری ہم سے کیا چھپا رہے ہیں اور مجرم انہیں کیوں اغوا کر کے لئے گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہم نے آفاق زبیری کو بہت کریدنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اسی بات پر اڑے ہوئے تھے کہ یہ اسی کافرستانی ایجنٹ کے ساتھی ہیں جس کو انہوں نے موت کی سزا دی تھی اور وہ اب ان سے اپنے ساتھی کی موت کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''جبکہ اصل معاملہ کچھ اور ہے۔ اگر انہوں نے آفاق زبیری

سے بدلہ ہی لینا ہوتا تو نواب سرفراز اور سکندر کے روپ میں یہ لوگ انہیں وہیں ہلاک کر دیتے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا تم بھی اس بات کا اندازہ نہیں لگا پائے ہو کہ اصل معاملہ ہے کیا اور آفاق زبیری کیا چھپا رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ میری آفاق زبیری سے مختصر سی ملاقات رہی ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا تھا اس سے بس مجھے اسی بات کا اندازہ ہوا تھا کہ معاملہ کچھ اور ہے اور بس''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب ہو گا کیا۔ ہم تو ہاتھ پیر ہلانے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ مجرم کا سامنا کس طرح کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا۔ یہ روشنی آ کہاں سے رہی ہے۔ کیونکہ نہ تو کمرے میں کوئی سبز بلب روشن ہے۔ نہ یہ روشنی کسی سوراخ سے نکل رہی ہے۔ تب پھر آخر یہ کمرے میں کیسے پھیلی ہوئی ہے۔ عمران صاحب کیا آپ اس پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔ کمرے میں جو بلب جل رہا ہے۔ وہ تو عام روشنی والا ہے۔ اس سے تو عام رنگ کی روشنی پھوٹ رہی ہے پھر یہ سبز روشنی کیسی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''میں تو پہلے ہی اس پر غور کر رہا ہوں۔ لہٰذا تم فکر نہ کرو جونہی اس غور کا نتیجہ نکلا۔ میں بتا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہا۔ غور کا نتیجہ''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''کیوں کیا ہوا''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''عجیب سی بات لگی ہے غور کا نتیجہ اس لئے پوچھ لیا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''شکر کرو کہ میں نے نتیجے کا غور نہیں بولا ورنہ تم سب اس پر ہی بحث کرنا شروع ہو جاتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''یہ تنویر کہاں ہے۔ وہ ہمیں تو کہیں نظر نہیں آیا کیا وہ دشمنوں کے ساتھ ہی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ دشمنوں کی ٹرانس میں ہے تو وہ ان کے ہی ساتھ ہی ہو گا ہمارے ساتھ رہ کر اس بے چارے نے کیا کرنا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ پھر وہ سب خاموش ہو گئے اور عمران غور سے کمرے میں پھیلی ہوئی سبز روشنی کا منبع تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا''...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''میں نے کسی کو کچھ سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی ہے پھر تم اپنے آپ کیسے سمجھ گئے''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''مجھے سبز روشنی کا راز پتہ چل گیا ہے باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو وہ سب چونک پڑے۔

''سبز روشنی کا راز''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو بتاؤ۔ کیا ہے اس سبز روشنی کا راز''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہاں کرومسنگ گیس پھیلی ہوئی ہے جو بے رنگ اور بے بو ہوتی ہے۔ کمرے میں جو عام سا بلب جل رہا ہے اس کی روشنی کی وجہ سے گیس کا رنگ بدل گیا ہے اور وہ سبز رنگ کی ہوگئی ہے اور صرف کرومسنگ ہی ایسی گیس ہے جو روشنی میں سبز رنگ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور اس میں سانس لینے والا مکمل طور پر بے حس حرکت ہو جاتا ہے البتہ گردن سے اوپر کا حصہ کام کرتا رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ واقعی کرومسنگ گیس ہے۔ اب جب تک یہاں یہ گیس رہے گی ہمارے جسموں میں کوئی حرکت پیدا نہ ہو گی اور کرومسنگ گیس ہوا میں اسی طرح ایک ہی جگہ ٹھہرنے والی گیس ہے۔ اسے ختم ہونے میں کئی گھنٹے لگ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اس وقت تک ہم یہاں ایسے ہی بیٹھے رہیں گے''۔ جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ جب تک یہ گیس ختم نہیں ہو جاتی یا یہ بلب نہیں بجھتا ہم حرکت نہیں کر سکیں گے''...... عمران نے کہا پھر وہ چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... اسے چونکتے دیکھ کر صفدر نے پوچھا لیکن عمران

نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور پھر کچھ دیر بعد اچانک یہ دیکھ کر وہ سب چونک پڑے کہ عمران کے جسم میں نہ صرف حرکت پیدا ہوگئی بلکہ وہ اٹھ کر کھڑا بھی ہوگیا۔ اسے اس طرح اچانک اٹھ کر کھڑا ہوتے دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاشارا نے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس"...... کرنل کاشارا نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سپیشل کال ہے۔ ٹی ون آن کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ ٹی ون کا سن کر کرنل کاشارا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسیور رکھا اور فون سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔ بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے چند نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"کرنل کاشارا بول رہا ہوں"...... اس بار کرنل کاشارا نے

نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بگ باس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

''لیس بگ باس''...... کرنل کاشارا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے پاکیشیا سے ابھی تک رپورٹ نہیں دی۔ آفاق زبیری کا کیا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے بگ باس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''آفاق زبیری ہمارے ہاتھ لگ چکا ہے بگ باس اور میں نے اسے ایک محفوظ مقام پر پہنچا دیا ہے۔ بہت جلد میں اسے پاکیشیا سے بھی روانہ کر دوں گا''...... کرنل کاشارا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم نے آفاق زبیری کو اغوا کر لیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ تم نے آخر کار وہی کر دیا ہے جس سے میں نے تمہیں خاص طور پر منع کیا تھا''...... دوسری طرف سے بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا کیا ہے بگ باس''...... کرنل کاشارا نے بگ باس کا غصیلا لہجہ سن کر یکلخت بوکھلائے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں ہاتھ پاؤں بچا کر کام کرنے کا کہا تھا اور تمہیں خصوصی طور پر ہدایات دی تھیں کہ تم یہ معاملہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

کے علم میں نہ آنے دو گے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کود چکی ہے اور عمران اپنی پوری ٹیم کے ساتھ حرکت میں آ گیا ہے۔ اب جلد ہی اسے نہ صرف ساکال تنظیم کے بارے میں معلومات مل جائیں گی بلکہ اس نے ساکال کے خلاف کام بھی کرنا شروع کر دینا ہے''...... بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بگ باس۔ میں نے عمران اور اس کے بیشتر ساتھیوں کو بھی پکڑ لیا ہے اور وہ اس وقت ریڈ مارٹن کی قید میں ہے۔ ریڈ مارٹن نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک رکن کو اپنی ٹرانس میں لے کر اسے ساکال کا وفادار بنا دیا ہے۔ اب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر کام کر رہا ہے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی اپنی ٹرانس میں لے کر ساکال کا وفادار بنا دے گا اور یف۔ میں نے دیکھا ہے یہ ریڈ مارٹن اپنی ذہانت اور کارکردگی یں یکتا ہے۔ اس کا ساتھی جم مارک اگر نہ مارا جاتا تو یہ دونوں اقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے موت کے فرشتے ثابت وتے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یہ ریڈ مارٹن کیا حماقت کر رہا ہے کرنل کاشارا۔ میں نے تمہیں مران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوری تفصیلات پر مبنی ئل بھیجی تھی۔ کیا تم نے اس کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور ریڈ مارٹن کو نا کے بارے میں نہیں بتایا تھا''...... بگ باس نے اسی طرح بے

حد غصیلے لہجے میں کہا۔

''دس سس۔ سوری بگ باس۔ مصروفیات کے باعث میں آپ کی بھیجی ہوئی فائل نہ پڑھ سکا تھا۔ میں نے اسے اپنی رہائش گاہ کے سیف میں رکھ دیا تھا کہ فرصت ملتے ہی میں اس کا مطالعہ کروں گا لیکن.....'' کرنل کاشارا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا کہ تم نے اس فائل کو دیکھا ضرور ہو گا لیکن اس کا مطالعہ نہ کیا ہو گا۔ اگر تم اس فائل کا مطالعہ کر لیتے تو تمہیں عمران کے بارے میں پتہ چل جاتا کہ وہ کس قدر خطرناک انسان ہے''...... بگ باس نے کہا۔

''سوری چیف۔ رئیلی ویری سوری''...... کرنل کاشارا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب سوری کرنے سے کیا ہوتا ہے نانسنس۔ تم نہیں جانتے تم نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چھیڑ کر شیروں کی کچھار میں اپنا اور ریڈ مارٹن کا سر دے دیا ہے۔ اب وہ جلد ہی تم دونوں کے سر تمہارے دھڑوں سے الگ کر دیں گے۔ عمران کے ساتھیوں کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن عمران کے بارے میں سن لو۔ جم مارک اور ریڈ مارٹن بہترین ہپناٹسٹ ہیں لیکن ان کے مقابلے میں اس فیلڈ میں عمران کئی گنا آگے ہے۔ وہ نہ صرف ہپناٹائز کے بہترین ماہرین میں سے ایک ہے بلکہ اس نے جدید ٹیلی

پیتھی کے علم پر بھی خاصا عبور حاصل کر رکھا ہے۔ اگر ریڈ مارٹن نے اسے ٹرانس میں لینے کی کوشش کی تو وہ الٹا عمران کے زیر اثر آ جائے گا اور پھر عمران اس کے ذریعے نہ صرف تمہاری بلکہ اسے ساکال کی بھی حقیقت سے آگاہ ہو جائے گا۔ یہی نہیں ریڈ مارٹن ساکال کے اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی جانتا ہے اور اسے اس بات کا بھی علم ہے کہ ساکال کا بگ باس کون ہے۔ یہ باتیں اگر عمران کے علم میں آ گئی تو ساکال کا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے بگ باس نے اسی طرح بے حد غصیلے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر کرنل کاشارا چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ یہ بات میرے علم میں نہ تھی بگ باس کہ عمران بھی ہپناٹزم کا ماہر ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اگر تم اس فائل کا مطالعہ کر لیتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا نانسنس۔ بہرحال اگر ریڈ مارٹن نے عمران کو ٹرانس میں لینے کی کوشش نہیں کی ہے تو اسے روکو۔ فوراً روکو۔ اس سے کہو کہ وہ کسی بھی صورت میں عمران کے سامنے جانے کی کوشش نہ کرے اور اگر عمران اور اس کے ساتھی حقیقت میں تمہارے قبضے میں ہیں تو ابھی جاؤ اور جا کر انہیں فوراً سے پہلے ہلاک کر دو۔ ان کی ہلاکت ہماری سب سے بڑی جیت ہو گی''...... بگ باس نے کہا۔

''اوہ۔ یس بگ باس۔ میں ابھی جاتا ہوں اور عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیتا ہوں''...... کرنل کاشارا نے

کہا۔

''یہ کام تم اپنے ہاتھوں سے کرنا کرنل کاشارا اور اس ایجنٹ کو بھی نہ چھوڑنا جسے ریڈ مارٹن نے اپنی ٹرانس میں لیا ہے۔ عمران ہی نہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایک ممبر اپنی مثال آپ ہے اور یہ اپنے ملک وقوم کی بھلائی کے لئے اپنی جانوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر وہ ایجنٹ ایک بار بھی ریڈ مارٹن کی ٹرانس سے نکل گیا تو وہ بھی اس کے لئے، تمہارے اور ساکال تنظیم کے اتنا ہی خطرناک ثابت ہو گا جتنا کہ عمران ہو سکتا ہے''...... بگ باس نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے انہیں کرومسنگ گیس سے بے حس کر رکھا ہے۔ وہ بلیک ہاؤس میں قید ہیں اور میں نے ریڈ مارٹن سے کہا تھا کہ میں چند ضروری کام نپٹا کر بلیک ہاؤس آؤں گا تب وہ انہیں میرے سامنے اپنی ٹرانس میں لے تا کہ میں انہیں اپنی آواز کے تحت کنٹرول کرسکوں۔ مجھے یقین ہے کہ ریڈ مارٹن ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے نہ گیا ہو گا بلکہ میرا منتظر ہو گا۔ میں اسے کال کر کے ہدایات دے دیتا ہوں اور پھر انہیں جاتے ہی گولیوں سے چھلنی کر دیتا ہوں''...... کرنل کاشارا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو کرنل کاشارا۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر اتفاق سے تمہارے قبضے میں ہیں تو انہیں ہلاک کرنے کا

اس سے اچھا موقع تمہیں پھر کبھی نہیں ملے گا''...... بگ باس نے اسی انداز میں کہا۔

''یس بگ باس۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں''...... کرنل کاشارا نے جواب دیا۔

''بلیک ہاؤس پہنچ کر اور ان سب کو ہلاک کر کے جلد واپس آ کر مجھے رپورٹ دینا۔ میں بے تابی سے تمہاری کال کا انتظار کروں گا کہ تم نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے''...... بگ باس نے کہا۔

''یس بگ باس۔ میں ایک گھنٹے میں سارا کام ختم کر کے واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاؤں گا اور پھر یہاں آتے ہی میں آپ کو کال کروں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا تو دوسری طرف سے بگ باس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ کرنل کاشارا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ آفس میں اے سی چل رہا تھا لیکن اس کے باوجود بگ باس سے بات کرتے ہوئے کرنل کاشارا کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔

''یہ عمران اس قدر خطرناک ہے اس کے بارے میں تو مجھے ذرا بھی اندازہ نہ تھا''...... رسیور رکھ کر کرنل کاشارا نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اگرچہ اس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن اس نے واقعی بگ باس کی بھیجی ہوئی فائل نہیں پڑھی تھی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس

نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''بلیک ہاؤس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل کاشارا بول رہا ہوں''...... کرنل کاشارا نے کرخت آواز میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم''...... دوسری طرف سے اس بار بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ریڈ مارٹن کہاں ہے۔ میری اس سے بات کراؤ''...... کرنل کاشارا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''باس ریڈ مارٹن تو قیدیوں کو دیکھنے گئے ہیں باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو کرنل کاشارا بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ روکو۔ جا کر روکو اسے۔ جلدی۔ جاؤ۔ دوڑ کر جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے۔ جاؤ جاؤ۔ جلدی بلاؤ اسے واپس''...... کرنل کاشارا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس باس''...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس کے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور پھر کرنل کاشارا نے رسیور میں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے ریڈ مارٹن کو کہا بھی تھا کہ جب تک وہ خود نہیں آ جاتا وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے لیکن اس کے باوجود ریڈ

مارٹن قیدیوں کے پاس چلا گیا تھا اور اب کرنل کاشارا کو خوف محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ کہیں ریڈ مارٹن وہاں جا کر عمران کو اپنی ٹرانس میں لینے کی حماقت نہ کر بیٹھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بگ باس کے مطابق وہ الٹا عمران کی ٹرانس میں چلا جائے گا جس سے اچھی خاصی مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اسے رسیور میں ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

''باس''...... دوسری طرف سے اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ کہاں ہے ریڈ مارٹن۔ تم نے اسے روکا ہے یا نہیں۔ بولو۔ جلدی''...... کرنل کاشارا نے چیختے ہوئے کہا۔

''وہ کمرے تک پہنچ چکے تھے باس۔ میں نے انہیں روک لیا ہے۔ وہ واپس آ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاشارا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے فوراً فون کر کے ریڈ مارٹن کو روک لیا تھا۔ اگر اسے تھوڑی اور دیر ہو جاتی تو اب تک ریڈ مارٹن عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے چلا گیا ہوتا اور پھر وہی ہوتا جس کا بگ باس نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔

عمران نے اٹھتے ہی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے کمرے میں روشن بلب کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ کمرے میں گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور بلب بجھ گیا۔ جیسے ہی بلب بجھا وہاں پھیلی ہوئی سبز روشنی بھی ختم ہو گئی۔

''یہ کیا۔ تم کیسے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کیا تمہارا جسم ساکت نہیں ہوا تھا''...... اندھیرے میں جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جب مجھے اس گیس کا نام بتایا تو مجھے یاد آ گیا کہ اگر چند لمحوں کے لئے سانس روک لیا جائے تو جسم میں سرایت کرنے والی اس ریز کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا تھا اور ایسا کرتے ہی میرے جسم میں توانائی آ گئی تھی اور میں اٹھنے میں کامیاب ہو گیا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اور جیسے ہی آپ نے بلب کو توڑا ہے یہاں سے سبز روشنی بھی

ختم ہو گئی ہے اور سبز روشنی کے ختم ہوتے ہی میرے جسم میں جیسے جان آ گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میرا جسم بھی متحرک ہو گیا ہے''...... جولیا نے کہا اور پھر باری باری صدیقی اور چوہان نے بھی یہی اعلان کیا کہ اب وہ حرکت کر سکتے ہیں۔

''اب ہمیں اس کمرے سے باہر نکلنا ہے۔ اگر ہم یہاں قید رہے تو دشمن کسی بھی وقت یہاں آ کر ہمیں گولیاں مار سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''لیکن ہم اس کمرے سے نکلیں گے کیسے۔ کمرے کا دروازہ بند ہے اور یہاں کوئی کھڑکی اور روشن دان بھی موجود نہیں ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے بس''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن اندھیرے میں ہم کیا کر سکیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس دروازے کو اڑا سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ میرے جوتے کی ایڑی میں ریڈ کیپسول موجود

نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”بلیک ہاؤس“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل کاشارا بول رہا ہوں“...... کرنل کاشارا نے کرخت آواز میں کہا۔

”اوہ۔ یس باس۔ حکم“...... دوسری طرف سے اس بار بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ریڈ مارٹن کہاں ہے۔ میری اس سے بات کراؤ“...... کرنل کاشارا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”باس ریڈ مارٹن تو قیدیوں کو دیکھنے گئے ہیں باس“...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو کرنل کاشارا بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ۔ روکو۔ جا کر روکو اسے۔ جلدی۔ جاؤ۔ دوڑ کر جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے۔ جاؤ جاؤ۔ جلدی بلاؤ اسے واپس“...... کرنل کاشارا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”یس۔ یس باس“...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس کے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور پھر کرنل کاشارا نے رسیور میں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے ریڈ مارٹن کو کہا بھی تھا کہ جب تک وہ خود نہیں آ جاتا وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے لیکن اس کے باوجود ریڈ

مارٹن قیدیوں کے پاس چلا گیا تھا اور اب کرنل کاشارا کو خوف محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ کہیں ریڈ مارٹن وہاں جا کر عمران کو اپنی ٹرانس میں لینے کی حماقت نہ کر بیٹھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بگ باس کے مطابق وہ الٹا عمران کی ٹرانس میں چلا جائے گا جس سے اچھی خاصی مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اسے رسیور میں ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

”باس“...... دوسری طرف سے اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا۔ کہاں ہے ریڈ مارٹن۔ تم نے اسے روکا ہے یا نہیں۔ بولو۔ جلدی“...... کرنل کاشارا نے چیختے ہوئے کہا۔

”وہ کمرے تک پہنچ چکے تھے باس۔ میں نے انہیں روک لیا ہے۔ وہ واپس آ رہے ہیں“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاشارا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے فوراً فون کر کے ریڈ مارٹن کو روک لیا تھا۔ اگر اسے تھوڑی اور دیر ہو جاتی تو اب تک ریڈ مارٹن عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے چلا گیا ہوتا اور پھر وہی ہوتا جس کا بگ باس نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔

عمران نے اٹھتے ہی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے کمرے میں روشن بلب کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ کمرے میں گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور بلب بجھ گیا۔ جیسے ہی بلب بجھا وہاں پھیلی ہوئی سبز روشنی بھی ختم ہو گئی۔

''یہ کیا۔ تم کیسے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کیا تمہارا جسم ساکت نہیں ہوا تھا''...... اندھیرے میں جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جب مجھے اس گیس کا نام بتایا تو مجھے یاد آ گیا کہ اگر چند لمحوں کے لئے سانس روک لیا جائے تو جسم میں سرایت کرنے والی اس ریز کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا تھا اور ایسا کرتے ہی میرے جسم میں توانائی آ گئی تھی اور میں اٹھنے میں کامیاب ہو گیا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اور جیسے ہی آپ نے بلب کو توڑا ہے یہاں سے سبز روشنی بھی

ختم ہو گئی ہے اور سبز روشنی کے ختم ہوتے ہی میرے جسم میں جیسے جان آ گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میرا جسم بھی متحرک ہو گیا ہے''...... جولیا نے کہا اور پھر باری باری صدیقی اور چوہان نے بھی یہی اعلان کیا کہ اب وہ حرکت کر سکتے ہیں۔

''اب ہمیں اس کمرے سے باہر نکلنا ہے۔ اگر ہم یہاں قید رہے تو دشمن کسی بھی وقت یہاں آ کر ہمیں گولیاں مار سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''لیکن ہم اس کمرے سے نکلیں گے کیسے۔ کمرے کا دروازہ بند ہے اور یہاں کوئی کھڑکی اور روشن دان بھی موجود نہیں ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے بس''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن اندھیرے میں ہم کیا کر سکیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس دروازے کو اڑا سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ میرے جوتے کی ایڑی میں ریڈ کیپسول موجود

ہے۔ میں اس سے دروازہ تباہ کر سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تو دیر کس بات کی ہے۔ اپنا کام شروع کرو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم سب دروازے سے پیچھے ہٹ جاؤ''...... عمران نے کہا اور خود بھی دروازے سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ آگ کا شعلہ سا چمکا اور کمرے میں روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی دروازے کی طرف سے آئی تھی جو زور دار دھماکے سے تباہ ہو کر دوسری طرف جا گرا تھا۔ ٹائیگر نے جوتے کی ایڑی سے ریڈ کیپسول نکال کر دروازے پر مار دیا تھا اور اس کیپسول میں موجود بلاسٹر نے دروازے کو چوکھٹ سمیت الگ کر کے باہر پھینک دیا تھا۔

''آؤ''...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے لپکے اور پھر وہ سب کمرے سے باہر نکل آئے۔

''سب پھیل جاؤ اور پورا کھنڈر چیک کرو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہ اور خود تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ کھنڈر سے باہر نکلتے ہی عمران کھلے آسمان تلے آ گیا۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ چاند کی روشنی میں کھنڈر اور بھی بھیانک لگ

رہا تھا۔ عمران نے کھنڈر کے اردگرد کا راؤنڈ لگایا لیکن وہاں مجرموں کی کوئی کار موجود نہ تھی۔ ٹائیگر، جولیا اور صدیقی کی کاریں موجود تھیں لیکن سب کاروں کے ٹائروں کو گولیاں مار کر برسٹ کر دیا گیا تھا۔

''تو وہ یہاں سے نکل چکے ہیں''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ واپس کھنڈر میں آیا اور کھنڈر کے اندرونی حصے کا جائزہ لینے لگا۔ اس کے ساتھی بھی ہر طرف گھوم پھر رہے تھے لیکن وہاں مجرموں کا اب نام ونشان تک موجود نہ تھا۔

''یہ کیا۔ وہ سب تو لگتا ہے یہاں سے نکل چکے ہیں''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ انہوں نے جاتے ہوئے ہماری کاروں کے ٹائر بھی برسٹ کر دیئے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن اب وہ کہاں گئے ہوں گے۔ یہ تو ان کا محفوظ ترین ٹھکانہ تھا۔ وہ اسے کیوں چھوڑ گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہمارے آنے کے بعد یہ ٹھکانہ ان کے لئے اب غیر محفوظ ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ہمیں قید کیا اور یہاں سے نکل گئے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا وہ تنویر اور آفاق زبیری کو بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے باہر مکمل چیکنگ کی ہے۔ باہر کوئی بھی موجود نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''اور یہاں کھنڈر میں بھی کوئی دکھائی نہیں دے رہا ہے''۔ جولیا نے کہا۔ وہ سب کھنڈر سے نکل کر باہر آ گئے۔ اسی وقت چاند بادلوں کے پیچھے چھپ گیا اور کھنڈر تاریکی میں ڈوب گیا۔ ایسے میں وہاں بہت خوفناک قسم کی چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے سینکڑوں بدروحیں گلا پھاڑ کر چیخ اور چلا رہی ہوں لیکن وہ ان آوازوں سے ڈرنے والے کہاں تھے بھلا۔ جانتے تھے یہ آوازیں ریکارڈ کی گئی ہیں۔ پھر ان آوازوں میں دھما چوکڑی کی کان پھاڑ دینے والی آوازیں شامل ہو گئیں۔ اب تو کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے کانوں کے پردے آج ضرور پھٹ جائیں گے۔ کوئی اور لوگ ہوتے تو ان آوازوں سے ڈر کر کب کے بھاگ گئے ہوتے۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران۔ اگر وہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں تو پھر یہ آوازیں''...... جولیا نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے تیز آواز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پہلے یہ شور تھم جائے۔ پھر ہم کام شروع کریں گے''۔ عمران نے کہا۔ اچانک چاند نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی شور رک گیا۔

''یہ کیا۔ کیا شور کا تعلق صرف تاریکی سے ہے''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''ایسا ہی لگتا ہے۔ آؤ۔ کہیں چاند پھر بادلوں میں نہ چھپ جائے اور پھر شور شروع ہو جائے''...... عمران نے کہا۔ انہوں نے بغور کھنڈر کا جائزہ شروع کیا۔ یہ کام انہوں نے اس کمرے سے شروع کیا۔ جس میں انہیں قید کیا گیا تھا۔ اس پورے کھنڈر میں درست حالت میں بس یہی ایک کمرہ تھا۔ باقی سارے کھنڈر میں اینٹیں اور روڑے بکھرے پڑے تھے۔

''کسی وقت یہ بلیک ہاؤس رہا ہو گا اور اس کا رنگ روغن چونکہ سیاہ ہو گا اس لئے اس کا نام بلیک ہاؤس مشہور ہو گیا ہو گا۔ میرا خیال ہے ہمیں اس عمارت کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنا ہوں گی''...... عمران نے کہا۔

''اس کی کیا ضرورت ہے عمران صاحب۔ اب تو اس جگہ کو مجرموں نے اپنا اڈا بنا رکھا ہے اور بس''...... صدیقی نے کہا۔

''معلومات تو حاصل کرنا ہوں گی کہ کب سے یہ کھنڈر بلیک ہاؤس کے طور پر مشہور ہوا ہے۔ اس طرح سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ مجرموں نے اس جگہ کو کب سے اپنا اڈا بنا رکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

'' عمران صاحب اس قسم کے معاملات میں آپ کا ذہن خوب چلتا ہے۔ ہم صرف یہ سوچ سکے کہ کچھ جرائم پیشہ لوگوں نے اس جگہ کو اپنا اڈا بنا رکھا ہے لیکن آپ نے اس سے آگے کی بات سوچ لی''...... چوہان نے خوش ہو کر کہا۔

''ہمارے پیشے میں چھوٹی سے چھوٹی بات کو جب تک ہم اہمیت نہ دیں گے۔ اس وقت تک کامیاب سراغرساں نہیں بن سکیں گے اور دوسرا اصول یہ ہے کہ شک سے بری کسی کو بھی نہ سمجھا جائے''...... عمران نے کہا۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ تمہاری انہی باتوں پر عمل کر کے ہمیں بہت موقعوں پر کامیابی حاصل ہوئی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ سب اللہ کا کرم ہوتا ہے۔ بعض اوقات اصول بھی دھرے رہ جاتے ہیں۔ جب تک اللہ نہ چاہے۔ اصول بھی کامیابی نہیں دلا سکتے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ تو سب سے پہلی بات ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ اچھا ہوا ہے کہ انہوں نے ہماری تلاشی نہیں لی تھی اس لئے ہمارے مشین پسٹل اور ہمارے سیل فون ہمارے پاس ہی ہیں''...... عمران نے جیب سے سیل فون نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں پہلے ہی سیل فون تھے جن کی ٹارچوں کی روشنی میں وہ کھنڈر میں گھومتے پھرتے رہے تھے۔ عمران کے کہنے پر ہر کمرے کے فرش اور دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھا گیا کہ کہیں کسی کمرے میں کسی تہہ خانے کا راستہ نہ ہو۔ ایک کمرے میں دیواروں اور فرش کو ٹھونک بجا کر دیکھا تو اس کمرے میں فرش پر ایک جگہ کھوکھلا پن محسوس ہوا۔ عمران نے کئی بار اس جگہ کو چیک کیا تو اسے یقین ہو گیا کہ وہاں تہہ خانے کا راستہ ہے۔

''ٹائیگر تمہارے پاس سٹون کٹر خنجر ہو گا۔ اس سے فرش کو کاٹو اور یہاں سوراخ بناؤ۔ یہاں ضرور تہہ خانے میں جانے کا کوئی راستہ موجود ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر اندرونی جیب سے ایک نوکیلا خنجر نکالا۔ یہ خنجر ٹھوس پتھروں کو بھی موم کی طرح کاٹ دیتا تھا۔ وہ عمران کی بتائی ہوئی جگہ پر آیا اور اس نے خنجر کی نوک ٹھوس فرش پر مارنی شروع کر دی۔

''آہستہ۔ اگر نیچے افراد موجود ہوں تو انہیں چھت کے کٹنے کا پتہ نہیں لگنا چاہئے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر آہستہ ہاتھ چلانا شروع کر دیا۔ خنجر موم کی طرح فرش کو کاٹ رہا تھا۔ پھر ٹائیگر نے خنجر کی نوک سے فرش کا ایک حصہ اکھاڑنا شروع کر دیا۔ ٹائیگر پر جوش سا طاری ہو گیا اور اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

''شاید ہم وہ جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جہاں مجرم موجود ہیں''...... ٹائیگر نے تیز تیز کھودتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ سوراخ ہوتے ہی انہیں پتا چل جائے گا''...... چوہان نے کہا۔

''فکر نہ کرو۔ ٹائیگر بہت احتیاط سے کام کر رہا ہے''۔ عمران نے کہا۔ ٹائیگر آہستہ آہستہ ہاتھ چلاتا رہا پھر جونہی چھوٹا سا سوراخ ہوا۔ اس نے ہاتھ روک لیا۔ اس سوراخ میں سے روشنی اوپر آنے لگی تھی۔ اس نے جھک کر اس سوراخ پر آنکھ لگا دی لیکن کچھ نظر نہ

آیا۔

''کچھ اور بڑا کرنا پڑے گا''...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''تب پھر نیچے موجود لوگوں کو پتا چل جائے گا''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جو ہو گا۔ دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہاتو ٹائیگرسوراخ کو بڑا کرنے لگا۔ یہاں تک کہ سوراخ ایک انچ قطر کے برابر ہو گیا۔ اب اس نے سوراخ سے آنکھ لگا کر دیکھا۔ نیچے اسے ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ہال میں روشنی تھی۔ اس لئے وہ صاف طور پر اس کا جائزہ لے سکتا تھا۔

''اوہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں''...... ٹائیگرنے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب ہمیں کیا معلوم کہ تم کیا دیکھ رہے ہو۔ پیچھے ہٹو مجھے دیکھنے دو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے جھک کر سوراخ میں جھانکا اور پھر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ نیچے اسے آفاق زبیری بندھے ہوئے نظر آئے۔ ان کے ہاتھ پیر بہت مضبوطی سے باندھے گئے تھے۔ ان کے اردگرد چھ مسلح آدمی موجود تھے۔

ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے۔ چھت میں اس سوراخ کے ہونے کا انہیں ابھی تک پتہ نہیں چلا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ

ٹائیگر نے بہت احتیاط سے کام لیا تھااورکوشش کی تھی کہ سوراخ بننے سے زیادہ مٹی نیچے نہ گرے۔ مٹی کسی حد تک ضرور گری تھی لیکن اس کا انہیں احساس نہیں ہو سکا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ ہال کے درمیان میں بیٹھے تھے جبکہ سوراخ دیوار کے قریب کونے میں بنا تھا انہیں تو پتہ اس صورت میں لگتا جب مٹی ان کے سروں پر گرتی لیکن ایسا ہوا نہیں تھا۔ پھر سب نے باری باری نیچے ہال کا جائزہ لیا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں جلد از جلد اس ہال کا دروازہ تلاش کرنا ہے کہیں یہ لوگ آفاق زبیری صاحب نقصان نہ پہنچادیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''یہی تو مشکل ہے''......عمران نے کہا۔

''کیا مشکل ہے''......صدیقی نے پوچھا۔

''یہ ہال نما کمرہ کھنڈر کے نیچے ہے۔ کھنڈر کے اوپر صرف یہ کمرہ صحیح حالت میں موجود ہے۔ باقی تمام کمرے گر چکے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کمرہ نیچے کہیں واقع ہے۔ شاید یہ اس وقت تہہ خانہ رہا ہو گا۔ لہٰذا نہ جانے اس کا راستہ کہاں ہو گا۔ اس حالت میں وہ راستہ تلاش کرنا آسان نہیں''......عمران نے کہا۔

''تب پھر کیا ہم آفاق زبیری کو ان کا نشانہ بننے دیں''۔ چوہان نے منہ بنایا۔

''نہیں خیر یہ تو مناسب نہیں۔ ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا لیکن

ہم کیا کریں اور یہ کہ ہم کیا کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ وہ اس وقت بہت دبی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔

''اس سوراخ کو تھوڑا سا اور بڑا کر کے ہم ان پر فائرنگ تو کر سکتے ہیں تا کہ یہ اپنے ارادوں سے باز رہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''میرے خیال میں ان حالات میں ہم یہی کر سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کیوں نہ کریں کہ یہ لوگ آفاق زبیری سے چاہتے کیا ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''انتقام لینا''...... صدیقی نے فوراً کہا۔

''اگر معاملہ صرف انتقام کا ہوتا۔ تو یہ انہیں کب کا ہلاک کر چکے ہوتے۔ لہٰذا میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ انتقام لینے کے چکر میں نہیں ہیں۔ معاملہ کچھ اور ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ خیال مجھے بھی آیا تھا عمران صاحب لیکن پھر میں نے سوچا آخر آفاق زبیری صاحب کو کچھ چھپانے یا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے''...... صفدر نے کہا۔

''بعض اوقات کسی وجہ سے انسان کوئی بات چھپانے پر مجبور ہوتا ہے انہوں نے یہی بتایا تھا نا کہ کافرستان کے ایک ایجنٹ کو انہوں نے سرحد پار کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا تھا اور پھر اسے گولی مار

کر وہیں دفن کر دیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں بالکل یہی بتایا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''لہٰذا اس سلسلے میں کئی باتیں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جو نہ بتائی جا سکیں اصل سوال یہ ہے کہ دس سال پہلے کا واقعہ اب پھر سے کیوں شروع ہو گیا۔ اگر یہ اس قدر اہم مسئلہ تھا۔ تو یہ اس وقت کیوں ختم ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس ایجنٹ کے بارے میں کافرستان کو پتا نہ چل سکا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''تب پھر دس سال بعد کس طرح پتا چل گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں یہ سوال بہت اہم ہے۔ اگر ہمیں اس سوال کا جواب معلوم ہو جائے تو پھر ہم اس کھیل کی اصل حقیقت کا پتہ چلا سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔ اس وقت جولیا نے سر نیچے کیا اور سوراخ سے نیچے تہہ خانے میں جھانکنے لگی اور پھر وہ اچانک بری طرح سے اچھلی۔

''کیا ہوا۔ تم تو ایسے اچھلی ہو جیسے اس سوراخ سے کوئی سانپ نکل آیا ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نیچے وہ لوگ آفاق زبیری پر تشدد کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ ایک آدمی دو گرم سلاخیں لایا ہے جیسے وہ آفاق زبیری کی آنکھوں میں وہ سلاخیں ڈال کر انہیں اندھا کر دینا چاہتا

ہو''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ پیچھے ہٹو''...... عمران نے کہا تو جولیا پیچھے ہٹ آ گئی۔ عمران جھکا اور سوراخ سے نیچے تہہ خانے میں دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ ان کا پروگرام تو واقعی خطرناک معلوم ہوتا ہے ۔ اب تو کچھ کرنا ہی ہو گا''...... عمران نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تب پھر آپ ہی کچھ کریں۔ہمیں تو کچھ نہیں سوجھ رہا''۔ صفدر نے بے چینی سے کہا تو عمران نے فوراً اپنے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کی انگلیوں میں سفید رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول موجود تھا۔

''یہ کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بی ایکس گیس کیپسول۔ مجھے اسے نیچے گرانا ہو گا۔ یہ نیچے گرتے ہی دھماکے سے پھٹ جائے گا اور نیچے موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کیپسول سوراخ سے نیچے چھوڑ دیا۔ سفید رنگ کا کیپسول تیزی سے نیچے گیا اور پھر انہوں نے نیچے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنی۔ عمران فوراً سوراخ سے پیچھے ہٹ آیا۔

''کچھ دیر کے لئے اپنے سانس روک لو ورنہ اس سوراخ سے باہر آنے والی گیس کا تم سب پر بھی اثر ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا۔ سوراخ سے سفید دھواں نکلتا رہا پھر اس کی مقدار کم ہو گئی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے

کچھ دیر توقف کیا اور پھر آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا۔ اب کمرے سے گیس کا اثر زائل ہو چکا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے ایک بار پھر سوراخ سے آنکھ لگا دی اور پھر یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا کہ نیچے صرف آفاق زبیری کا سر ڈھلکا ہوا نظر آ رہا تھا جبکہ مسلح افراد ہوش میں تھے۔ البتہ کیپسول کا دھماکہ سن کر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کمرے میں پھر رہے تھے۔

''لگتا ہے انہوں نے گیس سے بچنے کے لئے اینٹی ڈوز لے رکھی ہے۔ گیس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ وہ سب ہوش میں ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ پھر اب''...... جولیا نے کہا۔

''اب ان کے ساتھ دوسرا طریقہ ہی آزمانا پڑے گا''...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اسے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔

ریڈ مارٹن کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی ٹرانس میں لینے جا رہا تھا۔ وہ ابھی اس کمرے تک پہنچا ہی تھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی قید تھے کہ ایک آدمی تیزی سے دوڑتا ہوا آیا۔ وہ 'باس۔ باس' کہتا ہوا چیخ رہا تھا۔ اس کی آواز سن کر ریڈ مارٹن رک گیا۔ اس آدمی نے آ کر اسے بتایا کہ کرنل کاشارا کی کال آئی ہے اور اس نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کمرے میں جانے سے منع کیا ہے اور اسے فوراً فون پر آنے کا کہا ہے۔

ریڈ مارٹن مڑ کر فوراً کنٹرول روم میں پہنچا اور پھر اس نے کرنل کاشارا سے بات کی تو کرنل کاشارا نے اسے سختی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس جانے سے منع کر دیا۔ کرنل کاشارا نے اسے بتایا کہ اسے بگ باس کی کال آئی تھی اور یہ ہدایات اسی نے دی ہیں کہ ریڈ مارٹن عمران کے پاس نہ جائے۔ کرنل کاشارا نے اسے

اس بات کی وجہ بھی بتا دی تھی۔ یہ سن کر ریڈ مارٹن کو بے حد غصہ آیا کہ عمران اس کی ٹرانس میں نہیں آئے گا بلکہ اگر وہ اس کے سامنے گیا تو وہ الٹا اس کی ٹرانس میں چلا جائے گا۔ اگرچہ ریڈ مارٹن نے کرنل کاشارا کی بات مان لی تھی لیکن وہ غصے سے کھول رہا تھا۔

''ہونہہ۔ یہ بگ باس اور کرنل کاشارا مجھے عمران سے کم تر سمجھ رہے ہیں جبکہ میری طاقتیں عمران کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں۔ وہ میرا ہپنا ٹائز م میں مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ نجانے اس کرنل کاشارا اور بگ باس کو کیا ہو گیا ہے جو وہ عمران جیسے معمولی انسان سے اتنا ڈرتے ہیں۔ اگر وہ مجھے نہ روکتے تو میں اب تک عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو اپنی ٹرانس میں لے چکا ہوتا اور وہ سب ساکال کے وفادار بن چکے ہوتے''...... ریڈ مارٹن نے غصے سے کھولتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے دھمک کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''یہ دھمک کیسی ہے''...... ریڈ مارٹن نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''دھمک۔ کیسی دھمک باس۔ میں نے تو کوئی آواز نہیں سنی''۔ اس آدمی نے چونک کر جواب دیا جو نجانے کن خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی بات سن کر ریڈ مارٹن غرا کر رہ گیا۔

''بہرے ہو۔ میں نے صاف دھمک کی آواز سنی ہے جیسے اوپر کوئی کودا ہو اور تم کہہ رہے ہو کہ تم نے کوئی آواز نہیں سنی۔

نانسنس''...... ریڈ مارٹن نے کرنل کاشارا کا غصہ اس پر نکالتے ہوئے کہا تو وہ آدمی بوکھلا گیا۔

''مم۔مم۔ میں دیکھ کر آتا ہوں''...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور فوراً کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹھے رہو یہیں''...... ریڈ مارٹن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... اس آدمی نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کرنل آفاق زبیری کس کمرے میں ہے''...... چند لمحے توقف کے بعد ریڈ مارٹن نے اس سے پوچھا۔

''وہ راہداری کے آخری کمرے میں ہے باس''...... اس آدمی نے کہا۔

''اس کے ساتھ کتنے مسلح افراد موجود ہیں''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''چھ افراد ہیں باس۔ سب مسلح ہیں''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''آفاق زبیری نے زبان کھولی ہے یا نہیں''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''نو باس۔ اس سے سختی سے پوچھ گچھ کی گئی ہے لیکن وہ کوئی بھی بات بتانے کے لئے تیار نہیں ہے''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ دیکھتا ہوں وہ کیسے کچھ نہیں

بتاتا''...... ریڈ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر نوجوان بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا نام بتایا تھا تم نے اپنا''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''میرا نام ہاشو ہے باس''......نوجوان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے ہاشو۔ میں جا کر آفاق زبیری کو دیکھتا ہوں۔ تب تک تم ایک کام کرو''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''حکم کریں باس''...... ہاشو نے کہا۔

''لوہے کے دو راڈز لو اور ان کے سروں کو آگ پر گرم کرو۔ راڈز اتنے گرم ہونے چاہئیں کہ ان کے سرے سرخ ہو جائیں۔ پھر ان راڈز کو لے کر اس کمرے میں آ جانا جہاں پر آفاق زبیری موجود ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''کیا آپ آفاق زبیری پر تشدد کرنا چاہتے ہیں باس''...... ہاشو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

''کرنل کاشارا نے اس پر تشدد کرنے سے منع کیا ہوا ہے باس۔ کرنل کاشارا نے کہا تھا کہ جب وہ آئے گا تو وہ خود اس سے پوچھ گچھ کرے گا''...... ہاشو نے کہا۔

''اس وقت میں تمہارا باس ہوں۔ نانسنس۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ کرنل کاشارا کو کیا جواب دینا ہے یہ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ جاؤ دفع ہو جاؤ اور جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔ ورنہ

میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ نانسنس''...... اس کی بات سن کر ریڈ مارٹن نے اور زیادہ بھڑکتے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس باس''...... ہاشو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اور سنو''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو ہاشو رک گیا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''یس باس''...... اس نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

''میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جس ممبر کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا۔ کیا نام تھا اس کا۔ ہاں۔ اس کا نام تنویر ہے۔ کہاں ہے وہ''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''کرنل کاشارا اسے اپنے ساتھ لے گئے ہیں باس۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ اسے اپنے ساتھ رکھیں گے تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ کس حد تک ان کا محکوم ہے''...... ہاشو نے جواب دیا تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ یہ کرنل کاشارا یہاں کچھ زیادہ ہی پاؤں پھیلا رہا ہے۔ اس سے بہتر کارکردگی تو میری ہے اور بگ باس نے مجھے اس کرنل کاشارا کا محکوم بنا دیا ہے۔ کوئی بھی کام اس کی اجازت کے بغیر کیا ہی نہیں جا سکتا ہے۔ نانسنس۔ جاؤ۔ تم میرا منہ کیوں دیکھ رہے ہو۔ جاؤ جا کر راڈز گرم کر کے لاؤ''...... ریڈ مارٹن نے پہلے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں ہاشو پر پڑیں تو وہ اس پر بری طرح سے دہاڑنے لگا۔ اس کی دہاڑ سن کر ہاشو وہاں سے مڑ کر

اس تیزی سے بھاگا جیسے اسے ڈر ہو کہ اگر وہ ایک منٹ بھی کمرے میں رکا تو ریڈ مارٹن اسے سچ مچ گولی ہی مار دے گا۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ ریڈ مارٹن غصے سے کچھ دیر تک دروازے کو دیکھتا رہا پھر وہ دانتوں سے ہونٹ چباتا ہوا تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ راہداری میں آ کر وہ آگے بڑھا اور راہداری کے آخری سرے پر موجود ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''کون ہے''...... اندر سے ایک آدمی کی تیز آواز سنائی دی۔

''ریڈ مارٹن۔ دروازہ کھولو''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو اندر سے لاک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ریڈ مارٹن کو اپنے ایک ساتھی کا چہرہ دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر وہ سائیڈ میں ہٹ گیا۔ ریڈ مارٹن اندر داخل ہوا تو کمرے میں ایک کرسی پر آفاق زبیری بیٹھا ہوا تھا۔ اسے کرسی پر رسیوں سے باندھ کر بٹھایا گیا تھا۔ وہ ہوش میں تھا اور اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ کمرے میں آفاق زبیری کے ساتھ چھ مسلح افراد بھی تھے۔

آفاق زبیری کی حفاظت کے یہ انتظامات کرنل کاشارا نے کئے تھے اور اس نے سختی سے ان مسلح افراد کو ہدایات دی تھیں کہ وہ کرنل آفاق زبیری کو کسی بھی صورت میں اکیلا نہ چھوڑیں اور جب تک وہ خود یا ریڈ مارٹن آ کر مخصوص انداز میں دروازے پر دستک دے کر

ان سے بات نہ کریں وہ دروازہ نہ کھولیں۔ کرنل کاشارا نے ان چھ افراد کو خصوصی طور پر ہر قسم کی زہریلی گیس سے بچنے کے لئے گولیاں بھی کھلا دی تھیں تا کہ اگر وہاں دشمن آئیں اور بے ہوشی کی گیس پھیلا دیں تو ان پر کسی گیس کا کوئی اثر نہ ہو۔ ریڈ مارٹن اندر آتے ہی آفاق زبیری کی طرف بڑھ گیا اور اس کے سامنے آ کر اسے طنزیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''سنو۔ میں اس وقت بے حد غصے میں ہوں اور جب میں غصے میں ہوتا ہوں تو میں مجھ پر پاگل پن سوار ہو جاتا ہے۔ پاگل پن میں پھر میں دشمنوں پر تشدد کرنا شروع کر دیتا ہوں اور میرا تشدد انتہائی بھیانک اور درد ناک ہوتا ہے۔ میں تم سے جو پوچھوں مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دے دینا ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی''...... ریڈ مارٹن نے آفاق زبیری سے مخاطب ہو کر نہایت سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہو تم''...... آفاق زبیری نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایم ون تم نے اپنے جسم کے کس حصے میں چھپایا ہوا ہے''۔ ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''ایم ون۔ کیا مطلب۔ یہ ایم ون کیا ہے''...... آفاق زبیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو آفاق زبیری۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے جسم میں ایم ون ڈیوائس چھپی ہوئی ہے جس کا لنک تمہارے دل کے ساتھ ہے۔ مجھے بس یہ بتا دو کہ وہ ڈیوائس تمہارے سینے کی طرف ہے یا کمر کی طرف۔ جہاں بھی ہے مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتاؤ''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تم واقعی پاگل ہو۔ بھلا ایسی کون سی ڈیوائس ہوتی ہے جو دل کے ساتھ لنکڈ ہو۔ میرے جسم میں ایسی کوئی ڈیوائس نہیں ہے۔ سمجھے تم''...... آفاق زبیری نے منہ بنا کر کہا۔

''تو تم نہیں بتاؤ گے''...... ریڈ مارٹن غرایا۔

''جس چیز کے بارے میں مجھے علم ہی نہیں اس کے بارے میں تمہیں بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں''...... آفاق زبیری نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک آدمی داخل ہوا۔ ریڈ مارٹن کے اندر آنے کے بعد اندر موجود افراد میں سے کسی نے دروازہ بند نہ کیا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

''باس''...... اس آدمی نے ریڈ مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا تو ریڈ مارٹن چونک کر اس کی طرف مڑا۔

''کیا ہوا''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''میں کنٹرول روم کے پاس سے گزر رہا تھا تو مجھے اندر سے فون کی گھنٹی کے بجنے کی آواز سنائی دی تھی۔ شاید وہاں کوئی نہیں ہے''...... اس آدمی نے کہا تو ریڈ مارٹن چونک پڑا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں جا کر''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ اس نے گھور کر آفاق زبیری کی طرف دیکھا پھر وہ جھٹکے سے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''دروازہ بند نہ کرنا۔ میں ابھی واپس آ رہا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کمرے میں موجود اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا جس نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا۔ ریڈ مارٹن دروازے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے میں ہاشو داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں دو راڈز تھے جن کے سرے سرخ ہو رہے تھے۔ اسے راڈز لاتے دیکھ کر کمرے میں موجود افراد چونک پڑے۔

''یہ کیا۔ تم راڈز کیوں گرم کر کے لائے ہو''...... کمرے میں موجود ایک آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس ریڈ مارٹن کا حکم ہے''...... ہاشو نے منہ بنا کر کہا۔ وہ راڈز لے کر آفاق زبیری کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھوں میں گرم راڈز دیکھ کر آفاق زبیری کی آنکھوں میں بھی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ریڈ مارٹن بے حد غصے میں ہے آفاق زبیری۔ اس لئے وہ تم سے جو بھی پوچھے اسے اس کی ہر بات کا فوراً جواب دے دینا ورنہ وہ یہ راڈز تمہاری آنکھوں میں گھسیڑ دے گا اور تم اندھے ہو جاؤ گے''...... ہاشو نے آفاق زبیری کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ آفاق زبیری کوئی جواب

دیتے اچانک کمرے میں دھماکہ ہوا اور وہاں ہر طرف دھواں پھیل گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ کیسا دھماکہ تھا''...... ہاشو نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ مسلح افراد بھی چونک پڑے تھے۔

''کمرے میں زہریلا دھواں پھیل رہا ہے''...... ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ سب پاگلوں کی طرح کمرے میں ادھر ادھر بھاگنے لگے جیسے وہ یہ دیکھنا چاہتے ہوں کہ کمرے میں گیس بم کہاں سے پھینکا گیا تھا کیونکہ ان کے سوا کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا۔

''فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے ہر قسم کی زہریلی گیس سے بچنے کی گولی کھائی ہوئی ہے۔ اس دھویں کا ہم پر کوئی اثر نہ ہو گا''...... ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب رک گئے۔

''لیکن یہ ہوا کیا ہے۔ کمرے میں ہمارے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے پھر یہ دھماکہ کس نے کیا ہے''...... دوسرے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں''...... پہلے آدمی نے کہا۔

''ارے۔ یہ آفاق زبیری کو کیا ہوا''...... ایک آدمی نے چیخ کر کہا تو وہ سب آفاق زبیری کی طرف مڑے جس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔

"اسے چونکہ اینٹی ٹیبلٹ نہیں دی گئی تھی اس لئے اس پر گیس کا اثر ہو گیا ہے"...... ہاشو نے کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ریڈ مارٹن داخل ہوا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں اور یہ دھواں کیسا ہے کمرے میں"۔ ریڈ مارٹن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں باس۔ اچانک کمرے میں دھماکہ ہوا اور ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہم سب نے ہی گیس سے بچنے والی گولیاں کھائی ہوئی ہیں ورنہ اس گیس کے اثر سے ہم بے ہوش ہو جاتے۔ گیس کا اثر آفاق زبیری پر ہوا ہے"...... ایک آدمی نے کہا۔

"یہ کس کی حرکت تھی۔ تم میں سے ہی کسی نے گیس کیپسول بلاسٹ کیا ہو گا۔ بولو۔ کون ہے وہ"...... ریڈ مارٹن نے ان سب کی طرف دیکھ کر انتہائی گرج دار آواز میں کہا۔

"نہیں باس۔ ہم بھلا ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ ہم تو یہاں پچھلے گئی گھنٹوں سے موجود ہیں۔ اگر ہم نے ایسا کرنا ہوتا تو یہ کام ہم نجانے کب کا کر چکے ہوتے"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"تو کیا گیس کیپسول یہاں کسی جن یا بھوت نے بلاسٹ کیا ہے جبکہ تمہارے علاوہ یہاں اور کوئی ہے ہی نہیں"...... ریڈ مارٹن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ دروازہ کھلوا کر دیکھیں۔ شاید دروازے کے

دوسری طرف کوئی ہو"...... ہاشو نے کہا۔

"اور اس نے گیس کیپسول کہاں سے اندر پھینک دیا۔ کیا تمہیں دروازے میں کوئی سوراخ نظر آ رہا ہے"...... ریڈ مارٹن نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں باس"...... ہاشو نے کہا۔

"تب پھر دروازے کے دوسری طرف کوئی نہیں ہو سکتا اور ویسے بھی میں ابھی باہر سے ہی آیا ہوں اگر کوئی ہوتا تو مجھے نہ نظر آ گیا ہوتا۔ نانسنس"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن یہاں دھماکہ ہوا ہے اور ہر طرف بے ہوشی کی گیس بھی پھیلی ہوئی ہے"...... ایک آدمی نے کہا۔

"کہیں۔ یہ حرکت آفاق زبیری نے تو نہیں کی"...... ایک اور آدمی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ رسی سے بندھا ہوا ہے۔ اس کے ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے ہیں اور میں نے اس کی تلاشی لی تھی۔ اگر اس کے پاس گیس کیپسول ہوتا تو وہ اس کی تلاشی کے دوران میں نکال چکا ہوتا"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"تو پھر آخر یہ کیپسول کہاں سے پھینکا گیا ہے"...... ریڈ مارٹن نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہم نے سارا کمرہ چھان مارا ہے باس لیکن ہمیں کہیں کچھ نہیں ملا ہے۔ ہم نے کمرے کی دیواریں بھی چیک کی ہیں کہ کسی دیوار

کے پیچھے سے کسی سوراخ سے یہاں گیس کیپسول نہ پھینکا گیا ہو لیکن کسی دیوار میں کوئی سوراخ نہیں ہے''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ یہ ضرور تم میں سے ہی کسی کی حرکت ہے۔ میں تم سب کی تلاشی لوں گا۔ تم میں سے ضرور کوئی غدار ہے''...... ریڈ مارٹن نے تلملاتے ہوئے کہا۔

''ضرور لیں باس''...... ایک آدمی نے کہا۔

''ہوسکتا ہے تم میں سے کسی نے کیپسول مشین گن میں چھپایا ہو اور فرسٹ فائر کے طور پر یہاں وہی کیپسول فائر کیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''لیکن مشین گنیں تو ہم سب کے پاس ہیں باس''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میرے لئے یہ جاننا مشکل نہیں کہ ابھی کیپسول کس مشین گن سے فائر کیا گیا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تب پھر آپ پہلے صرف مشین گنیں چیک کر لیں۔ تلاشی بعد میں لے لیں''...... ہاشو نے کہا۔

''اوکے''...... ریڈ مارٹن نے کہا اور پھر ان سب کی مشین گنیں اس نے باری باری چیک کیں۔ ان کی گولیاں چیک کیں۔ نالیاں سونگھ کر بارود کی بو چیک کی آخر وہ ایک جگہ رک گیا۔

''نہیں۔ ان مشین گنوں میں سے کسی مشین گن سے کیپسول فائر

نہیں کیا گیا ہے۔ مجھے تم سب کی تلاشی ہی لینی ہو گی''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''یس باس''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''اوہ۔ تمہارے ہاتھوں میں راڈز ہیں۔ آفاق زبیری کو ہوش میں لاؤ۔ یہ گرم راڈز اس کے بازو پر لگا دو۔ جب اس کا بازو جلے گا تو اسے فوراً ہوش آ جائے گا''...... ریڈ مارٹن نے ہاشو کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے راڈز دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاشو نے اثبات میں سر ہلایا اور گرم راڈز لے کر آفاق زبیری کی طرف بڑھا۔

''تم اس کے بازو سے اس وقت تک سلاخ نہیں ہٹاؤ گے۔ جب تک کہ سلاخ اس کے خون سے ٹھنڈی نہ ہو جائے یا اسے ہوش نہ آ جائے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''یس باس۔ آپ فکر نہ کریں''...... ہاشو نے کہا۔ اس کا گرم راڈز آفاق زبیری کے بازو کی طرف بڑھا۔ پھر جونہی اس نے راڈز آفاق زبیری کے بازو کی طرف بڑھایا۔ یکے بعد دیگر دو فائر ہوئے اور ہاشو کے ہاتھوں سے راڈز جھٹکے سے نکل کر دور جا گرے اس کے حلقسے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ اپنا ہاتھ پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ سے خون دھار کی صورت نکل رہا تھا۔ ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہاشو کی طرف دیکھ رہے تھے جس پر نجانے کہاں سے فائر کئے گئے تھے۔ پھر ریڈ مارٹن کی نظریں یکلخت چھت کی طرف اٹھ گئیں اور پھر اس کی نظریں دیوار کے

پاس چھت میں بنے ہوئے ایک سوراخ پر جم گئیں جہاں سے ایک مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا جو کسی انسانی ہاتھ میں تھا۔

''تو یہ فائر اوپر سے کیا گیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دکھائی دیا جو اس نے کمال پھرتی سے جیب سے نکال لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا رخ چھت کی طرف کر کے فائر کرتا چھت سے نظر آنے والے مشین پسٹل سے ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ شعلے نکلے اور کمرہ یکلخت تیز انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز
ساکال
ظہیر احمد
A contact loved ones.
ایک رابطہ اپنوں سے
Aik Rabta Apno Se.
پاکستانی پوائنٹ
www.PakistaniPoint.Com

93B
عمران سیریز نمبر

ساکال

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم میرے نئے ناول "ساکال" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ناول کا دوسرا حصہ پڑھنے کے لئے بے تاب ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طور پر کم نہیں ہیں۔

راولپنڈی سے شیخ عبدالرشید لکھتے ہیں۔ مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ اب تک شاید ہی ایسا کوئی ناول ہو جو میں نے نہ پڑھا ہو۔ آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول انتہائی شاندار اور بہترین ہوتے ہیں۔ خاص طور پر آپ کے لکھے ہوئے ماورائی ناول انتہائی منفرد اور بے حد دلچسپ ہوتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ عام ناولوں کے ساتھ ساتھ آپ ہر ماہ کم از کم ایک ماورائی ناول ضرور لکھا کریں تاکہ ہم ہر ماہ یا ہر دو ماہ میں آپ کا ماورائی ناول پڑھ سکیں۔ اس کے علاوہ اب سنچری نمبر قریب آ رہا ہے۔ امید ہے آپ نے سنچری نمبر لکھنے کی تیاری کر لی ہو گی یا پھر آپ اسی سنچری نمبر پر کام کر رہے ہوں گے۔ آپ سے گزارش ہے کہ یہ سنچری نمبر پہلے تمام ناولوں سے طویل اور آپ کے لکھے ہوئے تمام خاص نمبروں سے بڑھ کر ہو۔ آپ کا پلاٹینم جوبلی نمبر غالباً بائیس سو صفحات پر مشتمل تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس بار سنچری نمبر اس
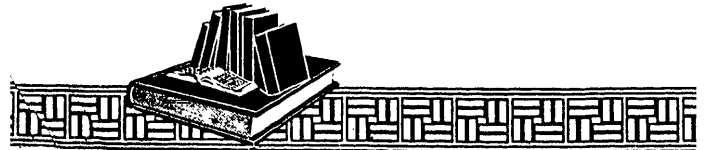
سے ڈبل یا کم از کم تین ہزار صفحات کا حامل ضرور ہو گا۔ جو عمران سیریز کا طویل ترین ناول ثابت ہو گا۔

محترم شیخ عبدالرشید صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ میں ہمیشہ آپ کی پسند کو مدنظر رکھ کر ناول لکھتا ہوں۔ آپ کی خواہش کے مطابق بہت جلد پلاٹینیم نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہو گا۔ ناول کس موضوع پر ہو گا اور اس کی ضخامت کتنی ہو گی اس کے بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی طویل ترین ناول لکھنے کی خواہش کو پورا کر سکوں۔ تب تک آپ انتظار کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

عمران نے ٹائیگر سے سٹون کٹر خنجر لے کر سوراخ بڑا کیا اور پھر اس نے اس سوراخ میں مشین پسٹل سمیت ہاتھ اندر داخل کرتے ہوئے فائرنگ کر کے ہاشو کے ہاتھوں سے گرم راڈز گرا دیئے۔ کمرے میں فائرنگ ہوتے دیکھ کر ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے تھے۔ وہ سب اب بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں کمرے کی دیواروں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لیکن پھر عمران نے ریڈ مارٹن کی نظریں چھت کی طرف اٹھتی دیکھیں۔ دوسرے لمحے اس نے ریڈ مارٹن کو کمال پھرتی سے جیب سے مشین پسٹل نکالتے دیکھا۔ جیسے ہی ریڈ مارٹن نے مشین پسٹل نکالا عمران نے ایک فائر اس کے مشین پسٹل پر کیا اور پھر اس نے کمرے میں موجود افراد پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی کیونکہ ان سب نے اس کے ہاتھ مشین گنوں کی طرف بڑھتے دیکھ لئے تھے۔ کمرہ مشین پسٹل کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

''خبردار۔ اگر تم نے کوئی حرکت کی تو تمہارا انجام بھی تمہارے ساتھیوں جیسا ہی ہو گا''...... عمران نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ چھت کا سوراخ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ عمران نے چونکہ اس میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا اس لئے وہ ہاتھ کے پیچھے سے کمرے کا منظر دیکھ رہا تھا جو اسے واضح دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اس کی آواز سنتے ہی ریڈ مارٹن بھڑک کر ایک دیوار کی طرف دوڑا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس پر فائر کرتا اچانک کمرے میں تاریکی چھا گئی۔ ریڈ مارٹن نے نہایت تیزی سے اس دیوار کی طرف چھلانگ لگا کر لائٹ کا سوئچ آف کر دیا تھا۔

''اب میں آفاق زبیری کے پاس ہوں۔ میرے ہاتھ اس کی گردن پر ہیں۔ اگر تم نے اب فائر کیا تو میں ایک جھٹکے سے آفاق زبیری کی گردن کی ہڈی توڑ دوں گا''...... اسی لمحے نیچے سے ریڈ مارٹن نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا ہوا عمران صاحب''...... صفدر نے بوکھلا کر کہا۔

'' شاید وہ پرانا کھلاڑی ہے۔اس نے بھانپ لیا تھا کہ گولی کس سمت سے آئی ہے۔ اس لئے فائرنگ کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ کیونکہ آفاق زبیری صاحب کو بچانا ہمارا فرض ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب کیا ہو گا''...... جولیا نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''اب بھی وہی ہو گا۔ جو اللہ کو منظور ہو گا''...... عمران نے کہا۔

ہوا میں بے حد خنکی پیدا ہونے لگی۔جس سے انہیں سردی لگنے لگی۔ موسم ان دنوں اگرچہ نہ سرد تھا نہ گرم۔ لیکن کھنڈر کی ہوا خاصی سرد ہوتی جا رہی تھی۔ ظاہر ہے یہ سب مصنوعی طور پر کیا جا رہا تھا اور لطف کی بات یہ تھی کہ یہ سردی اسی کمرے میں بڑھ رہی تھی جس میں وہ موجود تھے۔

''یہاں سردی کی شدت میں اضافہ ہو گیا ہے عمران۔ جلدی کرو۔ ہمیں اس کمرے سے نکلنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کمرے میں دوبارہ سبز روشنی جل اٹھے اور ہم سب پھر ساکت ہو جائیں''۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں چلو۔ جلدی''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف لپکے اور تیزی سے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ کمرے سے نکلتے ہی وہ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے ایک بار پھر کھنڈر سے باہر آ گئے کیونکہ اب انہیں کھنڈر کے ہر حصے میں ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا۔ انہوں نے نجانے اس کھنڈر میں ایسے کون سے سائنسی آلات لگائے ہوئے تھے جن سے وہ پورے کھنڈر میں ٹھنڈک پیدا کر رہے تھے۔ کھنڈر سے باہر آ کر انہیں سکون کا احساس ہوا۔ باہر موسم خوشگوار تھا۔

''اب انہیں موقع مل جائے گا۔ وہ گرم سلاخوں سے آفاق زبیری کو نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... صدیقی نے پریشان ہو کر کہا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں۔ آخر اب ہم کیا کریں''...... عمران

نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہمیں کچھ کرنا ہوگا عمران صاحب''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں عمران کچھ کرو۔ ایسا کچھ کرو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے''...... عمران نے کہا۔

''اس وقت میری ریڈی میڈ کھوپڑی بھی کام نہیں کر رہی ہے۔ اس کھنڈر کی حالت ایسی ہے کہ راستہ تلاش کرنے میں کچھ تو وقت لگے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کریں''...... صفدر نے کہا۔

''سوائے صبر اور شکر کے ہم کر بھی کیا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یا اللہ ہماری مدد فرما''...... چوہان نے کہا۔ اسی لمحے انہیں سڑک کی جانب سے ایک کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔

''کوئی آ رہا ہے۔ ہمیں درختوں کے پیچھے چھپ جانا چاہئے۔ آنے والا جو بھی ہے وہ یقیناً کھنڈر میں جا کر اس خفیہ راستے کی طرف بڑھے گا جو تہہ خانے کی طرف جاتا ہے۔ تم سب یہیں رکنا میں اکیلا اس کے پیچھے جاؤں گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب کھنڈر کے ارد گرد موجود درختوں کے پیچھے چھپ گئے۔ وہ اس انداز میں چھپے تھے کہ نہ صرف کھنڈر بلکہ کھنڈر کی طرف آنے والی سڑک کو بھی

آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں انہیں دور سے ایک کار کی ہیڈ لائٹس دکھائی دیں اور پھر کچھ ہی دیر میں کار وہاں آ کر رک گئی۔ کار کے اندر کی لائٹ آف تھی لیکن اس کے باوجود انہیں ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''کیوں نہ اس آدمی کو ہم گن پوائنٹ پر کور کر لیں۔ پھر یہ ہمیں خود ہی اس خفیہ راستے کی طرف لے جائے گا''...... جولیا نے قریبی درخت کے پاس موجود عمران سے مخاطب ہو کر نہایت آہستہ آواز میں کہا۔

''نہیں۔ اس طرح یہ بھڑک جائے گا۔ ہمیں ہر ممکن طریقے سے احتیاط کرنی ہے۔ جب میں اس آدمی کے پیچھے جا سکتا ہوں تو ہمیں ایسی کوئی حماقت نہیں کرنی چاہئے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور پھر کار سے وہ آدمی نکل کر باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ آدمی کار سے باہر آیا۔ انہوں نے چاند کی روشنی میں اس آدمی کی شکل دیکھی تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔ آنے والا کوئی اور نہیں ان کا ساتھی تنویر تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ تو تنویر ہے''...... جولیا کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل ہے۔ یہ ابھی تک ٹرانس میں ہے اور اسے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی بھی اس کے سامنے گیا تو یہ اسے فوراً گولی مار سکتا

ہے''۔ عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوہ۔ لیکن یہ یہاں پر کیوں آیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''شاید کرنل کاشارا کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ہم کھنڈر کے کمرے سے آزاد ہو گئے ہیں۔ نیچے موجود ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی اوپر آنے کا رسک نہیں لینا چاہتے اس لئے کرنل کاشارا نے یقیناً اسے یہاں بھیجا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم اپنے ساتھی کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ جبکہ تنویر ہمیں اپنا دشمن سمجھ کر ہر ممکن طریقے سے ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اگر تنویر کی حالت ٹھیک نہیں ہے تو پھر ہمیں خواہ مخواہ اس کے سامنے جانے کی ضرورت نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کہاں ہو تم سب''...... تنویر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

''کیا یہ ہم سے مخاطب ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔ وہ غور سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن تنویر چونکہ ان سے کافی فاصلے پر کھڑا تھا اس لئے وہ اس کا چہرہ واضح نہ دیکھ سکتا تھا۔

''عمران۔ جولیا، صفدر، صدیقی، چوہان۔ کہاں ہو تم۔ میں جانتا ہوں تم سب یہیں کہیں موجود ہو۔ میرے سامنے آؤ تم سب۔ ابھی اور اسی وقت''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا چاہتے ہو۔ تنویر''...... عمران نے تیز آواز میں پوچھا۔ اس کی آواز جنگل میں لہراتی چلی گئی۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ اس کی آواز سن کر تنویر چونک پڑا۔

''مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ میرے سامنے آؤ''...... تنویر نے بھی جواباً چیختے ہوئے کہا۔

''تم یہیں رکو۔ میں جا کر اس سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا تمہارا اس کے پاس جانا ٹھیک ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ درخت کی آڑ سے نکلا اور آہستہ چلتا ہوا اس طرف بڑھنے لگا جس طرف تنویر موجود تھا۔ اسے تنویر کی طرف جاتے دیکھ کر ان سب نے بے اختیار دم سادھ لئے۔ وہ جانتے تھے کہ تنویر کا مائنڈ اس وقت دشمنوں کے زیر اثر ہے اور اب وہ عمران کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ وہ عمران پر حملہ بھی کر سکتا تھا اور اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل بھی تھا جس سے وہ عمران کو دیکھتے ہی اس پر فائرنگ بھی کر سکتا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ عمران سنگ آرٹ سے تنویر کی فائرنگ سے خود کو محفوظ رکھ سکتا تھا لیکن تنویر کا اس طرح عمران پر حملہ کرنا ان سب پر گراں گزرتا۔ وہ سب عمران کے بارے میں بھی جانتے تھے کہ عمران اپنے کسی ساتھی کو نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

عمران جیسے ہی درختوں سے نکل کر آگے گیا تنویر نے اسے دیکھ لیا۔ ان سب کی نظریں تنویر پر جمی ہوئی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی تنویر کا مشین پسٹل والا ہاتھ اٹھے گا اور وہ عمران پر فائرنگ کرنا شروع کر دے گا۔

''عمران''...... تنویر نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ شاید اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے عمران کا چہرہ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا تنویر کے پاس پہنچ گیا۔

''مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ اگر تنویر نے عمران صاحب پر حملہ کر دیا تو''...... صفدر نے جولیا کے قریب آ کر نہایت آہستہ آواز میں کہا۔

''اللہ مالک ہے۔ وہ اس وقت ٹرانس میں ہے۔ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ بس دعا کرو کہ ایسا نہ ہو کہ عمران کو اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا پڑے''...... جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

عمران اس وقت تک تنویر کے قریب پہنچ چکا تھا اور وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ جنگل میں ہر طرف گہری اور پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں انہیں اپنے دلوں کی دھڑکنیں تک صاف سنائی دے رہی تھی۔ ایک طرف انہیں تنویر سے خطرہ تھا کہ وہ کہیں عمران پر نہ حملہ کر دے۔ دوسری طرف کھنڈر کے تہہ خانے

میں ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی بھی موجود تھے جو سائنسی آلات سے لیس تھے اور ممکن تھا کہ وہ کنٹرول روم میں بیٹھے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے ہوں۔ کھنڈر کے تہہ خانے میں جانے کے راستے سے وہ انجان تھے اور دشمن اس راستے سے اچانک نکل کر ان پر حملہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے عمران اس طرف مڑا جس طرف درختوں کے پیچھے اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ اس نے مخصوص انداز میں ہاتھ ہلانا شروع کر دیا۔

''عمران صاحب ہمیں بلا رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا کیسے ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہی کہ تنویر اگر ٹرانس میں ہے تو پھر اس نے اب تک عمران پر حملہ کیوں نہیں کیا اور عمران ہمیں کیوں بلا رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''شاید تنویر کا مقصد عمران صاحب یا ہم پر حملہ کرنے کا نہ ہو اور دشمنوں نے اسے کوئی پیغام دے کر یہاں بھیجا ہو''...... چوہان نے کہا۔

''کیسا پیغام''...... جولیا نے کہا۔

''معلوم نہیں۔ آئیں۔ عمران صاحب اگر بلا رہے ہیں تو پھر

سب ٹھیک ہی ہو گا‘‘...... چوہان نے کہا اور پھر وہ سب درختوں
کے پیچھے سے نکلے اور اس طرف بڑھنے لگے جہاں عمران اور تنویر
موجود تھے۔ انہوں نے اپنے مشین پسٹلز جیبوں میں ڈال لئے تھے
جنہیں ضرورت کے وقت وہ کسی بھی لمحے نکال سکتے تھے۔ تنویر کی
طرف بڑھتے ہوئے ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں
اور نجانے انہیں ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے ساتھ کچھ غلط
ہونے والا ہے۔

ریڈ مارٹن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے عمران اور
اس کے ساتھیوں کو تہہ خانے کے اوپر جس کمرے میں قید کر رکھا تھا
وہ خالی تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل چکے تھے۔
کمرے میں اندھیرا کرتے ہی وہ عمران کو دھمکی دے کر کمرے سے
باہر نکل گیا تھا اور پھر کنٹرول روم میں پہنچ کر اس نے تیزی سے
ایک مشین آپریٹ کی اور اس مشین کے ذریعے کھنڈر کے اوپر
والے حصے کی دیواروں میں چھپے ہوئے فریز سسٹم کو آن کر دیا جس
سے کھنڈر کے اوپر والے حصے میں ٹھنڈک بڑھ گئی۔
ریڈ مارٹن، عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھنڈر سے باہر نکال
دینا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کھنڈر میں
رہے تو وہ لوگ تہہ خانے کا خفیہ راستہ تلاش کر لیں گے اور پھر
انہیں سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ ریڈ مارٹن کے ساتھ اب چند ساتھی
تھے۔ اس کے چند ساتھیوں اور تنویر کو کرنل کاشارا اپنے ساتھ لے

گیا تھا۔ ریڈ مارٹن، عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ذہنی اور سائنسی آلات سے تو جنگ لڑ سکتا تھا لیکن وہ عمران کا دست بدست مقابلہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ریڈ مارٹن ان افراد میں سے تھا جو لڑائی بھڑائی میں نابلد تھے۔ وہ ہپنا ٹائزم کا استاد تھا لیکن کسی سے دست بستہ لڑنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

وہ کنٹرول روم میں موجود تھا اور ایک اسکرین پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھنڈر کے مختلف حصوں میں دوڑتے بھاگتے دیکھ رہا تھا پھر جب اوپر والے حصے میں فریزنگ ہونا شروع ہوا تو اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھنڈر سے باہر جاتے دیکھا۔ ریڈ مارٹن ان پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کھنڈر سے باہر جائیں تو وہ جنگل میں لگائے ہوئے ریڈ ٹریپ کا استعمال کرے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے رینج میں آتے ہی درختوں پر چھپی ہوئی مشین گنوں سے ان پر مسلسل فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دے۔ عمران اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اس لئے اب ان کا زندہ رہنا اس کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا تھا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ آفاق زبیری کو کہیں اور نہیں لے جایا گیا بلکہ اسی کھنڈر کے تہہ خانے میں رکھا گیا ہے۔

آفاق زبیری کو بچانے کے لئے عمران اور اس کے ساتھی وہاں مزید مسلح افراد کو بھی بلا سکتے تھے۔ ریڈ مارٹن کو خود پر بھی غصہ آ رہا

تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کمرے میں بند کر کے گرین لائٹ کی مدد سے ان کے جسموں کی طاقت تو سلب کر لی تھی لیکن ان کی تلاشی نہ لی تھی۔ وہ انہیں بے حس کر کے مطمئن ہو گیا تھا کہ جب تک گرین لائٹ آف نہ ہو گی ان کے پاس موجود اسلحہ بے کار ہی رہے گا۔ لیکن نجانے عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم متحرک کیسے ہو گئے اور وہ سب اس کمرے سے باہر کیسے نکل آئے۔ اس نے باہر جا کر اس کمرے کا جائزہ لیا تھا۔ کمرے کا دروازہ تباہ کیا گیا تھا جس کا مطلب واضح تھا کہ عمران نے اس دروازے کو کسی بم سے اُڑایا تھا۔

ریڈ مارٹن اپنے ہونٹ دانتوں میں دبائے مشین کو مسلسل آپریٹ کر رہا تھا کہ اچانک پاور سپلائی بند ہونے سے مشینیں اور لائٹس آف ہو گئیں تو وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا''...... تاریکی پھیلتے دیکھ کر ریڈ مارٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

''باس باس''...... اسی لمحے کمرے کے دروازے پر ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ تم ہو مارلو''...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

''یس باس۔ میں مارلو ہی ہوں''...... آنے والے آدمی نے جواب دیا۔

''یہ پاور سپلائی کو کیا ہوا ہے''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”یہی بتانے کے لئے آیا ہوں باس۔ جنریٹر ٹرپ کر گیا ہے۔ اس وجہ سے یہاں کی ساری پاور آف ہو گئی ہے“...... مارلو نے جواب دیا۔

”جنریٹر کیسے ٹرپ کر سکتا ہے۔ کیا ہوا ہے“...... ریڈ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں جانتا باس۔ میں جنریٹر روم کے پاس ہی موجود تھا کہ اندر سے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے سے دھواں نکلنے لگا۔ لگتا ہے جنریٹر میں آگ لگ گئی ہے۔ چونکہ دھواں زیادہ تھا اس لئے میں اندر جا کر نہ دیکھ سکا اور آپ کو بتانے کے لئے یہاں بھاگ آیا“...... مارلو نے کہا تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”یہ جنریٹر کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا“...... ریڈ مارٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہیوی ڈیوٹی جنریٹر ہے باس۔ شاید اوور ہیٹ ہو گیا ہے۔ پہلے بھی ایک دو بار ایسا ہو چکا ہے۔ میں نے کرنل صاحب سے کہا بھی تھا کہ یہ جنریٹر بار بار خراب ہو جاتا ہے۔ اسے تبدیل کرا دیا جائے لیکن کرنل صاحب میری سنتے ہی نہیں۔ ہر بار کسی مکینک کو یہاں بھیج دیا جاتا ہے جو اسے عارضی طور پر ٹھیک کر کے چلا جاتا ہے“...... مارلو نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا اب اس جنریٹر کو کوئی مکینک آ کر ٹھیک کرے

گا“...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

”یس باس“...... مارلو نے جواب دیا۔

”کیا یہاں پاور کا کوئی متبادل نظام موجود نہیں ہے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”نو باس۔ آج کی رات ہمیں ایسے ہی رہنا پڑے گا۔ صبح میں خود جا کر مکینک کو لے آؤں گا جو اس جنریٹر کو ٹھیک کرے گا“۔ مارلو نے جواب دیا تو ریڈ مارٹن نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

”یہ کرنل کا شارا کیا کرتا پھر رہا ہے۔ ایک ٹھکانہ ہے اس کا اور یہاں بھی اس نے صحیح اور ڈھنگ کے انتظامات نہیں کئے ہیں۔ اب میں کیا کروں۔ اوپر دشمن موجود ہیں۔ میں انہیں نشانہ بنانا چاہتا ہوں کہ جنریٹر ہی خراب ہو گیا ہے۔ اب میں انہیں کیسے چیک کروں گا۔ نجانے وہ اوپر کیا کر رہے ہیں“...... ریڈ مارٹن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”مجبوری ہے باس۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس جنریٹر کو خود ہی ٹھیک کر دیتا لیکن......“ مارلو نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ“...... ریڈ مارٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... مارلو نے کہا اور پھر شاید وہ چلا گیا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے چونکہ وہاں گہری خاموشی مسلط ہو گئی تھی اس لئے ریڈ مارٹن کو ہلکی سے ہلکی آواز بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ اس

نے مارلو کے جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنی تھیں۔ ریڈ مارٹن چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی ٹارچ آن کر لی۔

''عجیب مصیبت ہو گئی ہے۔ باہر عمران اور اس کے ساتھی دندناتے پھر رہے ہیں اور یہاں میں بے بسی کے عالم میں اندھیرے میں پڑا ہوا ہوں۔ اب وہ باہر جا کر نجانے کیا کریں گے''...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھا۔ اسکرین پر اَن نان نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس''...... ریڈ مارٹن نے درشت لہجے میں کہا۔

''کرنل کاشارا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ میں آپ کو ہی کال کرنے کا سوچ رہا تھا۔ اچھا کیا ہے جو آپ نے کال کر دی ہے۔ یہاں بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... ریڈ مارٹن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''گڑبڑ۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے چونکتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کھنڈرے بھاگنے اور ان پر حملہ کرنے کی ساری تفصیل بتا دی اور اس نے یہ بھی بتایا کہ اب کس طرح اچانک

کھنڈر کا جنریٹر بھی ٹرپ کر گیا ہے اور وہ کوشش کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتا ہے۔

''اوہ اوہ۔ بیڈ نیوز۔ رئیلی بیڈ نیوز۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا آزاد ہونا واقعی میرے لئے بیڈ نیوز ہے اور اس سے بڑی بیڈ نیوز یہ ہے کہ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے آفاق زبیری کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ اب وہ یہاں پوری فورس سے حملہ کرے گا اور آفاق زبیری کو چھڑا کر لے جائے گا۔ بیڈ نیوز''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یس باس۔ کاش یہاں جنریٹر نہ خراب ہوا ہوتا تو میں ابھی ان سب کی جنگل میں لاشیں بچھا دیتا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تمہارے ساتھ اب کتنے آدمی ہیں''...... کرنل کاشارا نے پوچھا۔

''دس آدمی تھے باس۔ جن میں سے چھ آفاق زبیری کے پاس تھے اور چار میرے ساتھ تھے۔ عمران نے چھت میں سوراخ بنا کر چھ سیکورٹی کے افراد اور ایک میرے ساتھی کو جس کا نام ہاشو تھا ہلاک کر دیا ہے۔ اب مارلو اور اس کے ساتھ دو افراد زندہ ہیں۔ بس''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''میں کھنڈر میں کسی مسلح گروپ کو بھیج دیتا ہوں۔ تم تہہ خانے میں ہی رہو۔ مسلح گروپ آ کر خود ہی انہیں جنگل میں ڈھونڈ کر ان کا خاتمہ کر دے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’جیسا آپ مناسب سمجھیں باس۔ میں تو یہاں واقعی بری طرح پھنس گیا ہوں‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں کچھ کرتا ہوں‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’عمران اور اس کے سب ساتھی مسلح ہیں باس۔ انہیں کھنڈر کے اوپر والے کمرے میں بے حس کر کے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ ان کی تلاشی نہ لی گئی تھی۔ ان کے پاس مشین پسٹل اور بم بھی موجود ہیں۔ آپ جس گروپ کو بھی بھیجیں گے ان کے ساتھ ان کا یقیناً تصادم ہو گا اور اگر یہاں فائرنگ کا تبادلہ ہوا اور بم برسائے گئے تو یہ سارا علاقہ گولیوں اور بموں کے دھماکوں سے گونجنا شروع ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں یہاں پولیس پہنچ سکتی ہے جو اس سارے علاقے کو اپنے گھیرے میں لے لے گی اور پھر ہمارا یہاں سے نکلنا اور زیادہ مشکل ہو جائے گا‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’اوہ ہاں۔ایسا ہوسکتا ہے۔ پھر اب تمہارے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’اس کھنڈر کے بارے میں مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں۔ کیا یہاں کوئی اور خفیہ راستہ یا سرنگ نہیں ہے جہاں سے ہم کرنل کاشارا کو لے کر خفیہ طور پر نکل جائیں‘‘...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

’’نہیں۔ یہ میرا عارضی ٹھکانہ ہے اس کے بارے میں مجھے اتفاقاً ہی معلوم ہوا تھا۔ مجھے وہاں صرف ایک ہی خفیہ راستہ ملا تھا جو تہہ خانوں تک جاتا ہے اور بس‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’تو پھر کیا کیا جائے۔ اگر آپ تنویر کو ساتھ نہ لے جاتے تو میں اسے باہر بھیج دیتا۔ وہ ان کا ساتھی تھا۔ وہ اکیلا ہی ان پر بھاری پڑ جاتا اور باہر جا کر یا تو ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا یا پھر ان سب کو ہلاک کر دیتا۔ اس طرح کم از کم ہمارے آدمی تو بچ جاتے‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’اسے میں صرف یہ دیکھنے کے لئے اپنے ساتھ لایا تھا کہ یہ میرے احکامات پر کس حد تک عمل کرتا ہے۔ اگر کہو تو میں اسے بھیج دیتا ہوں‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ آپ اسے بھیج دیں۔ اسے کہہ دیں کہ اس کے دشمن کھنڈر کے پاس موجود ہیں۔ وہ آ کر ان سے ملے اور پھر انہیں باتوں میں الجھا کر اچانک ان پر حملہ کر دے۔ بلکہ اسے ایک میگا پاور بم دے دیں جس کا پش بٹن اس کے ہاتھ میں ہو۔ وہ اپنے سارے ساتھیوں کو اپنے پاس بلاکر وہ بم بلاسٹ کر دے۔ اس طرح وہ سب ہلاک ہو جائیں گے‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’اوہ۔ اس طرح تو وہ خود بھی ہلاک ہو جائے گا‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’ہونے دیں۔اس طرح عمران اور اس کے ساتھی ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں گے۔ تنویر کے مائنڈ کو میں نے اپنی ٹرانس میں لے کر مکمل طور پر آپ کا وفادار بنادیا تھا۔ آپ اسے جو بھی ہدایات دیں گے وہ ان ہدایات پر من وعن عمل کرے گا۔ اب یہی

ایک طریقہ ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ میں اسے سوسائٹ بمر بنا کر اس کے ساتھیوں کے پاس بھیجوں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ اس کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر تنویر نے ان کے پاس جا کر فوراً ان پر حملہ کیا تو جوابی حملے میں وہ بھی مارا جا سکتا ہے۔ جبکہ میری اس پلاننگ کے تحت اسے اپنے ساتھیوں کو بس اس بات کا یقین دلانا پڑے گا کہ وہ میری ٹرانس سے نکل آیا ہے اور اب وہ مکمل طور پر نارمل ہے اور جب اس کے سارے ساتھی اس کے پاس پہنچ جائیں تو وہ اٹیک کر کے سب کو ہلاک کر سکتا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تمہاری ترکیت تو شاندار ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت ہمارے لئے بے حد ضروری ہے۔ ورنہ یہ جن بھوتوں کی طرح ہمارے پیچھے پڑیں رہیں گے۔ بگ باس کو پہلے ہی مجھ سے ناراض ہیں کہ میری وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کودی ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''آپ اسے جلد سے جلد بھیجیں۔ یہ تو اچھا ہوا ہے کہ جنریٹر آف ہونے سے پہلے میں نے خفیہ راستہ سیلڈ کر دیا تھا۔ ورنہ وہ لوگ اب تک نیچے آ چکے ہوتے اور ہم سب کو ہلاک کر کے آفاق

زبیری کو یہاں سے نکال کر لے جا چکے ہوتے''...... ریڈ مارٹن نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے بھیج رہا ہوں لیکن تمہیں اس بات کا علم کیسے ہو گا کہ اس نے بم بلاسٹ کر دیا ہے اور عمران اور اس کے سارے ساتھی ختم ہو گئے ہیں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''میں ڈبل ون پر آپ سے رابطہ کرتا ہوں۔ آپ اسے آن رکھ کر تنویر کے لباس کی جیب میں ڈال دیں۔ میرا اس سے مکمل رابطہ بنا رہے گا۔ وہ جہاں جائے گا اور جس سے بھی بات کرے گا مجھے اس کی آواز سنائی دیتی رہے گی اور جب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے بم بلاسٹ کرے گا تو مجھے اس کا بھی علم ہو جائے گا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''او کے۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ڈبل ون کا پن کوڈ نمبر بتا دیتا ہوں۔ تم اس پن کوڈ پر رابطہ کرو۔ پھر میں اس ڈیوائس کو تنویر کے لباس میں چھپا دوں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا اور پھر اس نے ڈبل ون کا پن کوڈ بتا دیا۔

''او کے باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''جب کام ہو جائے تو مجھے فوراً اطلاع کرنا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن آپ نے کال کیوں کی تھی''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

"میں وہاں کے حالات جاننا چاہتا تھا تاکہ وہاں آ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرسکوں لیکن تم نے خبر ہی ایسی سنا دی ہے کہ میں اب وہاں آ کر کیا کروں گا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ تنویر نے آپ کی ہدایات پر عمل کیا تو عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی صورت میں زندہ نہ بچ سکیں گے۔ ان کی موت ان کے ہی ساتھی کے ہاتھوں ہو گی"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"اوکے۔ میں تنویر کو ہدایات دے کر جلد سے جلد بھیجتا ہوں"...... کرنل کاشارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ریڈ مارٹن نے بھی ایک طویل سانس لیا اور سیل فون اپنی جیب میں ڈال لیا۔

اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر کرنل کاشارا نے تنویر کو اس کی پلاننگ کے مطابق ہدایات دیں تو وہ اپنے لباس میں چھپے ہوئے بم کو بلاسٹ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کردے گا اور اس طرح اس کے سر پر لٹکتی ہوئی خطرے کی یہ تلوار ہمیشہ کے لئے ہٹ جائے گی اور پھر وہ کرنل آفاق زبیری کو لے کر وہاں سے نکل جائے گا۔

"تنویر"...... عمران نے تنویر کے قریب آ کر کہا۔

"تم اکیلے آئے ہو۔ باقی ساتھی کہاں ہیں"...... تنویر نے عمران کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ جہاں بھی ہیں۔ خیریت سے ہیں۔ تم بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"انہیں بلاؤ۔ مجھے ان سب سے بات کرنی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"وہ یہاں نہیں ہیں اور تم نے ان سے کیا بات کرنی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"سنو۔ اگر تم سمجھ رہے ہو کہ میں ریڈ مارٹن کی ٹرانس میں ہوں تو یہ غلط ہے۔ میں وقتی طور پر اس کی ٹرانس میں چلا گیا تھا لیکن جب مجھے کرنل کاشارا اپنے ساتھ لے گیا تو راستے میں اچانک ایک کار سامنے آنے کی وجہ سے اس نے یکلخت اپنی کار کو زور سے

بریک لگائی تو میرا سر زور سے ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا تھا۔ چونکہ سر بہت زور سے ڈیش بورڈ سے ٹکرایا تھا اس لئے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں سڑک کے کنارے پر پڑا ہوا تھا۔ شاید کرنل کاشارا نے یہ سمجھ کر کہ میں مر چکا ہوں اسی حالت میں مجھے سڑک کے کنارے پر پھینک دیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میری یادداشت بحال ہو چکی تھی اور میرے ساتھ کیا کیا ہوا تھا وہ سب بھی مجھے یاد تھا۔ میں تمہیں یا چیف کو کال کر کے ساری تفصیل بتانا چاہتا تھا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ کرنل کاشارا اور ریڈ مارٹن نے تم سب کو کھنڈر کے ایک کمرے میں بند کر دیا تھا اور تمہارے جسموں کو مفلوج کر دیا گیا تھا۔ اگر میں نے جلد سے جلد یہاں آ کر تمہاری مدد نہ کی تو وہ تمہیں اسی حالت میں گولیاں مار دیں گے اس لئے میں یہاں پہنچ گیا۔ یہاں آتے ہی کار کی ہیڈ لائٹس جب درختوں پر پڑی تو مجھے ایک درخت کے پیچھے جولیا کا چہرہ دکھائی دیا۔ وہ فوراً ہی درخت کے پیچھے چھپ گئی تھی لیکن اس وقت تک میں اسے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے میں نے تم سب کو پکارا تھا"۔ تنویر نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ عمران غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تنویر زبان سے جو کہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آئی کوڈ میں عمران کو کوئی خاص پیغام دے رہا ہو۔

"ایک منٹ مجھے سوچنے دو۔ خاموش رہو اب"...... عمران نے

کہا۔ تنویر خاموش ہوا تو عمران نے اس سے آئی کوڈ میں باتیں کرنا شروع کر دیں۔ تنویر آئی کوڈ میں اسے جو بتا رہا تھا وہ عمران کے لئے حیران کن تھیں۔

"کیا میں واقعی یقین کر لوں کہ تم کسی کی ٹرانس میں نہیں ہو اور ہمیں یہاں نقصان پہنچانے کے لئے نہیں آئے ہو"...... عمران نے چند لمحوں بعد کہا۔

"یقین کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمہاری مرضی لیکن یہ بات درست ہے کہ میں ٹرانس میں نہیں ہوں"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"میں تم سے چند سوال کرتا ہوں۔ مجھے ان سوالوں کے جواب دے دو تو میں یقین کر لوں گا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کون سے سوال"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"میرا نام مع ڈگریوں کے بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"تم خود کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہو"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"جولیا کا پورا نام"...... عمران نے کہا۔

"جولیانا فٹز واٹر"...... تنویر نے کہا۔

"چیف کے بارے میں کیا جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"چیف کے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس کا کوڈ نام

ایکسٹو ہے۔ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں مجھے تو کیا اس ملک کے صدر اور وزیر اعظم کو بھی علم نہیں ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''آخری سوال''...... عمران نے کہا۔

''پوچھو''...... تنویر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''لاسٹ سنڈے کو مجھ سمیت ساری سیکرٹ سروس کے ممبران ایک ہوٹل میں لنچ کرنے گئے تھے۔ بتاؤ کہ وہ لنچ کس کی طرف سے تھا اور ہم نے وہاں کیا کیا کھایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''وہ لنچ میری طرف سے تھا۔ ہم نے لنچ کے لئے جولیا کے فلیٹ میں پرچیاں ڈالی تھیں کہ جس کے نام کی پرچی نکلے گی وہ فائیو سٹار ہوٹل میں لنچ کرانے لے جائے گا اور تمام اخراجات اسی کے ذمہ ہوں گے''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ بتانے لگا کہ ہوٹل میں کس نے کیا کیا آرڈر کیا تھا اور اس لنچ کا کتنا بل بنا تھا۔

''گڈ۔ تمہاری باتوں سے تو لگ رہا ہے کہ تم واقعی کسی کی ٹرانس میں نہیں ہو۔ بہرحال میں سب کو بلا لیتا ہوں۔ اگر انہوں نے بھی تم سے سوال کئے تو مائنڈ نہ کرنا''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اشارے سے اپنی طرف بلانا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی درختوں کے پیچھے سے نکل کر اس طرف آتے دکھائی دیئے۔

''تھوڑی ہی دیر میں اس کے سارے ساتھی ان کے قریب پہنچ

گئے۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ہمارا ساتھی واپس لوٹ آیا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں دیر سے ہی سہی لیکن گھر کا بدھو گھر کو ہی لوٹتا ہے اور اس بدھو نے بھی یہی کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے یہ اب کسی کی ٹرانس میں نہیں ہے''۔ جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کا تو یہی کہنا ہے لیکن میں نے اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا ہے۔ یہ اب بھی ٹرانس میں ہی ہے''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف اس کے ساتھی بلکہ تنویر بھی چونک پڑا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو عمران۔ میں اب بھی ٹرانس میں ہی ہوں اور تم سب کو یہاں میں نے ایک خاص مقصد کے لئے بلایا ہے''۔ اچانک تنویر نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کس مقصد کے لئے''...... عمران نے چونک کہا۔

''یہ بٹن میرے ہاتھ میں دیکھ رہے ہو''...... تنویر نے دوسرے ہاتھ میں موجود ایک چھوٹا سا بٹن ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیا ہے یہ''...... عمران نے کہا۔

''تم سب کی موت''...... تنویر نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... وہ سب ایک ساتھ چلائے۔

''میرے جسم پر ایک طاقتور بم بندھا ہوا ہے۔ اس کا ریموٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے بس اس بٹن کو پریس کرنا ہے پھر یہاں ایک زوردار دھماکہ ہو گا اور مجھ سمیت تم سب کے چیتھڑے اُڑ جائیں گے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

''اوہ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو تنویر۔ تم تم''...... جولیا نے بری طرح سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''گڈ بائی''...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے ماحول زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔

ریڈ مارٹن کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے اپنے سیل فون اسپیکر کا آن کر رکھا تھا۔ سیل فون کے اسپیکر سے اسے عمران اور تنویر کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اس کی باتیں نہ صرف ریڈ مارٹن سن رہا تھا بلکہ کرنل کاشارا نے بھی اسے کال کر رکھا تھا اور وہ بذریعہ فون ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''باس۔ کیا یہ وہی سب کہہ رہا ہے جو اس آپ نے کہنے کے لئے کہا تھا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے یہی سب سمجھایا تھا''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔ ان دونوں کی باتیں تنویر کے پاس موجود ڈیوائس پر نہ سنی جا سکتی تھیں اس لئے وہ بڑے مطمئن انداز میں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

''تب تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جس انداز یہ عمران کو بتا رہا ہے کہ یہ ٹرانس میں نہیں ہے مجھے تو واقعی فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی تھی''۔

ریڈ مارٹن نے کہا۔

''نہیں۔ اس کا بولا ہوا ایک ایک لفظ میرا سکھایا ہوا ہے۔ یہ مکمل طور پر میری ہدایات پر عمل کر رہا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''لیکن عمران نے اس سے جو سوال پوچھے ہیں۔ یہ کیسے ان سوالوں کے صحیح جواب دے رہا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''میں نے اسے اپنے مائنڈ کا ایک فیصد حصہ اوپن رکھنے کی بھی ہدایات دی تھیں۔ مجھے شک تھا کہ عمران اس سے سابقہ زندگی یا پھر سیکرٹ سروس سے متعلق بھی کوئی سوال پوچھ سکتا ہے۔ اگر اس کا ایک فیصد مائنڈ اوپن کر دیا جائے تو یہ ہر بات کا صحیح جواب دے سکتا ہے اور وہی ہوا ہے۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا ہوتا تو شاید یہ عمران کے سوالوں کے جواب نہ دے پاتا اور عمران کو اس پر شک ہو جاتا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ویل ڈن باس۔ آپ واقعی دور کی سوچتے ہیں۔ مجھے آپ کی ذہانت پر رشک آ رہا ہے''...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف کرنل کاشارا بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب پتہ نہیں خاموشی کیوں چھا گئی ہے۔ یہ کیا کر رہے ہیں''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

''عمران نے شاید اپنے ساتھیوں کو بلایا ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہیں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''کاش کہ بلیک ہاؤس کا جنریٹر خراب نہ ہوا ہوتا اور مشینیں کام کر رہی ہوتیں تو ان کی آوازیں سننے کے ساتھ ساتھ ہم انہیں لائیو دیکھ بھی سکتے اور ان کی موت کا نظارہ دیکھنے والا ہوتا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ اس بات کی مجھے بھی حسرت رہے گی کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے مرتے نہیں دیکھا تھا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''مجھے مارلو کی بات مان لینی چاہئے تھی۔ جنریٹر نجانے کب سے تنگ کر رہا ہے۔ میں اسے خواہ مخواہ ٹھیک کرانے کے چکروں میں پڑا رہا۔ اس کی جگہ نیا جنریٹر نصب کیا گیا ہوتا تو یہ مسئلہ ہی پیدا نہ ہوتا۔ خیر اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب میں جلد ہی اس جنریٹر کو رپلیس کرا دوں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''وہ باتیں کر رہے ہیں باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا خاموش ہو گیا۔ فون سے اب عمران کے ساتھیوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد یہ سن کر ریڈ مارٹن اچھل پڑا کہ عمران کا تنویر پر سے شک ابھی بھی دور نہیں ہوا ہے اور اس نے تنویر سے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ ابھی بھی ٹرانس میں ہے۔

''اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ عمران نے ابھی تک تنویر کی باتوں پر یقین نہیں کیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو عمران۔ میں اب بھی ٹرانس میں ہی ہوں

اور تم سب کو یہاں میں نے ایک خاص مقصد کے لئے بلایا ہے“۔

اچانک تنویر نے کی بدلی ہوئی آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کے سارے ساتھی اس کے قریب آ چکے ہیں باس۔ جو تنویر اب ان سے بدلے ہوئے لہجے میں بات کر رہا ہے“...... ریڈ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں شاید“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”کس مقصد کے لئے“...... عمران کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ریڈ مارٹن اور کرنل کاشارا خاموشی سے ایک بار پھر ان کی باتیں سننے لگے۔

”یہ بٹن میرے ہاتھ میں دیکھ رہے ہو“...... تنویر کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں زہر کی سی آمیزش شامل تھی۔

”ہاں۔ کیا ہے یہ“...... عمران نے کہا۔

”تم سب کی موت“...... تنویر نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب“...... دوسری طرف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے چلانے کی آوازیں سنائی دیں۔

”میرے جسم پر ایک طاقتور بم بندھا ہوا ہے۔ اس کا ریموٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے بس اس بٹن کو پریس کرنا ہے پھر یہاں ایک زور دار دھماکہ ہو گا اور مجھ سمیت تم سب کے چیتھڑے اُڑ جائیں گے“...... تنویر کی آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار

ہونٹ بھینچ لئے۔

”یہ تنویر کیا حماقت کر رہا ہے۔ انہیں بم کے بارے میں کیوں بتا رہا ہے۔ ایسے تو سب بھڑک کر اس سے دور بھاگ جائیں گے“...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو تنویر۔ تم تم“...... ایک لڑکی کی بری طرح سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”گڈ بائی“...... تنویر نے کہا اور اسی لمحے ماحول زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ چند لمحوں تک دھماکے کی بازگشت سنائی دیتی رہی پھر ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا ہے“...... کرنل کاشارا کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

”تنویر نے بم بلاسٹ کر دیا ہے باس۔ ہرا ہرا۔ ہم کامیاب ہو گئے۔ عمران اور اس کے سارے ساتھی اپنے ہی ایک ساتھی کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ بم بلاسٹ ہونے سے ان سب کے چیتھڑے اُڑ گئے ہوں گے۔ وہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتر گئے ہوں گے۔ ہرا ہرا“...... اچانک ریڈ مارٹن نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں کہا اور ہرا ہرا کر کے زور زور سے نعرے لگانے لگا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تنویر نے بلاسٹ اس وقت کیا ہے جب سارے ساتھی اس کے قریب پہنچ چکے تھے“...... کرنل کاشارا

کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ آپ نے سنا نہیں تھا جب تنویر نے انہیں بم کے بارے میں بتایا تھا تو وہ سب خوف سے ایک ساتھ چیخ اٹھے تھے"۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ ان کے چیخنے کی آوازیں میں نے سنی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی ہلاک ہو چکے ہیں۔ جن سے دنیا کے سپر پاور ممالک بھی خوفزدہ رہتے تھے میں وہ آخر کار اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں اور انہیں ہلاک کرنے کا کریڈٹ دنیا کی طاقتور ترین تنظیم ساکال کو ملا ہے۔ ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن"...... کرنل کاشارا کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت پر اس پر شادی مرگ طاری ہوگئی ہو۔

"یہ کریڈٹ میں نے ساکال کو دلایا ہے باس۔ آپ بگ باس سے جب بات کریں تو انہیں میری اس کارکردگی سے ضرور آگاہ کر دینا تاکہ وہ میری اس کارکردگی پر مجھے مزید مراعات سے نوازئیں"...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ریڈ مارٹن۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ بات ہے بھی درست کہ تم نے عمران کے ایک ساتھی کو اپنی ٹرانس میں لے کر اسے میرا اور ساکال تنظیم کا وفادار بنایا اور پھر اس نے وہی کیا جو اسے میں نے کرنے کا کہا۔ اس نے خود کو اُڑا کر اپنے ساتھ عمران

اور اس کے باقی ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ بگ باس تمہاری اس کامیابی پر تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی مراعات دیں گے"۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

"ہمارے دشمن ختم ہو گئے ہیں باس اس لئے ہمیں اپنے مشن کو مکمل کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ اب ہم کرنل آفاق زبیری کو آسانی سے یہاں سے شفٹ کر سکتے ہیں"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ اب میں جلد سے جلد اسے یہاں سے نکالنے کا انتظام کرتا ہوں۔ اس کے یہاں سے نکالتے ہی ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے مجھے اپنے دوست اپنے ساتھی جم مارک کی بھی قربانی دینا پڑی۔ جس کا مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا۔ کاش وہ اس وقت ہمارے ساتھ ہوتا"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ جم مارک کی قربانی ہمیشہ یاد رکھی جائے گی کیونکہ اس نے ساکال کاز کے لئے اپنی جان قربان کی ہے"...... کرنل کاشارا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں باہر جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے دیکھ آؤ۔ میں انہیں اپنی آنکھوں سے ہلاک ہوتے ہوئے تو نہیں دیکھ سکا ہوں لیکن ان کی لاشوں کے ٹکڑے اور خون دیکھ کر مجھے سکون آ جائے گا"...... ریڈ مارٹن نے

کہا۔

''نہیں۔ ابھی ایسا کچھ نہ کرو۔ تم جہاں ہو وہاں خاموش بیٹھے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ عمران کا کوئی ساتھی تنویر کے قریب نہ آیا ہو اور اس نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو اور پھر اس نے چیف ایکسٹو کو کال کر کے سب کچھ بتا دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو چیف ایکسٹو وہاں مزید ممبر بھیج دے گا اور ویسے بھی باہر ہونے والا دھماکہ کافی زور دار تھا جس کی آواز دور دور تک سنی گئی ہو گی۔ اس دھماکے کی آواز سن کر پولیس چیکنگ کے لئے وہاں ضرور پہنچے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ تم یا تمہارا کوئی ساتھی پولیس کی نظروں میں آئے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ پولیس واقعی کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتی ہے''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تو پھر بہتر ہے کہ ابھی تہہ خانے کا راستہ سیلڈ ہی رہنے دو''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم آرام کرو۔ میں کل کسی وقت اپنا ایک آدمی وہاں بھیج دوں گا۔ تب تک پولیس اپنا کام کر کے واپس جا چکی ہو گی۔ میرے آدمی کے ساتھ مکینک ہو گا وہ آ کر جنریٹر کو ٹھیک کر دے گا۔ اس کے بعد میں خود وہاں آؤں گا اور پھر ہم مل کر یہ

پروگرام بنا لیں گے کہ اب ہمیں آفاق زبیری کو وہاں سے کیسے نکال کر لے جانا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس چیف''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے رابطہ منقطع کر دیا۔ ریڈ مارٹن نے سیل فون اٹھایا اور اس کا تنویر کے پاس موجود ڈیوائس زیرو ون سے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوشی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ تنویر نے ٹھیک اس وقت بم بلاسٹ کیا ہو گا جب عمران اور اس کے ساتھی اس کے قریب آ گئے ہوں گے۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا باہر سوائے ٹکڑوں کے کوئی وجود باقی نہ ہو گا اور یہ بات اس کے لئے انتہائی حد تک تقویت کا باعث تھی کہ پوری دنیا کے لئے ناقابل تسخیر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور دنیا کا ذہین ترین انسان عمران اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے۔ جس کا کریڈٹ صرف اور صرف اسے جاتا تھا۔ اس لئے وہ خوش تھا۔ بے حد خوش۔

دھماکہ ہونے سے پہلے انہوں نے اچانک تنویر کے پیچھے کھڑی کار کو خود بخود حرکت میں آ کر پیچھے جاتے دیکھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کار کے ہینڈ بریک فیل ہو گئے ہوں اور کار نشیب میں خود بخود تیزی سے اترتی جا رہی ہو۔ ان سب کی نظریں چونکہ تنویر پر تھیں اس لئے وہ کار کو اس طرح پیچھے جاتے نہ دیکھ سکے تھے۔

''سب زمین پر لیٹ جاؤ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی زمین پر گر گیا۔ تنویر بھی بٹن پریس کرتے ہی زمین پر گر گیا تھا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہر طرف آگ کی تیز چکا چوندسی دکھائی دی۔ عمران نے انہیں دھماکہ ہونے سے ایک لمحہ قبل زمین پر گرنے کا کہا تھا اس لئے اس کی آواز اس دھماکے میں ہی دب کر رہ گئی تھی۔ انہوں نے گرتے ہی دیکھا تنویر کی کار جو سڑک کی سائیڈ میں موجود نشیب میں اتر گئی تھی دھماکہ اسی کار میں ہوا تھا اور کار کے پرخچے اُڑ گئے تھے ۔کار کے بچے کھچے

ڈھانچے میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ چونکہ کار کے جلتے ہوئے ٹکڑے سڑک اور ارد گرد موجود درختوں تک پھیل گئے تھے اس لئے چند درختوں نے بھی آگ پکڑ لی تھی اور وہ بھی دھڑا دھڑ جلنا شروع ہو گئے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا تھا''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر وہ سب ایک ایک کر کے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تنویر بھی مسکراتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ سب مجرموں کو سنانے کے لئے کہا جا رہا تھا تاکہ انہیں یہی لگے کہ انہوں نے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لے کر جو حکم دیا ہے اس نے ان کے حکم پر عمل کر دیا ہے اور اپنے جسم پر بندھے ہوئے بم کو بلاسٹ کر کے نہ صرف خود کو اُڑا لیا ہے بلکہ اپنے ساتھ ہمیں بھی ہلاک کر دیا ہے''...... عمران نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ہم سمجھے نہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تنویر کے جسم پر ایک طاقتور بم باندھا گیا تھا جس کا کنٹرول ایک ریموٹ میں تھا اور وہ ریموٹ تنویر کو دے دیا گیا تھا۔ اسے ہدایات دی گئی تھیں کہ یہ یہاں آ کر ہم سب کو بتائے کہ اس پر ریڈ مارٹن کی ٹرانس کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ جب ہم اس کی بات پر یقین کر کے اس کے قریب پہنچیں تو یہ ریموٹ کا بٹن پریس کر کے

خود کو اُڑا لے اور پھر وہی ہونا تھا کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی
لے ڈوبے ہیں''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔
''حیرت ہے۔ ہمیں ابھی تک آپ کی بات سمجھ نہیں آ رہی
ہے۔ اگر تنویر کا مقصد ہم سب کو ہلاک کرنا تھا اور اس کے جسم پر
بم بندھا ہوا تھا تو پھر یہ بلاسٹ کار میں کیسے ہوا ہے اور یہ کار خود
بخود یہاں سے پیچھے کیسے ہٹ گئی تھی''...... صفدر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
''انہیں تفصیل بتاؤ تنویر''...... عمران نے کہا۔
''تنویر تفصیل بتائے گا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ واقعی کسی کی ٹرانس
میں نہیں ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''مجھے ریڈ مارٹن نے واقعی مکمل طور پر اپنی ٹرانس میں لے لیا
تھا۔ اس نے میرے ذہن سے ہر بات حذف کر دی تھی۔ میرا
مائنڈ واش کرتے ہی اس نے مجھے کسی ساکال تنظیم کا، اپنا اور کرنل
کاشارا کا وفادار بنا لیا تھا۔ اس نے مجھے عمران اور آپ سب کی
تصویریں دکھا کر میرے ذہن میں یہ بٹھا دیا تھا کہ یہ سب میرے
دشمن ہیں جنہیں مجھے ہر صورت میں ہلاک کرنا ہے۔ کمرے میں
یہی سچویشن تھی۔ عمران کو دیکھ کر مجھے سچ مچ غصہ آ رہا تھا اور میں
چاہتا تھا کہ میں اس کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا دوں لیکن اس
وقت عمران نے عقل مندی کرتے ہوئے مجھے فوراً بے ہوش کر دیا
تھا۔ بہرحال جب مجھے ہوش آیا تو ریڈ مارٹن مجھے کرنل کاشارا کے

سامنے بٹھا کر اس کی آواز کا غلام بنا رہا تھا۔ میرے ذہن میں اس
کی ہر بات بیٹھتی جا رہی تھی۔ کرنل کاشارا کے کہنے پر ریڈ مارٹن
نے میرے ذہن میں یہ بات بھی ڈال دی تھی کہ مجھے کرنل کاشارا
کی آواز میں دی جانے والی ہر ہدایت پر عمل کرنا ہے۔ کرنل کاشارا
چاہے تو مجھے اس ٹرانس سے آزاد بھی کرا سکتا ہے اور اگر وہ مجھے حکم
دے تو میں اپنے ہاتھوں سے خود کو گولی بھی مار سکتا ہوں۔ میں اس
کے حکم کا پابند ہو گیا تھا اور اس کے لئے کسی روبوٹ کی طرح کام
کر رہا تھا۔ کرنل کاشارا یہ چیک کرنے کے لئے مجھے اپنے ساتھ
لے گیا تھا کہ میں پوری طرح اس کی ٹرانس میں ہوں یا نہیں۔ اس
نے راستے میں مجھے سونے کے لئے کہا تھا اور میں گہری نیند سو گیا
تھا۔ اس نے مجھے جگایا تو میں کسی فیکٹری میں موجود تھا۔ اس نے
مجھ سے کافی کام کرائے اور میں مشینی روبوٹ کی طرح اس کا ہر کام
کرتا رہا۔ پھر اس نے مجھے بلا کر اپنے سامنے کرسی پر بٹھایا اور مجھے
اپنا مائنڈ خالی کرنے کے لئے اور نئی ہدایات فیڈ کرنے کے لئے
کہا۔ میں نے اس کی ہدایات پر عمل کیا تو اس نے میرے مائنڈ کو
کسی حد تک فری کر دیا۔ اس نے مجھے ہدایات دیں کہ مجھے اپنے
جسم کے ساتھ ایک بم باندھنا ہے جس کا ریموٹ میرے ہاتھ میں
ہو گا۔ میں اسی حالت میں اس کھنڈر تک آؤں گا اور تم سب جو
جنگل میں چھپے ہوئے ہو تمہیں بلا کر یہ یقین دلاؤں گا کہ میں ان
کی ٹرانس سے نکل آیا ہوں اور پھر جب آپ لوگ میرے قریب

آئیں گے تو میں خود کو بلاسٹ کر لوں گا۔ میرے ساتھ عمران اور باقی سب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور یہی ان کا مقصد ہے کیونکہ عمران اور تم سب کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ آفاق زبیری ابھی تک کھنڈر کے نیچے موجود تہہ خانے میں ہے۔ تم اسے وہاں سے آزاد نہ کرا سکو اور ان کی تنظیم ساکال کے بارے میں کچھ نہ جان سکو اس لئے تم سب کی ہلاکت ان کے لئے ضروری ہو گئی تھی۔ بہرحال کرنل کاشارا نے ساری ہدایات فیڈ کیں اور پھر اس نے اس لئے میرا مائنڈ ایک حد تک اوپن کر دیا کہ مجھ پر یقین کرنے کے لئے عمران یا تم مجھ سے کوئی بھی سوال پوچھ سکتے ہو۔ اگر میرا مائنڈ اوپن ہو گا تو میں سب کے سوالوں کے ٹھیک جواب دے سکوں گا۔ اس کا یہ اقدام ہی اس کی ساری پلاننگ پر پانی پھیر دینے کا باعث بن گیا۔ میرا مائنڈ اوپن ہوا تو مجھ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت آ گئی۔ میں نے فوراً اپنا مائنڈ ایک نقطے پر مرکوز کرنا شروع کر دیا۔ مجھے مشکل تو پیش آ رہی تھی لیکن بہرحال میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا اور کچھ ہی دیر میں میرا مائنڈ ریڈ مارٹن کی ٹرانس سے مکمل طور پر آزاد ہو گیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں ایک پنسل تھی جو میں نے غیر ارادی طور پر کرنل کاشارا کی میز سے اٹھا لی تھی۔ پنسل نوکیلی تھی۔ جب کرنل کاشارا نے میرا مائنڈ اوپن کیا او میں نے اپنے مائنڈ سے کام لینا شروع کیا تو میں نے اپنی را میں اس پنسل کو چبھونا شروع کر دیا۔ مجھے اس بات کا علم تھا ک

ہپناٹزم کے دوران اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف محسوس ہو تو دماغ کی ساری شریانیں کھل جاتی ہیں اور وہ کسی کے بھی کنٹرول میں نہیں آتا“...... تنویر نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اگر تمہارا مائنڈ آزاد ہو گیا تھا تو پھر تم نے کرنل کاشارا کو قابو کیوں نہیں کیا۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم اسی وقت اس کی گردن دبوچ لیتے“...... چوہان نے کہا۔

”نہیں۔ اس وقت تک میرا ذہن پوری طرح میرے کنٹرول میں نہ آیا تھا اور پھر میں تم سب کے لئے بھی فکرمند تھا اس لئے میں نے کرنل کاشارا پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ میں پوری طرح اس کے کنٹرول میں نہیں ہوں اور کرنل کاشارا نے ضروری ہدایات دینے کے بعد مجھے ایک کار دے کر یہاں بھیج دیا۔ راستے میں آتے ہوئے میں نے اپنا مائنڈ مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں کیا اور پھر میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں نے اپنے جسم پر بندھا ہوا بم الگ کر کے کار میں رکھ دیا۔ کرنل کاشارا نے ایک ڈیوائس میری جیب میں ڈالی تھی۔ میں نے اس ڈیوائس کو دیکھا وہ دوسری طرف بات سننے والا ایک بگ تھا۔ پھر یہاں پہنچتے ہی میں نے تم سب کو بلایا۔ عمران میرے پاس آیا تو میں نے بگ سے کرنل کاشارا کو سنانے کے لئے وہی سب کچھ کہنا شروع کر دیا جو اس نے میرے مائنڈ میں فیڈ کیا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ عمران میری آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یہ شاید یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا

کہ میں اب بھی کسی کی ٹرانس میں ہوں یا نہیں۔ میں نے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے آئی کوڈ میں سب کچھ بتا دیا اور پھر عمران نے کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد مجھے خاموش رہنے کا کہا تو میں خاموش ہو گیا۔ اس خاموشی کے دوران اس نے ایک بار پھر آئی کوڈ میں مجھ سے کلیئرنس لی اور پھر اس نے مجھے ہدایات دیں کہ میں اب اس کی ہدایات پر عمل کروں۔ میں نے تم سب کو بلایا اور پھر میں نے وہ سب کہا جو مجھے آخر میں کہنا تھا۔ پھر میں کار کے قریب گیا اور میں نے جیب سے بگ نکال کر ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ میں نے کار کے ہینڈ بریک نہیں لگائے تھے۔ وہ سڑک پر جس انداز میں کھڑی تھی اسے ہلکا سا دھکا دینے کی دیر تھی اور وہ تیزی سے نشیب میں اتر جاتی۔ میں نے ایسا ہی کیا تھا اور کار کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔ کار نشیب میں اترنے لگی تو میں نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن پریس کر دیا۔ جس کے نتیجے میں کار میں موجود وہ بم بلاسٹ ہو گیا جو پہلے میرے جسم پر بندھا ہوا تھا۔ بم کے ساتھ وہ بگ بھی تباہ ہو گیا۔ اب وہ لوگ ہماری باتیں نہیں سن سکتے۔ انہوں نے اب تک جو بھی سنا ہو گا اس سے انہیں یہی لگ رہا ہو گا کہ میں نے ان کی ہدایات پر عمل کیا ہے اور آخر کار میں نے اپنے جسم پر بندھا ہوا بم بلاسٹ کر دیا ہے اور اپنے ساتھ تم سب کو بھی ہلاک کر دیا ہے''...... تنویر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اگر کرنل کاشارا تمہارا مائنڈ کچھ حد تک اوپن نہ کرتا اور تم

اپنے دماغ کو کرنل کاشارا کے ٹرانس سے آزاد نہ کرا لیتے تو تم تو اس کی ہدایات پر عمل کرتے اور پھر وہی سب ہو جاتا جو انہوں نے پلاننگ کی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی قدرت کو ہماری ہلاکت منظور نہ تھی اس لئے ہماری جان بچ گئی ہے۔ اگر تنویر کا دماغ کنٹرولڈ بھی ہوتا اور یہ موت کا سامان لے کر ہمارے سامنے بھی آ جاتا تب بھی اگر ہماری موت کا وقت نہیں آیا تو قدرت ہمیں بچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور فراہم کر دیتی''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اسی لئے کہتے ہیں کہ جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہی ہوتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''تم کرنل کاشارا کے ساتھ رہے ہو۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس کا اصل ٹھکانہ کہاں ہے''...... جولیا نے تنویر سے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ انڈسٹریل ایریا میں ایک فیکٹری کا آنر ہے لیکن اس کا اصل نام کیا ہے یہ میں نہیں جانتا لیکن بہرحال اس تک پہنچنا اب ہمارے لئے مشکل نہیں ہے''۔ تنویر نے جواب دیا۔

''اس تک پہنچنے سے پہلے ہمیں کھنڈر کے تہہ خانے میں موجود آفاق زبیری کو ان کی قید سے نکالنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم کوشش کے باوجود اب تک اس راستے کو تلاش نہیں کر سکے ہیں جو تہہ خانے کی طرف جاتا ہے''...... چوہان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تہہ خانے میں جانے کا راستہ مجھے معلوم ہے“...... تنویر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”اوہ اوہ۔ ہاں۔ تنویر کو ریڈ مارٹن نے اپنی ٹرانس میں لیا تھا اس کے بعد یہ ان کے ساتھ ہی رہا تھا۔ وہ اسے یقیناً اپنے ساتھ تہہ خانے میں بھی لے گئے ہوں گے ۔ گڈ شو تنویر۔ بتاؤ کہاں ہے وہ راستہ۔ ہم تو اس راستے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئے ہیں“...... صفدر نے کہا تو تنویر انہیں ساتھ لے کر کھنڈر کے عقب کی طرف چل پڑا۔

”تو کیا تہہ خانے کا راستہ کھنڈر کے عقب میں ہے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ کھنڈر کے عقب میں درختوں کا ایک جھنڈ ہے۔ وہاں ہے وہ راستہ“...... تنویر نے کہا۔

”اوہ۔ اور ہم وہ راستہ کھنڈر اور اس کے ارد گرد ہی ڈھونڈتے رہے“...... جولیا نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ تنویر انہیں لے کر کھنڈر کے عقب میں پہنچا اور پھر وہ انہیں درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا۔ انہوں نے سیل فون کی ٹارچیں آن کر لی تھیں۔ درختوں کے جھنڈ میں انہیں ایک خلاء دکھائی دیا۔ اس خلا کے اوپر جھاڑ جھنکار موجود تھا۔ تنویر نے دونوں ہاتھوں سے اس جھاڑ جھنکار کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ اب انہیں خلاء میں سیڑھیاں صاف نظر آ گئیں۔

”حیرت ہے۔ آخر ہم نے اس جھاڑ جھنکار کو کیوں نہ دیکھا“...... جولیا نے منہ بنایا۔

”دیکھا تو ضرور ہو گا لیکن اگنور کر دیا ہو گا اور ایسی چیزوں کو اگنور کرنا ہمارے پیشے میں خطرناک ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔ اب انہوں نے مشین پسٹل ہاتھوں میں لے لئے اور دبے پاؤں سیڑھیاں اترنے لگے۔ تنویر ان سب سے آگے تھا اور اس طرح بے دھڑک چل رہا تھا جیسے اسے کوئی خوف نہ ہو۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔

”یہ کیا۔ یہ دروازہ تو بند ہے“...... جولیا نے کہا۔

”اس دروازے کو اندر سے ہی کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ انہیں شاید ہم سے خطرہ تھا اس لئے انہوں نے دروازے کو بند کر رکھا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”تو پھر ہم اسے بھی بم مار کر تباہ کر دیتے ہیں“...... چوہان نے کہا۔

”نہیں۔ دروازے کو غور سے دیکھو یہ بلیک میٹل کا بنا ہوا ہے اور بلیک میٹل پر ایٹم بم کا بھی اثر نہیں ہوتا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر ہم اندر کیسے جائیں گے“...... جولیا نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس دروازے کو پگھلایا جا سکتا ہے“...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"وہ کیسے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"جس طرح شیشے کو ہیرے سے کاٹا جا سکتا ہے اسی طرح بلیک میٹل کو کاٹنے کے لئے بلیک سٹریپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلیک سٹریپ لگا کر اس میٹل کو آسانی سے پگھلایا جا سکتا ہے اس کے بعد اس میٹل کو کسی بھی ڈھب میں ڈھالا جا سکتا ہے اور ایک بلیک سٹریپ میرے پاس موجود ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے بازو کے کف سے سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی پتری نکل لی۔ پتری کے دونوں سروں پر زرد رنگ کے ڈاٹس بنے ہوئے تھے جو ابھرے ہوئے تھے۔

"گڈ شو۔ تمہارے پاس بلیک سٹریپ موجود ہے۔ اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے"...... عمران نے اس سے بلیک سٹریپ لیتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ بلیک اسٹریپ تم نے اپنے پاس کس مقصد کے لئے رکھی ہوئی تھی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اس اسٹریپ سے نہ صرف بلیک میٹل بلکہ فولادی دروازوں کو بھی پگھلایا جا سکتا ہے ادر ہمارا کام ایسا ہے کہ ہمیں ایسی جگہوں پر جانا پڑتا ہے جہاں زیادہ تر فولادی دروازے ہوتے ہیں۔ وہاں سے نکلنے یا اندر داخل ہونے کے لئے دروازے کو پگھلانا ضروری ہوتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا یہ تمہاری اپنی ایجاد ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"یہ اسٹریپ کام کیسے کرتی ہے"...... چوہان نے پوچھا۔

"اس اسٹریپ میں مائیکرو پاور موجود ہیں۔ ان پاورز کو آن کرنے سے میٹل یا فولاد کے دروازے میں اس حد تک پاور پیدا ہو جاتی ہے کہ دروازہ بھٹی میں گرم اور سرخ ہونے والے فولاد جیسا ہو جاتا ہے اور پاور ہیٹ اتنی بڑھ جاتی ہے کہ فولاد اور بلیک میٹل آسانی سے پگھل جاتا ہے۔ اس کے لئے اس اسٹریپ میں مجھے کیمیائی مواد بھی شامل کرنا پڑا ہے اور یہ فولاد اور بلیک میٹل اسی سے ہیٹ اپ ہوتا ہے۔ یہاں میں نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ اس اسٹریپ سے صرف فولاد اور بلیک میٹل کو ہی پگھلانے کا کام لیا جا سکے۔ کیمیائی اثرات اردگرد موجود کسی ذی روح کو نقصان نہ پہنچائے۔ باس میری اس ایجاد کے بارے میں جانتے ہیں کیونکہ اسے بنانے میں ان کی بھی مدد شامل ہے۔ کیمیائی مواد بھی انہوں نے ہی سرداور سے لے کر مجھے فراہم کیا تھا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"حیرت ہے۔ عمران صاحب اور تم نجانے کون کون سی ایجادات کرتے رہتے ہو اور ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں پتہ نہیں ہوتا۔ میں نے تم سب کو ہی اپنے اور ٹائیگر کے بنائے ہوئے کئی کارآمد سائنسی ہتھیار دیئے ہوئے ہیں"......

عمران نے کہا۔

''لیکن اس بلیک اسٹریپ کے بارے میں تو آپ نے کبھی کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی ہم نے پہلے آپ کے پاس یہ دیکھی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ ہم نے حال میں ہی ایجاد کی ہے اور ابھی یہ دو تین ہی بنائی گئی ہیں۔ اسے بنانے میں خاصا وقت لگتا ہے ٹائیگر اس پر کام کر رہا ہے۔ جیسے ہی یہ وافر تعداد میں تیار ہو جائیں گی تم سب کو بھی فراہم کر دی جائیں گی''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر بلیک اسٹریپ دروازے کے ساتھ لگایا تو وہ دروازے سے کسی مقناطیس کی طرح چپک گئی۔ عمران نے اسٹریپ کے سروں پر موجود زرد ڈاٹس کو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کی مدد سے پریس کیا اور پھر وہ پیچھے ہٹ آیا۔

''اب کتنی دیر میں یہ دروازہ ہیٹ اپ ہو کر سرخ ہو گا اور کب پگھلے گا''...... چوہان نے پوچھا۔

''بس پانچ منٹ میں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر پانچ منٹ بعد دروازے سے دھواں اٹھنے لگا اور پھر انہوں نے دروازے کو یکلخت سرخ ہوتے دیکھا۔

''اوہ۔ یہ تو گرم ہو کر سرخ ہوتا جا رہا ہے اور اس کی تپش بھی ہمیں محسوس ہونا شروع ہو گئی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ یہ ابھی چند لمحوں میں پگھل جائے گا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹ گئے انہوں نے دیکھا کہ دروازہ اس قدر سرخ ہو گیا تھا جیسے واقعی اسے برقی بھٹی میں گرم کیا جا رہا ہو اور پھر چند لمحوں بعد انہوں نے دروازے کو پگھلتے دیکھا۔ دروازہ موم کی طرح پگھل کر نیچے بہہ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں سے دروازہ غائب ہو گیا اور اب انہیں وہاں دروازے کی جگہ بڑا سا ہول دکھائی دینے لگا۔

''چلو سب اندر''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ہول کی طرف بڑھے اور پگھل کر نیچے گرے ہوئے مواد سے بچتے ہوئے اندر پہنچ گئے۔ کھنڈر کے نیچے ایک بڑی سی عمارت دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ وہاں کئی کمرے تھے۔ برآمدے تھے۔ ایک جدید عمارت میں جو چیزیں ہو سکتی تھیں وہ سب تھیں۔ وہ ایک ایک کمرے کو چیک کرنے لگے۔

تین کمروں میں انہیں بہت سے سائنسی آلات نصب نظر آئے انہیں دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ کھنڈر کے اوپر والے حصے میں ٹھنڈک کیسے پیدا کی جاتی تھی اور سبز روشنی پھیلا کر کسی بھی ذی روح کی طاقت کیسے سلب کی جاتی ہے۔ یہ سب ان سائنسی آلات کا کمال تھا۔ وہاں مائیک اور ریکارڈنگ سسٹم بھی موجود تھا جس کے ذریعے جنگل میں لگے ہوئے اسپیکروں سے ڈراؤنی آوازیں پیدا کی جاتی تھیں تاکہ لوگ ان آوازوں کو سن کر ڈریں اور کھنڈر تو کیا جنگل

میں بھی آنے سے گریز کریں۔ وہ ساری عمارت میں گھومتے رہے لیکن اب پوری عمارت میں کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے اس کمرے کو بھی دیکھا جس میں انہوں نے اوپر سے فائر کیئے تھے یہ کمرہ بھی اب خالی پڑا تھا۔ البتہ وہ رسی وہاں ضرور پڑی تھی جس سے انہوں نے آفاق زبیری کو باندھا تھا۔

"یہ کیا۔ یہاں تو کوئی نہیں ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ افسوس وہ اس جگہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ شاید انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ آخر کار ہم اس جگہ تک پہنچ جائیں گے۔ وہ ہم سے ٹکر لینے کے موڈ میں نہیں تھے کیونکہ ان کا اصل مسئلہ اس وقت آفاق زبیری تھا ہم سے ٹکرائے بغیر اگر وہ آفاق زبیری صاحب کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں یا اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تو وہ کیوں ہم سے ٹکرائیں۔ اس لئے انہوں نے سوچا۔ کیوں نہ یہاں سے نکل جائیں"......عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اپنی اس قدر قیمتی جگہ کو بھلا وہ کیوں چھوڑ کر جائیں گے۔ یہاں وہ آج کل میں تو نہیں آئے ہوں گے۔ یہ جگہ تو نہ جانے کب سے ان کے استعمال میں ہے۔ لہٰذا وہ اس کو آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے"...... جولیا نے پرسوچ انداز میں کہا۔

"تب پھر وہ کہاں ہو سکتے ہیں"......عمران نے اس سے پوچھا۔

"وہ یہاں سے گئے نہیں۔ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں اور ہم پر موقع ملتے ہی وار کریں گے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہاں ایک اور خفیہ جگہ موجود ہے۔ شاید انہیں اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ ہم تنویر کے بم بلاسٹ کرنے کے باوجود ہلاک نہیں ہوئے ہیں اور دروازے تک پہنچ گئے ہیں اور شاید انہوں نے ہمیں دروازہ پگھلاتے ہوئے بھی دیکھ لیا ہے۔ اس لئے وہ فوراً یہ جگہ چھوڑ کر دوسری خفیہ جگہ پر جا چھپے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میرا خیال ہے۔ جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے"۔ صدیقی نے چونک کر کہا۔

"تمہاری ساتھی ٹھیک کہہ رہی ہے عمران۔ ہم ابھی اسی جگہ پر موجود ہیں اور میں یہ دیکھ کر حیرت سے پاگل ہو رہا ہوں کہ تنویر نارمل حالت میں تمہارے ساتھ ہے اور تم سب ابھی تک زندہ ہو"...... اسی لمحے انہیں کمرے میں موجود اسپیکر سے ریڈ مارٹن کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

ریڈ مارٹن نے ابھی اپنے سیل فون سے زیرو ون ڈیوئس کا لنک ختم کیا ہی تھا کہ اچانک وہاں جھماکا سا ہوا اور کنٹرول روم کی نہ صرف ساری لائٹس آن ہو گئیں بلکہ بند پڑی ہوئی مشینیں بھی خود بخود آن ہوتی چلی گئیں۔

''یہ کیسے ہو گیا۔ مارلو تو کہہ رہا تھا کہ جنریٹر خراب ہو گیا ہے۔ پھر وہ خود بخود کیسے ٹھیک ہو گیا''...... ریڈ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اٹھا اور تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا۔ اس مشین پر بڑی سی اسکرین نصب تھی۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور پھر اس مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔ اسی لمحے اسے عقب سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر پلٹا۔ کمرے میں مارلو داخل ہو رہا تھا۔

''تم۔ یہ پاور سپلائی کیسے بحال ہو گئی ہیں مارلو''...... ریڈ مارٹن نے مارلو کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے واپس جا کر دیکھا تو جنریٹر روم سے دھواں نکلنا بند ہو گیا تھا باس۔ میں جنریٹر روم میں گیا اور سیل فون کی ٹارچ کی روشنی میں جنریٹر چیک کرنے لگا۔ جنریٹر کے ایک حصے سے اب بھی دھواں نکل رہا تھا۔ میں نے اسے کھول کر چیک کیا تو میں نے وہاں چند تاروں میں آگ لگی ہوئی دیکھی۔ اس کمرے میں فائر ایکیومنٹ موجود تھا۔ میں نے فوراً اس سے آگ بجھائی اور ان جلی ہوئی تاروں کو دیکھنے لگا۔ دو تار پگھل کر ایک دوسرے سے جڑ گئے تھے جس سے شارٹ سرکٹ ہوا تھا اور ان تاروں میں آگ لگ گئی تھی۔

میں الیکٹریشن کا کام بھی جانتا ہوں۔ ان تاروں کو ٹھیک کرنا میرے لئے مشکل نہ تھا۔ میں نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا۔ تاروں کو ٹھیک کرنے سے پہلے میں نے پاور سسٹم کے تمام سوئچ آف کر دیئے تھے۔ پھر جب تاریں ٹھیک ہو گئیں تو میں نے سوئچ آن کر دیئے اور سوئچ آن ہوتے ہی پاور بحال ہو گئی''...... مارلو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''ویری گڈ۔ تم نے پاور سپلائی بحال کر کے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس کی بے حد ضرورت تھی''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اس کے باوجود یہ جنریٹر دوبارہ اوور ہیٹ ہوتے ہی پھر سے ٹرپ کر سکتا ہے۔ بہرحال میں رات جاگ کر اس کی نگرانی کروں

گا اور ضرورت پڑی تو اسے کچھ دیر کول کرنے کے لئے آف بھی کر دوں گا لیکن صبح تک اسے مکمل آف نہیں کروں گا''...... مارلو نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ مارلو وہاں سے چلا گیا تو ریڈ مارٹن نے ایک بار پھر مشین کی طرف توجہ دی۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو مشین پر لگی ہوئی اسکرین روشن ہو گئی۔ اس اسکرین پر ٹیلی نائٹ اسکوپ جیسا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ چونکہ رات کے وقت کھنڈر سے باہر روشنی نہ کی جا سکتی تھی اس لئے وہاں عام کیمروں کے ساتھ نائٹ ٹیلی ویو کیمرے بھی لگائے گئے تھے تاکہ رات کے وقت بھی کھنڈر کو سرچ کیا جا سکے۔

ریڈ مارٹن نے مشین پر لگا ہوا ایک ہینڈل پکڑا اور اسے گھمانے لگا۔ اس ہینڈل کے ساتھ باہر لگا ہوا کیمرہ بھی حرکت کرنے لگا اور ریڈ مارٹن کھنڈر کے ارد گرد کا علاقہ چیک کرنے لگا۔ اسے سڑک پر جلتی ہوئی کار دکھائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کار کو کلوز کیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ سڑک اور ارد گرد موجود جنگل کو دیکھنے لگا اور یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کہ وہاں اسے نہ تو کوئی لاش دکھائی دے رہی تھی نہ لاشوں کے ٹکڑے اور نہ کہیں پر خون کا ایک دھبہ تک موجود تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ یہاں تو لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہونے چاہئیں تھے۔ خون ہونا چاہئے تھا لیکن یہاں

تو صرف تباہ شدہ کار موجود ہے''...... ریڈ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ہینڈل گھماتا رہا پھر اسے جنگل کے ایک حصے میں چند سائے دکھائی دیئے۔ ان سایوں کو دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے فوراً کیمرے سے اس منظر کو کلوز کیا اور جیسے ہی سائے کلوز ہوئے وہ حیرت کی شدت سے بری طرح سے اچھل پڑا۔ درختوں کے جھنڈ کے پاس نہ صرف عمران اور اس کے ساتھی بلکہ تنویر بھی زندہ کھڑا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سب زندہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ تنویر نے تو ان سب کو بم سے اُڑا دیا تھا۔ پھر یہ۔ یہ۔ یہ زندہ۔ نن نن۔ نہیں۔ میری آنکھیں ضرور دھوکہ کھا رہی ہیں۔ یا پھر میں شاید کوئی خواب دیکھ رہا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے کیمرہ مزید کلوز کیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ایک ایک ساتھی کا چہرہ کلوز کر کے دیکھنے لگا۔ انہیں دیکھ کر اس کی حالت واقعی خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے دماغ میں آندھیاں اور طوفان چلنا شروع ہو گئے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ زور دار دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ اس نے آخر میں تنویر کا چہرہ کلوز کیا اور پھر تنویر کو نارمل دیکھ کر اسے حیرت کا ایک اور زور دار جھٹکا لگا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تنویر کیسے ٹھیک ہو گیا۔ اس کے چہرے ے تو ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ یہ میری ٹرانس میں ہے۔ یہ سب آخر ہو کیا رہا

ہے۔ تنویر کی وہ سب باتیں اور اب یہ سب کچھ۔ آخر کیا چکر ہے یہ''...... ریڈ مارٹن نے غصے اور پریشانی کے عالم میں اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔ وہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹ ہلتے دیکھ سکتا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے تنویر انہیں کوئی دلچسپ کہانی سنا رہا ہو۔

''یہ تو بہت برا ہوا ہے جو یہ سب بچ گئے ہیں۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تنویر نے خود کو اڑا کر سب کو ہی ختم کر دیا ہے لیکن تنویر کی شکل دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ کبھی میری ٹرانس میں آیا ہی نہ تھا۔ لیکن ایسا کیسے ممکن ہے''...... ریڈ مارٹن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ ابھی وہ ان سب کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کا ہاتھ بے خیالی میں مشین کے ایک بٹن پر پڑا۔ بٹن پریس ہوا اور اسکرین کا منظر یکلخت بدل گیا۔ اب اسکرین پر ایک چھوٹی سی سرنگ دکھائی دے رہی تھی۔ جو روشن تھی اور اس سرنگ میں سامنے ایک فولادی دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ ریڈ مارٹن نے سوچا کہ یہ کھنڈر میں داخل ہونے والا وہ دروازہ ہے جو جنگل کے جھنڈ میں جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ وہ بٹن پریس کر کے اس منظر کو آف کرنے ہی لگا تھا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔

''یہ۔ کیا۔ یہ تو وہ دروازہ نہیں ہے جو کھنڈر کے تہہ خانے میں آتا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ وہ کیمرے کو ایک بار پھر کلوز کرنا شروع ہو گیا اور اس راہداری اور دروازے کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرتے ہوئے راہداری کو دیکھا

اور پھر وہ کیمرہ دروازے تک لایا اور پھر اس نے چند اور بٹن پریس کئے تو اسکرین پر دروازے کی دوسری طرف کا منظر دکھائی دیا۔ اس دروازے کے پیچھے ایک اور زمین دوز عمارت تھی جو کھنڈر کے تہہ خانے کی عمارت سے زیادہ بڑی اور وسیع تھی۔ ریڈ مارٹن اس عمارت کے ایک ایک حصے کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہاں کئی کمرے تھے اور وہاں جدید اور بے شمار سائنسی مشینیں نصب تھیں۔

''تو کرنل کاشارا نے مجھ سے جھوٹ کہا تھا کہ اس عمارت سے نکلنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اس نے تو یہاں ایک اور زمین دوز عمارت بنائی ہوئی ہے جہاں اس سے زیادہ حفاظتی انتظامات موجود ہیں''...... ریڈ مارٹن نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل اس عمارت کو چیک کرتا رہا۔ اس عمارت میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ البتہ وہاں سٹور تھا جہاں بے شمار اسلحہ رکھا ہوا تھا۔ یہ اسلحہ اس قدر زیادہ تھا کہ اس سے پورے شہر پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا جا سکتا تھا۔

''کرنل کاشارا یہاں طویل مدت سے ساکال کے لئے کام کر رہا ہے۔ یہ زمین دوز عمارتیں نہ جلدی میں بنائی گئی ہیں اور نہ ہی یہ بہت پرانی بنی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ کرنل کاشارا نے یہاں زبردست حفاظتی انتظامات بھی کر رکھے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''لیکن کرنل کاشارا نے مجھے اس نئی عمارت کے بارے میں بتایا

کیوں نہیں''...... ریڈ مارٹن نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ مسلسل چیکنگ کرتا رہا۔ اس نے وہ راستہ بھی دریافت کر لیا جہاں سے گزر کر وہ دوسری زمین دوز عمارت میں پہنچ سکتا تھا۔ اسی مشین میں دوسری عمارت تک پہنچنے کے راستے کو کھولنے کا سسٹم بھی موجود تھا۔ ریڈ مارٹن نے اس سسٹم کو آن کیا تو اسی کنٹرول روم کی ایک دیوار سرر کی آواز کے ساتھ کھل گئی اور سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ وہ اٹھا اور پھر سیڑھیاں اتر کر اس راہداری میں پہنچ گیا جو وہ کچھ دیر پہلے اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اوپر آ کر ایک بار پھر مشین کو کنٹرول کیا اور پھر اس نے اس مشین سے دوسری عمارت میں جانے والا فولادی دروازہ بھی کھول لیا۔

کچھ دیر تک وہ یہ سب چیک کرتا رہا پھر اس نے اسکرین کا منظر بدلا اور ایک بار پھر جنگل میں دیکھنے لگا اور یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ عمران اور اس کے ساتھی درختوں کے اس جھنڈ میں موجود تھے جہاں سے کھنڈر کے تہہ خانے کا راستہ کھلتا تھا۔

''اوہ۔ تو یہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر واقعی میری ٹرانس سے نکل چکا ہے اور وہی انہیں یہاں لایا ہے۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ تنویر آخر میری ٹرانس سے نکل کیسے گیا''۔ ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ عمران اور اس کے ساتھی واقعی خطرناک ہیں۔ یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو یہ اس دروازے کو بھی کھول کر اندر پہنچ

جائیں گے اور شاید میں اب انہیں اندر آنے سے بھی نہ روک سکوں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ وہ کچھ سوچ کر اٹھا اور پھر اس نے مارلو اور اپنے باقی بچ جانے والے تین ساتھیوں کو وہاں بلایا اور انہیں اس نئی جگہ کے بارے میں بتایا تو وہ بھی حیران رہ گئے۔ ریڈ مارٹن کے کہنے پر وہ چاروں جا کر آفاق زبیری کو اٹھا لائے۔ آفاق زبیری ابھی تک بے ہوش تھے۔

ریڈ مارٹن انہیں لے کر سیڑھیاں اتر کر سرنگ میں آیا اور پھر وہ سب ایک ساتھ دوسری عمارت میں پہنچ گئے۔ ریڈ مارٹن نے اسکرین پر چونکہ اس عمارت کا مکمل جائزہ لے لیا تھا۔ وہاں بھی ایک کنٹرول روم موجود تھا۔ ریڈ مارٹن سیدھا کنٹرول روم میں پہنچ گیا۔ اس نے مشینیں آن کیں۔ یہ مشینیں ان مشینوں جیسی تھیں جو پہلی عمارت میں موجود تھیں البتہ یہ مشینیں نئی اور جدید تھیں۔ ریڈ مارٹن نے ایک مشین کو آن کر کے آپریٹ کیا اور پھر اس نے نہ صرف دوسری عمارت میں آنے والا راستہ بند کر دیا بلکہ کنٹرول روم کی کھلی ہوئی دیوار کو بھی بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس مشین سے پہلی عمارت کی مشینوں کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور ان تمام مشینوں کو آف کر دیا تاکہ عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں تو انہیں وہاں کچھ نہ مل سکے۔

سارا کام مکمل کرنے کے بعد ریڈ مارٹن نے ایک بار پھر اس راستے کا کیمرہ آن کیا جو کھنڈر کے تہہ خانے میں جاتا تھا اور یہ

دیکھ کر وہ ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا کہ بلیک میٹل کا دروازہ پگھلا ہوا تھا اور وہاں اب بڑا سا ہول دکھائی دے رہا تھا جس کے نیچے پگھلا ہوا فولاد دکھائی دے رہا تھا اور اس کے عمران ساتھی پگھلے ہوئے مادے کو پھلانگ کر اندر آ رہے تھے۔

''یہ لوگ انسان ہیں یا پھر سچ میں جنات۔ انہوں نے بلیک میٹل کے بنے دروازے کو کیسے پگھلا دیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا جن کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے اور وہ تیزی سے اندر آتے ہی ہر طرف پھیل گئے تھے۔

''مائی گاڈ۔ اگر یہاں دوسری عمارت نہ ہوتی اور مجھے اس کے بارے میں اتفاق سے یہ پتہ نہ چل گیا ہوتا تو اب تک ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کے نرغے میں ہوتے اور عمران مجھے یقیناً گولیوں سے چھلنی کر دیتا''...... ریڈ مارٹن نے یکبارگی خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تہہ خانے میں گھومتے پھرتے اور انہیں ڈھونڈتے ہوئے دیکھتا رہا پھر ان کے چہروں پر ناکامی کے تاثرات دکھائی دینے لگے اور وہ سب ایک جگہ جمع ہو کر باتیں کرنے لگیں۔ انہیں باتیں کرتا دیکھ کر ریڈ مارٹن نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین کے اسپیکر آن ہو گئے اور ساتھ ہی مشین کے سامنے والے حصے سے ایک مائیک ابھر کر اس کے منہ کے پاس آ گیا۔ اسی لمحے اس نے جولیا کی بات سنی تو ریڈ مارٹن

کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ میرا خیال ہے۔ جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے''۔ اس کے ایک ساتھی نے چونک کر کہا تو ریڈ مارٹن نے مائیک کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے عمران۔ ہم ابھی اسی جگہ موجود ہیں اور میں حیرت سے پاگل ہو رہا ہوں کہ تنویر نارمل حالت میں تمہارے ساتھ ہے اور تم سب ابھی تک زندہ ہو''...... ریڈ مارٹن نے مائیک میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب ہو کر کہا تو اس کی آواز سن کر عمران اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے۔ ریڈ مارٹن نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کیا تو اچانک اس کمرے کا دروازہ خود کار طریقے سے بند ہوتا چلا گیا جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ دروازہ بند ہوتا دیکھ کر عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن جب تک وہ دروازے کے پاس پہنچتا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ عمران نے دروازہ کھولنے کی لئے زور لگایا لیکن وہ بھی بلیک میٹل کا ہی تھا جو بند ہوتے ہی لاک ہو گیا تھا۔

''شاید ہم پھنس گئے ہیں''...... عمران کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ تم ایک بار پھر میری قید میں ہو عمران''...... ریڈ مارٹن نے مائیک میں کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

’’مجھے بتاؤ کہ تم سب آخر زندہ کیسے ہو اور یہ تنویر۔ یہ کیسے ٹھیک ہو گیا۔ یہ تو میری ٹرانس میں تھا پھر اس کی کایا پلٹ کیسے ہو گئی۔ مجھے بتاؤ ورنہ سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹ جائے گا‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

’’تمہارا کیا خیال ہے کہ تم نے جس طرح سے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا اسی طرح تم ہمیں بھی اپنی ٹرانس میں لے کر ساکال کے وفادار بنا سکتے تھے‘‘...... عمران نے کہا تو اس کے منہ سے ساکال کا نام سن کر ریڈ مارٹن ایک بار پھر اچھل پڑا۔

’’ساکال۔ تمہیں ساکال کا نام کیسے معلوم ہوا‘‘...... ریڈ مارٹن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

’’یہ حماقت تم سے اور تمہارے باس کرنل کاشارا سے ہوئی ہے۔ تم نے تنویر کو ہپنا ٹائزم کر کے اسے خاص طور پر ساکال، کرنل کاشارا اور اپنے کنٹرول میں رکھنے کی ہدایات فیڈ کی تھیں۔ وہ سب باتیں اس کے ذہن میں تھیں۔ محو نہیں ہوئی تھیں اس لئے ساکال کا ہمیں علم ہو گیا اور میں جانتا ہوں کہ ساکال صامالیہ کی ایک مجرم تنظیم ہے جو تیزی سے پوری دنیا میں اپنے پنجے پھیلا رہی ہے۔ یہ تنظیم خاص طور پر پوری دنیا میں دہشت پھیلانے کا کام کرتی ہے اور لوٹ مار کے ساتھ ہر جگہ سے دولت حاصل کرتی رہتی ہے اور یہ میرے لئے واقعی حیرت کی بات ہے کہ ساکال جیسی مجرم تنظیم پاکیشیا میں کام کر

رہی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ساکال تنظیم پاکیشیا میں تو کیا پوری دنیا میں موجود ہے اور یہ تنظیم کتنی وسیع ہے اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس تنظیم کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ سپر پاور ممالک کی سرکاری ایجنسیاں بھی اہم معاملات میں اس کی خدمات حاصل کرتی ہیں‘‘...... ریڈ مارٹن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

’’جانتا ہوں۔ لیکن میری معلومات کے مطابق یہ تنظیم، افریقہ، یورپ اور ایکریمیا تک محدود تھی۔ اس نے ایشیا میں کب قدم جمائے اور پاکیشیا تک کب اور کیسے رسائی حاصل کی یہ بات مجھے معلوم نہ تھی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’بہرحال اب تو تمہیں معلوم ہو گیا ہے نا کہ میرا تعلق ساکال تنظیم سے ہے‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’ہاں۔ معلوم ہو گیا ہے لیکن یہ بات ابھی تک راز ہی ہے کہ ساکال جیسی بین الاقوامی تنظیم کو آفاق زبیری سے کیا مطلب ہو سکتا ہے جسے اغوا کرنے کے لئے یہ سب کیا گیا تھا‘‘...... عمران نے کہا تو ریڈ مارٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

’’اب ہر بات کا تو تمہیں جواب نہیں دیا جا سکتا ہے عمران‘‘۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’ٹھیک ہے نہ دو جواب‘‘...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

’’آخر تم چاہتے کیا ہو‘‘...... اس بار جولیا نے پوچھا۔

''صرف یہ کہ ہمارے اور آفاق زبیری کے درمیان جو معاملہ ہے تم اس میں ٹانگ نہ اڑاؤ''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ نہیں اڑائیں گے ہم ٹانگ۔ کیا ہم اس معاملے میں ٹانگ کی بجائے ہاتھ اڑا سکتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''شکر ہے عمران صاحب کہ آپ مسکرائے تو سہی ورنہ اس معاملے میں ہم نے اب تک آپ کو سنجیدہ ہی دیکھا ہے''۔ چوہان نے کہا۔

''کیا کروں مسکرانے پر مجبور ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ مسکرانے پر مجبور''...... چوہان نے چونک کر کہا۔

''ہاں اگر مسکراؤں نہ تو ریڈ بلڈ کا کھانا ہضم نہیں ہوتا''۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''ریڈ بلڈ۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''......چوہان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تم تو کیا کوئی بھی نہ سمجھا ہوگا سوائے ریڈ بلڈ مارٹن اوہ سوری ریڈ بلڈ مالٹے کے، جو اندر سے سرخ ہوتا ہے۔

''تو اب تم میرا مذاق اڑاؤ گے لیکن یہ مذاق تمہیں بہت مہنگا پڑے گا''...... ریڈ مارٹن نے عمران کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ ہم اتنے غریب بھی نہیں ہیں کہ مہنگا مذاق نہ خرید سکیں''......عمران نے کہا تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ

لئے۔

''بس اب بہت ہو گیا ہنسی مذاق۔ اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... ریڈ مارٹن نے سرد آواز میں کہا۔

''مرنے کے لئے تیار ہونا پڑتا ہے۔ حیرت ہے''...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کھنڈر کے اوپر والے حصے میں سرد ہواؤں سے بچ گئے تھے لیکن اب تم عمارت کے اندر ہو اور میں اب اس کمرے کا درجہ حرارت اس قدر کم کر دوں گا کہ تم سب کے جسموں میں خون تک جم جائے گا۔ اس بار تم یہاں سے کسی بھی طرح باہر نہ نکل سکو گے۔ صرف آدھے گھنٹے میں یہاں تمہاری سرد لاشیں پڑی ہوں گی''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''سرد لاشیں۔ ارے باپ رے۔ تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ ہماری قفلیاں جم جائیں گی''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بس بہت ہو گیا''...... ریڈ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو اچانک اس کمرے میں جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے گھپ اندھیرا ہو گیا۔ ساتھ ہی سرد ہوا چلنے لگی۔

''سرد ہوا کا تحفہ قبول کرو عمران۔ یہ تحفہ تمہاری رگوں میں خون جما دے گا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''نن۔نہیں''...... عمران نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

''کیوں۔نکل گئی جان''...... ریڈ مارٹن نے ہنس کر کہا۔

''ہاں بات ہی ایسی ہے۔ جان نہیں نکلے گی تو اور کیا ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم سردی سے بہت ڈرتے ہو''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''سردی سے کسے ڈر نہیں لگتا۔ سبھی سردی سے خوف کھاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تمہیں تو نہیں ڈرنا چاہئے۔ آخر تم عمران ہو''...... ریڈ مارٹن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''کیا کیا جائے مجبوری ہے''...... عمران نے بیچارگی سے کہا۔ ریڈ مارٹن نے کمرے میں سردی بڑھانے کے لئے ناب گھما دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کمرے کی دیواروں پر ہلکی ہلکی برف سی جمتے دیکھتی اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بری طرح سے کانپتے ہوئے دیکھا۔

''ہم۔ ہم پر سردی غالب آ رہی ہے عمران صاحب''...... عمران کے ایک ساتھی نے گھبرا کر کہا۔

''صبر کرو۔ صبر''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب کیا صبر کرنے سے سردی کم ہو جائے گی''...... اس کے دوسرے ساتھی نے کہا۔

''صبر کرنے سے صبر کا میٹھا پھل تو ملے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''کر لو باتیں لیکن صرف چند منٹ تم مزید باتیں کر سکو گے۔ اس کے بعد تو تمہاری زبانیں تک کام نہیں کریں گی''...... ریڈ مارٹن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ انہیں بری طرح سے کانپتے دیکھ کر وہ بے حد خوش ہو رہا تھا۔

''اللہ مالک ہے''...... عمران نے کہا اور پھر چند منٹ بعد واقعی وہاں خاموشی چھا گئی۔

''ہاہاہا۔ ہاہاہا۔ دیکھا عمران۔ اب تم لوگ بولنے کے بھی قابل نہیں رہ گئے۔ اب تم سب سرد موت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہی تمہارا انجام ہے۔ اس کمرے میں اگر صرف آدھ گھنٹہ بھی اس قدر برفیلی ہوا چھوڑ ی جائے تو تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔ یہ ماہرین کا کہنا ہے جبکہ میں تو پورا ایک گھنٹہ اس برفیلی ہوا کو جاری رکھوں گا تاکہ تم لوگوں کی موت یقینی ہو جائے''...... ریڈ مارٹن نے بلند آواز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر برف کی پھوار سی بننا شروع ہو گئی تھی اور ان کے ہونٹ تیزی سے سفید پڑتے جا رہے تھے۔ ان کے چہروں پر نیلا رنگ واضح ہونا شروع ہو گیا تھا جیسے وہ واقعی برف کی مانند جم گئے ہوں۔

''بولو عمران۔ تم خاموش کیوں ہو گئے ہو''...... ریڈ مارٹن نے کہا

لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سب خاموش تھے۔ اسپیکروں سے تیز ہوا چلنے کی آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔ ریڈ مارٹن نے ایک گھنٹے تک کمرے میں خون کو جما دینے والی برفیلی تھرو کی اور پھر اس نے مشین آف کر دی۔ اسی لمحے کمرے میں مارلو داخل ہوا۔

''آپ یہاں اکیلے ہیں باس۔ آپ کے لئے کافی بنا لاؤں''۔ مارلو نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ تم جا کر اپنے ساتھیوں کو بلا لاؤ اور ان سب کو لے کر کھنڈر کے پہلے والے تہہ خانے میں چلے جاؤ۔ وہاں جا کر تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی سرد لاشیں اٹھانی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی لاشیں اٹھا کر تم جنگل میں پھینک آؤ''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''یس باس۔ جیسا آپ کا حکم''...... مارلو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور اپنے ساتھیوں کو بلانے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی سرد پڑی لاشیں دکھائیں اور انہیں بھی وہی ہدایات دیں جو اس نے مارلو کو دی تھیں۔

''تم جب تک جا کر ان کی لاشیں ٹھکانے پر لگاؤ تب تک میں کسی کمرے میں جا کر ریسٹ کر لیتا ہوں۔ آدھی رات ہو چکی ہے اور میں اب کچھ دیر کے لئے سونا چاہتا ہوں''...... ریڈ مارٹن

نے کہا۔

''یس باس۔ آپ ریسٹ کر لیں۔ ہم ان کی لاشیں ٹھکانے لگا کر واپس آ کر خود ہی سارے راستے بند کر لیں گے''...... مارلو نے کہا۔

''تم اس مشین کو چلانا جانتے ہو''...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

''یس باس۔ یہ ویسی ہی مشین ہے جیسی کھنڈر کے پہلے والے تہہ خانے میں ہے۔ اس مشین کو میں ہی آپریٹ کرتا تھا''...... مارلو نے کہا۔

''تو کیا تمہیں پہلے سے اس دوسری زمین دوز عمارت کے بارے میں پتہ تھا''...... ریڈ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ کاشارا نے مجھے سارا سیٹ اپ بتایا ہوا تھا لیکن انہوں نے مجھے سختی سے اس بات سے منع کر رکھا تھا کہ اس سیٹ اپ کے بارے میں آپ کو میں کچھ نہ بتاؤں۔ میں اسی لئے خاموش تھا لیکن آپ نے اس عمارت کو خود ہی دریافت کیا ہے اس لئے اب میں بھلا کیا کر سکتا ہوں''...... مارلو نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ اب جاؤ۔ میں بھی آرام کرنے جا رہا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ریڈ مارٹن نے پہلی عمارت کی طرف جانے والے راستے

اوپن کیئے اور پھر اس نے اسکرین آف کی اور اٹھ کر کنٹرول روم سے نکلتا چلا گیا۔ وہ واقعی بری طرح سے تھکا ہوا تھا اور اس پر نیند بھی غالب آ رہی تھی اس لئے اس نے اب کچھ دیر ریسٹ کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فریز ہوتے دیکھ لیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس طرح فریز ہونے کے بعد ان میں کسی ایک کا بھی زندہ بچنا ناممکن ہو گا۔

عمران اور اس کے ساتھی کمرے کے فرش پر اس طرح پڑے ہوئے تھے جیسے وہ واقعی مر چکے ہوں اور ان کی لاشیں بھی برف سے جم گئی ہوں۔ اگرچہ انہیں ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ واقعی جم جاتے۔ عمران کے اشارے پر انہوں نے ایسی اداکاری کرنی شروع کر دی تھی جیسے وہ واقعی برف کے مجسمے بن گئے ہوں۔ اسی لمحے کمرے کی لائٹ آن ہوئی اور انہوں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ عمران کا رخ دروازے کی طرف ہی تھا۔ اس نے دیکھا چار آدمی اندر داخل ہو رہے تھے۔ مارلو اور اس کے ساتھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ وہ سب کے سب جو مُردوں کی طرح سرد پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یکلخت ایک ساتھ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور مارلو اور اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ چاروں آدمی لمبے لیٹے نظر آئے۔

''صفدر۔ تم کمرے کے باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ کہیں ان کا کوئی ساتھی دروازہ باہر سے بند نہ کر دے''...... عمران نے صفدر سے کہا۔

''اوکے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔ عمران نے گرنے والوں کی کنپٹیوں پر ایک ایک ضرب لگا دی تا کہ وہ جلد ہوش میں نہ آ جائیں البتہ ایک آدمی سیدھا کر کے بیٹھا دیا گیا۔

''اپنا نام بتاؤ۔ جلدی''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''مم مم۔ مارلو۔ میرا نام مارلو ہے''...... اس آدمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا

''اور کتنی مار کھانی ہے جو کہہ رہے ہو مارلو اور مارلو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''مارلو نہیں۔ مارلو''...... اس آدمی نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ تمہارا باس ریڈ مارٹن کہاں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ وہ۔ وہ''...... مارلو نے ہکلا کر کہا تو عمران کا ہاتھ گھوما اور کمرہ چٹاخ کی آواز کے ساتھ مارلو کے منہ سے نکلنے والی زور دار چیخ سے گونج اٹھا۔

''جلدی بتاؤ ورنہ میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''وہ دوسری زمین دوز عمارت میں ہے''...... مارلو نے خوف

سے کانپتے ہوئے کہا۔

''چلو ہمیں دوسری عمارت میں لے چلو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ مارلو اب تک انہیں آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔ شاید اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ مرے ہوئے انسان بھی زندہ ہو سکتے ہیں۔ وہ اسے اٹھا کر کمرے سے باہر لے آئے۔

''اگر تم فوراً ہمیں اپنے باس تک نہ لے گئے تو تمہارا انجام بے حد بھیانک ہو گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ آگے آگے چل پڑا۔ خفیہ راستوں سے گزار کر وہ انہیں دوسری عمارت میں لے آیا۔

''باس کا کمرہ یہ ہے لیکن اب وہ یہاں ملے گا نہیں''۔ مارلو نے ایک کمرے کے پاس آ کر کہا۔

''کیوں بھاگ نکلا کیا''...... عمران نے کہا۔

''صاف ظاہر ہے۔ جب مردے اٹھ کر لڑنا شروع کر دیں تو باس کو تو بھاگنا ہی پڑے گا''...... مارلو نے منہ بنا کر کہا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''خیر۔ دروازہ کھولو اور تم سب جا کر دوسرے کمروں میں دیکھو۔ یہاں جو نظر آئے اسے گولی سے اڑا دینا اور آفاق زبیری کو بھی تلاش کرو''...... عمران نے پہلے مارلو سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور تیزی سے راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔ اب وہاں عمران اور مارلو رہ گیا

تھااور اسے سنبھالنا عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔

"چلو۔ آگے بڑھ کر دروازہ کھولو۔ جلدی کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو مارلو دروازے کی طرف بڑھا ایک بار اس نے مڑ کر ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"کھول دو دروازہ۔ اگر ریڈ مارٹن نے اندر سے فائرنگ کی تو اس کے پہلے شکار تم ہی بنو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر مارلو پریشان ہو گیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں تھیں جیسے اسے ڈر ہو کہ وہ جیسے ہی اندر داخل ہو گا باس اس پر یقیناً فائرنگ کر دے گا اور اگر وہ آنکھیں بند رکھے گا تو گولیاں اسے نہیں دیکھ سکیں گی لیکن اندر سے فائرنگ نہ ہوئی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کمرہ خالی تھا۔

"ارے یہ کیا۔ کمرہ تو خالی ہے۔ باس کہاں گیا۔ میں نے تو اسے اسی کمرے میں جاتے دیکھا تھا۔ وہ تھکا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ ریسٹ کرنا چاہتا ہے"...... مارلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے کہ تمہارا باس بھاگ گیا ہے۔ مجھے اس سے بزدلی کی امید نہیں تھی"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اس پر مجھے بھی حیرت ہے"...... مارلو نے کہا۔

"چلو باہر آؤ"...... عمران نے کہا تو وہ باہر آ گئے۔ عمران ۔

ان کے ساتھ سارے کمرے اور پھر پوری عمارت چھان ماری لیکن ریڈ مارٹن وہاں موجود نہ تھا اور نہ ہی اسے اور اس کے ساتھیوں کو کہیں پر آفاق زبیری دکھائی دیئے۔ ریڈ مارٹن کو شاید پھر سے ان کے یہاں آنے کا علم ہو گیا تھا اور وہ کسی تیسرے راستے سے وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور جاتے ہوئے وہ آفاق زبیری کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

"اب کس راستے سے وہ باہر گیا ہے"...... عمران نے ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میرے علم میں تو یہ دو زمین دوز عمارتیں ہی ہیں۔ یہاں سے کوئی تیسرا راستہ بھی نکلتا ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے"...... مارلو نے کہا۔ عمران اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سچائی کی جھلک تھی۔

"او کے۔ تو یہ بتاؤ کہ آفاق زبیری کا کیا معاملہ ہے۔ تمہارا باس انہیں اغوا کر کے کہاں لے جانا چاہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے یہ بات بھی معلوم نہیں ہے"...... مارلو نے کہا۔

"کیا کہا۔ معلوم نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... مارلو نے کہا۔

"جب وہ اس کے بازو سلاخ سے داغنے کی تیاری کر رہے تھے تو ان کا اس سے کیا مطالبہ تھا"...... عمران نے جھلا کر پوچھا۔

"صرف اتنا کہ زبان کھولتے ہو یا نہیں اور ہر بات کے جواب

میں اس نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ جب سلاخ والے اس کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔ اس وقت بھی یہی محسوس ہوا تھا کہ وہ زبان نہیں کھولے گا۔ ایسے میں تم نے فائرنگ کر کے سات افراد کو ہلاک کر دیا''...... مارلو نے کہا۔اس دوران عمران کے ساتھی مارلو کے باقی تینوں ساتھیوں کو بھی ہوش میں لا کر وہیں لے آئے تھے۔

''گویا تم میں سے کوئی یہ بات نہیں جانتا کہ تمہارا باس ان سے کیا معلوم کرنا چاہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ۔ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے''......مارلو نے کہا۔

''اچھی بات ہے جولیا۔تم چیف کو کال کر کے ساری صورتحال بتا دو اور چیف سے کہو کہ وہ باقی ساتھیوں کو بھی یہاں بھیج دیں اور تم سب نے اس پورے کھنڈر کی پوری طرح چیکنگ کرنی ہے۔ ٹائیگر تمہارا کام اس عمارت میں نصب آلات کا جائزہ لینا ہے کہ آخر یہ سب کیسے آلات اور مشینیں ہیں۔ مجھے ان سب کی جلد سے جلد رپورٹ چاہئے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ارے یہ کیا پڑا ہے''...... ایسے میں جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جہاں فرش پر ایک والٹ پڑا تھا۔

''یہ۔ یہ کس والٹ کا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کا ہے''۔ عمران

نے مارلو اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نن۔نہیں۔ یہ ہمارا نہیں ہے''...... ان سب نے انکار میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے والٹ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے کھول کر دیکھا۔ پھر اس میں موجود چیزیں نکالنی شروع کر دیں۔ والٹ میں کچھ کرنسی نوٹ نظر آئے۔ کرنسی نوٹ دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس میں ایک نوجوان کی تصویر بھی تھی۔ کرنسی نوٹ کافرستانی تھے اور تصویر بھی ایک کافرستانی نوجوان کی تھی اس کے پیچھے نام اور پتا بھی لکھا ہوا تھا تصویر والے نوجوان کا نام راج ناتھ تھا۔

''اس کا مطلب ہے۔ آفاق زبیری کو اغوا کرنے والے کافرستانی ہیں اور یہ والٹ اس ریڈ مارٹن کے کسی ساتھی کا ہے تو پھر وہ ساکال تنظیم۔ وہ سب کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عجیب گورکھ دھندا ہے۔ ہر لمحے نئی سے نئی اور حیرت انگیز باتیں سامنے آ رہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ تصویر ریڈ مارٹن کی تو نہیں ہے''......تنویر نے کہا۔

''تو پھر کس کے ہے یہ تصویر''...... عمران نے کہا اس نے تصویر مارلو اور اس کے ساتھیوں کو دکھائی۔

''نہیں۔ ہم نے اسے کبھی نہیں دیکھا اور نہ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں''...... مارلو نے کہا۔ اس کے ساتھیوں کا بھی یہی

جواب تھا۔

"تو پھر یہ ریڈ مارٹن یقیناً میک اپ میں فرضی نام کے ساتھ یہاں موجود ہوگا اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آفاق زبیری کے دشمن کافرستانی ہیں۔ سرحد عبور کرتے ہوئے انہوں نے جس ایجنٹ کو گرفتار کیا تھا اور پھر موت کے گھاٹ اتار کر دفن کر دیا تھا۔ وہ بھی کافرستانی تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ لوگ ان سے کیا چاہتے ہیں۔ آفاق زبیری صاحب کا خیال ہے کہ یہ لوگ ان سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اگر مقصد انتقام لینا تھا تو زبان کھلوانے کے لئے بازوؤں کا سلاخوں سے داغنا عجیب بات ہے اور پھر انہیں اب تک زندہ رکھنے کی وجہ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اگر ان سے انتقام ہی لینا ان کا مقصد ہے تو پھر اب تک انہیں آفاق زبیری کو ہلاک کر دینا چاہئے تھے۔ مارلو کے کہنے کے مطابق ریڈ مارٹن اور کرنل کاشارا انہیں بار بار زبان کھولنے کا کہہ رہے تھے اور وہ اس سے انکار کرتے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ آفاق زبیری سے کافرستانی نوجوان کے بارے میں کوئی بات معلوم کرنا چاہتے ہوں اور اس کے بعد انتقام لینے کے لئے مار ڈالیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں ایسا ہوسکتا ہے لیکن وہ بات کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو آفاق زبیری بتا سکتے ہیں یا پھر یہ ریڈ مارٹن جو کافرستانی

ہے اور جس کا اصل نام راج ناتھ ہے۔ آفاق زبیری سے جب ہماری بات ہوئی تھی۔ اس وقت تو انہوں نے بس اتنا ہی بتایا تھا کہ ان کے ساتھیوں نے سرحد پار کرتے ہوئے کسی کافرستانی ایجنٹ کو گرفتار کیا تھا اور ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ وہ اس وقت کیپٹن تھے۔ انہوں نے اسے گولی مار کر دفن کرنے کا حکم دے دیا اور بس۔ اب اس میں تو انتقام والا کوئی مسئلہ نہیں بنتا"...... جولیا نے کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑو۔ ہمارا پہلا کام فوری طور پر مجرموں تک پہنچنا ہے۔ جب مجرم ہاتھ لگ جائیں گے تو ہم ان سے اصل بات معلوم ہو جائے گی اور پھر دوسرا کام آفاق زبیری کو ان کے ہاتھوں سے بچانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ دیکھیں باس۔ جوتوں کے بہت سے نشانات۔ یہ نشانات کم از کم ہمارے جوتوں کے نہیں ہیں"...... اسی لمحے ٹائیگر نے کہا تو وہ چونک پڑے۔ ٹائیگر باہر کی راہداری میں جاتے ہوئے جوتوں کے نشانوں کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور غور سے جوتوں کے ان نشانوں کو دیکھنے لگا پھر وہ ان جوتوں کے نشانات کے ساتھ ساتھ چلنا شروع ہوگیا۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ راہدری آگے جا کر بند ہوگئی تھی اور جوتوں کے نشان بھی اس دیوار کے پاس آ کر رک گئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تیسرا راستہ اس دیوار کے پیچھے ہے"۔

عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں چیک کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک جگہ ایک ابھار محسوس کرتے ہی اس نے اسے پریس کیا تو اچانک ہلکی سی آواز کے ساتھ دیوار کسی شٹر کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی اور ان کے سامنے ایک سرنگ آ گئی۔ سرنگ زیادہ طویل نہ تھی۔ سرنگ کی زمین پختہ تھی اور اس پر چونکہ کافی دھول مٹی جمی ہوئی تھی اس لئے انہیں وہاں بھی جوتوں کے نشان واضح دکھائی دے رہے تھے۔ جوتوں کے دباؤ سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ کوئی آدمی کسی بھاری چیز کو اٹھا کر لے گیا ہے اور وہ بھاری چیز آفاق زبیری کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان نشانوں کے پیچھے چلتے ہوئے سرنگ کی دوسری دیوار کے پاس آ گئے۔ ٹائیگر نے پھر دیوار پر ہاتھ پھیرا اور پھر ابھار محسوس کرتے ہی اسے دبایا تو وہاں بھی دیوار کھل گئی۔ اس بار دیوار کھنڈر سے کچھ دور جنگل میں کھلی تھی۔ وہاں ہر طرف گھنے درخت اور جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ باہر آئے اور پھر پیروں سے کچلی ہوئی جھاڑیاں دیکھ کر وہ آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ جنگل سے باہر سڑک پر پہنچ گئے۔ سڑک پر ایک کار کے ٹائروں کے نشان دیکھ کر وہ رک گئے۔

''شاید ریڈ مارٹن نے کرنل کاشارا سے بات کی تھی۔ اس نے ریڈ مارٹن کو اس راستے کے بارے میں بتایا ہو گا اور پھر وہ خود

یہاں آ گیا ہو گا۔ اس نے ریڈ مارٹن سے آفاق زبیری کو اٹھا کر یہاں لانے کے لئے کہا ہو گا اوہ خود کار رلے کر یہاں موجود ہوا اور پھر وہ انہیں کر میں لے کر نکل گیا ہو گا''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہمیں رکنا نہیں چاہئے۔ یہ سڑک دھول آلود ہے۔ اس طرف کوئی نہیں آتا۔ یہ نشان دور تک ہوں گے۔ ہمیں ٹائروں کے ان نشانات کا بدستور پیچھا کرنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ وہ قریب کہیں کسی دوسری عمارت میں گئے ہوں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سڑک پر مخصوص کار کے ٹائروں کے نشانات کا پیچھا کرنا شروع ہو گئے لیکن تھوڑی دور چلنے کے بعد ہی انہیں رکنا پڑا۔ کیونکہ آگے سڑک صاف تھی اور وہاں سے ٹائروں کے نشان بھی ختم ہو گئے تھے۔

''ختم کرو اور چلو شہر چلیں''...... عمران نے کہا۔

''ہماری کاریں وہیں جنگل میں ہیں لیکن ان کے ٹائر برسٹ ہیں۔ ہم شہر کیسے جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''کیپٹن شکیل، صالحہ یا پھر نعمانی اور خاور کو کال کر لو۔ ان سے کہو کہ وہ دو کاریں لے کر آئیں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو فون پر کال کرنے کی بجائے ان سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے انہیں ہدایات دینی شروع کر دی۔

''عمران صاحب۔ میرے خیال میں ریڈ مارٹن یا راج ناتھ، آفاق زبیری کو کرنل کاشارا کی فیکٹری میں لے گیا ہے جہاں وہ تنویر کو لے گیا تھا۔ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ فوراً اس فیکٹری پر جا کر ریڈ کرنا چاہئے۔ اگر کرنل آفاق زبیری وہاں ہوا تو اسے بازیاب کرانا آسان ہو جائے گا اور ہمیں فیکٹری کے مالک کے خلاف بھی ٹھوس ثبوت مل جائیں گے کہ مجرم تنظیم ساکال سے تعلق رکھتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''وہ اب وہاں نہیں ملے گا۔ جس طرح سے یہ ریڈ مارٹن نقلی ثابت ہوا ہے اسی طرح کرنل کاشارا بھی اصل نہ ہو گا۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ یہ کافرستانی ایجنٹ ہیں جو بین الاقوامی تنظیم ساکال کے لئے کام کر رہے ہیں یا پھر اس تنظیم کا نام استعمال کر رہے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''تمہاری دوسری بات دل کو لگتی ہے۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ یہاں ساکال تنظیم کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اس تنظیم کی آڑ میں یہاں کافرستانی ایجنٹ ہی یہ سارا کھیل کھیل رہے ہیں اور ان کا مقصد آفاق زبیری کو اغوا کر کے لے جانے کا ہے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں''...... جولیا نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ جیسے اس سارے معاملے کی اصل حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن اسے اس معاملے کا کوئی سر پیر ہی دکھائی نہ دے رہا ہو۔

ریڈ مارٹن سونے کے لئے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے منہ بنا کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون پر ان نون نمبر فلیش ہو رہا تھا اور یہ ان نون نمبر ظاہر ہے کرنل کاشارا کا ہی ہو سکتا تھا۔ اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''ریڈ مارٹن بول رہا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہو ریڈ مارٹن تم اور تم نے ابھی تک مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا کی تیز آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں آپ کو کیا رپورٹ دیتا باس۔ یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹا ہو گیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''معاملہ الٹا ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو

نانسنس۔ مجھے تفصیل بتاؤ''...... کرنل کاشار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ریڈ مارٹن نے اسے تفصیل بتا دی جسے سن کر کرنل کاشارا بھی حیران رہ گیا۔

''یہ لوگ واقعی جادوگر ہیں۔ بہت بڑے جادوگر''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ان کی ساری جادوگری میں نے ان کی ناک کے راستے باہر نکال دی ہے باس۔ اب وہ کمرے میں برف سے جمے ہوئے پڑے ہیں۔ میں نے ان سب کو برفیلی ہوا سے جما کر ہلاک کر دیا ہے اور اس بار حقیقتاً وہ ہلاک ہو چکے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کہاں فریز کیا ہے تم نے انہیں''...... کرنل کاشارا نے چونکتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن نے دوسری زمین دوز عمارت کے دریافت ہونے۔ ان کے کھنڈر کے تہہ خانوں میں آنے اور پھر انہیں فریز بنانے کی ساری تفصیل بتا دی۔

''تو تم میری دوسری عمارت میں بھی پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ میں نے تو یہ عمارت سب سے ہی چھپائی ہوئی تھی۔ بہرحال تم نے جس کمرے میں انہیں فریز کیا ہے اس کمرے میں نہ تو فریز سسٹم موجود ہے اور نہ ہی سرد ہوائیں چلانے والا کوئی سسٹم۔ اس کمرے میں محض برف جیسی پھوار پڑتی ہے لیکن وہاں کا ہیٹ سسٹم فوری طور پر کمرے کی ٹھنڈک کو ختم کر دیتا ہے۔ وہاں کسی انسان کو

تو کیا پانی کو بھی نہیں جمایا جا سکتا۔ ہے''...... کرنل کاشارا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن چونک پڑا۔

''اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے انہیں سرد ہوتے اور برف کی طرح جمتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا''...... ریڈ مارٹن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''تم نے انہیں مشین پر دیکھا ہو گا۔ اس مشین میں تھوڑا سا فالٹ ہے اس کی پکچر کوالٹی میں فرق ہے اس لئے تمہیں یہ سب نظر آیا ہو گا ورنہ ایسا کچھ نہیں ہوا ہو گا۔ تم فوراً اپنے آدمیوں کو ان کے پاس جانے سے روکو۔ اگر وہ کمرہ کھول کر اندر گئے تو تمہارے آدمی جن افراد کو مردہ اور فریز شدہ سمجھ رہے ہوں گے وہ یکلخت زندہ ہو کر ان پر پل پڑیں گے اور ان لوگوں کو تم تک پہنچنے میں دیر نہ لگے گی''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن بری طرح سے اچھل پڑا۔

وہ مڑا اور تیزی سے بھاگتا ہوا واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے فوراً مشین اور اس کی اسکرین آن کی اور پھر یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ کمرے میں واقعی عمران اور اس کے ساتھی اصل حالت میں تھے جبکہ اس کے ساتھیوں پر انہوں نے قابو پالیا تھا۔ عمران نے مارلو کو گردن سے پکڑ رکھا تھا اور اس سے سخت انداز میں بات کر رہا تھا۔ ریڈ مارٹن نے مشین کے بٹن پریس کر کے جلد سے جلد تمام راستے بند کرنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھی کمرے سے نکل کر دوڑتے ہوئے اس عمارت میں آنے والی

راہداری میں آ گئے۔

''وہ۔ وہ آ گئے ہیں باس''...... ریڈ مارٹن نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ جلدی کرو۔ فوراً راہداری میں آؤ اور سامنے والی دیوار کے پاس پہنچ جاؤ۔ جلدی''...... کرنل کاشارا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن مشین آف کئے بغیر تیزی سے بھاگتا ہوا باہر آیا اور اس راہداری میں پہنچ گیا جس کے بارے میں کرنل کاشارا نے اسے بتایا تھا۔ کرنل کاشارا مسلسل اس سے رابطے میں تھا۔

''آفاق زبیری کو اٹھا کر ساتھ لے لو''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن تیزی سے ایک کمرے میں گھس گیا اور جب وہ باہر آیا تو اس کے کاندھے پر آفاق زبیری لدا ہوا تھا۔

''میں نے آفاق زبیری کو اٹھا لیا ہے باس اور میں دیوار کے پاس موجود ہوں جس کے بارے میں آپ نے بتایا تھا''۔ ریڈ مارٹن نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے اسے دیوار کے مخصوص حصے پر موجود ابھار پریس کرنے کا کہا۔ ریڈ مارٹن نے اس جگہ ابھار دیکھ کر اسے پریس کیا تو دیوار کسی شٹر کی طرح کھل گئی۔ سامنے ایک سرنگ تھی۔ ریڈ مارٹن تیزی سے آگے بڑھا۔ جیسے ہی وہ آگے آیا اسی لمحے اس کے عقب میں دیوار نیچے آ گئی اور راستہ بند ہو گیا۔ دیوار بند ہوتے دیکھ کر ریڈ مارٹن کے چہرے پر سکون کے تاثرات آ گئے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی اگر دوسری عمارت

میں پہنچ بھی گئے تو وہ ان کے ہاتھ نہ لگ سکتا تھا۔

کرنل کاشارا کے کہنے پر وہ سرنگ میں آگے بڑھا اور دوسری دیوار کے پاس آ گیا۔ یہاں بھی اس نے دیوار پر موجود ایک ابھار سا پریس کیا تو یہ دیوار بھی کھل گئی۔ سامنے جنگل تھا۔ درختوں اور جھاڑیوں سے بھری ہوئی جگہ پر آتے ہی اس کے عقب میں دوسری دیوار بھی بند ہو گئی۔

''اب تم ناک کی سیدھ میں چلتے رہو۔ جنگل سے نکلتے ہی تم سڑک پر پہنچ جاؤ گے۔ تمہارے پہنچنے تک میں کار لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر ہم یہاں سے نکل جائیں گے''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور وہ کرنل آفاق زبیری کو اٹھائے چلتا رہا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ سڑک کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کرنل آفاق زبیری کو زمین پر لٹا دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اسے ایک سیاہ رنگ کی کار وہاں آتی دکھائی دی۔ ریڈ مارٹن، آفاق زبیری کو لے کر جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ کار آگے آ کر سڑک کے کنارے پر رک گئی۔ اسی لمحے ریڈ مارٹن کو ایک بار پھر کال موصول ہوئی۔ ریڈ مارٹن نے کال اٹنڈ کی تو یہ کرنل کاشارا کی ہی کال تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ سڑک کے کنارے پر سیاہ کار میں موجود ہے۔ اگر وہ سڑک کے کنارے پر پہنچ چکا ہے اور اس نے سیاہ کار دیکھ لی ہے تو وہ بلا خوف اس کار میں آ جائے۔ چنانچہ ریڈ مارٹن نے آفاق

زبیری کو ایک بار پھر اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسے دیکھ کر کرنل کاشارا نے اس کے لئے کار کے پچھلے دروازے کھول دیئے۔ ریڈ مارٹن نے بے ہوش آفاق زبیری کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور پھر وہ کار کے گرد گھوم کر دوسری طرف آیا اور کار کی سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"وہ لوگ تمہارے پیچھے تو نہیں آئے"...... کرنل کاشارا نے ریڈ مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی تک تو نہیں آئے لیکن ان سے وہ خفیہ سرنگ بھی چھپی نہیں رہے گی جو جنگل کی طرف نکلتی ہے"...... ریڈ مارٹن نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب یہ دونوں عمارتیں ان کی نظروں میں آ گئی ہیں۔ مجھے ان سے ہاتھ دھونا ہی پڑیں گے"...... کرنل کاشارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے دوسری عمارت کے بارے میں کیوں نہیں بتایا تھا"...... ریڈ مارٹن نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی تھی"...... کرنل کاشارا نے خشک لہجے میں کہا تو ریڈ مارٹن خاموش ہو گیا۔

"اب آپ مجھے اور کرنل آفاق زبیری کو کہاں لے جا رہے ہیں"...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

"نئے ٹھکانے پر"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"نیا ٹھکانہ۔ وہ فیکٹری"...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ فیکٹری تنویر دیکھ چکا ہے اس لئے وہ بھی ہمارے لئے محفوظ جگہ نہیں ہے"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"تو کیا آپ کو اب اس فیکٹری کا بھی نقصان برداشت کرنا پڑے گا"...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

"وہ میری فیکٹری نہیں تھی۔ اس پر میں نے قبضہ کیا تھا۔ تم میرا یہ جو چہرہ دیکھ رہے ہو یہ اسی فیکٹری کے مالک کا ہے۔ میں نے وہاں جا کر اسے ہلاک کر دیا تھا اور اس کا میک اپ کر کے وہاں چھپ گیا تھا اور اس فیکٹری کو میں نے اپنا عارضی ٹھکانہ بنا لیا تھا"۔ کرنل کاشارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چہرہ تو میرا بھی اصل نہیں ہے باس"...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جانتا ہوں۔ تمہارے بارے میں بگ باس نے مجھے ساری تفصیل بتا دی تھی۔ تمہارا اصل نام راج ناتھ ہے اور تم کافرستانی سپیشل ایجنٹ ہو"...... کرنل کاشارا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"گھبراؤ نہیں۔ جس طرح تم کافرستانی ایجنسی ساکال کے ایجنٹ ہو اسی طرح میرا بھی اسی ایجنسی سے تعلق ہے اور میں بھی ساکال

ایجنسی کا چیف ایجنٹ ہوں''...... کرنل کاشارا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن کے چہرے پر اور زیادہ حیرت ابھر آئی۔

''یہ اتفاق کی بات ہے کہ ساکال کافرستان کی ایک ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا نام بھی ہے اور اسی نام کی ایک مجرم تنظیم صامالیہ میں بھی کام کر رہی ہے جو انتہائی باوسائل اور فعال تنظیم ہے اور تیزی سے پوری دنیا میں اپنے قدم جما رہی ہے۔ بگ باس نے مجھے اور تمہیں میک اپ میں یہاں اسی لئے بھیجا تھا تاکہ جب ہم اپنا مشن مکمل کریں تو کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کارروائی کافرستانی ایجنسی ساکال کی طرف سے کی گئی ہے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پاکیشیا کی کسی بھی ایجنسی کو یہی معلوم ہو کہ یہاں ہونے والی کارروائی صامالیہ کی مجرم تنظیم ساکال نے کی ہے اور پھر وہ آفاق زبیری کی تلاش میں صامالیہ کی مجرم تنظیم کے پیچھے بھاگتے رہیں''۔ کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''لیکن اس کرنل آفاق زبیری کا اصل چکر ہے کیا۔ بگ باس اسے زندہ حالت میں کیوں گرفتار کرانا چاہتا ہے۔ کیا واقعی اس کے جسم میں کوئی ڈیوائس لگی ہوئی ہے جس میں اہم فارمولا ہے''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''نہیں۔ یہ صرف فرضی کہانی ہے اور کچھ نہیں''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن کے چہرے پر اور زیادہ حیرت لہرانے لگی۔

''تو پھر سچ کیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''سچ میں بھی نہیں جانتا۔ مجھے بس حکم دیا گیا تھا کہ آفاق زبیری کو زندہ اغوا کرنا ہے اور اسے جلد سے جلد گریٹ لینڈ پہنچانا ہے۔ گریٹ لینڈ میں چیف کے آدمی موجود ہوں گے۔ وہ ہم سے آفاق زبیری کو وصول کریں گے اور ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد آفاق زبیری کو کہاں لے جایا جائے گا اور اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا اس کے بارے میں بگ باس نے مجھے کوئی تفصیل نہیں بتائی ہے اور نہ ہی مجھے معلوم ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''بڑا ہی پراسرار اور عجیب سا کھیل ہے جو بگ باس ہم سے کھیل رہے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہمیں اس میں اپنا سر کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں جو مشن سونپا گیا ہے ہم وہ مکمل کریں گے اور بس''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ چیف ایجنٹ ہیں جس کا مطلب ہے کہ آپ مجھ سے سینئر ہیں۔ کیا میں آپ سے آپ کا اصل نام پوچھ سکتا ہوں اور کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ پاکیشیا میں کب سے ہیں اور ان خفیہ ٹھکانوں پر آپ نے اس قدر اسلحہ کیوں جمع کر رکھا ہے''۔ ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''جو باتیں تمہیں معلوم نہیں ہیں انہیں راز میں ہی رہنے دو۔ نہ تم مجھ سے میرے راز پوچھو اور نہ میں تم سے تمہارے بارے میں

کچھ پوچھوں گا۔ تم میرے لئے ریڈ مارٹن اور میں تمہارے لئے کرنل کاشارا ہوں۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہو گا“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی“...... ریڈ مارٹن نے کہا اور پھر اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کر لیں۔ اسے پہلے ہی نیند آ رہی تھی۔ آفاق زبیری کو اٹھا کر کار تک لانے کی وجہ سے وہ اور زیادہ تھک گیا تھا۔ اس لئے اس پر اس قدر نیند غالب آ گئی کہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے اور آنکھیں بند کرتے ہی وہ سو گیا اور اسے اس طرح سوتے ہوئے دیکھ کر کرنل کاشارا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”رات آپ نے فون کر کے بتایا تھا کہ آپ کا وقت خاصی بھاگ دوڑ میں گزرا ہے“...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف بھاگ دوڑ میں نہیں پریشانیوں، انوکھے تجربات اور نجانے کن کن حالات میں وقت گزرا ہے بہرحال جیسا بھی تھا گزر گیا ہے“...... عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون گزر گیا ہے“...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”وقت“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”سر سلطان کا فون آیا تھا۔ انہیں بھی اس معاملے میں دلچسپی ہو گئی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا مطلب۔ اس معاملے کا سر سلطان سے کیا تعلق“۔ عمران

نے چونک کر کہا۔

''ڈاکٹر عبدالغنی ان کے بھی دوست ہیں۔ انہوں نے ہی سر سلطان کو فون کر کے ساری صورتحال بتائی ہے۔ سر سلطان نے کہا تھا کہ ڈاکٹر عبدالغنی کافی پریشان ہیں اور وہ بار بار انہیں فون کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تو پھر مجھے سر سلطان سے بات کر ہی لینی چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''اس سے پہلے آپ ڈاکٹر عبدالغنی سے بات کر لیں تاکہ انہیں کچھ تو تسلی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''ڈاکٹر عبدالغنی بول رہا ہوں''......رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے فوراً ڈاکٹر عبدالغنی کی آواز سنائی دی جیسے وہ فون کے پاس ہی موجود ہوں اور انہوں نے گھنٹی بجتے ہی جھپٹ کر فون کا رسیور اٹھا لیا ہو۔

''عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر غٹغنا صاحب''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ عمران بیٹا۔ تم۔ یہ تم ہو۔ میں تمہاری ہی کال کا منتظر تھا۔ مجھے ہر بار فون کی گھنٹی بجنے پر یہی لگتا تھا کہ تمہارا فون ہو گا۔ مگر''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی نے تیز تیز بولتے ہوئے

کہا۔

''لیکن ہر بار آپ کے قرض خواہوں کی کال آتی ہو گی جسے سن سن کر آپ جھنجلاتے رہے ہوں گے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود ڈاکٹر عبدالغنی بے اختیار ہنس پڑے۔

''میرا کوئی قرض خواہ نہیں ہے۔ نہ میں کسی سے قرض لیتا ہوں اور نہ کسی کو قرض دیتا ہوں۔ میرے دوست احباب کے ہی فون ہوتے تھے بس''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ یہ بتائیں کہ آپ کس بات سے پریشان ہیں جو آپ بار بار بے چارے عمر رسیدہ سے بزرگ آدمی سر سلطان کو کال کر رہے ہیں۔ وہ صرف نام کے لئے سلطان ہے ان کے سر پر تاج نام کی کوئی چیز نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود ڈاکٹر عبدالغنی بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ تمہارا ہی حوصلہ ہے عمران بیٹا جو تم سر سلطان کے بارے میں یہ سب کہہ دیتے ہو۔ ورنہ مجھ جیسے آدمی میں بھی ان سے ایسے انداز بات کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ بہرحال تم سے رابطہ نہ ہو رہا تھا تو میں نے تمہارے والد سر عبدالرحمٰن سے بات کی تھی۔ انہوں نے ہی مجھے مشورہ دیا تھا کہ ان سے زیادہ سر سلطان تمہیں زیادہ جانتے ہیں۔ اس لئے تمہارے بارے میں کچھ جاننا ہے تو میں سر سلطان کو کال کر لوں اور پھر میں نے یہی کیا۔ وہ میرے بھی دوست ہیں اور پھر جب سے آفاق زبیری غائب ہوا ہے مجھے کسی

کل چین نہیں آ رہا۔ میں ہر گھنٹے دو گھنٹے بعد سر سلطان کو کال کرتا ہوں تاکہ ان سے تمہارے بارے میں پوچھ سکوں“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے صاف گوئی سے کہا۔ عمران کو ان کی یہی صاف گوئی پسند تھی۔ وہ کوئی بھی بات دل میں نہیں رکھتے تھے اور جو منہ میں ہوتا تھا کہہ دیتے تھے۔

”اچھا۔ مجھے بتاؤ عمران بیٹا۔ تم کہاں تھے۔ آفاق زبیری کہاں ہیں“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

”وہ خیریت سے ہیں اور جلد ہی وہ آپ کے سامنے بھی آ جائیں گے۔ آپ کو ان کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”پھر بھی مجھے کچھ تو بتاؤ وہ ہیں کہاں“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

”ہم نے انہیں ایک محفوظ ٹھکانے پر رکھا ہوا ہے۔ جب تک یہ سارا معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔ میرا مطلب ہے جب تک انہیں اغوا کرنے والے پکڑے نہیں جاتے اس وقت تک ان کا میرے پاس رہنا ہی بہتر ہو گا“...... عمران نے ٹالنے والے لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ڈاکٹر عبدالغنی سے سچ کہا تو ان کے ہزاروں سوال شروع ہو جائیں گے جن کے جواب دینا اس کے لئے بھی ممکن نہ ہو گا۔

”کیا تم میری ان سے ایک بار بات کرا سکتے ہو“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

”فی الحال میں اپنے فلیٹ میں ہوں۔ جب آفاق زبیری صاحب سے ملنے جاؤں گا تو میں آپ سے ان کی بات کرا دوں گا“...... عمران نے کہا۔

”کب جاؤ گے ان کے پاس“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے اسی بے چینی سے پوچھا۔

”شاید کل صبح“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم نے انہیں محفوظ ٹھکانے پر رکھا ہے تو اچھا کیا ہے۔ کم از کم وہ دشمنوں کے ہتھے چڑھنے سے تو محفوظ ہو جائے گا۔ بہرحال تم جب بھی ان کے پاس جاؤ تو میری ایک بار ان سے بات ضرور کرا دینا۔ اس کی آواز سن کر مجھے تسلی ہو جائے گی“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

”جی ضرور“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور کان سے ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کے بارے میں کچھ پتہ چلا طاہر“...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”نہ بھی پتہ چلا ہوتا تو میں اسے ڈھونڈ کر کان سے پکڑ کر سلطان

معظم کے سامنے پیش کر دیتا اور آپ سے بات نہ کرنے پر میں اسے اتنے جوتے لگاتا کہ ناک کے راستے اس کی ساری عمرانیت نکل جاتی“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”اوہ تو یہ تم ہو“...... دوسری طرف سے سر سلطان کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جی ہاں۔ تم ہی بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”تم بول رہا ہوں۔ کیا مطلب“...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

”آپ نے ہی کہا ہے اوہ یہ تم ہو تو میں نے بھی یہی جواب دیا ہے کہ ہاں میں تم ہی ہوں“...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سر سلطان نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہارا شوخ پن بتا رہا ہے کہ حالات تمہارے کنٹرول میں ہیں اور آفاق زبیری تمہارے پاس ہی محفوظ ہیں“...... دوسری طرف سے سر سلطان نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”نہیں۔ یہاں آپ کا اندازہ غلط ہو گیا ہے جناب۔ آفاق زبیری میرے بلکہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”نکل چکے ہیں۔ کیا مطلب“...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

”مطلب واضح ہے کہ ہماری ہر ممکن کوشش کے باوجود مجرم انہیں اغوا کر کے اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب وہ کہاں ہیں یہ شاید میں تو کیا میرے عزیز رشتہ دار بھی نہیں جانتے ہیں“...... عمران نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر فرشتوں کی جگہ عزیز رشتہ داروں کا کہا تھا۔

”اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ میں تو تمہاری ان باتوں سے یہی سمجھا تھا کہ وہ محفوظ ہیں“...... سر سلطان نے یکلخت مایوسی بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں آپ کو ان میں کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے جو آپ ان کے لئے اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔ کیا ڈاکٹر عبدالغنی نے فون کر کر کے آپ کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو بے فکر رہیں۔ میں نے انہیں کال کر کے آپ کو دوبارہ کال نہ کرنے کا کہہ دیا ہے۔ اب وہ آپ کو کال کر کے تنگ نہیں کریں گے“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں ڈاکٹر عبدالغنی کی وجہ سے پریشان نہیں ہوں عمران بیٹے“...... سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو پھر آپ اس طرح محترمہ سنجیدہ خاتون کیوں بنے ہوئے ہیں“...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”تمہیں شاید اصل حالات کا ابھی تک علم نہیں ہے“...... سر سلطان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اصل حالات۔ کیا مطلب"...... اس بار چونکنے کی باری عمران کی تھی۔

"میں اس لئے پریشان ہوں کہ آفاق زبیری کی اہمیت اچانک بہت زیادہ بڑھ گئی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"آفاق زبیری کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات فون پر نہیں بتائی جا سکتی۔ تم فوراً یہاں آجاؤ۔ یہ بات سوائے میرے اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ آفاق زبیری کی اہمیت اچانک کیوں بڑھ گئی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا تمہیں سر سلطان صاحب نے بتایا تھا کہ آفاق زبیری کی اہمیت اچانک کیوں بڑھ گئی ہے"...... عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ وہ بس ہر بار آپ کے ہی بارے میں پوچھتے تھے۔ انہوں نے اور میں نے آپ کو کئی بار کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہر بار آپ کے سیل فون کے آؤٹ آف رینج ہونے کا ہی سگنل مل رہا تھا۔ شاید آپ کسی ایسے مقام پر تھے جہاں پر سیل فون کے سگنل نہیں تھے اور آپ نے جس مقام کے بارے میں بتایا ہے وہاں واقعی نہ کوئی سیل فون کام کرتا ہے اور نہ ہی شارٹ رینج

ٹرانسمیٹر کیونکہ وہ سارا علاقہ گھنے درختوں میں گھرا ہوا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے"...... عمران نے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے آپ کا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں پہلے ہی اس گورکھ دھندے کو سمجھ نہیں پا رہا ہوں اور اب سر سلطان نے نئی الجھن پیدا کر دی ہے کہ آفاق زبیری کی اہمیت بڑھ گئی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بلیک زیرو کو بتایا کہ وہ سر سلطان سے ملنے جا رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی کار میں سوار سیکرٹریٹ کی جانب اڑا جا رہا تھا اور پھر آدھے گھنٹے بعد وہ سر سلطان کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

"اگر سلطان معظم صاحب کو گراں نہ گزرے تو یہ عمران اپنی عمرانی سی صورت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتا ہے"۔ عمران نے دروازے پر آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر سلطان جو ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے اس کی آواز سن کر چونک پڑے۔

"اوہ۔ عمران بیٹا تم۔ آؤ۔ آجاؤ"...... سر سلطان نے کہا تو عمران آگے بڑھ آیا۔

"بیٹھو"...... سر سلطان نے کہا تو عمران میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور سر سلطان کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

''کیا دیکھ رہے ہو''...... سر سلطان نے اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہ کہ آپ کا نام سر سلطان ہے۔ میرا مطلب ہے کہ آپ سلطان کے بھی سر ہیں لیکن مجھے آپ کے کاندھوں پر صرف سر ہی دکھائی دے رہا ہے۔ سلطانوں والا جاہ و جلال آپ کے چہرے پر دکھائی ہی نہیں دے رہا اور میں آپ کے چہرے پر جاہ و جلال ہی ڈھونڈھنے کی کوشش کر رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''تو پھر اس کوشش میں تم ہمیشہ ناکام ہی رہو گے۔ میں جاہ و جلال والا سلطان نہیں ہوں۔ محض نام کا ہی سلطان ہوں اور حکومت نے مجھے سر کا خطاب دے کر سر سلطان بنا دیا ہے''۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حکومت کے پاس کوئی کام نہ ہو تو یہی کرتی ہے جسے چاہے اٹھا کر سر بنا دیتی ہے۔ آپ کو سر کا خطاب دیا اچھا کیا لیکن انہوں نے یہی خطاب ڈیڈی کو دے کر میرے لئے بھی انہیں سر ڈیڈی بنا دیا ہے اور وہ سر بن کر ہر وقت میرے سر پر ہی سوار رہنے کی کوشش کرتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''سر ڈیڈی نہیں۔ سر عبدالرحمٰن''...... سر سلطان نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

''میں ان کا بیٹا ہوں۔ اب میں تو انہیں سر عبدالرحمٰن نہیں کہہ سکتا نا۔ میرے لئے تو وہ سر ڈیڈی ہی ہیں''...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو''...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اللہ کا شکر ہے۔ آپ ہنسے تو ورنہ جس طرح فون پر آپ پریشان تھے مجھے بھی سنجیدہ ہونے کا دورہ پڑنے والا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ معمولی باتوں سے پریشان ہونے والے تو نہیں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں عمران بیٹا۔ جب ڈاکٹر عبدالغنی نے مجھے فون کر کے پہلی بار آفاق زبیری کے بارے میں بتایا تو میں نے ان کی باتوں کو زیادہ اہمیت نہ دی۔ کیونکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری تم نے لے لی تھی اور مجھے یقین تھا کہ تمہارے ہوتے ہوئے آفاق زبیری کو کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ پہلے مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کوئی ملکی اہمیت کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ اب جبکہ انہیں اغوا کر لیا گیا ہے تو یہ بات معلوم ہوئی ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''اور وہ بات کیا ہے''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''سابق چیف سیکرٹری نے کچھ بہت اہم کاغذات ان کے حوالے کئے تھے اور ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ کاغذات مجھ تک

پہنچا دیں۔ دراصل ان کی نظروں میں آفاق زبیری بہت بااعتماد آدمی تھے۔ کسی اور پر وہ اعتبار نہ کر سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے وہ کاغذات ان کے حوالے کر دیئے اور اتفاق سے اسی روز سابق چیف سیکرٹری ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں فوری طور پر ریسکیو ٹیم نے ہسپتال پہنچانے کی کوشش کی لیکن وہ زخموں کی تاب نہ لا کر راستے میں ہی انتقال کر گئے۔ آفاق زبیری، سابق چیف سیکرٹری کے معتمد خاص تھے۔ اس لئے انہوں نے وہ دستاویزات آفاق زبیری کو اپنی رہائش گاہ میں بلا کر خفیہ طور پر دیئے تھے اور اس بات کا علم کسی تیسرے فرد کو نہیں تھا''...... یہاں تک کہہ کر سر سلطان خاموش ہو گئے۔

''تب پھر آفاق زبیری نے وہ کاغذات فوری طور پر آپ تک کیوں نہ پہنچائے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سابق چیف سیکرٹری کی موت آج سے ایک ماہ پہلے ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک خط لفافے میں بند کر کے اپنی بیوی کو دیا تھا کہ وہ خط مجھے پہنچا دیا جائے لیکن ان کی بیوی اپنے شوہر کی اندوہناک موت کے صدمے کی وجہ سے وہ خط مجھ تک پہنچانا بھول گئی۔ اس طرح ایک ماہ گزر گیا۔ اب کل ان کی بیوی کو وہ خط یاد آیا تو اس نے فوراً مجھ تک وہ خط پہنچایا اور معذرت بھی مانگی۔ میں نے جب اس خط کو کھول کر پڑھا تو میری سٹی گم ہو گئی۔ کیونکہ آفاق زبیری کو اغوا کیا جا چکا تھا۔ پھر یہ اطمینان بخش خبر سنی کہ تم لوگ

مجرموں کے تعاقب میں ہو۔ اس لئے میں بار بار تم لوگوں کو فون کرتا رہا''...... سر سلطان نے کہا۔

''ہم انہی مجرموں کے ساتھ الجھے ہوئے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ آفاق زبیری صاحب نے وہ کاغذات فوری طور پر آپ تک کیوں نہیں پہنچائے''...... عمران نے کہا۔

''چیف سیکرٹری کا خط ملنے کے بعد میں نے صاحب کے گھر والوں سے رابطہ کیا۔ ان کی ڈائریاں وغیرہ چیک کرائیں ایک ماہ پہلے کی تاریخ میں انہوں نے لکھا ہے۔ میں وہ کاغذات لے کر سر سلطان کے پاس جا رہا تھا کہ راستے میں مجھ پر کچھ نامعلوم افراد نے حملہ کیا اور کاغذات چھین لئے۔ اب میں انتہائی شرمندہ ہوں کہ سر سلطان کو یہ بات کس طرح بتاؤں۔ نہیں۔ میں انہیں یہ بات نہیں بتاؤں گا۔ میرے اور چیف سیکرٹری کے علاوہ اس راز سے واقف ہی کون ہے جب کوئی اور واقف ہی نہیں ہے تو مجھ پر کون شک کرے گا اور پھر یہ سب میری کسی غلطی سے تو ہوا نہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھ پر حملہ ہو جائے گا تاہم یہ بات مجھے حد درجہ پریشان کر رہی ہے کہ بہت قیمتی کاغذات دشمنوں کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔ اللہ مجھے معاف فرمائے''...... یہاں تک کہہ کر سر سلطان خاموش ہو گئے۔

''اس کا مطلب ہے یہ لوگ جو آفاق زبیری صاحب کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں وہ انتقام کے لئے نہیں۔ ان کاغذات کے لئے

ان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔لل۔لیکن پھر وہ ان سے اگلوانا کیا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ اگلوانا کیا چاہتے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی''۔ سر سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

''ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان کے دشمن ان سے کوئی بات اگلوانے کے لئے ان پر ظلم کر رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے پوری بات بتاؤ عمران۔ مجھے نہیں معلوم سابقہ چیف سیکرٹری نے جو کاغذات ان کے حوالے کئے تھے۔ ان کی اہمیت کیا ہے لیکن میرا خیال ہے۔ وہ بے حد اہم دستاویزات ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''پھر۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آفاق زبیری کو تلاش کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ انہیں ہر صورت میں تلاش کرو۔ وہ دستاویزات کس اہمیت کے حامل تھے ان کے سوا کوئی نہیں جانتا''...... سر سلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں عمران بیٹا۔ کوشش نہیں۔ تمہیں ہر صورت میں آفاق

زبیری کو تلاش کرنا ہے اور بس''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں میں آفاق زبیری کو تلاش کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دوں گا''...... عمران نے کہا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا رہا اور پھر اس نے سر سلطان سے چیف سیکرٹری کا نام اور ان کی رہائش گاہ کا پتہ پوچھا۔ سر سلطان نے اسے بتایا کہ سابق چیف سیکرٹری کا نام حیدر سلطان تھا۔ عمران انہیں بخوبی جانتا تھا۔ اپنے دور میں وہ واقعی ایک بہترین چیف سیکرٹری رہ چکے تھے اور ان کا بہت نام تھا۔ عمران نے سر سلطان سے اجازت لی اور پھر وہ ان کے آفس سے نکلا اور اپنی کار میں آفیسر کالونی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی رہائش گاہ میں تھا۔ اس نے اپنا تعارف انٹیلی جنس آفیسر کے طور پر کرایا تو اسے بڑے احترام سے ڈرائنگ روم میں لا کر بٹھا دیا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوہ اس سے ملنے آ گئی۔ وہ بے حد غمگین دکھائی دے رہی تھیں جیسے شوہر کی ناگہانی موت نے انہیں توڑ کر رکھ دیا ہو۔

''میرا تعلق انٹیلی جنس سے ہے اور میں آفاق زبیری کیس پر کام کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ ہر ممکن تعاون کریں گی''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ فرمائیں۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''دیکھیں۔ بات بہت سیدھی اور صاف ہے۔ محترم حیدر سلطان صاحب کے پاس کچھ بہت اہم دستاویزات تھیں۔ یہ دستاویزات وہ سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو پہنچانا چاہتے تھے لیکن کسی وجہ سے وہ خود یہ دستاویزات لے کر ان کے پاس نہیں جانا چاہتے تھے۔ ان کی نظروں میں آفاق زبیری بہت ایماندار تھے۔ چنانچہ دستاویزات انہوں نے صرف ان کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جس دن دستاویزات آفاق زبیری کو دی گئیں۔ اسی روز حیدر سلطان صاحب ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں چل بسے۔ اب اس راز سے واقف صرف ایک آدمی رہ گیا اور وہ ہیں آفاق زبیری۔ آفاق زبیری وہ دستاویزات سر سلطان کو پہنچانے کے لئے نکلے تو راستے میں ان پر حملہ کیا گیا اور وہ دستاویزات ان سے چھین لی گئیں۔ جس پر وہ بہت پریشان ہو گئے لیکن یہ راز وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتے تھے۔ انہیں ڈائری لکھنے کی عادت تھی اس لئے انہوں نے اس روز کی ڈائری میں اس حادثے کے بارے میں بھی لکھ دیا۔ سر سلطان کے کہنے پر ان کی رہائش گاہ چیک کی گئی تو انہیں وہ ڈائری ملی جس میں ان کا اعتراف نامہ تحریر تھا۔ بہرحال میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ جب اس راز میں کوئی تیسرا شریک نہیں تھا تو پھر آفاق زبیری سے وہ دستاویزات کس طرح چھین لئے گئے۔ میرا مطلب ہے کہ دشمنوں کو اس بات کی خبر کیسے ہوئی کہ ان کے پاس اہم دستاویزات ہیں جنہیں وہ سر سلطان کو دینے جا رہے ہیں''...... عمران نے تفصیل

میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ یہ سوال مجھ سے کیوں کر رہے ہیں۔ میرا آفاق زبیری سے بھلا کیا تعلق''...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آپ پھر میرے سوال پر غور کریں۔ آپ کے شوہر محترم حیدر سلطان صاحب نے دستاویزات آفاق زبیری کو دیں۔ اس بارے میں ان دونوں کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھا پھر آخر آفاق زبیری پر حملہ کیوں ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

''اور میں پھر آپ سے پوچھ رہی ہوں۔ آپ آخر مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔ ان کے چہرے پر اب غصہ لہرانے لگا تھا۔

''اس لئے کہ اس سوال کا جواب میں آپ کے علاوہ اور کسی سے پوچھ ہی نہیں سکتا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی''...... انہوں نے چونک کر اور حیرت سے کہا۔

''دیکھیں محترمہ۔ دستاویزات یہیں اسی گھر میں آفاق زبیری کے حوالے کی گئی تھیں نا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل ٹھیک''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''اور یہ بات بھی درست ہے کہ ان دونوں کے علاوہ یہاں کوئی تیسرا اس راز میں شریک نہیں تھا''...... عمران نے کہا۔

"بالکل ٹھیک"...... بیگم حیدر سلطان نے فوراً کہا۔

"لیکن ایک تیسری چیز گھر میں موجود تھی"...... عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"تیسری چیز۔ کیا مطلب۔ کون سی تیسری چیز"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"حیدر سلطان صاحب کا خط"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر۔ اس سے کیا ہوتا ہے"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"اس خط میں انہوں نے لکھا تھا کہ انہوں نے کچھ بہت اہم دستاویزات آفاق زبیری کے حوالے کی ہیں۔ یہ خط سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو دے دیا جائے اور آپ کو وہ خط سر سلطان کو دینا تھا۔ ایسا ہی ہے نا"...... عمران نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔ میرے شوہر نے وہ خط مجھے دیا تھا تاکہ میں اسے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو دے دوں۔ لیکن میں وہ خط سر سلطان کو دینا بھول گئی۔ دراصل شوہر کی موت نے مجھ پر اس قدر غم طاری کر دیا کہ کیا بتاؤں۔ ایک ماہ بعد جا کر یاد آیا کہ خط پوسٹ کرنا تھا"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"لیکن میں کچھ اور سوچنے پر مجبور ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا"...... بیگم حیدر سلطان نے پوچھا۔

"یہ کہ آپ نے اس خط کا ذکر کسی سے کر دیا۔ اس نے کہا کہ خط ابھی سر سلطان کو نہ دیا جائے۔ پہلے وہ خط کو پڑھے گا۔ چنانچہ

آپ نے خط اسے دے دیا۔ اس نے احتیاط سے خط کھول کر پڑھ لیا۔ پھر یہ ہدایت دی کہ ابھی آپ اس خط کو سر سلطان کے حوالے نہ کریں۔ جب وہ کہے تب کریں۔ اس پر آپ نے اعتراض کیا کہ سر سلطان کیا کہیں گے تو اس شخص نے کہا کہ کہہ دینا غم کی وجہ سے بھول گئی تھی۔ دوسری بات اس نے یہ کہی کہ آپ خط نہ دیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ اس کے بارے میں کون سا کسی کو معلوم ہے لیکن آپ نے اس بات سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ ہو سکتا ہے۔ اس خط کے بارے میں بھی حیدر سلطان صاحب نے کسی کو بتا دیا ہو۔ کیونکہ وہ حد درجے محتاط انسان تھے اور ہر کام منصوبہ بندی سے کرتے تھے اس لئے خط تو سر سلطان کو دینا ہو گا۔ ہاں بھول جانے کا کہا جا سکتا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا"...... یہاں تک کہہ کر عمران خاموش ہو گیا۔

"اف میرے خدا۔ یہ آپ کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون ہے جسے میں نے خط دکھا دیا تھا اور کیوں"...... بیگم حیدر سلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس سوال کا جواب اگر میرے پاس ہوتا تو آپ کے ہاتھوں میں اس وقت ہتھکڑیاں نہ ہوتیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر یہ صرف آپ کا ایک اندازہ ہے"۔ بیگم حیدر سلطان نے غصے سے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس میں شک نہیں۔ یہ ایک اندازہ ہے لیکن میرے اندازے ذرا کم ہی غلط ہوتے ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہوتے تو ہیں نا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہاں ہوتے ہیں۔ بالکل ہوتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اندازہ بھی بالکل غلط ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا یہ اندازہ سو فیصد غلط ہے۔ اس لئے کہ میں نے وہ خط کسی کو نہیں دکھایا تھا۔ میں واقعی بھول گئی تھی''...... بیگم حیدر سلطان نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''اللہ کرے ایسا ہی ہوا ہو''...... عمران نے کہا۔ اس نے انہیں اللہ حافظ کہا اور پھر وہ وہاں سے نکل کر روانہ ہو گیا۔ باہر آتے ہی اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کو کال کرنا شروع کر دیا۔

''یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ عمران نے اسے ساری بات بتائی جسے سن کر ٹائیگر حیران رہ گیا۔

''کیا واقعی یہ آپ کا اندازہ ہے یا آپ نے یہ بات یونہی کہہ دی تھی۔ اوور''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔ یہ میرا اندازہ ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تب پھر یہ اندازہ غلط نہیں ہو گا۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بہرحال تم فوراً سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچ جاؤ۔ تمہیں یہاں کی کڑی نگرانی کرنی ہے اور یہاں آنے والوں کی بھی نگرانی کرنی ہے۔ یہاں سے کوئی کہاں جاتا ہے۔ مجھے یہ ساری معلومات چاہئیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے کار ایک بار پھر آگے بڑھائی اور پھر اس کی کار برق رفتاری سے اڑی جا رہی تھی۔ جلد ہی وہ سیکرٹریٹ کے ٹاپ سیکریٹ سیل میں داخل ہو رہا تھا۔ ٹاپ سیکریٹ سیل کے ریکارڈ روم کا انچارج اسلم درانی تھا جو عمران کو بخوبی جانتا تھا۔ اس نے عمران کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔

''مجھے سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی پرسنل فائل درکار ہے۔ وہ فائل جس میں ان کی پرسنل معلومات ہیں۔ یہ کہاں پیدا ہوئے۔ کہاں تعلیم حاصل کی اور وہ کب چیف سیکرٹری کے عہدے تک پہنچے۔ ساری کی ساری ڈیٹیل چاہئیں مجھے اور وہ بھی فوراً''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر۔ چند منٹ لگیں گے''...... اسلم درانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فائل اس کے سامنے رکھ دی گئی۔

'' عمران صاحب۔ میں نے ذاتی دوستی کی وجہ سے یہ فائل

آپ کو لا کر دی ہے۔ ورنہ کسی بھی آفیسر کی فائل غیر متعلق شخص ک
دکھانا جرم تصور کیا جاتا ہے اور آپ نے تو ڈائریکٹ مجھ سے چیف
سیکرٹری کی فائل نکلوائی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا ک
آپ یہ فائل یہاں سے نہ لے جائیں۔ یہیں بیٹھ کر پڑھ لیں ہاں
اس کے بعض حصوں کی فوٹو کاپی اگر درکار ہیں تو وہ آپ کو کرا د
جائے گی''...... اسلم درانی نے کہا۔

''شکریہ۔ میں بس اسے یہیں دیکھ لوں گا''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا پھر وہ اس فائل میں گم ہو گیا۔ فائل پڑھ
اسے شدید حیرانی ہو رہی تھی۔ اس نے اسلم درانی سے کہہ
چند صفحات کی فوٹو کاپی کروائی اور پھر وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔
دانش منزل کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے کار دانش منزل کی طرف
جانے والی سڑک کی جانب موڑی ہی تھی کہ اچانک ایک سیاہ رنگ
کی کار تیزی سے اس کی کار کے قریب سے گزری۔ دوسرے
ماحول یکلخت مشین گن کی تیز ریٹ ریٹ کی آواز سے گونج اٹھا
گولیاں ٹھیک عمران کی کار پر پڑیں اور ماحول انسانی چیخوں
گونج اٹھا۔

سیاہ کار سے عمران کی کار پر فائرنگ ہوئی تھی۔ گولیاں عمران ک
کار سے ٹکرا کر اچٹتی ہوئی فٹ پاتھ کی طرف چلی گئی تھیں جہاں
چند راہ گیر موجود تھے اور وہ گولیاں ان راہگیروں کو چاٹ گئی تھیں
جن کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا تھا۔ عمران نے فوراً کار کو بریک
لگائے اور کار سڑک کی سائیڈ پر روک لی لیکن دوسرے لمحے اس نے
کار پھر بڑھائی اور پھر وہ دور جاتی ہوئی سیاہ کار کی طرف کار دوڑا
لے گیا۔

سیاہ کار کی رفتار بے حد تیز تھی۔ ڈرائیور جیسے کار ہوا میں اُڑائے
لے جا رہا تھا لیکن عمران کی کار بھی سپورٹس کار تھی۔ وہ رفتار بڑھاتا
ہوا سیاہ کار کے عقب میں پہنچ گیا اگرچہ سیاہ کار کا ڈرائیور خاصا ماہر
ڈرائیور تھا لیکن وہ عمران جتنا ماہر ہرگز نہیں تھا۔ نتیجہ یہ کہ جلد ہی
عمران اس تک پہنچ گیا۔ اب دونوں کاریں ساتھ ساتھ چل رہی
تھیں۔ عمران اپنی کار، سیاہ کار کی سائیڈ پر لے آیا۔ اس نے دیکھ

کار میں دو آدمی سوار تھے۔ ایک کار چلا رہا تھا اوردوسرا بے فکری کے عالم میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھنے میں وہ دونوں عام اور بے ضرر سے آدمی لگ رہے تھے۔ عمران نے اپنی کار اس کار کے آگے لے جا کر یکلخت سڑک پر ترچھی کر کے روک لی۔ اس کی کار کے رکتے ہی سیاہ کار کے ڈرائیور نے بھی فوراً بریک لگا دیئے۔ اس کی کار کے ٹائر احتجاجاً چیختے ہوئے اور سڑک پر سیاہ لکیریں سی بناتے ہوئے یکلخت جم کر رک گئے۔ عمران فوراً کار سے نکلا اور تیز تیز چلتا ہوا ان کی کار کی طرف آ گیا۔

''کار سے باہر نکلو۔ جلدی''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کیوں جناب۔ ہم نے کیا کیا ہے۔ آپ کون ہیں''۔ ڈرائیور نے چیختے ہوئے کہا۔

''تمہاری کار میں سے مجھ پر فائرنگ کی گئی ہے۔ نکلو باہر جلدی۔ ورنہ......'' عمران نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہمیں آپ کی کار پر فائرنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کافی دیر سے ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔ کیا ہماری کار ایک لمحے کے لئے بھی آپ کی نگاہ سے اوجھل ہوئی تھی''...... دوسری سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا تو نہیں ہوا''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ نے ہمیں فائرنگ کرتے دیکھا تھا''...... اس نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ فائرنگ اسی کار سے کی گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ آپ کو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم شریف آدمی ہیں۔ بہرحال اگر آپ کو شک ہے تو آپ بے شک پولیس کو بلا لیں اور ان سے کہیں کہ ہماری تلاشی لے لیں۔ اگر ہمارے پاس سے کوئی بھی گن برآمد ہوئی تو آپ ہمیں اسی وقت گرفتار کرا دینا''...... ڈرائیور نے کہا اور دونوں کار سے باہر نکل آئے۔

''میرا تعلق پولیس سے ہی ہے''...... عمران نے غرا کر کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''اوہ۔ پھر آپ خود ہی ہمیں چیک کر لیں''...... دوسرے آدمی نے کہا تو عمران نے پہلے ڈرائیور اور پھر اس آدمی کی تلاشی لی۔ ان کے پاس کوئی گن نہ تھی۔ عمران نے ان کی کار کی تلاشی لی لیکن کار میں بھی اسے اسلحے کا نام و نشان تک نہ ملا۔ وہ چکرا گیا۔ اس نے ایک بار پھر ان دونوں کی تلاشی لی۔ لیکن کچھ نہ ملا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''یہ ایسے ہو سکتا ہے جناب کہ وہ کوئی اور سیاہ کار ہو گی اور آپ اس کار کی بجائے ہمارے پیچھے آ گئے ہوں گے''...... ڈرائیور نے کہا۔

"اس وقت وہاں آس پاس کوئی اور سیاہ کار نہیں تھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے فائرنگ اس کار سے ہوتے دیکھی ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس بات کو ثابت کریں کہ ہم نے ہی آپ پر فائرنگ کی تھی"...... دوسرے آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

"آپ اپنی دستاویزات دکھائیں"...... عمران نے کہا تو ڈرائیور نے کار میں جا کر کار کا ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے اپنا آئی ڈی کارڈ اور کار کے کاغذات نکال کر عمران کو دے دیئے۔ دوسرے آدمی نے بھی اپنا آئی ڈی کارڈ نکال کر عمران کو دے دیا۔ ان میں سے ایک کا نام رستم تھا دوسرے کا سہراب۔ گاڑی کے کاغذات بھی پورے تھے۔

"کیا اب ہم جا سکتے ہیں"...... رستم نے اس کی طرف دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں۔ مجھے ایک بار پھر تمہاری کار کی تلاشی لینی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہماری کار میں کچھ نہیں ہے۔ آپ بلاوجہ ہمارا اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں"...... سہراب نے منہ بنا کر کہا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔ اس نے جیب سے پین نکالا اور اس کے کیپ کو مخصوص انداز میں گھما کر اوپر و حصہ انگوٹھے سے پریس کیا تو پین پر لگے دو چھوٹے بلب

جلنے بجھنے لگے۔

"اب یہ کیا ہے"...... سہراب نے چونک کر کہا۔

"سپیشل ڈیٹیکٹر"...... عمران نے کہا۔

"اس سے کیا ہو گا"...... رستم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ اسلحہ ٹریس کرنے کا آلہ ہے"...... رستم نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں یہی بات ہے"...... عمران نے کہا۔ اس نے کار کے مختلف حصوں کو پین سے چیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اچانک پین سے تیز سیٹی کی آواز نکلی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"گڈ شو۔ تمہاری کار واقعی بے حد شاندار ہے۔ سپیشل بنوائی گئی ہے۔ اسلحہ یہاں ہے۔ اس جگہ خفیہ خانہ موجود ہے"...... عمران نے ڈیش بورڈ کے نیچے والے حصے میں موجود ایک اور خفیہ خانہ کھولتے ہوئے کہا۔ اس خفیہ خانے میں اسے دو مشین پسٹل دکھائی دیئے۔ اس نے دونوں مشین پسٹل نکال لئے۔ وہ مشین پسٹل لے کر رستم اور سہراب کی طرف مڑا اور پھر یہ دیکھ کر اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی کہ مشین پسٹل برآمد ہوتے ہی ان دونوں نے یکلخت سڑک پر دوڑ لگا دی تھی۔

"بچ کر کہاں جاؤ گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین پسٹل سے ان دونوں پر باری باری ایک ایک گولی چلائی

تو وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر گرے اور بری طرح سے تڑپنے لگے۔ عمران نے ان کی ٹانگوں پر گولیاں مار دی تھیں۔ وہ تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھا اور پھر ان کے سروں پر پہنچ گیا۔

''کیا ہوا۔ تم تو بہت دلیر بن رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''بس کیا کریں۔ غبارے سے ہوا نکل گئی ہے''...... سہراب نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''چلو۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہارے غباروں میں پھر سے ہوا بھر دوں گا''...... عمران نے مشین پسٹل جیب میں ڈال کر ان دونوں کو گردنوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں کھینچتا ہوا ان کی کار تک لے آیا اور زبردستی انہیں ان کی کار میں ڈال دیا۔

''اب تم کار چلا کر میرے ساتھ چلو گے۔ اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو مجھے تمہارے سروں میں گولیاں اتارنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا۔ بے موت مرنا نہیں چاہتے تو جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا کرو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری ہدایات پر عمل کریں گے''...... سہراب نے کراہتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میں تمہیں جہاں لے جا رہا ہوں وہاں سب سے پہلے تمہاری مرہم پٹی کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی میں تم سے بات کروں گا''...... عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اپنی کار میں آیا تو انہوں نے کار آگے بڑھا دی۔

عمران ان کی کار کے ساتھ ساتھ اپنی کار چلانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمران کے ساتھ رانا ہاؤس میں داخل ہو رہے تھے۔

''جوزف، جوانا۔ ان دونوں کو کار سے نکال کر بلیک روم میں لے جاؤ اور ان کی مرہم پٹی کرو''...... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور آگے بڑھ کر انہوں نے دونوں زخمیوں کو کار سے نکالا اور انہیں لے کر بلیک روم کی طرف چلے گئے۔ عمران نے ایک بار پھر ان کی کار کی باریک بینی سے تلاشی لی لیکن اسے کار میں اور کچھ نہ ملا۔ پھر وہ بلیک روم کی طرف بڑھا۔ جوزف اور جوانا بلیک روم میں ان دونوں کی ٹانگوں پر مرہم پٹی کر رہے تھے۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں ان کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا کے ساتھ ساتھ بلیک روم کی دیواروں پر ایذاء رسانی کے پرانے اور جدید آلات دیکھ کر ان دونوں کی حالت غیر ہونا شروع ہو گئی تھی اور ان کے چہروں پر موت کا سا خوف دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم ہمیں کہاں لے آئے ہو اور یہ دونوں دیو کون ہیں''...... سہراب نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے ٹھیک کہا۔ یہ دونوں دیو ہی ہیں اور دونوں ہی آدم خور ہیں۔ جس طرح بلی چوہے کو پکڑ کر اس سے کھیلتی ہے اور پھر اسے تھکا کر اس کے ٹکڑے کر کے کھا جاتی ہے یہ دونوں بھی ایسے ہی دیو ہیں۔ یہ پہلے تم جیسے تھرڈ کلاس بدمعاشوں کو شدید ترین اذیتیں

دے کر خوش ہوں گے اور پھر تم دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جائیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے رنگ زرد پڑ گئے۔

''کک کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو''...... رستم نے خوف بھری نظروں سے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یقین نہیں تو ابھی دیکھ لینا۔ یہ تمہاری بینڈ تج کریں گے اور پھر کوڑا لے کر آ جائیں گے۔ تم دونوں منحنی سے ہو اس لئے چند کوڑوں سے ہی تمہاری کھال اتر جائے گی پھر یہ تمہارے زخموں پر نمک مرچ ڈالیں گے تمہاری چیخیں سننے کے لئے۔ پھر تمہیں تڑپا تڑپا کر مارنے کے لئے یہ گرم سلاخوں سے تمہارے جسم کو داغیں گے پھر بھی انہیں سکون نہ آیا تو یہ خنجر سے تم دونوں کا ایک ایک رعشہ الگ کر دیں گے۔ پہلے تمہاری ناک کاٹیں گے، پھر کان، پھر یہ تمہارے گال کاٹ دیں گے اور اس کے بعد یہ اپنی انگلیاں نیزوں کی طرح تمہاری آنکھوں میں گھسا دیں گے اور تمہاری دونوں آنکھیں نکال دیں گے۔ اس کے بعد یہ اس وقت تک نہیں رکیں گے جب تک تمہارے جسم سے ایک ایک حصہ کٹنے کے بعد تمہاری جان نہیں نکل جاتی''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ان دونوں کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔

''تت۔ تت۔ تم ہمیں ڈرا رہے ہو''...... رستم نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈرا نہیں رہا ان دونوں کے وحشیانہ انداز کے بارے میں بتا رہا ہوں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ہمیں ان سے بچا لو۔ ہم اس قدر شدید اذیتیں برداشت نہیں کر سکیں گے''...... سہراب نے کہا۔

''تو پھر جو سچ ہے وہ بتا دو۔ سچ بولنے والوں کے لئے یہ بے ضرر ہیں''...... عمران نے کہا۔

''بس پیسے لے کر جرم کرتے ہیں۔ کسی نے بڑی رقم دی تھی تمہیں ہلاک کرنے کے لئے''...... سہراب نے کہا۔

''یقین نہیں آیا۔ دوسری کہانی سناؤ''...... عمران نے کہا۔

''ایک ہی کہانی ہے۔ جو سنا دی۔ یقین نہیں تو چل کر ہمارے گھر کی تلاشی لے لیں۔ وہاں بڑی رقم مل جائے گی''...... سہراب نے کہا۔

''میں تمہارے گھر ضرور جاؤں گا۔ فکر نہ کرو۔ یہ بتاؤ مجھے ہلاک کرنے کے لئے تمہیں رقم کس نے دی تھی اور کتنی رقم تھی''۔ عمران نے پوچھا۔

''ہم دونوں کو دس دس لاکھ ملے تھے ایڈوانس اور اتنے ہی کام پورا ہونے کے بعد ملنے والے تھے اور یہ رقم ہمیں نامعلوم شخص نے ہمارے فلیٹ کے دروازے پر پہنچائی تھی۔ کوئی ہمارے دروازے پر دو بریف کیس رکھ کر چلا گیا تھا اور پھر ہمیں اس انجان آدمی نے کال کر کے کام بتایا تھا۔ بریف کیس میں ایک لفافہ تھا جس میں

تمہاری تصویر اور تمہارے بارے میں مکمل معلومات تھیں۔ ہم صبح سے ہی تمہارا پیچھا کر رہے تھے اور موقع کی تلاش میں تھے کہ تمہیں کب اور کہاں نشانہ بنائیں''...... سہراب نے کہا۔

''کیا تم پہلے بھی ایسے کام کرتے رہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں یہ ہمارا پیشہ ہے''...... رستم نے کہا۔

''کیا پہلے کبھی کسی کو قتل کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں کئی قتل ہو چکے ہیں۔ ہم ماسٹر کلرز ہیں''...... رستم نے کہا۔

''تو تم جرم قبول کر رہے ہو''...... عمران نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں بالکل''...... ان دونوں نے بے فکری سے ایک ساتھ کہا۔

''لیکن بات اس طرح ختم نہیں ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... انہوں نے پوچھا۔

''نامعلوم آدمی والی بات حلق سے نہیں اتر رہی۔ اس نے تمہیں کس نمبر سے کال کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ اب وہ نمبر ہمارے پاس نہیں ہے''...... رستم نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اس نے کہا تھا کہ بات ختم ہوتے ہی ہم اس کا نمبر اپنے سیل فون سے ڈیلیٹ کر دیں۔ ہمیں چونکہ بیس لاکھ روپے ایڈوانس مل

ملے تھے اس لئے ہم اس کا کام کرنے کے لئے رضا مند ہو گئے تھے اور ہم اس کی ہدایات پر بھی عمل کر رہے تھے''...... رستم نے کہا۔ عمران ان سے مختلف سوال کرتا رہا۔ وہ اسے ہر بات کا تسلی بخش جواب دے رہے تھے۔ بلیک روم میں موجود ایذاء رسانی کے آلات اور خاص طور پر جوزف اور جوانا کا ان پر خوف غالب تھا اس لئے عمران نے ان کے چہرے اور آنکھوں میں دیکھ لیا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہے۔ جب عمران نے ان سے مکمل انکوائری کر لی تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں واپس جا رہا ہوں۔ میری اگلی ہدایات تک ان دونوں کا خیال رکھنا''...... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ لیکن معاملہ کیا ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''واپس آ کر بتاؤں گا۔ ابھی مجھے جلدی ہے''...... عمران نے جواب دیا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا واقعی ان دونوں نے تم پر حملہ کیا تھا ماسٹر''...... جوزف نے پوچھا۔

''ہاں۔ گولیاں چلانے والے ہاتھ انہی کے تھے لیکن گولیاں چلوانے والا کوئی اور تھا۔ جب تک مجھے وہ آدمی نہیں مل جاتا ان کا زندہ رہنا ضروری ہے اس لئے میرے جانے کے بعد تم دونوں ان سے کوئی سوال نہیں کرو گے اور نہ انہیں کوئی اذیت دو گے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف اور

جوانا نے یہ بات سن لی تھی کہ ان دونوں نے اس پر جان لیوا حملہ کیا تھا۔ دونوں کے چہروں پر رستم اور سہراب کے لئے نفرت اور غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اگر وہ انہیں یہ بات نہ کہتا تو اس کے جانے کے بعد وہ رستم اور سہراب پر پل پڑتے اور واقعی ان کے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دیتے۔

''تم منع کر رہے ہو اس لئے ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے ماسٹر۔ ورنہ تمہارے جانے کے بعد میں ان کی ایک ایک ہڈی توڑ دیتا اور انگلیاں مار کر ان کی کھوپڑیوں میں سوراخ کر دیتا''...... جوانا نے کہا۔

''اور میں ان دونوں کی کھال اتار لیتا۔ ان کی آنکھیں نوچ لیتا اور ان کے وہ ہاتھ توڑ دیتا جن سے انہوں نے تم پر فائرنگ کی تھی باس''...... جوزف نے کہا۔

''میں نے تمہارے چہروں پر غصہ دیکھ لیا تھا۔ اسی لئے منع کر رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ افریقی زبان میں باتیں کر رہے تھے اس لئے رستم اور سہراب ہونقوں کی طرح ان کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں ان کی باتوں کی کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی۔ عمران بلیک روم سے نکلا اور پھر وہ اپنی کار میں سوار ہو کر ایک بار پھر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ ایک بار پھر دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔

''کیا ہوا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری

تفصیل بتا دی۔

''پہلے ہم اس معاملے کو انتقام کا معاملہ سمجھ رہے تھے اور یہ اس بناء پر تھا کہ آفاق زبیری نے ہمیں سرحد پار کرنے والے کافرستانی ایجنٹ کی فرضی کہانی سنائی تھی لیکن اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے کیونکہ سر سلطان سے ملنے کے بعد دستاویزات والی بات سامنے آئی ہے جو چیف سیکرٹری نے آفاق زبیری کو دیئے تھے کہ وہ یہ دستاویزات حفاظت کے ساتھ سر سلطان کو پہنچا دیں لیکن وہ دستاویزات سر سلطان تک پہنچنے کی بجائے مجرموں تک پہنچ گئیں۔ اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر آفاق زبیری سے دستاویزات مجرموں نے حاصل کر لی تھیں تو پھر انہیں اغوا کر کے ان سے وہ مزید کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ پہلے ان پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے ہیں۔ اگر یہ لوگ ان سے کچھ اگلوانا چاہتے تھے تو پھر تو صرف اور صرف انہیں اغوا کی کوشش کرنی چاہئے تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں یہ بات ابھی تک میری سمجھ میں بھی نہیں آئی لیکن اس سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سابقہ چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کے پاس کس نوعیت کی دستاویزات بھیجنا چاہتے تھے۔ ابھی ہمیں یہ پتا نہیں چلا کہ وہ دستاویزات ان تک کیسے پہنچی تھیں۔ بہرحال وہ دستاویزات وہ سر سلطان کو پہنچانا چاہتے تھے اور یہ کام انہوں نے آفاق زبیری کو سونپا تھا۔ شاید آفاق زبیری سے

ان کے دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ ان کے ماتحت بھی رہے ہوں گے۔ بہرحال انہوں نے وہ دستاویزات آفاق زبیری کو دے دیں اور اپنے طور پر انہوں نے سر سلطان کو ایک خط بھی لکھ دیا کہ آفاق زبیری کے پاس چند اہم دستاویزات ہیں جو وہ انہیں جلد ہی پہنچا دیں گے۔ انہوں نے ایک خط لکھ کر اپنی بیگم کو بھی دیا تھا کہ وہ اسے سر سلطان کو پہنچا دیں لیکن حیدر سلطان صاحب کی بیگم وہ خط سر سلطان کو دینا بھول گئیں۔ ادھر آفاق زبیری کی ڈائری سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ دستاویزات لے کر سر سلطان کی طرف روانہ ہوئے تو نامعلوم حملہ آوروں نے دستاویزات ان سے چھین لیں۔ اب شرمندگی کی وجہ سے وہ یہ بات سر سلطان کو نہ بتا سکے نہ ہی انہوں نے سر سلطان سے رابطہ کیا۔ وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گئے کہ اس راز سے کوئی تیسرا تو واقف ہے نہیں۔ لہٰذا سر سلطان کو کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ حیدر سلطان نے ایک خط اس سلسلے میں سر سلطان کے نام بھی لکھ دیا تھا۔ بہرحال انہوں نے اپنی شرمندگی کا ذکر اپنی ڈائری میں کر دیا۔ یہ ہے کل کہانی۔ اس کہانی میں سب سے بڑی الجھن یہ ہے کہ اگر دستاویزات آفاق زبیری صاحب سے چھین لی گئی تھیں تو پھر اب کچھ لوگ ان کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں اور وہ ان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں یا پہلے وہ ان پر قاتلانہ حملے کیوں کرتے رہے ہیں۔ یہ باتیں بہت الجھن پیدا کر رہی ہیں اور کچھ سمجھائی نہیں دے رہا''...... عمران

نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ایک اور بات پریشان کن ہے عمران صاحب کہ آخر ان حملہ آوروں کو ان دستاویزات کے بارے میں کس طرح پتا چل گیا۔ جنہوں نے دستاویزات آفاق زبیری سے چھینی تھیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اور تمہارے اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوی بھی اس راز سے واقف تھی''...... عمران نے کہا۔

''میرا بھی اسی پر شک ہے۔ سابق چیف سیکرٹری صاحب کی بیوی نے شاید وہ خط کھول کر پڑھ لیا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ خط میں کیا بات لکھی ہے۔ لہٰذا اس نے نہ صرف خط روک لیا بلکہ کال کر کے کسی دشمن کو بھی بتا دیا کہ دستاویزات آفاق زبیری کے پاس ہیں۔ اسی بناء پر آفاق زبیری پر حملہ کیا گیا اور ان سے دستاویزات چھین لی گئیں۔ اب وہ دشمن کون ہے۔ سابق چیف سیکرٹری کی بیوی کا اس سے کیا تعلق ہے اور اس نے یہ اہم معلومات دشمنوں کو کیوں فراہم کیں یہ حیران کن ہے۔ شاید سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوی شروع سے دشمنوں کے ساتھ ملی ہوئی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی سب میرے ذہن میں بھی موجود ہے۔ اس معاملے میں سارا شک سابق چیف سیکرٹری کی بیگم پر ہی جاتا ہے''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''بس تو پھر اصل مجرمہ حیدر سلطان کی بیوی ہی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کی نگرانی ٹائیگر کر رہا ہے۔ اب مجھے اس سے مل کر دو ٹوک بات کرنا ہو گی۔ مجھے یہ عورت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ ادھر آفاق زبیری دشمنوں کے قبضے میں ہیں جبکہ دستاویزات ان کے پاس نہیں ہیں تو اب وہ لوگ ان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''بہت الجھا ہوا کیس ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ کیس تو واقعی الجھا ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے پوری ٹیم کو آفاق زبیری، کرنل کاشارا اور ریڈ مارٹن کی تلاش میں لگا رکھا ہے لیکن کسی طرف سے کوئی حوصلہ افزاء رپورٹ نہیں ملی ہے۔ تنویر کے ساتھ میں نے کیپٹن شکیل کو اس فیکٹری میں بھیجا تھا جہاں کرنل کاشارا تنویر کو لے گیا تھا لیکن کرنل کاشارا وہاں موجود نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا وہاں ملنا ناممکن تھا''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید بات ہوتی اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو عمران نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔

''ٹائیگر کی کال ہے''...... عمران نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھ کر کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے کال رسیونگ بٹن پریس کیا اور پھر سیل فون کان سے لگانے کی بجائے اس نے سیل فون کا اسپیکر آن کر دیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کوئی رپورٹ''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ ایک مشکوک آدمی سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی رہائش گاہ میں داخل ہوا ہے۔ اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے اس انداز میں چاروں طرف کا جائزہ لیا تھا جیسے وہ یہ دیکھنا چاہتا ہو کوئی اس گھر کی نگرانی تو نہیں کر رہا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کسی طرح فوراً اندر پہنچ کر ان کی باتیں سننے کی کوشش کرو۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کی تصویر بھی بنا لینا اور گفتگو ریکارڈ ہو جائے تو بہت اچھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کوشش نہیں۔ یہ کام ہر صورت میں ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے رابطہ ختم کر دیا اور پھر سیل فون جیب میں ڈالتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''مجھے ابھی اور اسی وقت حیدر سلطان کی رہائش گاہ پر جانا ہے۔ شاید ان کی بیوی نے پریشانی کے عالم میں کسی کو فون کیا ہے اور وہ اس سے ملنے آیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں چلوں آپ کے ساتھ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ ٹائیگر ہے میرے ساتھ۔ ضرورت پڑی تو میں کال کر کے جولیا یا کسی کو بلا لوں گا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

ریڈ مارٹن نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ایک کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ کرنل کاشارا اسے لے کر ایک محفوظ ٹھکانے پر آ گیا تھا۔ اس نے آفاق زبیری کو بے ہوشی کی حالت میں اس ٹھکانے کے تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا اور اسے ریسٹ کرنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا تھا اور ریڈ مارٹن تھکاوٹ کی وجہ سے کمرے میں جاتے ہی سو گیا۔ جب وہ سو کر اٹھا تو اسے معلوم ہوا کہ کرنل کاشارا نے باہر سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ جس پر ریڈ مارٹن کو بے حد غصہ آ رہا تھا۔

ریڈ مارٹن کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کرنل کاشارا نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا تھا اور اسے اس کمرے میں کیوں قید کر دیا تھا۔ اگر کرنل کاشارا کا تعلق کافرستانی ایجنسی ساکال سے تھا تو وہ بھی اسی ایجنسی کے لئے کام کرتا تھا۔ پھر کرنل کاشارا نے نجانے کیوں اسے قید کر دیا تھا۔ ریڈ مارٹن کو اس کمرے میں قید ہوئے کئی

گھنٹے گزر چکے تھے۔ وہ بار بار دروازے کے پاس جاتا اور زور زور سے دروازے پر ہاتھ مارتا اور چیختا چلاتا لیکن باہر جیسے کوئی اس کی آواز سننے والا کوئی تھا ہی نہیں۔ جس پر ریڈ مارٹن کا غصہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کمرے میں اس کی ضروریات کا تمام سامان موجود تھا۔ اٹیچ واش روم تھا اور کمرے میں ایک بڑا ڈیپ فریزر بھی موجود تھا جس میں خشک خوراک کے بے شمار ڈبے موجود تھے۔ اس میں پھل بھی تھے اور اس کے لئے چائے اور کافی کا سامان بھی وافر مقدار میں موجود تھا۔ اتنا سامان دیکھ کر ریڈ مارٹن کو یقین ہو گیا تھا کہ کرنل کاشارا نے اس کمرے کو اس کے لئے سب جیل بنا کر اسے یہاں قید کر دیا ہے۔

کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا اس دروازے کے علاوہ کمرے میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ روشن دان۔ کولنگ کے لئے کمرے میں اے سی لگا ہوا تھا جس سے فریش ایئر بھی کمرے میں آتی رہتی تھی۔ غرضیکہ ریڈ مارٹن کے لئے وہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی لیکن قید سے بڑھ کر کیا اذیت ہو سکتی تھی۔

”آخر یہ کرنل کاشارا مجھ سے چاہتا کیا ہے۔ نہ وہ مجھے اس کمرے سے باہر نکال رہا ہے اور نہ مجھ سے رابطہ کر رہا ہے۔ آخر وہ ہے کہاں“...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھا۔

”کوئی ہے باہر۔ کوئی میری آواز سن رہا ہے“...... اس نے

دروازے کے قریب جا کر چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور زور سے دروازے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔

”کرنل کاشارا۔ کہاں ہو تم۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ بولو۔ جواب دو مجھے۔ کرنل کاشارا۔ کرنل کاشارا“...... ریڈ مارٹن نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ ریڈ مارٹن کو اس بات کا بھی غصہ تھا کہ وہ آتے ہی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گیا تھا اور جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ اسی کمرے میں بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ کرنل کاشارا نے اس کے سیل فون سمیت اس کی ہر چیز اس سے لے لی تھی۔ سیل فون نہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی سے بات بھی نہ کر سکتا تھا اور اسے یہ تک معلوم نہ تھا کہ کرنل کاشارا کا یہ نیا ٹھکانہ کہاں پر ہے۔

”کرنل کاشارا۔ مجھے اس کمرے میں قید کر کے تم نے اچھا نہیں کیا ہے۔ مجھے نکالو یہاں سے۔ کرنل کاشارا۔ کرنل کاشارا“...... ریڈ مارٹن نے ایک بار پھر دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد۔

”ہونہہ۔ ایک بار تم میرے سامنے آ جاؤ کرنل کاشارا یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہاری بوٹیاں نوچ لوں گا۔ تمہیں زندہ جلا دوں گا“...... ریڈ مارٹن نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ کچھ دیر دروازے پر ہاتھ مارتا رہا۔ چیختا چلاتا رہا لیکن باہر سے اسے کوئی جواب نہ ملا تو

وہ غصے سے کھولتا ہوا پیچھے ہٹ آیا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔

''کرنل کاشارا۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھے اس کمرے سے آزاد کر دو۔ میں راج ناتھ ہوں۔ ساکال ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ۔ تم مجھے اس طرح قید نہیں کر سکتے''...... ریڈ مارٹن نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے ایک دیوار سے ہلکی سی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اس دیوار کی طرف دیکھا جس میں سے اسے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھا۔

''راج ناتھ''...... اچانک اس دیوار میں چھپے ہوئے کسی اسپیکر سے کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی تو راج ناتھ اچھل پڑا۔

''تم۔ تم۔ کرنل کاشارا یہ تم ہو''...... راج ناتھ نے چیختے ہوئی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ میں کرنل کاشارا ہوں''...... اسپیکر سے آواز آئی۔

''یہ تم میرے ساتھ کیا کر رہے ہو کرنل کاشارا۔ تم نے مجھے اس کمرے میں قید کیوں کر رکھا ہے۔ کہاں ہو تم''...... راج ناتھ نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''میں بھی یہیں ہوں راج ناتھ۔ تم فکر نہ کرو۔ جلد ہی تمہیں اس کمرے سے رہائی مل جائے گی''...... کرنل کاشارا کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو کرنل کاشارا۔ مجھے اس کمرے سے

آزاد کرو۔ ابھی اور اسی وقت''...... راج ناتھ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ابھی نہیں راج ناتھ۔ جب تک میں آفاق زبیری کو گریٹ لینڈ بھیجنے کا انتظام نہیں کر لیتا بلکہ جب تک وہ گریٹ لینڈ نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک میں تمہیں یہاں قید رکھنے پر مجبور ہوں''...... کرنل کاشارا نے کہا تو راج ناتھ اچھل پڑا۔

''مجبور۔ کیا مطلب۔ کس وجہ سے مجبور ہو تم''...... راج ناتھ نے کہا۔

''تمہارے بارے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو گیا ہے۔ وہ پاگلوں کی طرح ہر طرف تمہیں تلاش کر رہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ تم تک پہنچ جائیں۔ تمہیں زندہ رکھنا میری ذمہ داری ہے اور میں اسی پر عمل کر رہا ہوں''...... کرنل کاشارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے ساتھ ساتھ تنویر نے بھی تمہیں دیکھا تھا اگر وہ لوگ مجھ تک پہنچ سکتے ہیں تو ان کے لئے تم تک پہنچنا بھی مشکل نہیں ہو گا۔ حماقت نہ کرو اور کھولو دروازہ''...... راج ناتھ نے اسی انداز میں کہا۔

''ابھی نہیں۔ میں نے بھی تمہاری طرح خود کو ایک کمرے تک ہی محدود کر رکھا ہے۔ میں یہاں بیٹھ کر اپنے گروپس کو صرف ہدایات دے رہا ہوں اور کوشش کر رہا ہوں کہ کسی مقامی گروپ

سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرا سکوں۔ اس کے لئے میں نے دو افراد کا انتخاب بھی کیا تھا۔ انہیں بیس لاکھ کا معاوضہ دیا تھا۔ وہ شارپ شوٹر تھے اور اپنے کام میں یکتا تھے۔ انہوں نے عمران پر حملہ بھی کیا تھا لیکن شارپ شوٹر ہونے اور اپنے کام میں یکتا ہونے کے باوجود وہ عمران کو ہلاک نہ کر سکے تھے بلکہ عمران نے ان دونوں کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا اور پھر وہ انہیں کسی نامعلوم مقام پر لے گیا تھا۔ اب ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ دونوں کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ جب تک عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہیں ہم دونوں کو اسی طرح اس عمارت اور اپنے کمروں میں ہی مقید رہنا ہوگا۔ عمران اور اس کے ساتھی کسی طریقے سے ہلاک ہو جائیں یا پھر آفاق زبیری اس ملک سے نکل جائے تو پھر ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ پھر میں اور تم ایک ساتھ اس ملک سے نکل جائیں گے۔ اس وقت تک تم خود پر کنٹرول رکھو اور حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے یہیں رہو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یہ غلط ہے کرنل کاشارا۔ سراسر غلط ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی جن بھوت نہیں ہیں جو ہم تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ ہم میک اپ ایکسپرٹ ہیں۔ تم مجھے آزاد کرو اور آفاق زبیری کو میرے حوالے کر دو۔ میں اس کا بھی میک اپ کر دوں گا اور ایسا میک اپ کروں گا جو کسی بھی میک اپ واشر سے صاف نہیں ہو سکے

گا اور نہ ہی اسے کسی کیمرے سے چیک کیا جا سکے گا۔ میں اس کا اور اپنا میک اپ کر کے اسے لے کر یہاں سے نکل جاؤں گا۔ تم بھی ہمارے ساتھ جانا چاہو تو میں اس کا بھی انتظام کر لوں گا۔ تم بس مجھے اس کمرے سے آزاد کر دو''...... راج ناتھ نے غصے سے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میری اس سلسلے میں بگ باس سے بات ہو گئی ہے۔ بگ باس کو میں نے ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔ ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ ہم دونوں کو ہر ممکن احتیاط کرنی ہو گی اور جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیں اور آفاق زبیری کو تلاش کرتے کرتے تھک کر خاموش نہیں ہو جاتے ہمیں اسی طرح انڈر گراؤنڈ ہی رہنا ہو گا اور تم جانتے ہو کہ ہمیں ہر حال میں بگ باس کے حکم پر عمل کرنا ہی ہوتا ہے''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

''تم میری بگ باس سے بات کراؤ۔ ابھی''...... راج ناتھ نے غصے سے کہا۔

''بگ باس کو ضرورت ہوئی تو وہ خود تم سے بات کر لیں گے اور جب وہ تمہارے لئے کال کریں گے تو میں تمہاری ان سے بات کرا دوں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''کرنل کاشارا۔ میں کہہ رہا ہوں میری بگ باس سے بات کراؤ۔ ابھی اور اسی وقت''...... راج ناتھ نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا لیکن جواب میں کرنل کاشارا کی آواز سنائی نہ دی۔ اس

نے اسپیکر اور مائیک آف کر دیئے تھے۔

''تم میری بات سن رہے ہو۔ مجھے جواب دو۔ تم میری بگ باس سے بات کرا رہے ہو یا نہیں''...... راج ناتھ نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد۔

''ہونہہ۔ میں سمجھ گیا ہوں کرنل کاشارا۔ تم مجھے یہاں قید کر کے اس بات کا کریڈٹ اکیلے لینا چاہتے ہو کہ آفاق زبیری کو تم نے اغوا کیا تھا اور اسے تم نے گریٹ لینڈ پہنچایا ہے۔ اس کریڈٹ میں تم مجھے شامل نہیں کرنا چاہتے ہو۔ بولو۔ یہی بات ہے نا۔ جواب دو مجھے''......راج ناتھ نے اسی طرح چیختے ہوئی آواز میں کہا لیکن وہاں ایک بار پھر مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔ راج ناتھ کافی دیر تک غصے سے چیختا رہا لیکن کرنل کاشارا نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ آخر تھک ہار کر راج ناتھ ایک بار پھر آ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

''یہ کرنل کاشارا میرے ساتھ بہت غلط کر رہا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ کسی صورت میں نہیں چھوڑوں گا''...... راج ناتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ ابھی اسے لیٹے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اسی لمحے اچانک اسے تیز اور ناگوار بو کا احساس ہوا۔ اس نے فوراً سانس روک لیا لیکن اس وقت تک بو کا اثر اس کے دماغ تک پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا حیدر سلطان کی رہائش گاہ میں پہنچا تھا۔ اس نے کار گیٹ کے پاس روکی اور کار سے نکل کر اس دیوار کی طرف بڑھا جس پر کال بیل کا بٹن لگا ہوا تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو دور اندر مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ جلد ہی ایک بوڑھا ملازم باہر نکلا۔

''جی فرمائیں''...... اس بوڑھے نے کہا۔

''مجھے بیگم صاحبہ سے ابھی اور اسی وقت ملنا ہے۔ میں انٹیلی جنس آفیسر ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی۔ کیا مطلب''...... اس نے چونک کر کہا۔

''مطلب سمجھانے کا وقت نہیں ہے۔ وہ خطرے میں ہیں۔ جلدی کرو۔ مجھے ان کے پاس لے چلو۔ ابھی اور اسی وقت''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ارے باپ رے''...... اس نے کہا۔ عین اس وقت اس کے

پیچھے ایک آدمی نظر آیا۔ وہ باہر آ رہا تھا۔

''پیچھے ہٹو۔ مجھے باہر جانا ہے''...... اس آدمی نے کہا اور بوڑھے ملازم کو ایک طرف ہٹا کر باہر آ گیا اور پھر عمران کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس نے عمران سے کنی کترا کر گزرنا چاہا۔

''ایک منٹ رکو''...... عمران نے کہا۔ وہ چونک کر اس کی طرف مڑا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا خوف دیکھ کر عمران کو اس پر شک ہوا۔

''جی فرمائیں''...... اس نے پوچھا۔

''آپ کی تعریف''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں''...... اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تمہارا نام پوچھ رہا ہوں اور تم یہاں کیا کرنے آئے تھے''۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

''تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ ہٹو میرے راستے سے اور مجھے جانے دو''...... اس آدمی نے غصے لہجے میں کہا اور عمران کا کاندھا پکڑ کر اسے پیچھے ہٹا کر جانے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

''میری مرضی کے بغیر تم یہاں سے نہیں جا سکتے۔ چلو واپس اندر''۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ چھوڑو میرا بازو۔ تم جانتے نہیں

میں کون ہوں''...... اس آدمی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ بوڑھا ملازم آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

''یہی تو میں تم سے پوچھ رہا ہوں کون ہو تم اور تمہارا اس گھر سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''لیکن میں تمہیں کیوں بتاؤں کہ میں کون ہوں اور میرا اس گھر سے کیا تعلق ہے''...... اس آدمی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق انٹیلی جنس سے ہے اور میں ٹاپ سیکرٹ سیل کا چیف آفیسر طارق جلیل ہوں''...... عمران نے کہا تو وہ اچھل پڑا۔

''ٹاپ سیکرٹ سیل ۔ چیف آفیسر''...... اس کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ اب تم شرافت سے اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میرا نام کاشف عباس ہے''...... اس نے کہا۔

''کاشف عباس صاحب۔ آپ کا اس گھر سے کیا تعلق ہے اور آپ یہاں کس مقصد کے لئے آئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا''...... کاشف عباس نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا تم بیگم صاحبہ سے ملنے آئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... کاشف عباس نے جواب دیا۔ عمران دروازے پر کھڑے بوڑھے ملازم کی طرف متوجہ ہوا۔

''تم جا کر بیگم صاحبہ کو میرے بارے میں بتاؤ۔ جاؤ جلدی''۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا تو بوڑھا ملازم جی اچھا کہتا ہوا تیزی سے پلٹا اور اندر کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

''تمہارے پاس آئی ڈی کارڈ یا کوئی ایسی دستاویز ہے جس پر تمہارا اصل نام و پتہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''کک۔ کک۔ کیوں''...... کاشف عباس نے کہا۔ اس وقت بوڑھا ملازم واپس آ گیا۔

''آئیں جناب۔ بیگم صاحبہ آپ کو بلا رہی ہیں''...... ملازم نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آؤ میرے ساتھ اندر''...... عمران نے پہلے ملازم سے اور پھر کاشف عباس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن میں کیوں اندر جاؤں آپ کے ساتھ۔ مجھے واپس جانا ہے۔ آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیں''...... کاشف عباس نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن عمران سے ہاتھ چھڑا لینا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ عمران اسے کھینچتا ہوا اندر لے آیا۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ مجھے اندر نہیں جانا۔ میرا ہاتھ چھوڑیں پلیز''...... کاشف عباس نے کہا لیکن عمران نے اس کا بازو نہ چھوڑا اور اسے کھینچتا ہوا اس کمرے کی طرف لے آیا جس کی طرف بوڑھے ملازم نے اشارہ کر کے بتایا تھا کہ بیگم صاحبہ اس کمرے میں موجود ہیں۔ عمران، کاشف عباس کو لے کر اس کمرے میں آیا تو سامنے صوفے پر حیدر سلطان کی بیوہ بیٹھی تھیں۔ عمران کو

اس طرح کاشف عباس کو کھینچ کر اندر لاتے دیکھ کر وہ چونک پڑیں اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر حیرت اور خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے''...... بیگم صاحبہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''محترمہ۔ آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ کیا یہ آپ کا کوئی عزیز ہے''...... عمران نے فوراً کہا۔

''لل لل۔ لیکن کیوں۔ آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

''پہلے آپ یہ بتائیں۔ آپ کا ان سے کیا تعلق ہے''۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''یہ۔ یہ میرے بھائی ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''کیا کہا۔ بھائی''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں یہ میرے سگے بھائی ہیں۔ میرے بڑے بھائی۔ ان کا نام کاشف عباس ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''کیا واقعی''...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

''کیوں۔ کیا آپ کو کوئی شک ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''تب پھر یہ بات بتانے سے یہ صاحب کیوں انکاری تھے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیوں کاشف بھائی۔ اگر یہ آپ کا نام اور مجھ سے تعلق پوچھ رہے تھے تو آپ نے کیوں نہیں بتایا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''مجھے حیرت ہو رہی تھی۔ کہ آخر یہ کیوں مجھ سے یہ سب پوچھ رہے ہیں''...... کاشف عباس نے کہا۔

''ابھی آپ کو اور حیرت ہو گی۔ آپ سے ہم بعد میں بات کریں گے پہلے بیگم صاحبہ سے بات کر لیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کاشف عباس کو ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے ٹائیگر کے لئے بے چینی ہو رہی تھی۔ وہ اندر آ گیا تھا لیکن ٹائیگر ابھی تک اس کے پاس نہ آیا تھا جبکہ اسے فوراً اس کے پاس آ جانا چاہئے تھا۔

''تو یہ آپ کے بھائی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ کیا آپ کو اس بات پر کوئی شک ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنایا۔

''آپ کا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کاشفہ حیدر سلطان''...... بیگم صاحبہ نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

''ویری گڈ۔ کیا اتفاق ہے۔ بھائی کا نام کاشف اور بہن کا نام کاشفہ''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کیا اب آپ ہمارے ناموں پر بھی اعتراض کریں گے''۔ بیگم

حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں۔ کیا آپ کے بھائی اکثر آپ سے ملنے کے لئے آتے رہتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''اکثر نہیں۔ کبھی کبھار''...... بیگم حیدر سلطان بیگم نے کہا۔

''کیا آج یہ خود آپ سے ملنے آئے ہیں یا آپ نے انہیں فون کر کے یہاں بلایا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ خود ملنے آئے ہیں۔ لیکن آپ ایسے سوال کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا سگا بھائی اپنی بہن سے ملنے کے لئے بھی نہیں آ سکتا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بالکل آ سکتا ہے۔ ضرور آ سکتا ہے۔ کیوں نہیں آ سکتا''۔ عمران نے مسکراتے کہا۔

''تب پھر آپ کو اعتراض کیا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے پوچھا۔

''معلوم نہیں کہ مجھے اعتراض ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اعتراض ہو اور یہ بھی سکتا ہے کہ اعتراض نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ کیا آپ وضاحت کریں گے''...... کاشف عباس نے جھلا کر کہا۔

''جی ہاں۔ کم از کم میں وضاحت کرنے کی کوشش ضرور کر سکتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر کریں''...... کاشف عباس نے کہا۔

''ایک منٹ''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ پھر اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس باس''...... رابطہ ملتے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''کہاں ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں اس کمرے کی چھت پر ہوں باس جہاں آپ اور وہ دونوں موجود ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کام ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ فوراً یہاں پہنچو''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے سیل فون بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

''یہ تم نے کسے کال کیا تھا''...... کاشف عباس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک آدمی کو جو یہاں آ کر تم دونوں کی حقیقت بتائے گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہماری حقیقت۔ کیا مطلب''...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر کہا۔

''ایک منٹ ابھی پتہ چل جائے گا''...... عمران نے کہا اسی

وقت ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ان دونوں کے درمیان جو بات چیت ہوئی۔ وہ میں نے ریکارڈ کی ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کی بات سن کر بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس بری طرح سے اچھل پڑے۔

''کیا مطلب''...... دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''ریکارڈنگ آن کرو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''اللہ کا شکر ہے۔ کاشف کہ تم آ گئے۔ میں تو بہت پریشان تھی''...... یہ آواز بیگم حیدر سلطان کی تھی۔

''کیوں۔ ایسی کیا بات ہو گئی ہے''...... کاشف عباس کی آواز سنائی دی۔

''یہاں عمران آیا تھا''...... بیگم حیدر سلطان کی آواز آئی۔

''کون عمران''...... کاشف عباس کی آواز سنائی دی۔

''وہی عمران جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا بیٹا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا تعلق انٹیلی جنس کے ٹاپ سیکرٹ سیل سے ہے لیکن میں نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا''...... بیگم حیدر سلطان کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کیا کہہ رہا تھا وہ''...... کاشف عباس کی حیرت بھری اور قدرے پریشان سی آواز سنائی دی۔

''وہ اس خط کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ میں نے اس خط کو ایک ماہ پہلے سر سلطان تک کیوں نہیں پہنچایا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''تو پھر تم نے کیا جواب دیا اسے''...... کاشف عباس نے کہا۔

''وہی کہ میں بھول گئی تھی لیکن میری اس بات پر شاید اسے یقین ہی نہیں آیا تھا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا ہوا۔ بس تم بھول گئی تھیں۔ اس میں تمہارا کیا قصور''...... کاشف عباس نے جھلاہٹ بھرے انداز میں کہا۔

''ل۔ لیکن''...... بیگم حیدر سلطان کی ہکلاتی ہوئی آواز آئی۔

''اوہو۔ بس رہنے دو لیکن ویکن کو۔ جب تم بھول گئیں تو اس میں تمہارا کیا قصور''...... کاشف عباس نے کہا۔

''تو میں بے فکر ہو جاؤں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہاں بالکل''...... کاشف نے جواب دیا۔

''شکریہ۔ تم نے میرے ذہن سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا''۔ ورنہ اس عمران کی وجہ سے میں واقعی بے حد پریشان تھی اور میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ میں کروں کیا''...... بیگم حیدر سلطان نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سب ٹھیک ہے۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں''۔

کاشف عباس نے کہا اور پھر ان کے درمیان عام سی باتیں شروع ہو گئیں۔ انہوں نے یہ سب باتیں بھی سنیں۔ آخر ٹیپ ختم ہو گئی۔ ان دونوں کے رنگ اُڑے ہوئے تھے اور وہ پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

''آپ اس بات چیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں یہ بتائیں''...... کاشف نے بھنا کر کہا۔

''آپ کی بہن آخر کس بات سے پریشان ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''آپ لوگوں کا کہیں آنا بھی تو پریشان کن بات ہے۔ یہ آپ کی آمد سے پریشان ہو گئی تھیں کہ کہیں آپ ان پر کسی قسم کا شک ہ کریں۔ لہٰذا انہوں نے مجھے فون کیا۔ اپنی پریشانی کی بات کی۔ ں میں انہیں دلاسہ دینے کے لئے یہاں آ گیا۔ کیا ایسا کرنا جرم ہے''...... کاشف عباس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''نہیں۔ یہ جرم نہیں ہے۔ محترمہ آپ کی شادی حیدر سلطان رحوم سے کب ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''تقریباً بیس سال پہلے''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''پھر تو اس وقت کی تصاویر کا کوئی البم ہو گا آپ کے پاس''۔ ان نے پوچھا۔

"کیوں"...... اس نے چونک کر کہا۔

"میری بات کا جواب دیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہے البم"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"تو پھر یقیناً اس البم میں آپ کے بھائی کی تصاویر بھی ہونی چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے۔ آپ کو اس بات پر شک ہے کہ یہ میرے بھائی ہیں"...... بیگم حیدر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہی بات ہے اگر تصاویر میں یہ موجود ہیں تو ہمیں کم از کم اس بات پر یقین ہو جائے گا کہ یہ آپ کے بھائی ہیں۔ چلیں تصویریں نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں۔ آپ دونوں کے پاس بھائی اور بہن ہونے کا کوئی تو ثبوت ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ میں البم لاتی ہوں۔ آپ جیسے شکی مزاج لوگ میں نے آج سے پہلے نہیں دیکھے"...... بیگم حیدر سلطان نے تلملا کر کہا اور پاؤں پٹخ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ آپ اگر اپنے شوہر کا دیا ہوا خط اپنے پاس ایک ماہ تک نہ رکھتیں تو ہم کبھی آپ پر شک نہ کرتے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ یہ شک کر رہے ہیں کہ میں نے خط جان بوجھ کر اپنے پاس رکھے رکھا"...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر کہا۔

"ہاں محترمہ۔ ہمارا خیال یہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں واقعی بھول گئی تھی"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"دیکھئے محترمہ۔ آپ اس بات کا کوئی ثبوت ہرگز ہرگز پیش نہیں کر سکتیں کہ آپ بھول گئی تھیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ ہاں۔ یہ تو ہے"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا اور وہ یہ کہتے وقت پریشان ہو گئی۔

"بس تو پھر۔ آپ ذرا جلدی کریں اور البم لے آئیں"۔ عمران نے کہا۔ وہ گئی اور چند منٹ بعد البم لے آئی۔ البم میں اس کے بھائی کی تصاویر موجود تھیں۔ ان میں اس نے حیدر سلطان کی تصاویر بھی دیکھیں پھر البم میں سے عمران نے چند تصاویر نکال لیں۔

"یہ تصاویر چند روز کے لئے بطور امانت میرے پاس رہیں گے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"جس گھر سے آپ کی رخصتی ہوئی تھی۔ کیا کاشف صاحب اب بھی اس گھر میں رہتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ وہ ہمارا آبائی گھر ہے"...... کاشف نے کہا۔

"اس گھر کا پتا اور فون نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو بیگم حیدر سلطان نے اسے پتہ نوٹ کرا دیا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا۔

''معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں مشکوک سمجھ رہے ہیں''۔ بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ حالات ہی ایسے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ آپ شک ضرور کریں لیکن مہربانی فرما کر ہمیں پریشان نہ کریں۔ اگر ہمارے بارے میں کوئی ثبوت آپ کو مل جائے تو آپ ضرور ہمارے پاس آئیں ورنہ میں نئے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کروں گی کہ ہمیں بلاوجہ پریشان کیا جا رہا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم آپ کو بلاوجہ پریشان نہیں کر رہے اور آپ یقین کریں نئے چیف سیکرٹری بھی ہمیں نہیں روکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ اب اگر آپ نے ہمیں پریشان کیا تو ہم ان سے ضرور بات کریں گے''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہمیں ضرورت محسوس ہوئی تو ہم آئیں گے۔ آپ ضرور انہیں فون کر لیں اور ہاں اب ایک بات اور نوٹ کر لیں۔ آپ بغیر اجازت شہر سے باہر جانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ورنہ آپ کو گرفتار کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیا بات کہی آپ نے۔ اب تو ہمیں چیف سیکرٹری سے بات کرنا ہی پڑے گی''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ ایسا کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہیں۔ آؤ

چلیں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جونہی وہ باہر نکلے۔ ایک آواز نے ان کے قدم روک لئے۔

''میں بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں جناب''...... آواز نے کہا۔ عمران نے مڑ کر دیکھا تو وہ حیدر سلطان کا وہی بوڑھا گھریلو ملازم تھا جس نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا۔ اس کی بات سن کر عمران چونک پڑا۔

''ہمارا انتظار۔ خیر تو ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں جناب۔ میں اس گھر کا بہت پرانا ملازم ہوں۔ میرا نام رئیس احمد ہے۔ کیا آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گے''...... ملازم نے کہا۔

''ہاں ضرور کیوں نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر آپ کو میرے کوارٹر میں چلنا ہو گا میں یہاں بات نہیں کر سکتا''...... ملازم نے کہا۔

''چلیں''...... عمران نے فوراً کہا۔ وہ انہیں کوارٹر میں لے آیا۔ چارپائی پر انہیں بٹھایا۔

''یہ خاندان بہت پراسرار ہے صاحب''...... ملازم نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جہاں تک حیدر سلطان صاحب کا تعلق ہے۔ وہ تو انتہائی نیک اور ملنسار آدمی تھے لیکن یہ کاشفہ بیگم اچھی عورت نہیں ہیں''۔ رئیس احمد نے کہا۔

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے اکثر چھت پر ان دونوں بہن بھائی کو بات کرتے دیکھا ہے۔ ایک روز میرے کان میں ایک جملہ پڑ گیا تھا۔ اس روز کے بعد میں ان کی باتیں چھپ کر سننے لگا کیونکہ میں مجبور ہو گیا تھا''...... رئیس احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور وہ جملہ کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''بیگم صاحبہ اپنے بھائی سے کہہ رہی تھیں آخر تم حیدر سلطان کو کب ہلاک کرو گے۔ میں اب تنگ آ گئی ہوں''...... رئیس احمد نے کہا تو عمران اور ٹائیگر بری طرح سے اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر حقیقتاً حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اوہ۔ کیا آپ نے واقعی یہ بات سنی تھی''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں اور پھر ایک دن صاحب کے روڈ ایکسیڈنٹ کی خبر آ گئی۔ اس دن سے بیگم صاحبہ بے حد مطمئن اور خوش ہیں جیسے انہیں صاحب کے مرنے کا کوئی غم نہ ہو''...... رئیس احمد نے کہا۔

''مجھے پوری تفصیل بتائیں''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ بوڑھا رئیس احمد اسے جواب دیتا اسی لمحے کوارٹر میں لگی گھنٹی بج اٹھی۔

''اوہ۔ وہ مجھے بلا رہے ہیں اب میں کیا کروں''...... رئیس احمد نے بے چینی سے کہا۔

''جانا تو پڑے گا۔ ورنہ انہیں شک ہو جائے گا۔ آپ جائیں اور ان کا کام کر آئیں ہم آپ کا انتظار کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کوئی لمبا کام بھی بتا سکتے ہیں''...... ملازم نے کہا۔

''اس صورت میں آپ ہمیں آ کر بتا دیں کہ کام لمبا ہے۔ ہم انتظار کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ اتنی دیر تک انتظار کر لیں گے''...... اس کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

''بالکل کیوں نہیں کریں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ میں کوشش کروں گا۔ جلد لوٹ آؤں''...... رئیس احمد نے کہا پھر وہ چلا گیا۔ پندرہ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔ چہرے پر ناخوشگواری تھی۔

''کم بختوں نے مجھ سے شراب منگوائی تھی''...... رئیس احمد نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا یہ شراب پیتے ہیں''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں اس کا بھائی جب بھی یہاں آتا ہے۔ دونوں مل کر شراب پیتے ہیں''...... ملازم نے کہا۔

''اور آپ انہیں شراب لا کر دیتے ہیں۔ آپ کون سا اچھا کام

کرتے ہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ آپ یہ ملازمت چھوڑ دیں‘‘۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’جب تک کوئی اور ملازمت نہ مل جائے تو یہ ملازمت چھوڑ کر کیا کروں گا۔ میرے بھی آخر بیوی بچے ہیں‘‘...... ملازم نے کہا۔

’’اچھا خیر۔ آپ ہمیں کیا بتانا چاہتے ہیں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’یہ کہ میں ان کی باتیں سنتا رہا ہوں۔ یہ دونوں چھپ کر حیدر سلطان کے خلاف باتیں کرتے رہتے تھے۔ آخر وہ بے چارے مر گئے۔ لیکن یہ اب بھی ان کی برائی کرنے سے باز نہیں آتے اور ان کی باتیں کر کے خوب ہنستے ہیں‘‘...... ملازم نے بتایا۔

’’بس کیا یہی بتانے کے لئے آپ نے ہمیں روکا تھا‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’کیا آپ کے خیال میں یہ بات اہم نہیں ہے۔ حیدر سلطان چیف سیکرٹری تھے کوئی عام آدمی تھے‘‘...... رئیس احمد نے برا مان کر کہا۔

’’اوہ ہاں۔ معاف کیجئے گا۔ ہم بھول گئے تھے۔ واقعی یہ بہت اہم بات ہے۔ خاص طور پر کاشفہ بیگم کا یہ جملہ۔ کہ آخر تم حیدر سلطان کو کب ہلاک کرو گے۔ اس کا مطلب ہے۔ یہ دونوں انہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا چکے تھے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یہی میں کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ لوگ ان پر وار نہ کر سکے۔

وہ بہت محتاط آدمی تھے۔ شاید انہیں بھی اپنی بیوی اور اس کے بھائی پر شک ہو گیا تھا‘‘...... رئیس احمد نے کہا۔

’’ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے‘‘...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’یہ جو جملہ ہے۔ تم حیدر سلطان کو کب ہلاک کرو گے۔ یہ ان کے ریٹائر ہونے سے پہلے کا ہے یا بعد کا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’بعد کا۔ جب تک وہ سروس میں رہے۔ اس وقت تک دونوں ان کی بہت قدر کرتے رہے۔ ان کی ذرا ذرا سی بات کا بہت خیال کرتے تھے اور ان کا ہر کام دوڑ دوڑ کر کرتے تھے۔ ان کے آگے پیچھے گویا دم ہلاتے تھے۔

ان دنوں میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ بیگم صاحبہ ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں لیکن پھر جب وہ ریٹائر ہو گئے تو انہوں نے ان کی پروا ہ کرنی بالکل چھوڑ دی تھی۔ وہ انہیں بلاتے رہتے تھے۔ تب بھی یہ ان کے پاس جا کر یہ نہیں پوچھتی تھیں کہ کیا بات ہے۔ جب وہ بار بار بلاتے تو بھی تنگ آ کر مجھے بھیج دیتے تھے۔ میں ان کے پاس جاتا تو وہ جھلا جاتے اور چلا کر کہتے۔ میں نے تمہیں نہیں۔ بیگم کو بلایا ہے۔ میں بیگم صاحبہ سے جا کر کہتا کہ صاحب آپ کو بلا رہے ہیں تو بھی یہ نہیں جاتی تھیں‘‘...... رئیس احمد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ یہ آپ بہت خوفناک باتیں بتا رہے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

''میں نے جو محسوس کیا ہے۔ جو سنا ہے۔ وہ بیان کر رہا ہوں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر رہا۔ میرا مطلب ہے میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں''...... رئیس احمد نے کہا۔

''آپ کا شکریہ اور کوئی بات''......عمران نے کہا۔

''ایک دن میں نے بیگم صاحبہ کو کاشف عباس سے یہ بھی کہتے سنا تھا کہ حیدر سلطان نے انہیں کوئی خط دیا ہے جو انہیں سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو دینا ہے۔ بیگم صاحب، کاشف عباس کو بتا رہی تھی کہ انہوں نے بھاپ سے لفافہ کھول کر اس خط کو پڑھا تھا۔ جس پر کاشف عباس نے ان سے خط کی تفصیل پوچھی۔ میں یہ سب دروازے کے پیچھے کھڑا سن رہا تھا۔ پہلے وہ عام انداز میں باتیں کر رہے تھے لیکن خط کے حوالے سے بات کرتے ہوئے بیگم صاحبہ کی آواز دھیمی ہوگئی۔

جیسے وہ خط کے بارے میں کاشف عباس کو اس کے کان میں بتا رہی ہو۔ جس پر کاشف عباس نے کہا کہ اس خط کو وہ اپنے پاس ہی رکھے۔ اسے خط سر سلطان کو کوریئر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس پر بیگم صاحبہ مان گئیں اور پھر اسی روز صاحب کی ہلاکت کی خبر آ گئی''...... رئیس احمد نے کہا تو اس بار عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا کہا۔ جس روز بیگم صاحبہ نے خط کے بارے میں کاشف عباس کو بتایا تھا اسی روز تمہارے صاحب کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا

تھا''......عمران نے حیرت سے کہا۔

''جی ہاں۔ اب میں آپ کو ایک ایسی بات بتاتا ہوں جسے سن کر آپ کے یقیناً ہوش اُڑ جائیں گے''...... رئیس احمد نے کہا تو عمران اور ٹائیگر ایک بار پھر چونک پڑے۔ بوڑھے ملازم رئیس احمد کے چہرے پر سنسنی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے جیسے وہ واقعی انہیں کوئی انتہائی اہم بات بتانے جا رہا ہو۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاشارا جو ایک کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا چونک پڑا۔ سیل فون سامنے پڑی ہوئی میز پر پڑا تھا جہاں ایک پورٹیبل مشین بھی پڑی تھی۔ کرنل کاشارا نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ڈی ون''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل کاشارا چونک پڑا۔

''اوہ۔ ایک منٹ''...... کرنل کاشارا نے کہا۔ اس نے فوراً سیل فون کان سے ہٹایا اور تیزی سے چند بٹن نمبر پریس کرنے کے بعد سیل فون ایک بار پھر کان سے لگا لیا۔

''اب فون محفوظ ہے''...... کرنل کاشارا نے سیل فون دوبارہ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کوڈ بتاؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ساکال مشن''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اپنا نام بتاؤ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''سوریا پرتاب''...... کرنل کاشارا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کوڈ نام''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''کرنل کاشارا''...... کرنل کاشارا نے جواب دیا۔

''او کے۔ آل کوڈ از او کے۔ بگ باس سے بات کرو''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''بگ باس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

''سوریا پرتاب بول رہا ہوں بگ باس''...... کرنل کاشارا نے جس کا اصل نام سوریا پرتاب تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آفاق زبیری کا پاکیشیا سے نکلنے کا انتظام ہوا ہے یا نہیں''۔ دوسری طرف سے بگ باس نے کہا۔

''میں کوشش کر رہا ہوں بگ باس لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہر طرف ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ وہ پوری شدت کے ساتھ ہمیں اور آفاق زبیری کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمیں تھوڑی سی بھی لچک مل جائے تو ہم آفاق زبیری کو فوراً یہاں سے نکال دیں لیکن فی الحال ایسا ہونا مشکل لگ رہا ہے''...... سوریا

پرتاب نے کہا۔
’’ہونہہ۔ میں جانتا تھا کہ تمہارے لئے یہ کام مشکل ہو جائے گا
بہرحال میری بات دھیان سے سنو۔ میں نے دو اور ایجنٹوں کو
تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔ وہ آج یا کل تم سے رابطہ کریں گے۔
ان کے کوڈ نام ایم ون اور ایم ٹو ہو گا۔ وہ جیسے ہی تم سے رابطہ
کریں تم انہیں خود آ کر اپنے ٹھکانے پر لے جانا اور آفاق زبیری
کو ان کے حوالے کر دینا۔ اب یہ ان کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ
آفاق زبیری کو پاکیشیا سے نکال کر کافرستان کیسے پہنچاتے ہیں‘‘۔
دوسری طرف سے بگ باس نے کہا۔
’’اوہ۔ یہ ٹھیک رہے گا بگ باس۔ ورنہ میں واقعی اس بات کے
لئے پریشان تھا کہ آخر آفاق زبیری کو یہاں سے کیسے نکالوں‘‘۔
سوریا پرتاب نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے بگ باس نے
یہ بات بتا کر اور اسے بہت بڑی پریشانی سے بچا لیا ہو۔
’’یہ سب میں نے تمہاری مدد کے لئے کیا ہے سوریا پرتاب۔
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران واقعی بھرپورانداز میں
تمہاری، راج ناتھ اور آفاق زبیری کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔
وہ جس تیزی سے کام کر رہے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تم تک
پہنچ کر آفاق زبیری کو چھڑا کر نہ لے جائیں۔ ایک بار آفاق زبیری
ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا تو پھر اس کا دوبارہ ہمارے ہاتھ لگنا
مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ

جتنی جلد ممکن ہو سکے آفاق زبیری کو وہاں سے نکال لیا جائے‘‘۔
بگ باس نے کہا۔
’’یس بگ باس۔ یہی سب سے بہترین فیصلہ ہے۔ مجھے آپ
کے فیصلے پر بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے‘‘...... سوریا پرتاب نے
خوشامدانہ لہجے میں کہا۔
’’راج ناتھ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے‘‘...... بگ باس نے
پوچھا۔
’’وہ بھی میری طرح ایک کمرے میں محدود ہے بگ باس۔ اگر
میں اسے آزاد چھوڑ دیتا تو وہ باہر جانے کی ضد کرتا اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس یا عمران اس تک پہنچ جاتے اس لئے میں نے اسے
ایک کمرے میں بند کر دیا ہے۔ اس کمرے میں اس کی ضرورت کی
ہر چیز رکھ دی ہے لیکن اس کے باوجود وہ بے حد اودھم مچا رہا ہے۔
مجھے دھمکیاں دیتا ہے اور آپ سے بات کرانے کا کہتا ہے۔ میں
اسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ میری کوئی بات سننے
اور ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا ہے‘‘...... سوریا پرتاب نے کہا۔
’’اسے گولی مار دو‘‘...... دوسری طرف سے بگ باس نے کہا اور
سوریا پرتاب بے اختیار اچھل پڑا۔
’’یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بگ باس۔ وہ ٹاپ ایجنٹ
ہے‘‘...... سوریا پرتاب نے کہا۔
’’اس ٹاپ ایجنٹ کے بارے میں عمران نے ورلڈ کراس

آرگنائزیشن سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے کھنڈر کے تہہ خانے سے راج ناتھ کا والٹ مل گیا تھا جس میں کافرستانی کرنسی کے ساتھ راج ناتھ کی اصل تصویر اور اس تصویر کے پیچھے اس کا نام و پتہ لکھا ہوا تھا۔ کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے تو عمران کو راج ناتھ کی کوئی معلومات نہیں ملی ہیں لیکن کافرستان میں موجود پاکیشیائی فارن ایجنٹ راج ناتھ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق انہیں راج ناتھ کی بہت سی تصویریں اور کافی معلومات مل گئی ہیں۔ اب راج ناتھ کسی بھی میک اپ میں باہر نکلا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے فوراً پہچان سکتی ہے اس لئے اس کا زندہ رہنا ساکال ایجنسی کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ اس لئے اسے ابھی اور اسی وقت گولی مار کر ہلاک کر دو اور اس کی لاش وہیں دفن کر دو''...... بگ باس نے کہا۔

''اوکے بگ باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''۔ سوریا پرتاب نے کہا اور دوسری طرف سے بگ باس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

''مجھے پہلے ہی شک تھا کہ بگ باس کو اس بات کا علم ہو جائے گا کہ راج ناتھ سے کیا حماقت ہوئی ہے۔ اس نے مجھے خود بتایا تھا کہ اس کا والٹ وہیں رہ گیا ہے۔ اس والٹ میں اس کی تصویر اور اور تصویر کے پیچھے اس کا نام و پتہ بھی لکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی

تصویر نام و پتے کے ساتھ اپنے والٹ میں رکھ کر بہت بڑی حماقت کی ہے اور یہی حماقت اس کی موت کا باعث بننے والی ہے''۔ سوریا پرتاب نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی مشین کو آن کیا تو مشین سے گراریاں سی چلنے کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں اور اس پر لگے مختلف رنگوں کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔ سوریا پرتاب نے چند بٹن پریس کئے اور پھر سائیڈ پر رکھا ہوا ہیڈ فون اٹھا کر اپنے کانوں پر چڑھا لیا جس کا لنک اسی مشین کے ساتھ تھا۔

''راج ناتھ''...... سوریا پرتاب نے ہیڈ فون کے ساتھ لگے مائیک میں کہا۔

''تم۔ کرنل کاشارا۔ کہاں ہوتم۔ دیکھوتم اس طرح مجھے قید نہیں کر سکتے۔ تم جس ایجنسی سے وابستہ ہو۔ میرا بھی اسی ایجنسی سے تعلق ہے۔ میں ٹاپ ایجنٹ ہوں۔ تم ایک بار میری بگ باس سے بات کرا دو اور بس''...... اس کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے راج ناتھ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''اب تمہاری بات بگ باس سے کبھی بات نہیں ہوسکتی راج ناتھ''۔ سوریا پرتاب نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ کیوں نہیں ہو سکتی میری بگ باس سے بات''۔ دوسری طرف سے راج ناتھ نے چونک کر کہا۔

''بگ باس نے تمہارے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے ہیں''۔

سوریا پرتاب نے کہا تو دوسری طرف سے راج ناتھ کے اچھل پڑنے کی آواز سنائی دی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بگ باس نے میرے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے ہیں۔ لیکن کیوں''...... راج ناتھ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تمہاری حماقت نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے سامنے تمہارا پول کھول دیا ہے''...... سوریا پرتاب نے اسی لہجے میں کہا۔

''میرا پول کھول دیا۔ کون سا پول۔ میں نے کیا کیا ہے۔ بولو۔ جواب دو مجھے''...... راج ناتھ نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

''بگ باس کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ تم کھنڈر کے تہہ خانے میں اپنا والٹ گرا آئے تھے۔ وہ والٹ عمران کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ والٹ میں کافرستانی کرنسی کے ساتھ اسے تمہاری تصویر بھی ملی تھی جس کے پیچھے تمہارا اصل نام و پتہ لکھا ہوا تھا۔ عمران اب تمہارے بارے میں کراس ورلڈ آرگنائزیشن سمیت کافرستان میں بھی معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے۔ بگ باس کو شک ہے کہ عمران جلد ہی تمہیں ڈھونڈ لے گا اور پھر وہ تم سے سب کچھ اگلوا لے گا اس لئے بگ باس نے تمہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دیا ہے''۔ سوریا پرتاب نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔

بگ باس میری ہلاکت کا حکم نہیں دے سکتا۔ تم میری بگ باس سے بات کراؤ۔ ابھی اور اسی وقت''...... راج ناتھ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''سوری راج ناتھ۔ بگ باس نے تمہاری ہلاکت کا حکم دیا ہے اور میں اس کے حکم پر عمل کرنے کا پابند ہوں''...... سوریا پرتاب نے کہا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کک کک۔ کیا تم۔ تم مجھے واقعی ہلاک کر دو گے''...... راج ناتھ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... سوریا پرتاب نے اسی طرح بے حد ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میری بات سنو کرنل کا شارا۔ تم مجھے ایسے نہیں مار سکتے۔ مم مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں یہاں سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں شفٹ ہو جاؤں گا۔ میرے پاس بہت دولت ہے۔ وہ ساری دولت تم مجھ سے لے لو اور میری زندگی بخش دو۔ مجھے یہاں سے جانے دو۔ میں کبھی بگ باس کے سامنے نہیں آؤں گا۔ میرے جانے کے بعد تم بگ باس سے کہہ دینا کہ تم نے مجھے ہلاک کر دیا ہے''...... راج ناتھ نے بری طرح سے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے دولت کا لالچ دے رہے ہو''...... سوریا پرتاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ مجھے ہلاک کر کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ میری بات سنو کرنل کاشارا۔ پلیز''...... راج ناتھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بگ باس نے تمہاری فوری ہلاکت کا حکم دیا ہے اور میرا کام اس کے حکم پر عمل کرنا ہے''...... سوریا پرتاب نے کہا تو راج ناتھ خاموش ہو گیا۔

''تو کیا تم مجھے گولی مار کر ہلاک کرو گے''...... راج ناتھ نے کچھ دیر بعد بڑے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

''نہیں''...... سوریا پرتاب نے کہا۔

''تو پھر''...... راج ناتھ نے کہا۔

''جیسا کہ تم جانتے ہو کہ مجھے سائنسی ہتھیار استعمال کرنے کا بے حد شوق ہے۔ اس عمارت میں بھی میں نے ایک سائنسی ہتھیار نصب کیا ہوا ہے اور وہ ہتھیار تمہارے کمرے میں موجود ہے''۔ سوریا پرتاب نے کہا۔

''کیا ہے وہ سائنسی ہتھیار''...... راج ناتھ نے پوچھا۔

''میکو ٹائبل گیس''...... سوریا پرتاب نے کہا تو دوسری طرف راج ناتھ ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''کک کک۔ کیا میکو ٹائبل گیس۔ تت تت۔ تمہارا مطلب ہے وہ گیس جو ایک بار سانس کے ذریعے کسی کے جسم میں چلی جائے تو وہ اندر ہی اندر اس کے پورے جسم کو گلا دیتی ہے''...... چند لمحوں

بعد راج ناتھ کی تھرتھر کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ ٹھیک سمجھے ہو۔ یہ وہی میکو ٹائبل گیس ہے جو کافرستان میں بگ باس اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اس گیس کا اثر جلد زائل نہیں ہوتا ہے اور یہ ایک بار جہاں پھیل جائے اس کا اثر وہاں کئی گھنٹوں تک رہتا ہے اس لئے اگر کوئی سانس روکنے کا جس قدر بھی ماہر کیوں نہ ہو اس گیس کے اثر سے نہیں بچ سکتا۔ اسے سانس لینا ہی پڑتا ہے۔ اس کے ایک سانس کے ساتھ گیس اس کے پھیپھڑوں اور دماغ میں پہنچ جاتی ہے یہ گیس اسی وقت کام کرنا شروع کر دیتی ہے اور انسان انتہائی شدید اذیت کا شکار بن جاتا ہے۔ اس کا دماغ اور اس کے پھیپھڑوں کے ساتھ اس کے جسم کے اندر کا پورا نظام موم کی طرح پگھلنے لگتا ہے اور چند ہی لمحوں میں اس انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ انتہائی بھیانک اور لرزہ خیز موت''...... سوریا پرتاب نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں کرنل کاشارا۔ تم نے مجھے ہلاک کرنا ہے تو مجھے گولی مار دو یا میرا سر دھڑ سے الگ کر دو لیکن مجھے میکو ٹائبل گیس کے ذریعے بھیانک موت سے ہمکنار نہ کرو۔ میں اس قدر اذیت برداشت نہیں کر سکوں گا اور نہ ہی میں ایسی بھیانک موت مرنا چاہتا ہوں''...... راج ناتھ کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''سوری راج ناتھ۔ تمہیں ہلاک کرنے کا میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ تمہیں گولی مارنے کے لئے مجھے تمہارے کمرے کا

دروازہ کھولنا پڑے گا۔ میں جانتا ہوں تم ہپناٹائزم کے بہت بڑے ماہر ہو۔ تم نے ایک لمحے میں مجھے اپنی ٹرانس میں لے لینا ہے اور پھر بجائے اس کے کہ میں تمہیں ہلاک کروں۔ تم مجھے ہلاک کر دو گے۔ اس لئے میں تمہارے کمرے میں آئے بغیر تمہیں اس گیس سے ہی ہلاک کروں گا۔ گڈ بائی راج ناتھ"۔ سوریا پرتاب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے مشین سے تیز گونج کی آواز ابھری اور پھر اسپیکر سے اس نے راج ناتھ کی تیز چیخ کی آواز سنی۔ شاید اس نے کسی دیوار سے گیس شوٹ ہوتے دیکھ لی تھی۔ پھر اس کی آواز بند ہو گئی۔ سوریا پرتاب جانتا تھا کہ گیس سے بچنے کے لئے راج ناتھ نے یقیناً سانس روک لیا ہو گا لیکن کب تک۔ تھوڑی ہی دیر بعد مشین میں لگے اسپیکروں سے راج ناتھ کی تیز اور انتہائی اذیت ناک چیخوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔ وہ اس بری طرح سے چیخ رہا تھا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ اس کی ہولناک چیخیں سن کر ایک بار تو سوریا پرتاب بھی کانپ کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر تک اسپیکروں میں راج ناتھ کی دردناک چیخیں گونجتی رہیں پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں۔

"مجھے معاف کر دینا راج ناتھ۔ میں بگ باس کے حکم کے سامنے مجبور تھا"...... سوریا پرتاب نے افسوس زدہ لہجے میں کہا اور اس نے کانوں سے ہیڈ فون اتار کر میز پر رکھا اور پھر وہ مشین کو

آف کرنا شروع ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اس کے سیل فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی تو اس نے سیل فون اٹھایا تو بگ باس کی کال تھی۔ اس نے کال رسیو کی تو دوسری طرف سے کوڈ ورڈز پوچھے گئے جو پہلے پوچھے گئے تھے اور پھر کوڈ ورڈز بتانے کے بعد بگ باس لائن سے رابطہ ہو گیا۔

"یس بگ باس۔ حکم"...... سوریا پرتاب نے بگ باس کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں جن دو ایجنٹوں کے بارے میں بتایا تھا ان کا پاکیشیا آنا کینسل ہو گیا ہے۔ پرائم منسٹر نے انہیں کسی مصلحت کے تحت پاکیشیا بھیجنے سے منع کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے بگ باس نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر اب کیا کرنا ہے بگ باس"...... سوریا پرتاب نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب آفاق زبیری کی ذمہ داری ایک بار پھر تم پر آن پڑی ہے اس لئے اسے اب تم ہی سنبھالو گے"...... بگ باس نے کہا۔

"لیکن ان حالات میں اسے میں یہاں سے کیسے نکال سکتا ہوں بگ باس"...... سوریا پرتاب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اب اسے تمہیں گریٹ لینڈ یا کافرستان پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے تم لے کر ڈریم سنٹر پہنچ جاؤ۔ میری ڈریم سنٹر کے امیر سالم سے بات ہو گئی ہے۔ وہ تم سے آفاق زبیری کو وصول بھی

کر لیں گے اور تمہیں پناہ بھی دیں گے۔ تم جانتے ہو کہ وہ ہمارا مین سنٹر ہے اور امیر سالم انتہائی باصلاحت اور باوسائل کافرستانی ایجنٹ ہے''...... بگ باس نے کہا۔

''لیکن بگ باس۔ ڈریم سنٹر اگر ان کی نظروں میں آ گیا تو''...... سوریا پرتاب نے کہا۔

''نہیں۔ وہ وہاں تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ وہاں سب کے سب ہمارے ہی آدمی ہیں۔ ڈریم سنٹر کے سربراہ امیر سالم کے تعلقات اعلیٰ حکام سے ہیں۔ وہاں پولیس تو کیا پاکیشیا کی فوج بھی پہنچنے کی جرأت نہیں کر سکتی ہے۔ ڈریم سنٹر ہمارا محفوظ قلعہ ہے جہاں ہمارے کئی تربیت یافتہ ایجنٹ ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اگر ڈریم سنٹر کو فوج بھی آ کر گھیر لے تو امیر سالم کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ کئی روز تک فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے اور انہیں کسی بھی صورت میں سنٹر میں داخل نہ ہونے دے گا''۔ بگ باس نے کہا۔

''ٹھیک ہے بگ باس۔ اگر آپ کا یہی حکم ہے تو ایسا ہی سہی۔ میں آفاق زبیری کو یہاں سے لے کر نکل جاتا ہوں۔ آپ امیر سالم صاحب کو میرے اور آفاق زبیری کے بارے میں بتا دیں تاکہ وہ ہمیں سنٹر میں داخل ہونے سے نہ روکیں''...... سوریا پرتاب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میری امیر سالم سے بات ہو گئی ہے اور میں نے انہیں ساری صورتحال سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ تم اپنے خفیہ ٹھکانے سے نکلو اور

میرے بتائے ہوئے ایک پتے پر پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں لینے کے لئے ڈریم سنٹر کی کار پہنچ جائے گی۔ میں تمہیں کوڈ ورڈز کے ساتھ کار کا ماڈل اور نمبر بھی بتا رہا ہوں۔ سب کچھ نوٹ کر لو۔ وہ کار تمہیں ڈریم سنٹر پہنچا دے گی''...... دوسری طرف سے بگ باس نے کہا اور پھر وہ سوریا پرتاب کو کوڈز، کار کے رنگ اور ماڈل کے ساتھ نمبر نوٹ کرانے لگا۔

''میں نے سب نوٹ کر لیا ہے بگ باس''...... سوریا پرتاب نے کہا۔

''او کے۔ تو پھر جلد سے جلد نکل جاؤ یہاں سے''...... بگ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ سوریا پرتاب نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔

''واقعی اب میرے لئے اس ڈریم سنٹر سے بڑھ کر کوئی محفوظ پناہ گاہ نہیں ہو سکتی ہے۔ مجھے جلد سے جلد آفاق زبیری کو لے کر یہاں سے نکل کر ڈریم سنٹر پہنچ جانا چاہئے۔ اب مجھے راج ناتھ کی ہلاکت کا بھی افسوس ہو رہا ہے۔ چیف اگر ڈریم سنٹر کا پہلے کہہ دیتے تو میں اسے بھی ساتھ لے جاتا اور وہاں وہ بھی محفوظ رہتا۔ لیکن افسوس کہ اب وہ زندہ نہیں ہے''...... سوریا پرتاب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈریم سنٹر جانے کے لئے تیاری کرنا شروع ہو گیا۔

"آپ کچھ بتا رہے تھے رئیس احمد صاحب"...... عمران نے رئیس احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سسپنس پیدا کرنے کے لئے خاموش ہو گیا تھا۔

"جی ہاں۔ صاحب کا ایکسیڈنٹ ضرور ہوا تھا لیکن وہ زخموں کی تاب لا کر ہلاک نہیں ہوئے تھے"...... رئیس احمد نے کہا تو عمران اور ٹائیگر چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ اگر وہ زخموں کی تاب لا کر ہلاک نہیں ہوئے تھے تو کیا ہوا تھا انہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا"...... رئیس احمد نے اسی انداز میں کہا تو عمران اور ٹائیگر کے چہروں پر موجود حیرت کے تاثرات میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"ہارٹ اٹیک"...... عمران کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں۔ اور انہیں ہارٹ اٹیک بھی اپنے آپ نہیں آیا تھا۔ انہیں ڈاکٹر نے ایک ایسا انجکشن لگایا تھا جس سے ان کا خون گاڑھا ہو گیا جس سے ان کے دل کی شریانیں بند ہو گئی تھیں جس کے باعث صاحب کو دل کا دورہ پڑا اور وہ ہلاک ہو گئے"...... رئیس احمد نے کہا اور اس کے انکشافات سن کر عمران اور ٹائیگر کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

"آپ تو واقعی بڑے بڑے انکشاف کر رہے ہیں رئیس احمد صاحب۔ کیا واقعی آپ سچ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر کے انجکشن لگانے کے بعد تمہارے صاحب کو دل کا دورہ پڑا تھا"...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں آپ کو پوری بات بتا دیتا ہوں پھر آپ خود سمجھ جائیں گے کہ ہوا کیا تھا"...... رئیس احمد نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صاحب کا جب روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تو وہ خاصے زخمی ہو گئے تھے۔ وہاں انہیں ریسکیو کیا گیا تھا۔ انہیں ایک سرکاری ہسپتال میں پہنچایا گیا تھا اور وہاں ڈاکٹروں نے ان کی مرہم پٹی کر دی تھی۔ جب بیگم صاحبہ اور ان کے بھائی کاشف عباس کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ اپنے فیملی ڈاکٹر کو لے کر اس ہسپتال پہنچ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر ہسپتال والوں نے صاحب کو ڈسچارج کر دیا تھا اور پھر ڈاکٹر صاحب انہیں

اپنے ہسپتال میں لے گئے۔ انہیں الگ کمرے میں رکھا گیا۔ مجھے اس کمرے میں جانے سے روک دیا گیا تھا لیکن میری جستجو کی عادت تھی۔ مجھے دال میں کالا نہیں پوری دال ہی کالی نظر آ رہی تھی اس لئے میں نے کمرے کے دروازے سے کان لگا دیئے اور پھر میں نے ڈاکٹر کی باتیں سنیں جو بیگم صاحبہ کو بتا رہا تھا کہ اس نے صاحب کو ایک ایسا انجکشن لگا دیا ہے جس سے تھوڑی ہی دیر میں ان کا خون گاڑھا ہو جائے گا اور ان کے دل کی شریانیں بند ہو جائیں گیں اور صاحب ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ یہی اعلان کر دیں گے کہ صاحب زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بیگم صاحبہ کو یہ بھی بتایا تھا کہ انہوں نے صاحب کو جو انجکشن لگایا ہے اس کے بارے میں کبھی کسی کو علم نہیں ہو گا۔ اس طرح ان پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ اس کے بعد وہ سب مطمئن ہو کر کمرے سے باہر آ گئے۔ میں فوراً دروازے سے ہٹ گیا تھا۔ پھر دو گھنٹوں بعد ایک نرس جو صاحب کے کمرے میں ان کی دیکھ بھال کے لئے موجود تھی اس نے آ کر اطلاع دی کہ صاحب کی حالت بگڑ رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب، بیگم صاحبہ اور کاشف عباس کے ساتھ میں بھی ان کے کمرے کی طرف بھاگا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو صاحب کی جان نکل چکی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے انہیں چیک کیا اور پھر انہوں نے اعلان کر دیا کہ صاحب زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئے ہیں''...... رئیس احمد نے پوری تفصیل بتاتے

ہوئے کہا۔

''ان کے ڈاکٹر کا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈاکٹر اشفاق احمد''...... رئیس احمد نے بتایا۔

''ان کا پتا بتا سکتے ہیں آپ''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ بیگم صاحبہ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اس لئے مجھے ڈاکٹر اشفاق سے دوا لینے کے لئے اکثر ان کے ہسپتال جانا پڑتا ہے''...... رئیس احمد نے کہا۔

''ان کے ہسپتال کا نام اور پتہ کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ان کے ہسپتال کا نام اشفاق ہسپتال ہے''...... رئیس احمد نے کہا اور پھر اس نے ہسپتال کا پتہ بھی انہیں بتا دیا۔

''کیا اب بھی ڈاکٹر اشفاق احمد یہاں آتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ان کا یہاں کافی آنا جانا ہے۔ بیگم صاحبہ اور کاشف صاحب دونوں انہیں بہت پسند کرتے ہیں''...... رئیس احمد نے کہا۔

''بہت بہت شکریہ۔ آپ نے واقعی بہت اہم باتیں بتائی ہیں اور اب آپ میری بات دھیان سے سنیں۔ آپ نے بیگم صاحبہ، کاشف مرزا اور ڈاکٹر اشفاق کو اس بات کا علم نہیں ہونے دینا ہے کہ ہم آپ سے علیحدگی میں ملے تھے اور آپ نے ہمیں یہ ساری باتیں بتائی ہیں۔ ہم اب یہاں سے خاموش سے رخصت ہوں گے۔ اگر آپ کسی قسم کا خطرہ اپنے لئے محسوس کریں تو اس گھر کو

بلکہ سنیں۔ اب ہم آپ کو یہاں نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ ہمارے ساتھ ہی چلیں''...... عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''جی۔ کیا مطلب اور میری ملازمت''...... رئیس احمد نے چونک کر کہا۔

''آپ کو اس سے بھی اچھی ملازمت مل جائے گی۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ یہاں نہیں رہ سکتے۔ اب یہاں آپ کی جان کو خطرہ ہوسکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا میں انہیں کچھ بتاؤں بھی نہیں''...... رئیس احمد نے پوچھا۔

''نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں''...... عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا پھر وہ اسے ساتھ لئے باہر آ گئے۔ گاڑی کو دھکیل کر کچھ دور لے آئے تاکہ انجن کی آواز اندر سنائی نہ دے سکے۔

''ٹائیگر تم یہیں رہو گے اور اس گھر کی بھرپور نگرانی جاری رکھو گے۔ کوئی آئے۔ اس کا تعاقب کیا جائے گا۔ گھر کے افراد کہیں جائیں تو بھی تعاقب کیا جائے گا۔ میں تمہاری مدد کے لئے جوزف اور جوانا کو یہاں بھیج دیتا ہوں''...... عمران نے ٹائیگر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دی جائے گی۔ یہ دو افراد نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر یہ فرار ہونے کی کوشش کریں باس تو پھر''...... ٹائیگر نے

پوچھا۔

''تو انہیں زندہ پکڑ لینا اور رانا ہاؤس لے جانا''...... عمران نے کہا۔

''او کے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران رئیس احمد کو کار میں بٹھا کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

''رئیس احمد صاحب میں آپ کو ایک دوست کے گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ چند دن وہاں اطمینان سے رہیں۔ اس دوران میں آپ کی نئی ملازمت کا بندوبست کر دوں گا''...... عمران نے کہا تو رئیس احمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران، رئیس احمد کو کوٹھی لے گیا اور اسے کوٹھی کے ملازم بابا عبدالکریم کے حوالے کر دیا۔ بابا عبدالکریم چونکہ سرونٹ کوارٹر میں اکیلے ہی رہتے تھے اس لئے ان کے لئے رئیس احمد کو اپنے ساتھ رکھنے میں کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اماں بی سر عبدالرحمٰن کے ساتھ اپنے کسی عزیز سے ملنے گئی ہوئی تھیں اس لئے عمران رئیس احمد کو وہیں چھوڑ کر واپس چل پڑا۔ عمران اب اس ڈاکٹر اشفاق سے ملنا چاہتا تھا۔ رئیس احمد نے بے حد اہم انکشافات کئے تھے۔

راستے میں ہی اس نے بلیک زیرو کو فون پر ہدایات دیں کہ ڈاکٹر اشفاق احمد کی مکمل نگرانی شروع کر دی جائے اور حیدر سلطان کی قبر کھود کر ان کی نعش نکالنے کی فوری اجازت حاصل کی جائے۔ نعش نکلوا کر اس کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے تاکہ اس بات کی تصدیق

ہو سکے کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہوئے تھے یا واقعی انہیں زہریلا انجکشن لگایا گیا تھا جس کے باعث انہیں ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ عمران نے بلیک زیرو کو خود اس معاملے کی تحقیقات کرنے کا حکم دیا تھا۔

عمران اشفاق ہسپتال پہنچا تو یہ دیکھ کر اس نے ہونٹ بھینچ لئے کہ اشفاق ہسپتال بے حد شاندار اور کئی منزلہ تھا اور اس کی تزئین و آرائش میں کوئی کمی نہ رکھی گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ انٹرنیشنل لیول کا ہسپتال ہو۔ عمران نے سنٹرل انٹیلی جنس کے سینئر آفیسر کا ایک کارڈ ڈاکٹر اشفاق کو بھیج دیا جو اس ہسپتال کا آنر تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر اشفاق نے اسے اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں بلا لیا۔ عمران اس ہسپتال اور ڈاکٹر اشفاق کے آفس کی شان بان دیکھ کر واقعی حیران ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر اشفاق نے ہسپتال بنانے اور خاص طور پر اپنے آفس کو سجانے میں بے دریغ دولت خرچ کی تھی۔ ہسپتال کی تزئین و آرائش دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ ایشیا کا مہنگا ترین ہسپتال ہو۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا اور شکل و صورت سے ہی خرانٹ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پیشہ ورانہ مسکراہٹ تھی۔

”تشریف رکھیں“...... سلام و دعا کے بعد ڈاکٹر اشفاق نے عمران سے کہا تو عمران میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”فرمائیں۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں“...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ سابق حیدر سلطان صاحب کے فیملی ڈاکٹر ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ میرے حیدر سلطان صاحب سے نجی تعلقات تھے اس لئے مجھے انہوں نے مستقل طور پر اپنا فیملی ڈاکٹر بنا لیا تھا اور ان کے جانے کے بعد میں اب بھی ان کی فیملی کے لئے کام کرتا ہوں“...... ڈاکٹر اشفاق نے جواب دیا۔

”میں آپ سے حیدر سلطان صاحب کے بارے میں کچھ معلومات لینا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھ سے تعاون کریں گے۔ یہاں میں آپ کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اگر آپ نے انکار کیا یا کچھ بھی جھوٹ بولا تو میرے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ میں آپ کو باقاعدہ یہاں سے گرفتار کر کے لے جاؤں۔ ایسی صورت میں ہسپتال کی انتظامیہ اور لوگوں کے لئے آپ کی کیا قدر رہ جائے گی یہ آپ مجھ سے بہتر سوچ سکتے ہیں“...... عمران نے خشک لہجے میں کہا تو ڈاکٹر اشفاق نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”آپ حیدر سلطان صاحب کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں“...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

”مجھے ان کی موت کی پوری تفصیل بتائیں۔ ان کا روڈ ایکسیڈنٹ کیسے ہوا تھا اور پھر انہیں سرکاری ہسپتال سے آپ اپنے

ہسپتال کیوں لائے تھے۔ ان کی آپ نے کیا ٹریٹمنٹ کی تھی اور یہ کہ ان کی ہلاکت کیسے ہوئی تھی۔ پوری تفصیل بتائیں اور وہ بھی سچ سچ''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''وہ اپنی کار میں کسی نجی کام کے سلسلے میں گئے تھے۔ ان کی کار اوور سپیڈ کی وجہ سے ان بیلنس ہو گئی تھی اور سڑک پر پلٹ گئی تھی جس کے باعث وہ شدید زخمی ہو گئے تھے۔ وہاں موجود لوگوں نے انہیں زخمی حالت میں کار سے نکال لیا تھا اور پھر ان لوگوں میں سے ہی کسی نے ریسکیو کو کال کر کے بلایا تھا جو فوراً پہنچ گئے اور پھر وہ شدید زخمی حیدر سلطان صاحب کو لے گئے اور ایک سرکاری ہسپتال میں ایڈمٹ کرا دیا۔ حیدر سلطان صاحب کی حالت کافی خراب تھی۔ ڈاکٹروں نے ان کا ٹریٹمنٹ کیا اور ان کی جان بچانے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں۔ جب ان کے روڈ ایکسیڈنٹ کے بارے میں بیگم حیدر سلطان کو علم ہوا تو وہ گھبرا گئیں اور انہوں نے مجھے فون کر دیا۔ میں فوراً ان کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں بیگم حیدر سلطان کے بھائی کاشف عباس بھی موجود تھے۔ میں ان کے ساتھ اس سرکاری ہسپتال میں گیا اور ہسپتال کے ایم ایس سے مل کر ان سے بات کی کہ میں ان کا فیملی ڈاکٹر ہوں اور نجی ہسپتال کا مالک ہوں۔ میں انہیں اپنے ہسپتال میں لے جانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں ان کا پراپر طریقے سے علاج کیا جا سکے۔ چونکہ ایم ایس صاحب مجھے بخوبی جانتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے اس بات کی اجازت دے دی

کہ میں مریض کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔ میں نے اپنے ہسپتال سے ایمبولینس منگوائی اور پھر ہم ایمبولینس میں زخمی حیدر سلطان صاحب کو لے گئے۔ میں نے انہیں اپنے ہسپتال میں ایڈمٹ کیا اور پھر ان کا علاج شروع کر دیا۔ چوبیس گھنٹوں تک وہ ٹھیک رہے لیکن وہ شدید زخمی تھے۔ ان کے دونوں بازو، ٹانگیں اور کئی پسلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ وہ چونکہ دل اور بلڈ پریشر کے مریض تھے اس لئے ان کا فوری آپریشن نہ کیا جا سکتا تھا۔ آپریشن سے پہلے ان کی صحت کو اس پوزیشن پر لانا ضروری تھا کہ وہ آپریشن کے قابل ہو جائیں لیکن دو گھنٹوں بعد انہیں دل کا دورہ پڑ گیا۔ شدید زخمی ہونے کی وجہ سے ان کا خون رگوں میں گاڑھا ہو گیا تھا جو ان کے دل کی شریانوں میں رک گیا تھا۔ ہم نے انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور ان کا انتقال ہو گیا''۔ ڈاکٹر اشفاق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ عمران خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''کیا انہیں پہلے سے دل کی تکلیف تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں تھی اور وہ مجھ سے ہی علاج کرا رہے تھے''...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے کہا۔

''کیا انہیں پہلے بھی دل کا دورہ پڑ چکا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''جی۔ جی ہاں''...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے قدرے گڑبڑا کر

جواب دیا۔

''آپ نے جب ان کا ٹریٹمنٹ شروع کیا تو اس وقت آپ کے ساتھ اور کون سا ڈاکٹر تھا''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں ان کا فیملی ڈاکٹر ہوں اس لئے میں ہی ان کا علاج کر رہا تھا۔ میرے ساتھ اور کوئی نہ تھا''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

''آپ نے ان کے علاج کے لئے جو میڈیسن رکمنڈ کی تھیں اور ان کے علاج کے لئے جو بھی کیا تھا کیا آپ مجھے اس کی تفصیل بتا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب پرانے ریکارڈ میں ہو گا۔ اگر آپ کو تفصیلات چاہئیں تو آپ سٹور کیپر کے پاس چلے جائیں وہ آپ کو حیدر سلطان صاحب کی فائل نکال کر دے دیں گے۔ اس فائل میں وہ سب کچھ موجود ہے جو آپ جاننا چاہتے ہیں۔

''ٹھیک ہے۔ میں سٹور کیپر سے فائل لے لوں گا۔ آپ اسے فون کر دیں تاکہ وہ بھی مجھ سے تعاون کرے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اشفاق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''ڈاکٹر اشفاق بول رہا ہوں۔ میری بات سنو نعمان میاں۔ تمہارے پاس عمران صاحب آئیں گے۔ ان کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے۔ انہیں ایک پرانی فائل مطلوب ہے۔ وہ تم سے فائل

مانگیں تو انہیں ریکارڈ روم سے نکال کر دے دینا''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سن کر او کے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''فائل آپ کو مل جائے گی''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس سے کچھ اور پوچھتا اسی لمحے سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر اشفاق نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''ڈاکٹر اشفاق بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بات سن کر ڈاکٹر اشفاق نے چونکتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔

''کیا ہوا''...... عمران نے کہا جو اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔

''ایک مریض کی حالت خراب ہے۔ مجھے اسے دیکھنے فوری طور پر جانا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

''ہاں۔ ضرور جائیں۔ آپ تو مسیحا ہیں۔ مریضوں کی دیکھ بھال آپ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اشفاق فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ عمران سے کچھ کہے بغیر تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آفس سے باہر آیا

اور پھر آفس کے باہر کھڑے اردلی سے ریکارڈ روم کا راستہ پوچھ کر اس طرف بڑھ گیا۔ ریکارڈ روم کے انچارج نعمان نے اس کا نام پوچھ کر فائل کے بارے میں پوچھا پھر اثبات میں سر ہلا کر ریکارڈ روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل لے آیا۔

''یہ لیں صاحب۔ یہ ہے حیدر سلطان صاحب کی فائل''۔ نعمان نے کہا اور فائل عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اس سے فائل لے کر اسے کھول کر دیکھا۔ فائل میں ہسپتال کے کئی پرنٹڈ پیپر لگے ہوئے تھے۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ فائل لے کر ہسپتال سے باہر آ گیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر اس نے فائل کھولی اور اس پر لگے کاغذات دیکھنے لگا جو حیدر سلطان کو دی جانے والی ٹریٹمنٹ کے حوالے سے تھے۔ کچھ دیر تک وہ فائل دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''بابا عبدالکریم بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کوٹھی کے ملازم بابا عبدالکریم کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں بابا عبدالکریم''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ چھوٹے صاحب آپ۔ فرمائیں''...... بابا عبدالکریم نے کہا۔

''رئیس احمد صاحب کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ میرے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ بات کراؤں''...... بابا

عبدالکریم نے کہا۔

''جی ہاں''...... عمران نے کہا۔

''جی صاحب۔ رئیس احمد بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد حیدر سلطان کے ملازم رئیس احمد کی آواز سنائی دی۔

''یہ بتائیں۔ کیا کبھی حیدر سلطان مرحوم کو دل کا دورہ بھی پڑا تھا''...... عمران نے ان سے پوچھا۔

''میرے علم میں نہیں، گھر میں ایسا ذکر کبھی نہیں ہوا تھا''۔ رئیس احمد نے کہا۔

''کیا آپ دن رات وہیں رہتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں جناب۔ ہفتے میں صرف ایک دن کے لئے مجھے گھر جانے کی چھٹی ملتی تھی''...... رئیس احمد نے کہا۔

''اور جب بھی آپ چھٹی کا دن گزار کر آئے۔ آپ نے یہ نہیں سنا کہ کل صاحب کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ نہ اس سلسلے میں کبھی کوئی ملنے آیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ انہیں دل کی تکلیف تھی ہی نہیں''...... رئیس احمد نے کہا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر کے سیل فون جیب میں ڈال لیا۔

''یہ سب تو کوئی بہت بڑا کھیل لگتا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے کار اسٹارٹ کی اور اسے تیزی سے

ایک طرف بڑھاتا لے گیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس عجیب و غریب اور انوکھے کیس نے واقعی اس کے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔ ہر بار نئے سے نئے انکشافات ہو رہے تھے جو اس کے لئے پریشانی کا باعث بنتے جا رہے تھے۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کار سڑک کے کنارے پر روک لی۔ اس کی عادت تھی کہ سفر کے دوران جب بھی سے کال کرنی ہو یا کوئی کال موصول ہوتی تھی تو وہ کار سڑک کے کنارے روک لیتا تھا۔ یہ ٹریفک قوانین کے خلاف تھا کہ چلتی کار میں سیل فون کا استعمال کیا جائے۔

عمران نے سیل فون کی اسکرین پر ڈسپلے دیکھا تو اسے ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہوتا دکھائی دیا۔ اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

'یس ٹائیگر۔ کوئی نئی بات''...... عمران نے پوچھا کیونکہ اس نے ہی ٹائیگر کو ہدایات دی تھیں کہ وہ اسے پل پل کی رپورٹ دیتا رہے اور خاص طور پر جب کوئی نئی بات سامنے آئے تو وہ ضرور

اسے مطلع کرے۔

''باس۔ بیگم حیدر سلطان کا بھائی کاشف عباس شراب کے نشے میں دھت یہاں سے روانہ ہو گیا ہے۔ میں اس کی کار کا تعاقب کر رہا ہوں۔ جوزف اور جوانا میرے پاس پہنچ گئے تھے اور اب میری جگہ وہ حیدر سلطان صاحب کی رہائش کی نگرانی کر رہے ہیں''۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں بھی راستے میں ہوں۔ تم مجھے بتاؤ کہ وہ کس سمت جا رہا ہے۔ میں بھی تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ راستے کے بارے میں بتاتے رہنا۔ فون بند نہ کرنا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ عمران کو راستہ بتانے لگا اور عمران تیزی سے کار گھماتا ہوا اس سڑک پر آ گیا جس پر کاشف عباس کی کار جا رہی تھی اور اس کے پیچھے ٹائیگر کی کار تھی۔ عمران نے اپنی کار ٹائیگر کے کار کے پیچھے لگا دی۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی کار دوڑ رہی تھی جس کے بارے میں ٹائیگر نے بتایا تھا کہ یہ کاشف عباس کی کار ہے۔ کار کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ کاشف عباس نے چونکہ شراب پی رکھی تھی اس لئے اس کا دھیان صرف کار چلانے پر تھا۔ اس لئے اسے اس بات کا علم نہ تھا کہ اس کی کار کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک نئی اور جدید رہائشی کالونی کی طرف مڑ گیا اور پھر دو تین سڑکیں مڑ کر اس نے کار ایک بڑی اور شاندار رہائش گاہ کے

گیٹ کے سامنے روک دی۔ ٹائیگر اور عمران نے اس کی کار سے کافی پیچھے اپنی کاریں روک لیں۔ کاشف عباس نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو اندر سے ایک ملازم نے اس کے لئے گیٹ کھول دیا اور گیٹ کھلتے ہی کاشف عباس اپنی کار اندر لے گیا۔ جیسے ہی اس کی کار اندر گئی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ کاشف عباس کو کار اندر لے جاتے دیکھ کر عمران کار سے باہر آ گیا۔ اسے کار سے نکلتے دیکھ کر ٹائیگر بھی اپنی کار سے باہر آ گیا۔

''اب کیا کرنا ہے باس۔ کیا اس کی رہائش گاہ کے اندر داخل ہوا جائے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ پہلے ہمیں اس کے ہمسایوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنی ہے۔ تم خود کو انٹیلی جنس کا آفیسر ظاہر کرنا۔ کوئی بھی نام بتا دینا۔ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ پتہ تو چلے کہ اس علاقے سے اس آدمی کے بارے میں ہمیں کیا کچھ پتہ چلتا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ تو مکمل طور کسی سراغ رساں کی طرح کام کر رہے ہیں اور مجھ سے بھی ایسا ہی کرا رہے ہیں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیس ہی ایسا ہے کہ اس میں ہمیں سراغ رسانی کرنی پڑ رہی ہے۔ اس کیس میں دھوم دھاکہ اور لڑائی جھگڑے کم اور ذہنی جنگ زیادہ لڑنی پڑ رہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب

میں ٹائیگر بھی مسکرا دیا اور پھر انہوں نے کاشف عباس کی رہائش گاہ کے ارد گرد موجود رہائش گاہوں کے مکینوں سے کاشف عباس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ وہ واقعی کسی ماہر انویسٹی گیٹر کی طرح کام کر رہے تھے۔ لوگوں سے پوچھنے پر اسے پتہ چلا کہ کاشف عباس کا تعلق کافرستان سے تھا اور وہ یہاں بھی کافرستانی نژاد کے طور پر رہ رہا تھا۔ ان لوگوں سے کاشف عباس کی شراب نوشی اور دوسری بہت سی بری عادتوں کے بارے میں بھی پتہ چلا۔ بعض لوگوں کا تو یہ بھی کہنا تھا کہ وہ ایک کرمنل ہے اور انتہائی پراسرار زندگی بسر کر رہا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں تھیں۔ لوگوں سے معلومات حاصل کر کے ٹائیگر اور عمران اپنی کاروں کی طرف آئے ہی تھے کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی تیز تیز چلتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔

''سنیں جناب''...... اس آدمی نے کہا تو عمران اور ٹائیگر مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔ وہ آدمی ادھیڑ عمر ہونے کے ساتھ خاصا خوش شکل تھا اور انتہائی معزز بھی دکھائی دے رہا تھا۔

''فرمائیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ کا تعلق واقعی انٹیلی جنس سے ہے''...... اس آدمی نے ان دونوں کے قریب آ کر کہا۔

''جی ہاں۔ کیوں آپ کو شک ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مجھے بھلا کیوں ہونے لگا شک۔ بہرحال اگر آپ کاشف عباس کے بارے میں انکوائری کر رہے ہیں تو میں آپ کو اس کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتا ہوں"...... اس آدمی نے جواب دیا تو وہ چونک پڑے۔

"کیا بتا سکتے ہیں آپ کاشف عباس کے بارے میں ہمیں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"وہ سب جو یہاں شاید کوئی نہ جانتا ہو"...... اس آدمی نے بڑے پراسرار انداز میں کہا۔

"سب سے پہلے تو آپ اپنا نام بتائیں اور یہ بتائیں کہ آپ کی یہاں کون سی رہائش گاہ ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نام خاقان تیموری ہے اور میں کاشف عباس کے بالکل سامنے والی کوٹھی میں رہتا ہوں۔ آپ لوگ میرے ساتھ آئیں۔ میں کاشف عباس کے بارے میں آپ کو ساری باتیں تفصیل سے بتا دیتا ہوں"...... اس آدمی نے پراسرار انداز میں کہا۔ عمران اور ٹائیگر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ خاقان تیموری کے ساتھ چل پڑے۔ وہ خاقان تیموری کی شاندار رہائش گاہ میں داخل ہوئے اور پھر وہ انہیں ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"سب سے پہلے یہ بتائیں کیا منگواؤں آپ کے لئے۔ چائے کافی یا پھر کولڈ ڈرنک"...... خاقان تیموری نے کہا۔

"ہم اس وقت ڈیوٹی پر ہیں اور ڈیوٹی کے دوران ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ باتیں بتائیں جس کے لئے آپ ہمیں یہاں لائے ہیں"...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا تو خاقان تیموری ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"پہلی بات یہ ہے کہ اس کا باپ کافرستانی تھا۔ اس کی ماں بھی کافرستانی تھی۔ یہ خود بھی کافرستانی ہے۔ یہ خود کو یہاں مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اس نے اپنا نام بھی مسلمانوں والا رکھا ہوا ہے لیکن اصل میں یہ مسلمان نہیں ہے اور جہاں تک میری معلومات ہیں اس کا اصل نام بال ٹھاکرے ہے"...... خاقان تیموری نے بڑے پراسرار لہجے میں کہا اور یہ نیا انکشاف سن کر عمران اور ٹائیگر حیران رہ گئے۔

"بہت خوب۔ آپ یہ بات کس طرح جانتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"کیونکہ میں نے اکثر اس کے گھر میں کافرستانیوں کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ میں ایسے لوگوں پر کڑی نظر رکھتا ہوں اور ان لوگوں کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ جو دکھاوے کے لئے مسلمان بنے ہوئے ہیں لیکن اصل میں کٹر کافرستانی ہیں"...... خاقان تیموری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ جان کر خوشی ہوئی۔ بلکہ بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ آپ تو پھر

یہ بھی جانتے ہوں گے کہ اس کی ایک بہن بھی ہے''...... عمران نے اسے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس کی ایک بہن بھی ہے۔ وہ بھی کافرستانی ہی ہے۔ اس نے بھی خود کو مسلمان ظاہر کر رکھا ہے اور مسلمانوں والا نام کاشفہ رکھا ہوا ہے لیکن اس کا بھی اصل نام کچھ اور ہے اور پھر اس کی شادی ایک بڑے آفیسر سے ہوگئی تھی۔ مال و دولت کے لحاظ سے یہ ہمیشہ سے دولت مند ہیں''...... اس نے کہا۔

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کی بہن کی شادی فوج کے کس آفیسر سے ہوئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ ان کا نام حیدر سلطان ہے۔ وہ چیف سیکرٹری کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے تھے اور پھر ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وہ ہلاک ہو گئے''...... خاقان تیموری نے کہا۔

''کیا وہ بھی کافرستانی تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''اوہ نہیں۔ ان کے بارے میں ایسی کوئی بات سننے میں نہیں آئی''...... خاقان تیموری نے کہا۔

''تب پھر انہوں نے ایک کافرستانی عورت سے شادی کیسے کر لی''...... عمران نے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے آپ کو کہ اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ شاید ان کے آپس میں خاندانی تعلقات ہوں گے۔ اس طرح رشتہ ہو گیا ہو گا''...... خاقان تیموری نے کہا۔

''بہت خوب۔ آپ نے بہت کام کی باتیں بتائیں۔ کوئی اور بات''...... عمران نے پوچھا۔

''جی بس۔ میں تو یہی بتا سکتا ہوں''...... خاقان تیموری نے جواب میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کا یہ ساری معلومات دینے کا شکریہ۔ آپ اس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کیجئے گا''...... عمران نے کہا۔

''جی بہت بہتر سر نہیں کروں گا''...... خاقان تیموری نے کہا۔

عمران نے اس سے چند مزید باتیں معلوم کیں اور پھر وہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر آ گئے۔

''یہ معاملہ تو ہر لمحے عجیب اور پیچیدہ ہوتا چلا جا رہا ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں کہ بیگم حیدر سلطان کافرستانی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کافرستان کی کسی ایجنسی کی یڈی ایجنٹ ہو اور بظاہر مسلمان بن کر اپنے کسی مقصد کے لئے ابق چیف سیکرٹری سے رشتہ استوار کیا ہو اور پھر ان کی شادی ہو ئی ہو۔ بہرحال اگر یہ خاتون کافرستان کے لئے کام کر رہی ہے تو ں نے اب تک سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان سے نہ جانے تنے ملکی راز معلوم کر لئے ہوں گے۔ چوری چھپے نہ جانے کتنی لیں پڑھ لی ہوں گی یا ان کی مائیکروفلم بنا کر کافرستان بھیجی ہوں ا میرا خیال ہے اس معاملے میں ہمیں فوری طور پر قدم اٹھانا

چاہئے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیکن باس آپ انہیں کس جرم کے تحت گرفتار کریں گے۔ جبکہ ابھی تک ان کا کوئی جرم سامنے نہیں آیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’میں نے چیف سے کہا تھا کہ وہ سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی لاش نکلوا کر اس کا پوسٹ مارٹم کرائیں تاکہ ان کی ہلاکت کی اصل وجہ سامنے آ سکے۔ اگر حیدر سلطان صاحب کی ہلاکت واقعی رئیس احمد کے کہنے کے مطابق ہوئی ہے تو پھر معاملہ واقعی خطرناک صورت حال اختیار کر سکتا ہے۔ بہرحال میں چیف سے پوچھتا ہوں۔ انہوں نے یقیناً اب تک یہ سارا کام مکمل کرا لیا ہو گا اور حیدر سلطان صاحب کی باڈی کا پوسٹ مارٹم ہو چکا ہو گا‘‘...... عمران نے کہا اس نے کار میں بیٹھ کر سیل فون جیب سے نکالا اور بلیک زیرو کو کال کرنے لگا۔

’’ایکسٹو‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

’’عمران بول رہا ہوں چیف۔ میں آپ سے حیدر سلطان صاحب کے پوسٹ مارٹم کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ان کی رپورٹ آ گئی ہے یا نہیں‘‘...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کا اس انداز میں بات کرنے کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس کے پاس کوئی موجود ہے اس لئے بلیک زیرو ایسی صورت میں

عمران سے بطور چیف ہی بات کرتا تھا۔

’’ہاں۔ رپورٹ مجھے موصول ہو گئی ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ویری گڈ۔ کیا ہے اس رپورٹ میں‘‘...... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے چیف اسے حیدر سلطان کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ رپورٹ سن کر عمران اور ٹائیگر کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران نے شکریہ کہہ کر چیف سے رابطہ ختم کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے حیدر سلطان کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ عمران اور ٹائیگر نے جیسے ہی کاریں روکیں۔ رہائش گاہ کے ایک ستون کے پیچھے سے جوزف نکل کر سامنے آ گیا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا عمران کی کار کی طرف بڑھا۔

’’جوانا کہاں ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’وہ رہائش گاہ کے عقبی جانب موجود ہے باس‘‘...... جوزف نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ کیا رپورٹ ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ابھی تک نہ تو رہائش گاہ کے اندر کوئی گیا ہے اور نہ باہر آیا ہے‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’بہت خوب۔ ٹائیگر۔ کال بیل بجاؤ‘‘...... عمران نے تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ جلد ہی دروازہ کھلا اور انہیں بیگم حیدر سلطان کی شکل نظر آئی۔ اس کے چہرے پر

جھلاہٹ کے تاثرات تھے۔

''بوڑھا نہ جانے کہاں چلا گیا۔ کچھ بتائے بغیر''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''کیا آپ اپنے ملازم رئیس احمد کی بات کر رہی ہیں''۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پہلے کبھی وہ بتائے بغیر نہیں گیا اور یہ کیا آپ پھر آ گئے تھوڑی دیر پہلے ہی تو آپ نے ہم سے ملاقات کی تھی''۔ بیگم حیدر سلطان نے کہا۔اس دوران وہ ڈرائنگ روم میں آ کر صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔

''جی ہاں۔لیکن مجبوراً دوبارہ آپ کے پاس آنا پڑا۔ آپ کے بھائی تو یہاں نہیں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی نہیں۔ وہ گھر چلے گئے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''مہربانی فرما کر انہیں یہاں بلا لیں۔ یہاں ان کی ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''ضرورت ہے۔کیا مطلب''...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر کہا۔

''ضرورت ہے سے مراد یہ ہے کہ ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں اور یہ بات چیت ان کی موجودگی میں ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ میں انہیں فون کر کے بلا لیتی ہوں''...... یہ کہہ کر اس

نے اٹھ کر سائیڈ تپائی پر پڑے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور سلسلہ ملنے پر بات کرنے لگی۔

''بھائی جان۔ یہاں ایک بار پھر عمران پہنچ گیا ہے اور اس بار اس کے ساتھ ایک سیاہ فام دیو قامت آدمی بھی ہے۔ مجھے ان کے ارادے نیک معلوم نہیں ہو رہے ہیں۔ بہرحال وہ آپ کی موجودگی میں مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے آپ جلد یہاں آ جائیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سن کر اس نے فون بند کر دیا۔

''وہ آ رہے ہیں۔لیکن بات کیا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے پوچھا۔

''بات ان کی موجودگی میں ہو گی''...... عمران نے کہا۔ پھر وہ انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر اٹھ کر گیٹ کھولنے چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ کاشف عباس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ کاشف عباس کے چہرے پر شدید جھلاہٹ اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ہاں جناب۔ فرمائیں۔ اب آپ ہم سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں اور اب ایسی کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے جو آپ پھر آ گئے ہیں''...... کاشف نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

''قیامت ٹوٹی نہیں بلکہ ٹوٹنے والی ہے۔ بہرحال کچھ دیر انتظار کریں۔ ذرا میں چند کالز کر لوں''...... عمران نے کہا پھر اس نے

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران، سر سلطان اور اشفاق ہسپتال کے سربراہ ڈاکٹر اشفاق کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر عبدالغنی اور سر سلطان کو بھی کال کر کے جلد حیدر سلطان کی رہائش گاہ پر پہنچنے کے لئے کہا اور پھر اس نے سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔

''آخر یہ تم سب کر کیا رہے ہو اور ان سب کو یہاں کیوں بلا رہے ہو''...... بیگم حیدر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ سب آپ کے مہمان ہیں۔ کیا آپ ان سب کی مہمان نوازی نہیں کریں گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تو زبردستی کی مہمان نوازی ہو جائے گی''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''جو بھی ہے۔ اب سب آ رہے ہیں اس لئے ان کی مہمان نوازی تو آپ کو کرنی ہی پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ ان سب کو بلا کر ہم پر پریشر ڈالنا چاہتے ہیں تو مجھے چیف سیکرٹری سے بات کرنی پڑے گی۔ میں انہیں بھی یہاں بلاؤں گی اور انہیں بتاؤں گی کہ آپ کس طرح میری زندگی اجیرن کر رہے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ضرور بلائیں۔ وہ آ جائیں تو اور اچھا ہو جائے گا۔ انہیں فون کر کے کہیں کہ وہ آئیں تو اپنے ساتھ کسی تحریر ایکسپرٹ کو بھی لے آئیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر میں پروفیسر ابرار حسین کو بلا لیتا ہوں۔ وہ زبردست تحریر ایکسپرٹ ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ

دونوں چونک پڑے۔

''اب یہاں کسی تحریر ایکسپرٹ کی کیا ضرورت پیش آ گئی''۔ کاشف عباس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرے گا''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ ہی بلا لیں۔ ہم ایسا نہیں کریں گے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہی بلا لیتا ہوں۔ ٹائیگر میرے ساتھ تم کئی بار پروفیسر ابرار حسین سے مل چکے ہو۔ وہ جتنی میری قدر کرتے ہیں اتنی ہی تمہاری کرتے ہیں۔ انہیں ساری بات بتاؤ اور ان سے کہو کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں پہنچ جائیں۔ ان کا یہاں آنا بے حد ضروری ہے''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے سیل فون نکالتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''آخر آپ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''بس تھوڑی دیر اور انتظار کر لیں۔ سب آ جائیں گے تو پھر میں ان کے سامنے ساری باتیں بتاؤں گا۔ آپ چیف سیکرٹری صاحب کو کال کر کے بلا سکتی ہیں تو بلا لیں۔ ورنہ میں انہیں کال کر کے بلا لیتا ہوں۔ آپ کے کال کرنے پر وہ شاید نہ آئیں لیکن اگر میں

نے انہیں کال کیا تو وہ یہاں آنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائیں گے لیکن اس وقت انہیں یہاں بلانا مناسب نہ ہو گا۔ بہرحال آپ کی اطلاع کے لئے میں یہ ضرور بتا دیتا ہوں کہ میری ایک کال پر یہاں چیف سیکرٹری تو کیا پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب بھی پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو ان دونوں کے رنگ زرد پڑ گئے۔

تھوڑی دیر بعد سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی رہائش گاہ کے باہر یکے بعد دیگرے کئی کاریں آنا شروع ہو گئیں اور پھر ایک ایک کر کے کئی افراد وہاں پہنچ گئے۔ جن میں سر سلطان، اشفاق ہسپتال کے سربراہ ڈاکٹر اشفاق، ڈاکٹر عبدالغنی اور ایسے ہی کئی اعلیٰ عہدے دار تھے۔ ان کی آمد کے بعد سیکرٹ سروس کے ممبران بھی وہاں پہنچ گئے۔

''عمران بیٹا۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ یہاں اتنے لوگ کیوں جمع کر رکھے ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''بہت ہی سنگین مسئلہ ہے جناب''...... عمران نے کہا۔

''کوئی سنگین مسئلہ نہیں ہے جناب۔ یہ لوگ ہمیں بلاوجہ پریشان کرنے پر تلے ہوئے''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''عمران بیٹا۔ یہ بیگم صاحبہ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ میرے لئے بہت محترم ہیں اور میں ان کی شکایت سننا پسند نہیں کروں گا۔ پہلے تم

ان کی شکایت دور کرو''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بیگم حیدر سلطان کی بات سن کر عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں اسی لئے تو یہاں آیا ہوں جناب اور آپ سب کو بھی اسی مقصد کے لئے بلایا ہے تاکہ ان کی اور آپ سب کی پریشانی دور کر سکوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے سنا بیگم حیدر سلطان صاحبہ۔ یہ اسی لئے تو آئے ہیں کہ آپ کی شکایت دور کر دیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بیگم حیدر سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی نہیں۔ یہ مذاق کر رہے ہیں۔ اصل میں تو یہ ہمیں پریشان کرنے آئے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں عمران۔ اب کہو کیا کہنا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

''جناب۔ ایک ماہ پہلے ہمارے سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی وفات ہو گئی تھی۔ ان کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ ان کی کار تیز رفتاری کے باعث بے قابو ہو کر سڑک پر الٹ گئی تھی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گئے۔ لوگوں نے اپنی انہیں زخمی حالت میں کار میں سے نکالا اور پھر ان میں سے کسی نے ریسکیو سروس کو کال کر دیا۔ ریسکیو والے آئے اور حیدر سلطان صاحب کو ابتدائی ٹریٹمنٹ دی گئی اور پھر وہ انہیں ایک سرکاری ہسپتال میں لے گئے۔ یہ سٹی ہسپتال تھا۔ بہرحال حیدر سلطان

صاحب کی حالت کریٹیکل تھی۔ ڈاکٹروں نے جان توڑ محنت کر کے ان کی جان تو بچا لی لیکن حادثے میں وہ چونکہ شدید زخمی تھے اور ان کے دونوں بازو، دونوں ٹانگیں اور کئی پسلیاں ٹوٹ چکی تھیں اس لئے ان کا ایمرجنسی آپریشن کرنا مقصود تھا۔ وہ آپریشن کی تیاری کر رہے تھے کہ بیگم صاحبہ اپنے بھائی کاشف عباس اور اپنے فیملی ڈاکٹر جناب ڈاکٹر اشفاق کو لے کر وہاں پہنچ گئیں اور پھر ڈاکٹر اشفاق نے اپنے اثر و رسوخ سے ایم ایس کو اس بات پر قائل کیا کہ حیدر سلطان صاحب چیف سیکرٹری رہ چکے ہیں اس لئے ان کا علاج سپیشل ہسپتال میں ہونا چاہئے یا پھر وہ انہیں اپنے ساتھ اپنے ہسپتال میں لے جائیں گے اور خود ان کا علاج کریں گے۔ چونکہ ڈاکٹر اشفاق کا ہسپتال انٹرنیشنل لیول کا ہسپتال ہے اور یہ کسی تعارف کے بھی محتاج نہیں تھے اس لئے سٹی ہسپتال کے ایم ایس نے ان کی ذمہ داری پر حیدر سلطان صاحب کو ان کے ساتھ بھیج دیا اور یہ انہیں لے کر اپنے ہسپتال پہنچ گئے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے وہی ساری تفصیل ان سب کو بتانی شروع کر دی جو ڈاکٹر اشفاق نے اسے بتائی تھی۔

''کیا میں نے ایک ایک بات صحیح بتائی ہے ڈاکٹر اشفاق صاحب''...... عمران نے ڈاکٹر اشفاق سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ بالکل۔ آپ نے وہی باتیں بتائی ہیں جو میں نے آپ کو بتائی تھیں۔ لیکن اب آخر کیا مسئلہ پیش آ گیا ہے کہ ہمیں یہاں

جمع کیا گیا ہے''...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے کہا۔

''میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ یہ حیدر سلطان صاحب کی بدنصیبی تھی کہ وہ ڈاکٹر اشفاق جیسے ماہر ترین ڈاکٹر کی زیرنگرانی ہونے اور ان کے بہترین علاج کے باوجود ایکسپائر ہو گئے۔ ڈاکٹر اشفاق صاحب نے ان کی ہلاکت کی تصدیق کی اور انہیں روڈ ایکسیڈنٹ اور اچانک دل کا دورہ پڑنے کے کاز کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا۔ اس کے بعد حیدر سلطان صاحب کی تدفین کر دی گئی حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ حیدر سلطان صاحب کا پہلے روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس لئے جب وہ ہلاک ہوئے تھے تو ان کا باقاعدہ پوسٹ مارٹم ہونا چاہئے تھا جو ان لوگوں نے نہیں کرایا۔ بہرحال مرنے سے پہلے حیدر سلطان صاحب نے چند دستاویزات سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو بھیجنے کے لئے اپنے ایک دوست آفاق زبیری کے حوالے کیں کہ وہ انہیں حفاظت کے ساتھ سر سلطان تک پہنچا دیں۔ سر سلطان، حیدر سلطان اور آفاق زبیری کے دوستوں میں شامل تھے انہوں نے جو دستاویزات دی تھیں وہ ان دستاویزات کو سر سلطان کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچانا چاہتے تھے۔ یہ کام وہ خود بھی کر سکتے تھے لیکن طبیعت ناساز رہنے کی وجہ سے وہ خود نہ جا سکے تھے۔ دستاویزات آفاق زبیری کو دینے کے بعد انہوں نے سر سلطان کے نام ایک خط لکھا اور یہ خط انہوں نے اپنی بیگم کو دیا کہ وہ یہ خط سر سلطان کو دے دیں۔ خط بیگم صاحبہ کے حوالے کر کے وہ

اپنے چیک اپ کے لئے اشفاق ہسپتال ہی جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی طبیعت بگڑ گئی جس کی وجہ سے ان کی کار آؤٹ آف کنٹرول ہو کر الٹ گئی اور وہ زخمی ہو گئے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو خط انہوں نے بیگم صاحبہ کو دیا تھا وہ اسے فوراً سر سلطان کو دے دیتیں لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور پھر انہوں نے پورا ایک ماہ بعد گزرنے کے بعد وہ خط سر سلطان کو بھجوا دیا''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''ہاں عمران بیٹا۔ انہوں نے یہ بات تو مجھے بتا دی تھی اور انہوں نے اس کے لئے معذرت بھی کی تھی۔ حیدر سلطان صاحب کی اچانک موت نے انہیں صدمہ پہنچایا تھا اور ایسے وقت میں کسی بھی انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے''۔ سر سلطان نے کہا۔

''اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ وہ یہ خط بھجوانا بھول گئی تھیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بیگم صاحبہ نے یہی بتایا تھا''...... وہ بولے۔

''میں نے کال کر کے آپ سے کہا تھا کہ وہ خط آپ اپنے ساتھ ضرور لائیں۔ کیا آپ لائے ہیں وہ خط''...... عمران نے اس بار سنجیدگی سے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ خط میرے پاس ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''مہربانی فرما کر وہ خط نکال کر پڑھیں''...... عمران نے کہا۔

''آخر بات کیا ہے۔ تم یہ سارا سسپنس کیوں پھیلا رہے ہو۔ جو بات تم ثابت کرنا چاہتے ہو کرو''...... کاشف عباس نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

''ابھی بتاتا ہوں۔ پہلے ہم وہ خط سن لیں''...... عمران نے کہا۔

''اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے عمران۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ میں آج کل بہت بیمار رہنے لگا ہوں۔ دل میں اکثر درد رہتا ہے۔ پتا نہیں میں کب اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ آپ میرے بعد میرے گھر کا خیال رکھنا۔ ہم چونکہ پرانے دوست ہیں۔ دوسرے یہ کہ میں نے ایک فائل آفاق زبیری کو دی ہے وہ آپ تک پہنچا دے گا''...... سر سلطان نے جیب سے خط نکال کر پڑھتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے خط عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے خط کو ایک نظر دیکھا پھر بیگم حیدر سلطان کی طرف مڑے۔

''کیا یہی وہ خط ہے جو آپ نے سر سلطان صاحب کو دیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہی ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ایک بار پھر دیکھ لیں۔ کیا یہ تحریر واقعی حیدر سلطان صاحب کی ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تحریر انہی کی ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے بے حد کڑوے لہجے میں کہا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک ڈائری نکال کر ان کے سامنے کر دی۔

''اسے بھی ایک نظر دیکھ لیں''...... عمران نے کہا تو بیگم حیدر سلطان نے اس سے ڈائری لے لی اور پھر وہ بری طرح چونک پڑیں۔

''یہ کیا۔ یہ تو میرے شوہر کی ڈائری ہے۔ یہ آپ کو کہاں سے ملی''...... بیگم حیدر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

اسے میرے ساتھی نے آپ کے کمرے کی ایک الماری سے چوری کی تھی۔ اب کیوں چوری کی تھی اس کی وجہ میں آپ کو ضرور بتاؤں گا لیکن اس سے پہلے آپ اسے کھول کر دیکھیں اور بتائیں کیا یہ واقعی حیدر سلطان صاحب کی ہی تحریر کردہ ڈائری ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ میرے شوہر کی ہے ڈائری ہے اور اس کی ایک ایک تحریر ان کی ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں اس بات کا غصہ آ رہا تھا کہ ان کے شوہر کی ڈائری ان کے بیڈ روم کی الماری سے چرائی گئی ہے۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور اس نے ان سے ڈائری لے لی۔ پھر عمران نے ڈائری اور سر سلطان سے لیا ہوا خط ایک طرف بیٹھے تحریر ایکسپرٹ پروفیسر ابرار حسین کی طرف بڑھا دی۔

''پروفیسر صاحب۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ دونوں تحریریں دیکھ کر بتائیں کہ کیا یہ ایک ہی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں یا دو الگ الگ ہاتھوں کی''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر بیگم حیدر سلطان

اور اس کے بھائی کاشف عباس کے رنگ اُڑتے نظر آئے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ دو الگ تحریریں کیسے ہو سکتی ہیں''...... کاشف عباس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جاتا ہے اور یہاں بیٹھے ہوئے تمام افراد کو پروفیسر ابرار حسین صاحب کی مہارت کا مکمل ادراک ہے اور ان کی بات ٹھوس اور حقیقت پر مبنی ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔ پروفیسر ابرار حسین نے خط اور ڈائری کی تحریر کو ایک دوسرے سے ملانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا اور پھر انہوں نے ڈائری اور خط سامنے پڑے ہوئے میز پر رکھ دیئے۔

''اس خط کی تحریر حیدر سلطان صاحب کی نہیں ہے۔ ہاں ان کے انداز میں لکھنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے اور کوئی عام آدمی فرق کو محسوس نہیں کر سکتا''...... پروفیسر ابرار حسین نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور ان کی بات سن کر بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس بری طرح سے اچھل پڑے۔

''یہ کیا بکواس ہے۔ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ خط میرے شوہر نے ہی تحریر کیا تھا''...... بیگم حیدر سلطان نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ بیگم صاحبہ''...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے ایک اور ڈائری نکال کر پروفیسر ابرار حسین کو دے دی اور اس

ڈائری کی تحریر کو خط کی تحریر سے ملانے کے لئے کہا۔ دوسری ڈائری دیکھ کر بیگم حیدر سلطان کا رنگ اور پھیکا پڑ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تو میری ڈائری ہے۔ کیا یہ بھی تم نے میرے کمرے سے چوری کرائی تھی''...... بیگم حیدر سلطان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کافی ذہین ہیں بیگم صاحبہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بیگم حیدر سلطان کانپ کر رہ گئیں۔

''یہ دونوں تحریریں ایک ہیں۔ اگر یہ ڈائری بیگم حیدر سلطان صاحبہ کی ہے تو خط کی تحریر بھی انہی کی ہے''...... پروفیسر ابرار حسین نے کہا تو اب وہاں موجود تمام افراد بری طرح سے اچھل پڑے اور سب کی نظریں بیگم حیدر سلطان پر جم گئیں جن کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا اور ان کے جسم میں ہونے والی کپکپاہٹ واضح بھی جا سکتی تھی

''نہیں۔ نہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔ کمرے میں اب موت کا سناٹا چھا گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سب کے سب سکتے میں آ گئے ہوں۔ تھوڑی دیر پہلے جو بیگم حیدر سلطان بری طرح چیخ رہی تھی۔ بار بار طنز کر رہی تھی اب وہ اس طرح خاموش تھی جیسے اب کبھی نہ بولے گی۔

''اس میں کوئی شک نہیں محترمہ بیگم حیدر سلطان۔ یہ خط جعلی ہے۔ یہ وہ خط نہیں ہے جو حیدر سلطان صاحب نے سر سلطان کے

لئے لکھا تھا بلکہ آپ نے وہ خط بدل دیا تھا۔ حیدر سلطان صاحب کا لکھا ہوا خط اپنے پاس رکھ کر ان کے انداز میں یہ نئی تحریر آپ نے لکھی تھی اور اب میں آپ کو ایک اور بات بتا دیتا ہوں کہ خط حیدر سلطان صاحب نے آپ کو نہیں دیا تھا۔ وہ یہ خط خود کو بھجوانا چاہتے تھے لیکن آپ نے ان کے میز کی دراز سے یہ خط چوری کر لیا تھا اور پھر آپ نے بھاپ سے خط کا لفافہ کھول کر اسے پڑھا اور پھر اس کی جگہ اپنی تحریر لفافے میں ڈال کر لفافہ بند کر کے وہیں رکھ دیا جہاں حیدر سلطان صاحب نے رکھا تھا۔ حیدر سلطان باہر جاتے ہوئے یہ خط اپنے ساتھ لے جانا بھول گئے تھے اور پھر ان کا حادثہ ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے بھی ایک ماہ بعد یہ خط دیکھا تو آپ نے اسے فوراً سر سلطان کو دے دیا۔ آپ میری اس بات کو جھٹلا نہیں سکتیں کیونکہ حیدر سلطان کی طرح آپ بھی ڈائری لکھنے کی عادت میں مبتلا ہیں۔ آپ ڈائری ایک قدیم سنسکرتی زبان میں تحریر کرتی ہیں جسے کوئی عام آدمی نہیں پڑھ سکتا۔ اسی ڈائری میں آپ نے اس خط کے بارے میں بھی سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ کہیں تو پروفیسر ابرار حسین آپ کی وہ تحریر بھی پڑھ کر سنا دیں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو بیگم حیدر سلطان جیسے گنگ سی ہو کر رہ گئی۔

''آپ کے ان ماہر صاحب کو ضرور دھوکا ہوا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ان کی رپورٹ غلط ہو"...... کاشف عباس نے کہا۔

''ایسا ممکن ہو سکتا تھا اور ہم اس پر غور کر سکتے تھے اگر دو اور

باتیں ہمارے سامنے نہ آتیں"...... عمران نے کہا۔

''دو اور باتیں۔ کیا مطلب"...... بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس نے ایک ساتھ چونک کر کہا۔

''کیا مطلب عمران۔ اب تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... سر سلطان نے پوچھا۔

''پہلی بات۔ حیدر سلطان صاحب کی موت ہارٹ اٹیک سے نہیں ہوئی تھی"...... عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔

''کیا کہا۔ ان کی موت دل کے دورے سے نہیں ہوئی تھی"۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے چلاتے ہوئے کہا۔

''جی نہیں اور نہ ہی ان کی حالت اتنی خراب تھی کہ ان کے زخموں کا علاج نہ کیا جا سکتا ہو۔ ان کے علاج کی کوشش بھی نہیں کی گئی تھی اور یہ سب جان بوجھ کر کیا گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب کی رپورٹ تو یہی کہتی کہ ان کی موت ہارٹ اٹیک سے ہوئی ہے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے ڈاکٹر شفاق احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب نے یہی رپورٹ دی تھی لیکن انہوں نے غلط رپورٹ دی تھی"...... عمران نے کہا۔

''غلط۔ بالکل غلط۔ میری رپورٹ بالکل درست تھی"...... ڈاکٹر شفاق احمد نے چیخ کر کہا۔

''آپ کی رپورٹ غلط تھی اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ

سے غلطی ہوئی تھی۔ نہیں۔ آپ سے غلطی بھی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ آپ نے جان بوجھ کر غلط رپورٹ لکھی تھی کیونکہ حیدر سلطان کے قتل میں آپ کا بھی ہاتھ تھا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر اچھل پڑے۔

''قتل۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو عمران۔ کیا حیدر سلطان صاحب کو قتل کیا گیا تھا''...... سر سلطان نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے ڈاکٹر اشفاق کے ہسپتال سے وہ فائل لے لی تھی جس میں ان کے ٹریٹمنٹ کے حوالے سے معلومات تھیں۔ ان کاغذات کی رو سے حیدر سلطان صاحب کی مکمل ٹریٹمنٹ کی ہی نہیں گئی تھی بلکہ ان کا عام سے انداز میں اور عام سی دواؤں سے علاج کیا جا رہا تھا اور پھر بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس کے کہنے پر ڈاکٹر اشفاق نے حیدر سلطان کو ایمکورائین کا انجکشن لگا دیا تھا۔ اس انجکشن کی وجہ سے نہ صرف حیدر سلطان صاحب کی حالت بگڑ گئی بلکہ ان کا خون رگوں میں جم گیا جس کے باعث انہیں ہارٹ اٹیک آیا اور وہ ہلاک ہو گئے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اشفاق ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ عمران کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''یہ تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ سراسر الزام''...... ڈاکٹر اشفاق نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''میرے پاس آپ کی ہی لکھی ہوئی ٹریٹمنٹ کی پوری رپورٹ ہے ڈاکٹر صاحب اور یہی نہیں ہم نے حیدر سلطان صاحب کی لاش قبر سے نکلوا کر اس کا پوسٹ مارٹم بھی کرا لیا ہے۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق حیدر سلطان صاحب کے باقیات سے اس انجکشن کے ٹریسز مل گئے ہیں جو ان کی ہلاکت کا باعث بنا تھا اور آپ کو یاد ہو گا آپ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ حیدر سلطان صاحب ل کے مریض تھے اور انہیں پہلے بھی ہارٹ اٹیک آ چکا تھا تو اس کے لئے عرض ہے کہ آپ ہی کی رپورٹ کے مطابق حیدر سلطان ماحب کو ایسی کوئی بیماری نہ تھی۔ نہ دل کی نہ شوگر کی اور نہ کوئی ور۔ آپ نے ان کا جتنا بھی ٹریٹمنٹ کیا تھا ان کے بلڈ ٹیسٹ اور وسرے تمام ٹیسٹوں کی رپورٹس بھی فائل میں منسلک ہے۔ اگر آپ ئل میں یہ رپورٹس نہ منسلک کرتے تو شاید میں بھی الجھ جاتا لیکن پ کی بدقسمتی کہ ایسا نہ ہو سکا تھا۔

''اور آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ انہوں نے ہمارے کہنے حیدر سلطان کو یہ انجکشن لگایا تھا''...... بیگم حیدر سلطان نے طنزیہ راز میں کہا۔ شاید اپنے بچاؤ کی کوئی پلاننگ اس کے ذہن میں ئی تھی اس لئے گنگ بیٹھی ہوئی بیگم حیدر سلطان نے اس گمبھیر ول میں پہلی بار طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اگر آپ اس قتل میں شامل نہیں ہیں تو آپ کو خط تبدیل ـنے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے پوچھا۔

”کیا یہ بات ثابت ہو چکی ہے“...... بیگم حیدر سلطان نے جھلا کر کہا۔

”ہاں ۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن میں پروفیسر ابرار حسین کی رپورٹ کو درست تسلیم نہیں کرتی“...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

”آپ کے نہ ماننے سے کچھ نہیں ہو گا۔ یہ تحریر ایکسپرٹ ہیں، عدالت میں اپنی بات ثابت کر دیں گے۔ ان کی رپورٹ کو عدالت جھٹلا نہیں سکتی“...... عمران نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ میرا وکیل اس معاملے کو عدالت میں دیکھ لے گا“...... کاشف عباس نے کہا۔

”ضرور دیکھ لے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو اس وقت ان سب باتوں سے زیادہ سنگین ایک اور بات سب کو بتانی ہے اور اس بات نے خود مجھے بھی بہت پریشان کر رکھا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ وہ ایسی کیا بات ہے“...... سر سلطان نے پوچھا۔

”وہ بات ان سب سے زیادہ خوفناک ہے۔ ان کے قتل کے جرم سے بھی زیادہ۔ اس خط کو بدلنے کے جرم سے بھی زیادہ“...... عمران نے کہا۔

”آخر وہ کیا بات ہے عمران“...... سر سلطان نے بے چین ہو کر پوچھا۔

”یہ دونوں کافرستانی ہیں لیکن بظاہر یہ مسلمان ہو گئے تھے جبکہ انہوں نے ابھی تک اپنا مذہب نہیں بدلا ہے“...... عمران نے کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں“...... عمران کی بات سن کر اس بار ڈاکٹر عبدالغنی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ ان سب کی بھی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیل گئیں۔ ادھر کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کے چہرے تاریک ہو گئے یہ ایسی خبر تھی جس نے سب لوگوں کو سکتے میں مبتلا کر دیا تھا۔

”بیگم حیدر سلطان کافرستانی تھی اور اس کے شوہر چیف سیکرٹری تھے تو اس سے زیادہ خطرناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کیونکہ جو بھی خفیہ معلومات یہ حاصل کر چکی ہوں گی۔ وہ اپنے بڑوں کو پہنچاتی رہی ہوں گی اور یہ واقعہ بھی یہی ثابت کرتا ہے۔ آخر وقت میں حیدر سلطان صاحب کو ان کی اصل حقیقت کا علم ہو گیا ہو گا۔ انہیں اس بات کا پتہ چلا ہو گا کہ ان کی بیوی ان سے ہی نہیں ملک و قوم سے بھی غداری کی مرتکب ہو رہی ہیں تو انہیں شدید صدمہ پہنچا ہو گا۔ اس وقت وہ ریٹائر ہو چکے تھے۔ مزید کوئی نقصان تو یہ دونوں ان کے ذریعے ملک اور قوم کو پہنچا نہیں سکتے تھے۔ لیکن وہ اس کرب اور اذیت میں مبتلا ہو گئے کہ یہ کیا ہوا۔ میری غدار بیوی کے ذریعے نہ جانے اب تک کتنے راز دشمنوں کے ہاتھ لگ چکے ہوں گے چنانچہ انہوں نے یہ تمام تفصیلات لکھ کر اپنے بااعتماد دوست آفاق زبیری کو دیں تاکہ وہ یہ معلومات سر سلطان تک پہنچا

دیں اور احتیاطاً ایک خط انہوں نے سر سلطان کے نام لکھ کر رکھ لیا کہ موقع ملتے ہی وہ اسے بھجوا دیں گے تاکہ سر سلطان کو بھی علم ہو سکے کہ انہوں نے انہیں اہم دستاویزات بھیجی ہیں۔ وہ اہم دستاویزات کوریئر نہ کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے تمام دستاویزات آفاق زبیری کے سپرد کی تھیں۔ بہرحال خط میں انہوں نے صرف اتنا لکھا تھا کہ انہوں نے ایک فائل آفاق زبیری کو دی ہے اور احتیاطاً یہ خط لکھ دیا ہے اور بس خط میں صرف یہ الفاظ ہوں گے لیکن ان دونوں نے خط پڑھ لیا اور اس فائل کے بارے میں الجھن میں مبتلا ہو گئے۔ یہ جان گئے کہ اب حیدر سلطان کو ان کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔ شاید کسی طرح ان کے کانوں میں ان کی بات چیت پڑ گئی ہو گی۔ لہٰذا انہوں نے آفاق زبیری پر حملہ کرا کر وہ فائل حاصل کر لی اور آفاق زبیری بے چارے شرمندگی کی وجہ سے یہ بات کسی کو نہ بتا سکے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب ایک ماہ گزرنے پر انہیں وہ خط سر سلطان انکل کو دینے کی کیا ضرورت تھی اور اب آفاق زبیری صاحب کو اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں اس سوال کا جواب ابھی تک تلاش نہیں کر سکا کیا آپ ہمیں بتائیں گی آپ نے ایسا کیوں کیا''...... عمران نے بیگم حیدر سلطان سے پوچھا۔

''یہ تمام الزامات ہیں اور سرے سے غلط اور بے بنیاد ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ پھلا کر کہا۔

''جعلی خط سر سلطان کو بھیجنے کی ایک وجہ ذہن میں آتی ہے''...... عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

''چلیں۔ ہم اس وجہ پر ہی اکتفا کر لیں گے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور وہ وجہ یہ ہے کہ اس خط کے ذریعے انہوں نے سر سلطان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ یہ ظاہر کر سکیں کہ یہ ملک اور اپنے شوہر کی وفادار تھیں اور ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن آفاق زبیری کے اغوا کو ہم کس خانے میں فٹ کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں محترمہ بیگم حیدر سلطان اور ان کے بھائی کو یہاں سے سپیشل ہیڈ کوارٹر لے جانا پڑے گا۔ جب وہاں ان پر تشدد کیا جائے گا۔ کوڑے مار مار کر ان کی کھال اتاری جائے گی اور ان کا ایک ایک ریشہ ان کے جسموں سے الگ کیا جائے گا تو یہ سب کچھ خود ہی اگل دیں گے اور میرے خیال میں اس بات پر اب یہاں موجود کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ کیا خیال ہے۔ ڈاکٹر عبدالغنی اور سر سلطان صاحب''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ عمران بیٹا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ غدار ہیں تم نے ہر بات ثابت کر دی ہے۔ آفاق زبیری کے اغوا کے بھی یہی ذمہ دار

ہیں۔ ان کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ملک دشمنوں کا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ہاں۔ تم ان سے جو معلوم کرنا چاہتے ہو کرو۔ اس کے بعد بے شک انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دینا اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا دینا۔ ہم تم سے کوئی سوال نہ کریں گے اور یہ بات اس کمرے سے باہر بھی نہیں جائے گی''...... سر سلطان نے کہا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ عمران نے ڈاکٹر عبدالغنی اور سر سلطان کو ایسی باتیں کہنے کے' لئے پہلے ہی بریف کر دیا تھا تاکہ مجرموں کے منہ کھلوانے کے لئے آسانی ہو جائے۔ جبکہ بیگم حیدر سلطان، کاشف عباس اور ڈاکٹر اشفاق کے جسموں میں تھرتھری سی دوڑ گئی تھی۔

''لیکن جب تک آفاق زبیری صاحب دستیاب نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک یہ کیس نامکمل رہے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اب وہ بہت جلد دستیاب ہو جائیں گے۔ ان کا پتہ اب یہ ہمیں بتائیں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تت۔ تت۔ تم ایسا نہیں کر سکتے''...... بیگم حیدر سلطان نے تھرتھر کانپتے ہوئے کہا۔

''اگر تم تینوں تشدد برداشت نہیں کر سکتے تو بہتر ہے سب کے سامنے سب کچھ اگل دو۔ اسی میں تم تینوں کی بھلائی ہے اور سب

سے پہلے یہ بتاؤ۔ آفاق زبیری کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں یہ بات واقعی معلوم نہیں کہ آفاق زبیری کہاں ہیں۔ ان کے اغوا میں کم از کم ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے''...... کاشف عباس نے کہا۔

''کم از کم سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا باقی کے الزامات تم تسلیم کرتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''اور ڈاکٹر صاحب کیا اب بھی آپ اس بات سے انکار کریں گے کہ آپ نے حیدر سلطان صاحب کو ان کے کہنے پر زہریلا انجکشن لگا کر ہلاک کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں اپنا جرم قبول کرتا ہوں۔ انہوں نے مجھے دولت کا لالچ دیا تھا۔ مجھے اپنا ہسپتال انٹرنیشنل لیول کا بنانے کے لئے بڑی رقم کی ضرورت تھی اس لئے میں نے ان کا کام کرنے کی حامی بھر لی تھی''...... ڈاکٹر اشفاق نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

''کتنا معاوضہ لیا تھا آپ نے ان سے''...... عمران نے پوچھا۔

''پچاس کروڑ''...... ڈاکٹر اشفاق نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

''اور محترمہ آپ نے جان بوجھ کر خط بدلا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''اور تم خفیہ معلومات جو بھی حاصل کر سکے۔ اپنے بڑوں کو

پہنچاتے رہے ہو''...... عمران نے پھر پوچھا۔

''ہاں یہ بھی درست ہے''...... دونوں نے کہا۔

''اس شخص کا نام بتاؤ جسے براہ راست تم یہ معلومات پہنچاتے رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم ساری معلومات ڈریم سنٹر پہنچاتے تھے''...... کاشف عباس نے بھی شکست خوردگی سے جواب دیا تو ڈریم سنٹر کا سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ڈریم سنٹر۔ یہ وہی ڈریم سنٹر ہے نا جو سرحدی قصبے ماٹال میں ہے۔ وہاں بظاہر مسلم کمیونٹی ہے لیکن حقیقت میں وہاں زیادہ تعداد کافرستانی نژاد افراد کی ہے اور اس سنٹر کو ایک بڑے قلعے کی شکل میں بنایا گیا ہے۔ بظاہر اس سنٹر کو مذہبی سرگرمیوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہی ہمارا مین مرکز ہے۔ سپیشل سنٹر''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''تو کیا وہاں سب کے سب غیر مسلم ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن بظاہر سب مسلم ہیں۔ ان کے نام بھی مسلمانوں جیسے ہی ہیں تاکہ حکومت کی نظروں سے خود کو بچا کر اپنی مخصوص سرگرمیاں جاری رکھ سکیں''...... کاشف عباس نے کہا۔

''ڈریم سنٹر کا سربراہ کون ہے''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا اصل نام کچھ اور ہے لیکن مسلمان کی حیثیت سے اس نے اپنا نام امیر سالم رکھا ہوا ہے اور سب اسے اسی نام سے جانتے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''معاملات اس نہج پر پہنچ جائیں گے اس کا مجھے واقعی اندازہ نہ تھا۔ یہ تو صورتحال اور زیادہ خوفناک اور گمبھیر ہو گئی ہے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو کیا ماٹال میں صرف کافرستانی رہتے ہیں۔ وہاں ان کا قبضہ ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن ان سب نے مسلمانوں کے نقاب اوڑھ رکھے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ سب اقلیت ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اب کیا کرنا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے یہ سارا کام امیر سالم یا جو بھی اس کا نام ہے اسی کے کہنے پر کیا گیا ہے۔ اس سارے کھیل کے پیچھے اسی کا ہاتھ ہے اس لئے آفاق زبیری بھی وہیں ہوں گے اور ہمیں انہیں وہاں سے ہر صورت بازیاب کرانا ہو گا۔

''تمہارا کیا خیال ہے ماٹال اور ڈریم سنٹر تک پہنچنا تمہارے لئے اس قدر آسان ہو گا''...... اس بار کاشف عباس نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... عمران نے کہا۔ باقی سب بھی چونک کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''وہ ہمارا قلعہ ہے۔ ایک جنگی قلعہ جس کی حفاظت کے لئے امیر سالم نے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں۔ قصبے اور قلعے کی حفاظت کے لئے باقاعدہ مسلح فورس ہے جو فوج کی پوری بٹالین کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ وہاں صرف وہی لوگ جاسکتے ہیں جن کا تعلق اقلیت سے ہو۔ مسلمانوں کے وہاں جانے پر پابندی ہے اور اگر کوئی مسلمان وہاں غلطی سے پہنچ جائے تو پھر اس کی واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ کسی بھی صورت میں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''تو تم لوگ سمجھ رہے ہو کہ پاکیشیا کے اس علاقے پر تم لوگوں کا قبضہ ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے اور یہ علاقہ کافرستان کے سرحدی علاقے کے ساتھ ہے اس لئے ہمیں کافرستان کی مکمل سپورٹ حاصل ہے''...... کاشف عباس نے کہا تو عمران نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''تب تو ہمارا وہاں جانا اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر دشمن سمجھ رہا ہے کہ انہوں نے ہمارے اس علاقے پر قبضہ جما لیا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی بھول ہے۔ ہم اپنے ملک کے لئے کٹ مرنے کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔ اب ہمارا مشن اس قصبے اور آفاق زبیری کو دشمنوں سے بازیاب کرنا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ماٹال قصبہ کافرستانی سرحد سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ یہ پہاڑوں میں گھرا ہوا علاقہ تھا۔ ہر طرف خشک اور ویران پہاڑیاں تھیں جن کے درمیان ایک چھوٹی سی وادی میں یہ قصبہ آباد تھا اور اس قصبے میں چھوٹی بڑی ہر قسم کی رہائش گاہیں موجود تھیں۔ قصبے کے وسط میں ایک بڑی قلعہ نما عمارت بنائی گئی تھی جس میں داخلے کے چار راستے تھے اور ان چاروں راستوں پر سیکورٹی ڈورز کے علاوہ چیکنگ کے دوسرے خصوصی انتظامات بھی موجود تھے۔ کوئی بھی شخص ان چیکنگ پوائنٹس سے گزرے بغیر قلعے میں داخل نہ ہوسکتا تھا۔

قلعے کی فصیلیں کافی اونچی بنائی گئی تھیں جہاں ہر وقت مسلح افراد موجود رہتے تھے۔ یہی نہیں اس قلعے میں چاروں اطراف سرچنگ ٹاور بھی بنے ہوئے تھے جن میں ماہر شوٹر موجود رہتے تھے۔ قلعے کی دیواروں پر اندر اور باہر فلڈ لائٹس بھی لگائی گئی تھیں جنہیں شام

ہوتے ہی روشن کر دیا جاتا تھا اور وہاں اس قدر روشنی ہو جاتی تھی کہ دن کا سا سماں ہو جاتا تھا۔ قلعے کے اندر اور باہر بھی مسلح افراد کا گشت رہتا تھا اور یہی عالم قصبے کی سرحدوں کا تھا۔

ہر پہاڑی پر مسلح افراد کی کثیر تعداد ہر وقت موجود رہتی تھی جن کے پاس جدید ترین اسلحہ ہوتا تھا اور اگر قصبہ میں کوئی اجنبی بھولے بھٹکے سے بھی آ جاتا تو اس کی لاش بھی غائب کر دی جاتی تھی۔ چونکہ اس علاقے کی سرحد کافرستان سے ملتی تھی اس لئے سیکورٹی فورسز اس علاقے کا چکر لگاتی رہتی تھیں اور قصبے کے لوگ پاکیشائی سیکورٹی فورسز کے آنے پر سارا اسلحہ غائب کر دیتے تھے اور عام لوگوں کی طرح گھومتے پھرتے نظر آتے تھے۔

سیکورٹی فورسز کی آمد پر قلعے کے بھی دروازے کھول دیئے جاتے تھے۔ وہاں ایسا کوئی سسٹم دکھائی نہ دیتا تھا جس سے پتہ چلتا ہو کہ یہ علاقہ اور قلعہ عسکریت پسندوں کا گڑھ ہو۔ دوسرے لفظوں میں دکھاوے کے لئے یہ ایک عام سا قصبہ تھا جہاں لوگ صرف اپنے کام سے کام رکھتے تھے اور کسی بھی قسم کی غیر قانونی یا غیر اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث نہ پائے جاتے تھے۔

اس قصبے کے اردگرد کے دوسرے علاقوں میں موجود اقلیتوں کا بھی قصبے کے امیر سے گٹھ جوڑ تھا اور وہ ہر معاملے میں ان کی بھرپور مدد کرتے تھے۔ اگر کسی طرف سے بھی کوئی سیکورٹی فورس یا چیکنگ ٹیم اس قصبے کی طرف روانہ ہوتی تو اس کے بارے میں قصبے

کے امیر کو فوری طور پر مطلع کر دیا جاتا تھا جو چند ہی گھنٹوں میں پورے کے پورے قصبے کو بدل کر رکھ دیتا تھا۔ اس قصبے کے امیر نے اس بات کا بھی انتظام کر رکھا تھا کہ اس قصبے کو کسی بھی سیٹلائٹ سے چیک نہ کیا جا سکے۔ یہ چونکہ پہاڑی علاقہ تھا اس لئے اس علاقے ہیں اکثر بادل چھائے رہتے تھے اور پھر کافرستان کی مدد سے قصبے کے امیر نے اس قصبے پر ایک مشین کے ذریعے نقلی دھند بھی پیدا کر رکھی تھی جو ہر قسم کے سپائی سیٹلائٹ سے ان کی سرگرمیوں کو محفوظ رکھتی تھی اور قصبے کے لوگ آزادی سے ہر کام کرتے تھے۔ قصبے کا امیر جس کا نام امیر سالم تھا انتہائی باوسائل اور وسیع اثر ورسوخ کا مالک تھا جس کے نہ صرف پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے رابطے تھے بلکہ کافرستان میں بھی اس نے فوج اور سول اداروں سے رابطے استوار کر رکھے تھے۔ قصبے میں امیر سالم کی ہر بات مقدم سمجھی جاتی تھی اور اس کا ہر حکم پتھر کی لکیر ہوتا تھا۔ ایک بار وہ جو حکم دے دیتا اس کی بجا آوری قصبے کے ہر فرد پر فرض تھی۔

امیر سالم قلعے میں موجود اپنے وسیع اور انتہائی قیمتی سامان سے سجے آفس میں بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ امیر سالم بھاری بھرکم اور مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس کے چہرے پر درشتگی اور کرختگی نمایاں تھی۔ وہ سامنے میز پر پڑی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''جناب''...... اس آدمی نے اندر داخل ہو کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر امیر سالم نے فائل سے سر اٹھایا اور اس کی جانب دیکھنے لگا۔

''توشو۔ تم''...... امیر سالم نے کہا۔

''ہاں جناب۔ ایک اہم خبر ہے''...... آنے والے نوجوان نے کہا جس کا نام توشو تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''بتاؤ۔ کیا خبر ہے''...... امیر سالم نے چونک کر کہا۔ اس نے نوجوان کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھ لئے تھے۔

''ڈی ایل کو پاکیشیائی فورس نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے جناب اور پوری وادی میں اس وقت فورس موجود ہے''......توشو نے کہا تو امیر سالم بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی فورس ماتال میں پہنچ گئی ہے۔ کب، کیسے اور کیوں''...... امیر سالم نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس بار تو ہمیں مخبروں نے کوئی اطلاع بھی نہیں دی جناب۔ اچانک ہی ماتال کے چاروں اطراف سے تیز رفتار جیپوں میں فورس آئی اور ماتال میں داخل ہو گئی۔ دو گن شپ ہیلی کاپٹروں نے پہاڑیوں پر موجود ہماری فورس کو بھی فوری طور پر پہاڑیوں سے نیچے اترنے کا حکم دیا تو وہ سب نیچے آ گئے۔ اس کے بعد اب چھ اور

گن شپ ہیلی کاپٹر آ گئے ہیں جو پوری وادی میں چکراتے پھر رہے ہیں''۔ توشو نے کہا تو امیر سالم کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''یہ سب کیا ہو گیا۔ کیسے ہو گیا۔ ہمارے مخبروں نے ان کی آمد کے بارے میں کیوں نہیں بتایا اور پاکیشیائی فورس یہاں کیوں پہنچ گئی ہے وہ بھی اتنی بڑی تعداد میں اور کیا گن شپ ہیلی کاپٹر ڈی ایل پر بھی منڈلا رہے ہیں''...... امیر سالم نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''نہیں جناب۔ ابھی تک کوئی گن شپ ہیلی کاپٹر ڈی ایل کے پاس نہیں آیا ہے۔ ڈی ایل میں چاروں طرف سرچنگ ٹاور ہیں اور ہم نے یہاں چاروں طرف اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب کر رکھی ہیں اور ہر طرف میزائل لانچر بھی موجود ہیں جو ایئر کرافٹس اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں شاید اسی لئے وہ ڈی ایل کے قریب نہیں پھٹک رہے ہیں''......توشو نے کہا۔

''کیا یہ لوگ آفاق زبیری کے لئے یہاں پہنچے ہیں''۔ امیر سالم نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں جناب۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ فورس کے ساتھ علی عمران بھی موجود ہے''...... توشو نے جواب دیا اور عمران کا سن کر امیر سالم بے اختیار اچھل پڑا۔

''آفاق زبیری اور سوریا پرتاب کہاں ہیں''...... امیر سالم نے

اس سے پوچھا۔

''ان دونوں کو ریڈ ونگ میں رکھا گیا ہے جناب''...... توشو نے کہا۔

''ہونہہ۔ کتنی فورس ہے''...... امیر سالم نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''بے شمار ہے جناب اور بھاری اسلحے کے ساتھ ہیں''...... توشو نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ ان کا کمانڈنگ آفیسر کون ہے''...... امیر سالم نے اسی انداز میں کہا۔

''میں نے فورس کے آنے کے بعد معلومات حاصل کی ہیں جناب۔ یہ ریڈ بٹالین فورس ہے جو سیکرٹری داخلہ سر سلطان کی ایماء پر یہاں پہنچی ہے اور فورس کا کمانڈر کرنل طاہر عالم ہے''...... توشو نے کہا۔

''کیا وادی میں ان کی طرف سے کوئی اعلان کیا گیا ہے''۔ امیر سالم نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ جو فورس وادی میں ہے ان کی طرف سے ہر خاص و عام کو اپنے گھروں کے اندر جانے اور اندر سے دروازے بند رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ مسلح افراد کو ایک جگہ الگ جمع کیا جا رہا ہے اور ان سے اسلحہ حاصل کیا جا رہا ہے البتہ جو فورس ڈی ایل کا گھیراؤ کر رہی ہے اس کی طرف سے ابھی کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ فورس

بھاری اسلحے کے ساتھ خاموشی سے قلعے کے چاروں طرف پہنچ چکی ہے اور پوزیشنیں سنبھال رہی ہے''...... توشو نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے توشو کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک اٹھا۔

''معافی چاہتا ہوں جناب۔ اجازت ہو تو فون سن لوں شاید کوئی اہم کال ہے''...... توشو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے سن لو''...... امیر سالم نے کہا تو توشو نے سیل فون جیب سے نکالا اور پھر اسکرین پر ڈسپلے دیکھ کر اس نے فوراً کال رسیونگ کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''توشو بول رہا ہوں''...... اس نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

''اوکے۔ ہولڈ کرو''...... دوسری طرف کی بات سن کر توشو نے کہا۔ اس نے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

''ٹاورز ون سے کال تھی جناب۔ جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ فورس کے ساتھ علی عمران بھی موجود ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے''...... توشو نے کہا۔

''تو کیا یہ علی عمران فورس کو لیڈ کر رہا ہے''...... امیر سالم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں شاید''...... توشو نے جواب دیا تو امیر سالم خاموش ہو گیا۔ اس کا چہرے پر غصے اور پریشانی کے ساتھ الجھن کے تاثرات بھی

دکھائی دے رہے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ لے آؤ اسے''...... چند لمحے سوچنے نے بعد امیر سالم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو توشو نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا آفس سے نکلتا چلا گیا۔

''اگر مجھے فورس کی آمد کی پیشگی اطلاع مل جاتی تو میں اس معاملے کو بہتر طریقے سے ہینڈل کرتا لیکن اب نجانے مجھے یہ سب کچھ کیسے ڈیل کرنا پڑے گا''...... امیر سالم نے غصے اور پریشانی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد توشو کے ساتھ دو خوش شکل اور مضبوط جسموں کے مالک نوجوان اندر داخل ہوئے۔ امیر سالم ان میں سے عمران کو پہچانتا تھا۔ دوسرا آدمی شاید اس کا ساتھی تھا۔

''بیٹھیں''...... امیر سالم نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ توشوانؔ کے پیچھے دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔

''فرمائیں جناب۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... امیر سالم نے کہا۔

'' آفاق زبیری کہاں ہیں''...... عمران نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کون آفاق زبیری۔ میں کسی آفاق زبیری کو نہیں جانتا''۔

امیر سالم نے کہا۔

''تمہارے قلعے سمیت اس وقت پوری وادی ماٹال ریڈ بٹالین کے گھیرے میں ہے امیر سالم۔ تمہارے پاس اب بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھ سے تعاون کرو ورنہ''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں کسی آفاق زبیری کو نہیں جانتا تو پھر میں اس کے بارے میں تمہیں کیا بتاؤں اور کیا تعاون کروں''...... امیر سالم نے غرا کر کہا۔

''اگر تم نہیں بتاؤ گے تو پھر ساری فورس قلعے میں داخل ہو کر خود آفاق زبیری کو تلاش کرے گی۔ ایسی صورت میں جو بھی نقصان ہو گا اس کے ذمہ دار تم ہو گے''...... عمران نے کہا۔

''تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مجھے امیر سالم ہو''...... امیر سالم نے کہا۔

''تم صرف دکھاوے کے امیر سالم ہو۔ میں جانتا ہوں تم کافرستانی ہو اور تمہارا نام کچھ اور ہے۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ آفاق زبیری کو میرے حوالے کر دو ورنہ......'' عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ جھوٹ ہے۔ تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ میں اور یہ پوری وادی مسلم ہے اور میں ان کا امیر ہوں۔ سمجھے تم''...... امیر سالم نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"آفاق زبیری کہاں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... امیر سالم نے بھی جواب میں سرد لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم آفاق زبیری کے بارے میں نہیں بتاؤ گے اور اسے میرے حوالے نہ کرو گے تو پھر فورس ڈی ایل کے اندر بھی پہنچ جائے گی اور تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ ہمارے ساتھ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہیں جو تمہارے اس جنگی قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ہم بھی تیار ہیں۔ اگر قلعے پر حملہ کیا گیا تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہو سکتے ہیں"...... امیر سالم نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو تم میری بات نہیں مانو گے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں"...... امیر سالم نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے اس بار امیر سالم کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اٹھتے ہی اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ہوا ایک ریوالور نظر آیا۔ اس سے پہلے کہ امیر سالم اور اس کا ساتھ توشو اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگے ریوالور کو دیکھ کر چونکتے، ٹائیگر نے تیزی سے توشو کی طرف مڑتے ہوئے اس پر فائر کر دیا۔ گولی ٹھیک توشو

کے سر پر پڑی اور اس کے سر میں سوراخ کرتی ہوئی پیچھے دیوار میں جا گھسی۔ توشو کو چیخنے کا بھی موقع نہ ملا اس کے سر سے خون کا فوارا سا نکلا اور وہ منہ کے بل گرتا چلا گیا۔ توشو کو اس طرح گولی مارتے دیکھ کر امیر سالم ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا ہے۔ تم نے ڈی ایل میں میری آنکھوں کے سامنے میرے ساتھی کو گولی مار دی ہے"...... امیر سالم نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے توشو کو گولی مارتے ہی مڑ کر ریوالور کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

"اگلی گولی ٹھیک تمہارے سر پر پڑے گی"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا تو امیر سالم کا رنگ زرد ہو گیا۔

"نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے"...... امیر سالم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے کہا ہے نا کہ اس وقت ہم تمہارے اس ڈی ایل کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں اور پوری وادی کو نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ اس لئے تم سے جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو فوراً"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں آفاق زبیری کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ہوں۔ تم میری بات کا یقین کرو"...... امیر سالم نے جواب دیا۔

"ٹائیگر۔ گولی مار دو اسے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو

کر کہا تو ٹائیگر کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے لگی۔ یہ دیکھ کر امیر سالم ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر موت کا خوف طاری ہو گیا تھا۔

''یہ اقدام آپ کو بہت مہنگا پڑے گا''...... امیر سالم نے غصے میں کہا۔

''ہم غریب نہیں ہیں۔ جتنا بھی مہنگا ہو گا خرید لیں گے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو وہ کرسی ہٹا کر میز کی طرف گھوم کر امیر سالم کے عقب میں آ گیا اور اس نے ریوالور کی نال امیر سالم کے سر سے لگا دی۔ اسی لمحے اچانک کمرے کی چاروں دیواروں میں ایک ایک دروازہ کھلا اور وہاں سے دو دو ہٹے کٹے اور انتہائی طاقتور جسموں کے مالک مسلح افراد نکل کر باہر آ گئے اور ان کے پیچھے خود کار انداز میں چاروں دروازے بند ہو گئے۔ مسلح افراد نے مشین گنوں کے رخ عمران اور ٹائیگر کی طرف کر دیئے۔ انہیں دیکھ کر امیر سالم کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''میں نے دیکھ لیا تھا۔ تم نے میز کے نیچے کوئی بٹن پریس کیا تھا جس کے نتیجے میں یہ دروازے کھلے ہیں اور یہ لوگ مشین گنیں لے کر اندر آئے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''گن پھینک دو۔ ورنہ گولیوں سے تم دونوں کو بھون دیا جائے گا''۔ آنے والوں میں سے ایک آدمی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''حماقت مت کرو۔ میری گن تمہارے امیر کے سر سے لگی ہوئی ہے۔ اپنا اسلحہ گرا دو۔ ورنہ میں اس کی کھوپڑی کے پرخچے اُڑا دوں گا''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔ اس کی بات سن کر امیر سالم کا رنگ اڑ گیا۔

''اسلحہ گرا دو''...... امیر سالم نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

''لیکن جناب......'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''جیسا کہہ رہا ہوں وہ کرو نانسنس۔ دیکھ نہیں رہے۔ یہ میرے سر پر کھڑا ہے اور اس کی گن میرے سر سے لگی ہوئی ہے''۔ امیر سالم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ وہ لوگ چند لمحے ان دونوں کو گھورتے رہے پھر انہوں نے اسلحہ گرانا شروع کر دیا۔ عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل نظر آیا تو امیر سالم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''سب ایک ساتھ اس دیوار کے پاس آ جاؤ''...... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے دیوار کے پاس آ گئے۔

''ٹائیگر اسے باہر لے جاؤ۔ احتیاط کے ساتھ۔ اسے اپنے سامنے رکھنا تاکہ اگر کوئی فائر کرے تو پہلے یہی گولی کا شکار بنے''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کے ساتھیوں کی طرف کر رکھا تھا۔

''چلو''...... ٹائیگر نے امیر سالم سے کہا تو اس کے قدم دروازے کی طرف اٹھنے لگے۔ پھر وہ دونوں جیسے ہی دروازہ کھول کر باہر

نکلے عمران کے مشین پسٹل سے یکلخت ریٹ ریٹ کی آواز نکلی اور کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے ان پر کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی فائرنگ کر دی تھی۔ اس نے اندر آتے ہی دیکھ لیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ دروازہ بند ہونے پر اندر کی آواز نہ باہر جا سکتی ہے اور نہ باہر کی کوئی آواز اندر آ سکتی ہے۔ ان افراد کو ہلاک کرتے ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ راہداری خالی تھی۔ ٹائیگر بدستور امیر سالم کے سر سے ریوالور لگائے اسے ایک طرف لے جا رہا تھا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

عمران کے کہنے پر امیر سالم انہیں خفیہ راستوں سے گزارتا ہوا قلعے سے باہر لے آیا۔ یہ وہ راستے تھے جہاں مسلح تو کیا ویسے بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ جیسے ہی باہر آئے اسی لمحے ایک فصیل سے ان پر گولیاں برسا دی گئیں۔ گولیاں ان تینوں کے ارد گرد زمین پر پڑیں۔ ٹائیگر نے فوراً امیر سالم کو پکڑ کر ایک دیوار کی طرف چھلانگ لگا دی۔ عمران نے بھی دیوار کی طرف چھلانگ لگائی اور دیوار سے کمر لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے امیر سالم نے ٹائیگر کو دھکا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اور عمران اسے پکڑتے، امیر سالم تیزی سے بھاگتا ہوا اس دروازے سے اندر داخل ہوا جس سے نکل کر وہ باہر آئے تھے۔ جیسے ہی وہ اندر گیا اسی لمحے دروازہ خود کار سسٹم کے تحت بند ہوتا چلا گیا۔

عمران نے وادیٔ ماٹال پر قبضہ کرنے اور وہاں موجود جنگی قلعے سے آفاق زبیری کو زندہ سلامت نکال کر لانے کے لئے سر سلطان کے ذریعے پرائم منسٹر سے بات کی تھی جنہوں نے آرمی چیف کو عمران کی مدد کرنے کا حکم دیا تھا اور عمران کے کہنے پر آرمی چیف نے ان کی مدد کے لئے ماؤنٹین بٹالین جسے ریڈ بٹالین کیا جاتا تھا بھیج دی تھی جس کا کمانڈر کرنل طاہر عالم تھا۔

کمانڈر کرنل طاہر عالم عمران کا دوست تھا۔ وہ تیز رفتار جیپوں پر سوار ہو کر وادیٔ ماٹال پہنچ گئے۔ کرنل طاہر عالم کے ساتھ آٹھ گن شپ ہیلی کاپٹر تھے جو ان کی جیپوں سے پہلے ہی وادی میں پہنچ گئے تھے۔ کرنل طاہر عالم کے کہنے پر گن شپ ہیلی کاپٹروں میں موجود فورس نے پہاڑیوں پر موجود مسلح افراد کو فوراً نیچے جانے کا حکم دیا تھا اور پھر جب وہ وادی میں داخل ہوئے تو انہوں نے مسلح افراد کو گھیرنے کے ساتھ عام لوگوں کو فوری طور پر اپنے گھروں میں

جانے کا حکم دیا۔ پوری وادی میں یکلخت موت کی سی خاموشی چھا گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری وادی ویران سی ہو گئی۔ ہر طرف مسلح فورس موجود تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کرنل طاہر عالم اور ان کی فورس کے ساتھ فوراً جنگی قلعے کا محاصرہ کرنا شروع کر دیا۔ قلعے کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ چونکہ عمران اور کرنل طاہر عالم کی اطلاع کے مطابق قلعے میں ایئر کرافٹ گنوں کے ساتھ میزائل لانچر بھی نصب تھے اس لئے گن شپ ہیلی کاپٹروں کو قلعے سے دور ہی رہنے کا کہا گیا تھا۔

عمران اور کرنل طاہر عالم ساتھ ساتھ تھے۔ وہ دونوں قلعے کا محاصرہ کرنے والی فورس کی نگرانی کر رہے تھے۔ پھر عمران نے میگا فون پر امیر سالم سے ملنے کی بات کی تو اسے اندر بلا لیا گیا اور عمران، ٹائیگر کو لے کر اندر چلا گیا۔ اب وہ امیر سالم کے ساتھ باہر آیا تھا لیکن امیر سالم موقع کا فائدہ اٹھا کر فوراً واپس اندر بھاگ گیا تھا۔ جیسے ہی وہ واپس اندر گیا۔ اسی لمحے قلعے کی فصیلوں اور ٹاورز سے یکلخت فورس پر فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔

''یہ کیا۔ یہ تو انہوں نے فائرنگ شروع کر دی ہے''...... کرنل طاہر عالم نے عمران کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''معاملات خراب ہو گئے ہیں۔ فورس سے کہیں کہ جوابی کارروائی کریں۔ اب یہ لوگ آسانی سے ہمارے ہاتھ نہیں آئیں

گے بلکہ کھل کر ہمارا مقابلہ کریں گے''...... عمران نے کہا تو کرنل طاہر عالم نے میگا فون پر فورس کو جوابی حملے کا حکم دے دیا۔ کرنل طاہر عالم کا حکم سنتے ہی فورس نے جوابی فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہر طرف فائرنگ کی تیز آوازوں کے ساتھ بموں اور میزائلوں سے بھی حملہ شروع کر دیا گیا۔ قلعے سے بھی بم اور میزائل فائر کئے جا رہے تھے۔ عمران کو دیکھ کر اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے ان کے قریب آ گئے تھے۔

''صفدر۔ اس دروازے کو بم سے اُڑا دو۔ ہمیں اندر جانا ہے۔ جلدی کرو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو صفدر نے تیزی سے جیب سے ایک راڈ بم نکالا اور اسے پوری قوت سے دروازے پر مار دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا آگ کا الاؤ سا روشن ہوا اور دروازے کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ سامنے طویل راہداری تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی جو دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ دروازے کو تباہ ہوتے دیکھ کر تیزی سے سامنے آئے اور پھر وہ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اندر کی جانب دوڑتے چلے گئے۔

''اس طرف چھت پر جانے والی سیڑھیاں ہیں۔ اوپر جاؤ اور جو نظر آئے اسے بھون دینا۔ منی میزائل گنوں سے ان کی ایئر کرافٹ گنیں اور میزائل لانچر سب تباہ کر دینا''...... عمران نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے اس طرف دوڑتے چلے گئے۔ عمران ٹائیگر کے ساتھ ان راہداری میں آ گیا

جہاں سے امیر سالم انہیں باہر لایا تھا۔

عمران اور ٹائیگر کے ہاتھوں میں اب مشین پسٹلز کے ساتھ منی میزائل گنیں بھی تھیں۔ وہ دونوں جیسے ہی دوڑتے ہوئے راہداری میں مڑے انہیں سامنے سے کئی مسلح افراد اس طرف دوڑ کر آتے دکھائی دیئے۔ عمران نے فوراً ان افراد کی طرف منی میزائل گن فائر کر دیا۔ منی میزائل کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ان افراد نے جھک کر اس سے بچنے کی کوشش کی لیکن میزائل ٹھیک کے قریب جا کر پھٹا اور ان کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔

”تم تمام کمروں کے دروازے اُڑا کر اندر موجود افراد کو ختم کرو۔ میں امیر سالم کے آفس کی طرف جاتا ہوں“...... عمران نے ٹائیگر کو حکم دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلا کر دائیں طرف راہداری میں مڑ گیا۔ عمران اس طرف دوڑ رہا تھا جس طرف امیر سالم کا آفس تھا۔ اسے یقین تھا کہ امیر سالم واپس اپنے آفس میں ہی گیا ہو گا تاکہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے سکے۔ دوڑتے ہوئے وہ دائیں طرف مڑا ہی تھا کہ اس پر سامنے سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی تو وہ فوراً زمین پر گر گیا اور پھر کروٹیں لیتا ہوا اٹھ کر سائیڈ کی دیوار کے ساتھ چپک گیا۔

اسے راہداری میں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ عمران فوراً جھکا اور پھر اس نے زمین کے ساتھ لگتے ہوئے دیوار کے سرے سے منی میزائل والا ہاتھ دیوار کی دوسری طرف

کرتے ہی یکے بعد دیگرے دو بار بٹن پریس کر دیا۔ زائیں زائیں کی آوازوں کے ساتھ گن سے دو میزائل نکلے اور پھر کچھ ہی لمحوں بعد یکے بعد دیگرے دو دھماکوں کے ساتھ متعدد انسانی چیخیں ابھریں اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی۔ عمران نے ایک لمحے توقف کیا اور پھر اس نے دیوار کے پیچھے سے سر نکال کر راہداری میں جھانکا اور یہ دیکھ کر مطمئن ہو گیا کہ راہداری میں انسانی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر رکے بغیر سامنے کی طرف دوڑنا شروع ہو گیا۔ راہداری کے پاس آتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر لمبی چھلانگ لگاتا ہوا راہداری کراس کر کے آگے پہنچ گیا۔ جلد ہی وہ راہداری کے اس سرے پر پہنچ گیا جہاں امیر سالم کا آفس تھا۔ آفس کے دروازے کے پاس چار مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے اسے دیکھتے ہی اس پر فائرنگ کر دی لیکن عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو بچایا اور پھر اس نے ان پر بھی منی میزائل فائر کر دیا۔

میزائل ایک آدمی کے جسم سے ٹکرا کر زور دار دھماکے سے پھٹا اور اس کے ساتھ باقی تینوں کے بھی پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ عمران دوڑتا ہوا دروازے کے پاس آیا اور پھر اس نے پیچھے ہٹ کر دروازے پر دو میزائل فائر کر دیئے۔ اس نے دروازے کی چوکھٹ پر میزائل فائر کئے تھے۔ ایک ساتھ دو دھماکے ہوئے اور دروازہ اکھڑ کر اندر جا گرا۔ جیسے ہی دروازہ ٹوٹا عمران چھلانگ لگا

کر کمرے میں داخل ہوا اور تیزی سے دیوار کی سائیڈ سے لگ گیا۔
اسی لمحے اس نے سائیڈ کی دیوار میں ایک دروازہ بند ہوتے دیکھا۔
اس نے دروازہ بند ہونے سے قبل امیر سالم کو چھلانگ لگا کر اندر
جاتے دیکھا تھا۔

اس سے پہلے کہ عمران اس دروازے تک پہنچتا دروازہ بند ہو
چکا تھا۔ عمران نے ایک نظر میں کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ خالی تھا۔
اس نے کچھ سوچ کر اس دیوار پر ایک منی میزائل فائر کر دیا جس
میں نمودار ہونے والے دروازے سے اس نے امیر سالم کو غائب
ہوتے دیکھا تھا۔ میزائل تیزی سے دیوار کے اس حصے سے ٹکرا کر
پھٹا لیکن یہ دیکھ کر عمران نے ہونٹ بھینچ لئے کہ دیوار کو کوئی نقصان
نہ پہنچا تھا۔ دیوار شاید ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھی۔ عمران تیزی سے
آفس سے باہر نکلا اور پھر اس نے مشین پسٹل اور منی میزائل گن
جیب میں ڈالی اور کوٹ کی اندرونی جیب سے بلیک مارگم فورس گن
نکال لیا۔ یہ گن اس کی اپنی ایجاد تھی اور وہ اسے خصوصی طور پر
اپنے ساتھ لایا تھا۔

اس گن کی خصوصیت یہ تھی کہ اس گن سے نکلنے والی ریز وسیع
رینج میں بے جان اور ٹھوس چیزوں کو چشم زدن میں راکھ کا ڈھیر بنا
دیتی تھی جبکہ انسانوں پر اس کا اثر بے ہوشی کی صورت میں ہوتا
تھا۔ کافی آگے بڑھنے کے بعد عمران جیسے ہی ایک راہدری کے
سرے سے پہنچا اسے دوسری جانب سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی

دی۔ وہ چونک پڑا۔ اسی لمحے اس نے ایک طرف سے ٹائیگر کو دوڑ
کر اس طرف آتے دیکھا۔ اس کے پیچھے چار آدمی مسلسل فائرنگ
کرتے ہوئے دوڑے آ رہے تھے اور ٹائیگر ان کی گولیوں سے
بچنے کے لئے اچھلتا ہوا دوڑ رہا تھا۔ ٹائیگر نے عمران کو دیکھ لیا۔

"نیچے گرو جلدی"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے
فوراً زمین پر چھلانگ لگا دی۔ وہ چکنے فرش پر پیٹ کے بل گرا اور
گھسٹتا ہوا آگے بڑھتا آیا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا عمران نے گن کا
رخ ان چار افراد کی طرف کیا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ گن کی
نال سے روشنی کی دھار سی نکل کر ان چاروں سے ٹکرائی۔ دوڑتے
دوڑتے وہ اچھلے اور ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتے اور چیختے ہوئے یوں
اچھل کر پیچھے جا گرے جیسے کئی طاقتور دیوؤں نے انہیں اٹھا کر
پیچھے پھینک دیا ہو۔ وہ فرش پر دور تک پھسلتے چلے گئے اور پھر
ساکت ہو گئے۔ ریز گن نے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ ان کے
ہاتھوں میں موجود ان کی گنیں ریز کی وجہ سے فوراً پگھل گئی تھیں۔
انہیں گرتے اور بے ہوش ہوتا دیکھ کر ٹائیگر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سوری باس۔ میری گولیاں اور منی میزائل ختم ہو گئے تھے۔ یہ
اچانک ہی ایک موڑ سے نکل کر آئے اور انہوں نے مجھ پر فائرنگ
کرنی شروع کر دی جس کے لئے مجھے دوڑنا پڑا"...... ٹائیگر نے
کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ لو گن"...... عمران نے کہا اور اس نے

جیب سے منی میزائل گن نکال کر اسے دے دی۔ اسی لمحے انہیں دوسری راہداری سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''راہداری کے اس طرف مسلح افراد چھپے ہوئے ہیں۔ آؤ''۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے راہداری میں زگ زیگ انداز میں دوڑتے ہوئے موڑ کی طرف بڑھے۔ عمران کو صورتحال کی سنگینی کا احساس تھا۔ راہداری کے موڑ پر پہنچتے ہی عمران نے رکے بغیر سامنے کی جانب چھلانگ لگائی۔ وہ کمر کے بل فرش پر آیا اور قلابازی کھانے والے انداز میں اس طرف مڑا جہاں اس کے خیال کے مطابق آدمی موجود تھے۔ وہاں واقعی دو افراد موجود تھے جو دیوار سے چپکے ہوئے تھے۔

عمران کو دیکھ کر وہ چونک پڑے اور انہوں نے مشین گنوں کے رخ عمران کی جانب کئے لیکن اسی لمحے عمران کی گن سے ریز نکل کر ان پر پڑی اور وہ چیختے ہوئے گرے اور بے ہوش ہو گئے دوسرے لمحے ان کی مشین گنیں پگھلتی دکھائی دیں۔ اس نے ٹائیگر کو بلایا اور پھر وہ مختلف راہداریوں میں دوڑتے چلے گئے۔ اس دوران کئی بار گولیاں ان کے بالکل قریب اور اوپر سے نکل گئی تھیں اور وہ بال بال بچے تھے۔ عمران کو احساس ہو گیا تھا کہ یہ ساری عمارت مسلح افراد سے بھری ہوئی ہے لیکن وہ اور ٹائیگر ان افراد کا خاتمہ کرتے ہوئے وہاں موجود کمروں کا جائزہ لے رہے تھے۔ باہر اور چھت

سے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دو دشمن فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئی ہوں اور ان میں بھرپور جنگ چھڑ گئی ہو۔ دیواریں اور زمین بری طرح سے لرز رہی تھی۔ عمران اور ٹائیگر وہاں موجود ایک ایک فرد کو ہلاک کر رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے باقی ساتھی بھی ان کے پاس آ گئے۔ انہوں نے عمران کو بتایا کہ انہوں نے منی میزائلوں اور بموں سے ایئر کرافٹ گنیں اور میزائل لانچرز کو تباہ کر دیا ہے اور چھت پر موجود ان تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا ہے جو باہر فورس پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ چھت اب دشمنوں سے پاک ہو چکی ہے۔ جلد ہی کرنل طاہر عالم اور ان کے ساتھ بے شمار مسلح فورس کے آدمی دوڑتے ہوئے اندر آ گئے۔

''ہمارے ساتھی اندر داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے قلعے پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے''...... کرنل طاہر عالم نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ان کے ساتھی پورے قلعے میں پھیل گئے۔ قلعے کی مسلح فورس نے پاکیشیائی فورس کے سامنے اسلحہ گرا کر خود کو سرنڈر کرنا شروع کر دیا تھا۔ جو عسکریت پسند تھے وہ اب بھی مقابلہ کر رہے تھے لیکن ریڈ بٹالین کے سامنے بھلا وہ کب تک ٹھہر سکتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پورے قلعے کی چیکنگ کی اور پھر انہوں نے آخر کار ایک تہہ خانے میں چھپے ہوئے امیر سالم کو ڈھونڈ نکالا۔ امیر سالم کی حالت خراب تھی۔ وہ گرفتاری سے بچنے

کے لئے یہاں آ کر چھپا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے یہاں پہنچنے پر اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

عمران نے اسے ایک کرسی پر بٹھایا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ امیر سالم کا چہرہ خوف سے بگڑا ہوا تھا اور وہ اس کی طرف ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پورا قلعہ کھنگال لیا تھا لیکن انہیں آفاق زبیری کہیں دستیاب نہ ہوئے تھے۔ جس پر عمران کو واقعی حیرت ہو رہی تھی۔

''آفاق زبیری کہاں ہیں''...... عمران نے امیر سالم کو گھورتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کون آفاق زبیری۔ میں کسی آفاق زبیری کو نہیں جانتا''۔ امیر سالم نے کہا۔

''تو تم اس بات سے بھی انکار کرو گے کہ سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوہ بیگم حیدر سلطان نے تمہیں فون پر یہ اطلاع دی تھی کہ حیدر سلطان نے کوئی فائل آفاق زبیری کے حوالے کی ہے۔ اس سے فائل حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ وہ فائل سر سلطان کو مل جائے گی اور ہم سب کی شامت آ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں اس نے تو ایسا کوئی فون نہیں کیا''...... امیر سالم نے فوراً کہا۔

''اور وہ حساس خفیہ معلومات بھی تمہیں نہیں دیتی رہی''......

عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں''...... امیر سالم نے کہا۔

''سوچ لو۔ ہم انہیں بکتر بند گاڑی میں ساتھ ہی لے آئے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ تم آسانی سے یہ بات قبول نہیں کرو گے۔ اس لئے انہیں ساتھ لے آیا ہوں۔ بلاؤں اسے''...... عمران نے کہا۔

''بلا لو''...... امیر سالم نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ ٹائیگر بیگم حیدر سلطان کو یہاں لے آؤ۔ یہ یوں نہیں مانے گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ آ کر کچھ بھی کہتی رہے۔ میں تو وہی کہوں گا جو سچ بات ہے''...... امیر سالم نے جھلا کر کہا۔

''تم سے سچ اگلوانا ہمارا کام ہے۔ فکر نہ کرو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ جلد ہی وہاں بیگم حیدر سلطان کو لے آیا گیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اس کی اور امیر سالم کی نظریں ملیں تو دونوں کے رنگ اڑ گئے۔

''بیگم حیدر سلطان صاحبہ۔ آپ خفیہ معلومات کسے دیتی رہیں''۔ عمران نے بیگم حیدر سلطان سے پوچھا۔

''انہی کو دیتی تھی''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''لیکن یہ اس بات سے انکاری ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر میں کیا کہہ سکتی ہوں''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا

کر کہا۔

''آپ انہیں معلومات کس طرح پہنچاتی تھیں۔ بذریعہ فون تو یہ کام ہو نہیں سکتا۔ ظاہر ہے کسی کے ذریعے پہنچاتی ہوں گی یا پھر خود آ کر دیتی ہوں گی''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام میرا بھائی کاشف عباس کرتا تھا۔ وہ مجھ سے معلومات لے کر خود یہاں آ کر اس سے ملتا تھا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''یہ جھوٹ ہے۔ میرے خلاف سازش ہے''...... امیر سالم نے کہا۔

''تم لوگوں کے خلاف کوئی کیا سازش کرے گا تم تو خود مجسم سازش ہو''...... عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے کوئی سازش نہیں کی''...... امیر سالم نے کہا۔

''تم ان معلومات کا کیا کرتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں بتاؤں گا''...... امیر سالم نے کہا۔

''بہت خوب۔ تو تم نے یہ بات تسلیم کر لی کہ کاشف عباس کے ذریعے معلومات تم وصول کیا کرتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں کیا کرتا تھا۔ بگاڑ لو جو بگاڑ سکتے ہو''...... امیر سالم نے غرا کر کہا۔

''تنویر۔ اب تمہیں اجازت ہے اس کی زبان کھلواؤ''۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور

جیب سے ایک خنجر نکال کر امیر سالم کی طرف بڑھا۔ خنجر دیکھ کر امیر سالم کا رنگ اُڑ گیا۔ دوسرے لمحے کمرہ یکلخت امیر سالم کی تیز اور دلدوز چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے خنجر مار کر اس کی ناک اور کان اُڑا دیئے تھے اور پھر اس نے اس کے چہرے پر خنجر چلانا شروع کر دیا۔ امیر سالم کی چیخوں سے کمرے کی چھت اُڑ رہی تھی لیکن عمران خاموش تھا۔

''بس رک جاؤ''...... عمران نے کہا تو تنویر پیچھے ہٹ گیا۔ اس وقت تک امیر سالم کا چہرہ زخموں سے چور ہو گیا تھا اور وہ زخموں کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا تھا۔

''ہوش میں لاؤ اسے''...... عمران نے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر امیر سالم کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دوسرا یا تیسرا تھپڑ پڑتے ہی امیر سالم نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''بولو۔ کہاں ہیں آفاق زبیری''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا

''میں نہیں جانتا''...... امیر سالم نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تنویر دوبارہ شروع ہو جاؤ''...... عمران نے غرا کر کہا تو تنویر ایک بار پھر اس پر پل پڑا۔ اس بار تنویر نے خنجر سے اس کی ایک آنکھ نکال دی اور پھر اس کے جسم کے مختلف حصوں پر خنجر سے کٹ لگانے لگا لیکن امیر سالم ضرورت سے زیادہ ہی ڈھیٹ ثابت

ہو رہا تھا۔ وہ بار بار بے ہوش ہو رہا تھا اور تنویر کو اسے ہوش میں لانے کے لئے بار بار اسے تھپڑ مارنے پڑ رہے تھے۔

''امیر سالم۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ راز تم کسے دیتے رہے ہو''...... اس کے ہوش آنے پر عمران نے اسے گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

''میں بھی آخری بار بتا رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا''...... امیر سالم نے کہا۔

''اوکے۔ تنویر۔ اس کا رعشہ رعشہ الگ کر دو۔ یہ جب تک زبان نہیں کھول دیتا اس وقت تک اس کی ہڈیاں توڑتے رہو مجھے ہر صورت میں اس کے منہ سے سچ سننا ہے''...... عمران نے سرد آواز میں کہا۔

''کوئی فائدہ نہیں ہو گا''...... امیر سالم نے کہا۔

''تنویر تم اپنا کام جاری رکھو میں باقی سب کے ساتھ ایک بار پھر ڈریم سنٹر کی تلاشی لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ اس بار ہم باریک بینی سے تلاشی لیں گے۔ ہو سکتا ہے قلعے میں کہیں کوئی اور خفیہ تہہ خانہ ہو اور ہمارا مسئلہ صرف تلاشی سے حل ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''یہ ٹھیک رہے گا۔ ویسے تو تمہاری واپسی تک میں اس سے بھی سچ اگلوا لوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''آؤ''...... عمران نے اٹھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور

دروازے کی طرف بڑھا۔

''ہم بھی چلیں ساتھ''...... کرنل طاہر عالم نے کہا۔

''ہاں۔ آ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''سنو۔ کرنل آفاق زبیری تمہیں یہاں کہیں نہیں ملے گا''۔ امیر سالم نے کہا۔

''تو پھر یہ بتا دو۔ کہاں ملیں گے وہ''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... امیر سالم نے کہا۔

''تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ کرنل کاشارا یا جو بھی تمہارے ایجنٹ کا نام ہے وہ آفاق زبیری کو لے کر یہاں نہیں آیا''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ یہاں نہیں آیا بلکہ وہ اسے لے کر پاکیشیا سے نکل چکا ہے''...... امیر سالم نے کہا۔

''یہ جھوٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تلاشی تو تم لے ہی رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ''...... امیر سالم نے کہا۔ عمران چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ کرنل طاہر عالم اور ان کے ساتھی بھی تھے۔ وہ ایک بار پھر قلعے کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئے۔ اس بار وہ نہایت باریک بینی سے تلاشی لے رہے تھے۔ کمروں کے

سر ہلائے اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ امیر سالم اور تنویر کے ساتھ اندر آ گئے۔ امیر سالم کی حالت بے حد خراب تھی۔ کیپٹن شکیل نے اسے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر دیوار کی سائیڈ پر کھلی ہوئی سیڑھیوں پر پڑی تو اس کا رنگ زرد ہو گیا۔

''یہی ہے نا اس تہہ خانے کا راستہ جہاں آفاق زبیری کو چھپایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں''...... امیر سالم نے ہکلا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو نیچے چل کر دیکھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم نیچے گئے تو گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے''...... امیر سالم نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''اوہ ۔ اس کا مطلب ہے۔ اس تہہ خانے میں کوئی حفاظتی انتظام ان لوگوں نے کر رکھا ہے''...... عمران نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

''ضرور یہی بات ہے''...... کرنل طاہر عالم نے کہا۔

''تب پھر امیر سالم تم ہمارے آگے چلو گے''...... عمران نے امیر سالم سے کہا۔

''کیا کہا۔ نہیں میں نیچے نہیں جاؤں گا''...... امیر سالم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اسے لے کر سیڑھیوں کی طرف آئے تو وہ حلق کے بل چیخنے لگا۔

''نہیں نہیں۔ ایسا نہ کرو۔ مم۔ میں گولیوں سے چھلنی ہو جاؤں گا''...... امیر سالم نے بوکھلا کر کہا۔

''بہت خوب۔ تو پھر بتا دو۔ گولیاں کیسے چلیں گی''...... عمران نے کہا۔

''اس تہہ خانے میں ہم نے ایسا سسٹم نصب کر رکھا ہے کہ جیسے ہی کوئی اس تہہ خانے میں داخل ہو اسی لمحے اس پر ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں......'' امیر سالم نے کہا۔

''کیا یہ آٹو میٹک سسٹم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... امیر سالم نے جواب دیا۔

''تو پھر اس سسٹم کو آف کر دو''...... عمران نے کہا۔

''تم مجھے چھوڑ دو۔ میں ابھی جا کر آٹو سسٹم آف کر دیتا ہوں''...... امیر سالم نے کہا۔

''نہیں۔ تم ہمیں بتاؤ۔ کس طرح آف ہو گا وہ سسٹم''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ۔ سرخ بٹن پریس کر دو''...... امیر سالم نے جھلا کر کہا تو انہوں نے آتش دان کے ایک طرف موجود سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے سرخ بٹن کو آف کر دیا اور پھر امیر سالم کو آگے رکھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔

''اب تو مجھے چھوڑ دو''...... امیر سالم نے چلا کر کہا۔

''کافرستانیوں پر اعتبار کرنا حماقت ہے۔ لہٰذا اب بھی ہم تمہیں آگے رکھ کر چلیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر سرخ بٹن آف کر دو اور سفید بٹن آن کر دو پھر تہہ خانے میں اترو ورنہ میرے پرخچے اڑ جائیں گے''...... اس نے چلاتے ہوئے کہا۔

''اور تمہارے ساتھ ہمارے نہیں اڑیں گے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھے اس سے کیا۔ مجھے تو خود کو بچانا ہے''...... امیر سالم نے کہا۔ اب انہوں نے سرخ بٹن کو آف کیا اور سفید بٹن کو آن کر دیا۔ پھر وہ اسے آگے رکھ کر اس تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ وہاں اسلحے کے ڈھیر تو تھے ہی کچھ لوگ بھی قید تھے۔ ان کے علاوہ دستاویزات اور فائلوں کی الماریاں بھری پڑی تھیں۔ فورس ان سب چیزوں کو اوپر لے آئی۔ اب ان دستاویزات اور فائل کو دیکھنے کا کام شروع ہوا۔

ان فائلوں اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے دوران انہیں بار بار جھٹکے لگتے رہے۔ کرنل طاہر عالم کے تو ان فائلوں کو دیکھ کر حقیقتاً ہوش اڑ گئے۔

''اوہ میرے خدا۔ کافرستانی ہمارے ملک کے اس حد تک دشمن بھی ہو سکتے ہیں یہ تو میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ غضب خدا کا۔ یہ لوگ تو یہاں ہمارے حساس اداروں میں گھسے ہوئے ہیں اور

ان میں سے کئی اعلیٰ آفیسر بھی بن چکے ہیں۔ ان فائلوں کے مطابق انہوں نے اصل افراد کو ہٹا کر ان کے میک اپ کر رکھے ہیں''...... کرنل طاہر عالم نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہی تو ہماری بدقسمتی ہے''...... عمران نے کہا۔ ان فائلوں میں ملک کے ایسے ایسے راز موجود تھے۔ جن کا کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگنا تباہ کن تھا لیکن یہ راز ان لوگوں نے حاصل کر رکھے تھے صاف ظاہر ہے۔ جب چیف سیکرٹری کی بیوی کافرستانی ہو سکتی ہے تو حساس راز کیسے راز رہ سکتے ہیں۔ ان تمام فائلوں کو دیکھنے کے بعد وہ ان لوگوں کی طرف مڑے۔ جنہیں تہہ خانے میں قید کیا گیا تھا۔

''آپ لوگوں کا کیا قصور تھا۔ آپ کو کیوں قید کیا گیا تھا۔ باری باری بتائیں''...... عمران نے ان سے پوچھا۔

''ہمارا تعلق حساس اداروں سے ہے اور ہم اعلیٰ افسران ہیں۔ ان لوگوں نے ہمیں اغوا کر کے یہاں قید کر رکھا ہے اور ان کے چند آدمی ہمارے انداز میں بولنے، ہماری چال ڈھال اختیار کرنے کی پریکٹس کر رہے ہیں تاکہ میک اپ کر کے ہماری جگہ لے سکیں''...... ان سب نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہاں ایک اور آدمی بھی موجود تھا۔ جو ادھیڑ عمر تھا اور کھویا کھویا سا دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا آپ بھی آفیسر ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''مم۔ میں نہیں جانتا۔ میں کون ہوں''...... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا مطلب''......عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں جناب۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ یہاں ہم لوگوں سے پہلے ہی موجود تھے۔ ہم نے بھی ان سے بہت مرتبہ سوالات کیے۔ لیکن ہر سوال کے جواب میں انہوں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ میں کون ہوں''...... ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیا۔

''تم بتاؤ۔ یہ کون ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''میں خود نہیں جانتا۔ یہ کون ہے''...... امیر سالم نے کہا۔

''کیا کہا۔تم نہیں جانتے یہ کون ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے''۔عمران نے چونک کر کہا۔

''یہی بات ہے۔تم یقین کرو یا نہ کرو۔ مجھ سے پہلے یہاں جو امیر تھا یہ اسی کا قیدی ہے۔ اس کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ کون ہے''...... امیر سالم نے کہا۔

''کون تھا تم سے پہلے امیر''......عمران نے پوچھا۔

''اس کا نام امیر اصفہان تھا لیکن اسے اچانک دل کا دورہ پڑا اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اس طرح اس شخص کا راز، راز ہی رہ گیا۔ اس نے اس آدمی کا برین واش کرایا تھا''...... امیر سالم نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ معاملہ تو اور زیادہ پراسرار ہوگیا ہے''......عمران نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب سوال یہ ہے کہ آفاق زبیری کہاں ہیں۔ وہ تو یہاں بھی نہیں ہیں۔ جب کہ ہمیں یقین تھا وہ ان لوگوں کی قید میں ہیں''......صفدر نے کہا۔

''ہاں میرا بھی یہی خیال تھا۔لیکن میرا خیال بالکل غلط نکلا۔ اس کیس میں میرے کئی اندازے بھی درست ثابت نہیں ہو رہے''......عمران نے کہا اور امیر سالم کی طرف مڑا۔

''کیا یہ بات واقعی درست ہے کہ تم اس آدمی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے''......عمران نے کہا۔

''ہاں۔ بالکل''...... امیر سالم نے کہا۔ تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کرنل صاحب لے چلیں ان سب کو۔ ان افراد کو ان کے اصل ٹھکانے پر پہنچانا اب آپ کا کام ہے اور اس آدمی کو میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں تاکہ ان کے بارے میں پتہ لگایا جا سکے کہ یہ کون ہے اور یہ کام میرا شاگرد آسانی سے کر لے گا''......عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ عمران اس نوجوان کو اپنے ساتھ لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

''افسوس۔ ہم اب تک آفاق زبیری صاحب کو تلاش نہیں کر سکے''...... جولیا نے کہا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جلد ہی آفاق زبیری ہمارے ساتھ ہوں گے۔ میرا خیال ہے اس بار ہم ناکام نہیں رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا تمہارے ذہن میں کوئی پلان ہے''...... جولیا نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں ایک اندازہ ہے۔ شاید آفاق زبیری اس جگہ مل جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... جولیا نے کہا۔ رانا ہاؤس میں انہوں نے ادھیڑ عمر آدمی کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر عمران بھی اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیوں جناب۔ آپ کا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''اور آپ کے والد کا نام کیا ہے''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا''...... اس نے پھر وہی جواب دیا۔

''آپ کہاں کے رہنے والے ہیں''...... عمران نے پوچھا جواب میں اس نے میں نہیں جانتا ہی کہا۔ ادھیڑ عمر نے جب ہر سوال کا جواب یہی دیا تو عمران خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے ادھیڑ عمر آدمی پر ہپناٹائزم کرنے کا عمل شروع کر دیا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کو جھٹکا لگا اور پھر اس کی آنکھیں سکڑتی چلی گئیں۔ عمران نے اس کا دماغ ٹرانس

میں لینے کی کوشش کی لیکن اس کا مائنڈ مکمل طور پر واش تھا۔ شاید اس کا مائنڈ کسی مشینی ذریعے سے واش کیا گیا تھا۔ عمران کی یہ کوشش بھی ناکامیاب رہی۔

''نہیں۔ میں اس کا مائنڈ ٹرانس میں نہیں لے سکتا۔ اس کا مائنڈ مکمل طور پر واش کر دیا گیا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر''...... جولیا نے کہا۔

''اسے ایسی ہی حالت میں چھوڑنا پڑے گا۔ جب یہ گہری نیند میں ہو گا تب میں اسے دوبارہ اپنی ٹرانس میں لینے کی کوشش کروں گا۔ شاید تب کچھ کام بن جائے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوزف کو کہا کہ وہ اسے اٹھا کر کمرے میں لے جا کر یڈ پر لٹا دے۔ جوزف اسے اٹھانے کے لئے آگے بڑھا تو عمران پنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکل آیا۔

''آؤ سب''...... عمران نے ایک کار میں بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ ب تین کاروں میں سوار ہوئے اور عمران کے پیچھے چل پڑے۔ ران کی کار میں جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور صالحہ تھے۔

''ارے یہ کیا۔ آپ تو کاشف عباس کے گھر کی طرف جا رہے ں''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اب اس کا گھر ہی رہ گیا ہے جس کی ہم نے اب تک اشی نہیں لی''...... عمران نے کہا۔

’’لیکن وہ تو حراست میں ہے‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’تو کیا ہوا۔ ہم اس کی غیر موجودگی میں تلاشی لیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔ کاشف عباس کے گھر کے سامنے پہنچ کر انہوں نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو کچھ دیر بعد اندر سے ایک بوڑھا سا آدمی باہر نکلا۔

’’ہمیں اس گھر کی تلاشی لینی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اب یہی باقی رہ گیا ہے۔ میرے بیٹے کو گرفتار کر کے آپ کو تسلی نہیں ہوئی‘‘...... بوڑھے نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ ابھی نہیں ہوئی‘‘...... عمران نے برا سا منہ بنایا۔

’’تو پھر لے لو تلاشی‘‘...... بوڑھے نے کہا۔

’’عورتوں اور بچوں کو آپ ایک کمرے میں کر لیں۔ ہم اس کمرے کو باہر سے بند کر دیں گے پھر گھر کی تلاشی لیں گے اور پھر آخر میں اس کمرے کی تلاشی لیں گے۔ آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ ساتھ رہ سکتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اچھی بات ہے‘‘...... بوڑھے نے کہا وہ اندر چلا گیا۔ جلد ہی وہ لوٹ آیا۔

’’آپ تلاشی لے سکتے ہیں لیکن میں آپ کے ساتھ رہوں گا‘‘...... بوڑھے نے کہا۔

’’ٹھیک ہے‘‘...... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے تلاشی کا کام شروع کر دیا۔ پورے گھر کی تلاشی لی گئی۔ تہہ خانے کے امکان کا

بھی جائزہ لیا گیا لیکن وہاں کہیں تہہ خانے کے آثار نظر نہ آئے نہ آفاق زبیری کا کوئی نشان ملا۔ آخر میں انہوں نے عورتوں والے کمرے میں جولیا اور صالحہ کو بھیجا۔ انہوں نے گھر کی عورتوں کا جائزہ لیا اس کمرے کو بھی بغور دیکھا۔ لیکن یہاں بھی آفاق زبیری نظر نہ آئے۔ اب تو وہ بہت چکرائے۔ ناکام ہو کر باہر نکل آئے۔

’’دس سال پہلے جو واقعہ ہوا تھا۔ میرا مطلب ہے آفاق زبیری صاحب کے ساتھ۔ ہم نے اس واقعے کو ذہن سے جھٹک دیا اور جھٹک اس لئے دیا کہ کاشف عباس کا کردار سامنے آ گیا تھا۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اصل معاملہ وہی ہو۔ آفاق زبیری صاحب نے سرحد پار کرتے ہوئے ایک نوجوان کو گرفتار کیا تھا۔ وہ کافرستانی ایجنٹ تھا۔ انہوں نے اسے گولی مروا کر وہیں کہیں دفن کرا دیا تھا۔ اس واقعے کے دس سال بعد ان پر قاتلانہ حملے ہونے لگے۔ یہاں تک کہ انہیں اغوا کر لیا گیا۔ ہمیں کسی لائبریری میں جا کر یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا اس واقعے کی خبر اس وقت کے اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اگر شائع ہوئی تھی تو کیا اس نوجوان کی تصویر بھی اخبارات میں شائع ہوئی تھی‘‘...... جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ تم کیا سوچ رہی ہو"...... عمران نے اس کی بات سن کر چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ڈاکٹر عبدالغنی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونکہ سیل فون کا اسپیکر آن کر دیا تھا اس لئے سب اس کی آواز بخوبی سن سکتے تھے۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران بیٹا تم۔آفاق زبیری کا کچھ پتا چلا"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

"ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور یہ فون بھی اسی سلسلے میں کیا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آفاق زبیری نے سرحد پر جب کافرستانی ایجنٹ کو پکڑا تھا اس دن کیا تاریخ تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں کیوں نہیں۔ وہ واقعہ ہم سب کے ذہنوں پر نقش ہو گیا تھا اس دن تیرہ اگست تھی اور یہ ٹھیک دس سال پہلے کی بات ہے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"کیا اس وقت یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"یاد پڑتا ہے کہ ہوئی تھی۔ شاید آفاق زبیری نے وہ اخبار مجھے خود دکھایا تھا"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا پھر وہ رانا ہاؤس لائبریری میں گیا اور پھر اس نے دس سال پہلے کے اخبارات میں سے چودہ پندرہ اگست کے اخبارات الگ کئے اور ان کا مطالعہ شروع کیا۔ ایک جگہ سرخی نظر آئی۔ 'سرحد پار کرتے ہوئے ایک کافرستان ایجنٹ پکڑا گیا'۔ نیچے خبر یوں تھی۔

"کل رات کافرستان سرحد پار کرتے ہوئے ایک ایجنٹ کو کیپٹن آفاق زبیری نے گرفتار کیا ہے اس کے قبضے سے کچھ بہت اہم راز بھی ملے ہیں سرحدی قوانین کی خلاف ورزی کے تحت کیپٹن آفاق زبیری نے اسے موقع پر گولی مار دی۔ دستاویزات اپنے ہیڈکوارٹر کے حوالے کر دی ہیں نوجوان کی سرحد پر ہی تدفین کر دی گئی ہے"...... اس خبر کے ساتھ اس نوجوان کی تصویر بھی تھی۔ چند لمحے تک وہ اس تصویر کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا اور پھر وہ اس اخبار کو لے کر باہر آ گیا اور اس نے سب کو وہ خبر پڑھنے اور تصویر دیکھنے

کے لئے کہا تو وہ سب غور سے خبر پڑھنے کے ساتھ تصویر دیکھنے لگے۔

''کیا خیال ہے کیا یہ تصویر اس نوجوان کی ہے جو ہمیں تہہ خانے میں ملا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نقوش بالکل مختلف ہیں اور پھر اسے تو گولی ماری گئی تھی''۔ صفدر نے کہا۔

''دوسری بات یہ کہ اگر یہ نوجوان وہی ہے تو پھر گولی کس شخص کو ماری گئی۔ اس صورت میں تو آفاق زبیری مشکوک نظر آتے ہیں۔ کیا آفاق زبیری نے اس وقت کوئی گڑبڑ کی تھی''...... کیپٹن شکیل نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا امکان بھی ہے۔ آخر آفاق زبیری بھی انسان ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ اس وقت کوئی چکر چل گیا ہو اور وہ اس چکر کی زد میں آ گئے ہوں لیکن انہیں ہم نے دشمنوں کے قبضے میں دیکھا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''گویا اب کیس کا جائزہ نئے سرے سے لینا ہو گا۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ یہ تصویر اس وقت لی گئی ہے۔ جب نوجوان کے چہرے پر میک اپ ہو۔ بعد میں میک اپ کا پتا چلا ہو''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ امیر سالم نے ہم سے اس نوجوان کے بارے میں جھوٹ بولا ہو اور وہ اس کے بارے میں جانتا ہو''......

صفدر نے کہا۔

''اس کا بھی ہم جائزہ لیں گے۔ اب اس کہانی میں اور بھی سسپنس پیدا ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اللہ اپنا رحم فرمائے۔ سسپنس تو بڑھتا ہی جا رہا ہے اور معاملہ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں بھئی۔ جب تک ہم آفاق زبیری کو تلاش نہیں کر لیتے۔ اس وقت تک ہمیں اس کیس میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا غور کرو کہ ہم اسے کہاں تلاش کریں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں بات تو ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم سوچنے کی مہلت تو دو''...... جولیا نے گھبرا کر کہا۔

''چلو لے لو مہلت۔ تم بھی کیا یاد کرو گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب سوچ میں ڈوب گئے۔ آخر پندرہ منٹ بعد جولیا نے سر اٹھایا۔

''میرا خیال ہے ہمیں آفاق زبیری صاحب کو وہاں تلاش کرنا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''وہاں کہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''بس وہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا میں سمجھ گیا''...... عمران نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک بھر آئی تھی۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ بس وہیں اور تم نے بھی فوراً کہہ دیا کہ اچھا میں سمجھ گیا''...... تنویر نے جل بھن کر کہا۔

''اوہ ہاں ٹھیک ہے''...... صفدر بھی بول اٹھا۔

''حد ہو گئی۔ اب تم نے بھی کہہ دیا ہاں ٹھیک ہے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب میں اور کیا کہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ارے اوہ۔ واقعی ٹھیک ہے''...... تنویر نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

''اب تمہیں کیا ہوا''...... صفدر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی علم ہو گیا ہے کہ تم کہاں کی بات کر رہے ہو''...... تنویر نے کہا اور پھر سب وہاں سے روانہ ہوئے اور اس بار ان کی منزل جنگل کا بلیک ہاؤس تھی۔ یہاں سب کچھ جوں کا توں پڑا تھا۔ اس کمرے میں وہ سوراخ بھی اسی طرح تھا دوسری طرف سے وہ اس کمرے میں بھی گئے۔ وہاں بھی کچھ نہیں تھا۔ عمران کے کہنے پر وہ سب ایک بار پھر وہاں کی تلاشی لینا شروع ہو گئے۔

''شاید ہمارا خیال غلط تھا۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''اس جگہ تک تو ہم پہلے بھی پہنچ گئے تھے لیکن اس سے آگے کسی جگہ پہنچنے کی ہم نے کوشش نہیں کی۔ اگر اس کھنڈر میں کوئی اور پوشیدہ جگہ ہے تو ان لوگوں کے لئے آفاق زبیری کو چھپانے کی اس

سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس وقت تک تو انہوں نے آفاق زبیری کا نہ جانے کیا حال کر ڈالا ہو گا''...... خاور نے کہا۔

''اس کا افسوس ہمیں ہمیشہ رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہو۔ ایک منٹ''...... جولیا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ کچھ سننے کی کوشش کرنے لگی۔ اچانک وہ زمین پر لیٹ گئی اور اس نے اپنا کان فرش سے لگا دیا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات دیکھے۔

''اس جگہ کے نیچے کہیں کچھ لوگ موجود ہیں اور وہ آپس میں بلند آواز میں باتیں کر رہے ہیں۔ ہمیں اس جگہ تک پہنچنا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔ پھر وہ سوچنے لگے کہ کس طرح پہنچیں۔ عمران پرسکون انداز میں ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ ایک سمت میں آگے بڑھا۔ اس جگہ ایک ستون تھا۔ موٹا اور اونچا ستون۔ اس ستون کا ابھی تک کچھ نہیں بگڑا تھا۔ بالکل درست حالت میں تھا۔

''اس ستون کو دیکھو''...... عمران نے کہا تو جولیا فوراً اس ستون کی طرف بڑھی۔ اس نے ستون سے کان لگا دیئے۔ پھر وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

''اوہ۔ آوازیں ستون کے نیچے سے یا اس کے اندر سے ہی آ رہی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''حیرت ہے۔ ان لوگوں نے اس کھنڈر کو ایسا پکا ٹھکانہ بنا رکھا

ہے اور ہم اس بات کو پہلے محسوس تک نہیں کر سکے‘‘۔ عمران نے کہا اور ستون کے گرد ایک چکر لگایا۔ اس کا بغور جائزہ لیا۔ صفدر، تنویر اور جولیا اور باقی سب نے بھی بغور اس کو دیکھنا شروع کیا۔ ایسے میں چوہان نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

’’یہ۔ عمران صاحب۔ یہ۔ یہ......‘‘ چوہان نے کہا تو وہ سب چونک کر چوہان کی طرف دیکھنے لگے۔

’’کیا کہا۔ یہ عمران یہ۔ یہ‘‘......عمران نے حیران ہو کر کہا۔

’’ہاں یہ دیکھیں‘‘...... چوہان نے کہا۔ انہوں نے دیکھا۔ چوہان اکڑوں بیٹھا تھا اور ستون کے زمین کے ساتھ لگے ہوئے حصے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

’’اس جگہ زمین پر تھرتھراہٹ سی ہے۔ لیکن یہاں کوئی مشین نما چیز نظر نہیں آ رہی۔ اگر یہاں کہیں دروازہ موجود ہے تو وہ کھلتا کیسے ہو گا‘‘...... چوہان نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

’’غور کر لیتے ہیں‘‘......عمران نے کہا۔ ان سب نے اس جگہ کو اور آس پاس کی جگہ کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ آخر جولیا کی باریک بین نظروں نے ستون کے بالکل سامنے ایک دیوار پر سیاہ رنگ کا ایک نشان چیک کر لیا اس نشان پر انگلی کا نشان بھی موجود تھا۔ گویا اس جگہ کو دبانے سے وہ نشان پڑا تھا۔ اس نے اللہ کا نام لے کر دھڑکتے دل کے ساتھ اس جگہ انگلی رکھ دی۔

دوسرا لمحہ چونکا دینے والا تھا کہ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے

ساتھ ستون میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور انہوں نے لوہے کی سیڑھی نیچے جاتی دیکھی تو وہ بری طرح سے چونک پڑے۔ ایک ایک کر کے وہ سب سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ نیچے ان کے سامنے ایک مکمل عمارت موجود تھی۔ یوں لگتا تھا کہ اصل عمارت کے اوپر ایک مصنوعی کھنڈر قائم کر دیا گیا ہو۔ تاکہ کوئی اس طرف کا رخ نہ کرے اور کھنڈر کو خوفناک بھی بنا دیا گیا تھا۔

اس وقت وہ اس عمارت کے صحن میں کھڑے تھے۔ صحن میں تین کمروں کے دروازے موجود تھے۔ بلب بھی روشن تھا اور ان تین میں سے ایک کمرے میں روشنی بھی ہو رہی تھی۔ دو کمرے تاریک تھے۔ وہ روشن کمرے کی طرف بڑھے۔ ابھی تک نیچے موجود لوگوں کو ان کے آ جانے کی کوئی خبر نہیں تھی اس لئے وہ اندر پنی باتوں میں مصروف تھے۔ انہوں نے کان دروازے سے لگا یئے۔ اندر کوئی کہہ رہا تھا۔

’’یہ سب ڈاکٹر عبدالغنی کی وجہ سے ہوا ہے نہ وہ عمران سے بات کرتے اور نہ عمران آفاق زبیری کی طرف متوجہ ہوتا اور نہ ہی یہ ب کچھ ہوتا‘‘...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’خیر کوئی بات نہیں۔ ہمیں کون سا وہ کوئی نقصان پہنچا سکے ہیں لکہ ہم نے انہیں ناکام بنا دیا ہے‘‘...... دوسری آواز سنائی دی۔

’’وہ ہمارا سراغ تک نہیں لگا سکے۔ اگر وہ یہاں تک پہنچ گئے وتے تو ہمیں اپنا یہ قیمتی ٹھکانہ چھوڑنا پڑتا جبکہ اس کو بنانے میں

ہمارا کثیر سرمایہ خرچ ہوا ہے اور اس ٹھکانے کو ہم نے ہر لحاظ سے
محفوظ ترین اور پرآسائش بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی''......
تیسری آواز سنائی دی۔ انہوں نے تالے کے سوراخ سے اندر
جھانکنے کے لئے سوراخ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ لیکن وہاں
کوئی سوراخ نہیں تھا۔ نہ کوئی جھری تھی کمرے میں کم از کم تین
آدمی موجود تھے۔ کیونکہ انہوں نے تین آدمیوں کی آوازیں سنی
تھیں۔

اندر موجود لوگ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔ کوئی خاص
بات نہیں کر رہے تھے کہ وہ کان لگائے کھڑے رہتے۔ لہٰذا عمران
نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

''اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''پہلے ان دونوں کمروں کو دیکھ لیتے ہیں''...... عمران نے مشورہ
دیا۔ ان سب نے سر ہلا دیا۔ وہ دبے پاؤں دوسرے کمرے کی
طرف بڑھے۔ کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ جس کا مطلب تھا
اندر کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے آواز پیدا کئے بغیر دروازہ کھولا۔ اندر
اندھیرا تھا۔ باہر کی روشنی سے کمرے کی تاریکی دور نہیں ہو رہی تھی۔
صفدر نے ٹارچ جیب سے نکال کر روشن کی تو کمرے کا ماحول دیکھ
کر وہ بری طرح اچھل پڑے۔

کمرے میں آفاق زبیری رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔
نہیں ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا گیا تھا۔ ان کے دونوں بازوؤں
پر پٹیاں بندھی تھیں اور وہ بے ہوش تھے۔ اب انہوں نے تیسرے
کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔

''اب کیا کریں۔ پہلے آفاق زبیری کو ہوش میں لائیں یا ان
گوں کو قابو کریں''...... صفدر نے سرگوشی میں بات کی۔

''آفاق زبیری تو پہلے ہی بندھے پڑے ہیں۔ یہ بھاگ کر
نہیں جا سکتے۔ پہلے ان لوگوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ جو
ں کمرے میں موجود ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اس کھنڈر کے آس پاس کوئی عمارت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ لوگ
کسی خفیہ راستے سے نکلے تو راستہ آس پاس ہی کہیں نکلے گا لہٰذا
یان رکھنا''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

''اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ بیرونی راستے کی

طرف بڑھ گیا تا کہ باہر سے کھنڈر کی نگرانی کر سکے۔

اس کمرے سے اب تک باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن وہ بس ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔ عمران نے دستک دینے کی بجائے دروازے پر ناخن سے کھرچنا شروع کر دیا تو اندر یک دم خاموشی چھا گئی۔

''یہ۔ یہ آواز کیسی ہے''...... اندر سے کسی نے کہا۔

''شاید اوپر کچھ لوگ آئے ہیں۔ بھوت کی آوازوں کا ٹیپ لگا دو''...... دوسرے نے کہا۔

''ایک منٹ۔ پہلے میں اوپر جا کر جائزہ لے آؤں''۔ دوسرے نے کہا۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ کھلا۔ ایک آدمی باہر نکلا اور عمران نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اس طرح قابو کیا کہ ہلکی سی آواز بھی پیدا نہ ہو سکی۔ ساتھ ہی عمران نے ایک خاص انداز سے اس کی کنپٹی کو مسل دیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔ چند منٹ بعد دوسرے کی آواز ابھری۔

''حیرت ہے۔ ملہوترا اب تک لوٹ کر نہیں آیا۔ میں دیکھتا ہوں اسے''...... اب دوسرا نکلا۔ اور وہ بھی ان کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس کو بے ہوش کرنے کے بعد وہ اس کمرے میں دبے پاؤں داخل ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا ہال تھا۔ اس میں آٹھ آدمی ادھر ادھر بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ ایک آدمی کرسی پر چوکس بیٹھا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ ساتھ ہی عمران نے اس کی

کنپٹی پر مشین پسٹل رکھ دیا۔

''آواز نہ نکالنا اور تم سب باقی لوگوں کے اسلحہ پر قبضہ کر لو''...... عمران نے پہلے اس آدمی سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ انہوں نے جلدی جلدی اونگھتے ہوئے مجرموں کے مشین پسٹل اپنے قبضے میں لے لئے۔ پھر انہیں جگایا گیا۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں اور دھک سے رہ گئے۔ انہیں تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ کئی مشین پسٹل بیک وقت ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور ان کا اسلحہ لے لیا گیا تھا۔ اب وہ کیا دم مارتے لہٰذا چپ چاپ سب نے اپنے آپ کو بندھوا لیا۔ باہر پڑے دو بے ہوش آدمیوں کو بھی باندھ دیا گیا۔ اب ان سب کو ایک جگہ ڈھیر کر گیا تھا۔

''اب آفاق زبیری کو اٹھا لاؤ اور ٹائیگر کو بھی نیچے بلا لو''...... عمران نے کہا۔ بے ہوش آفاق زبیری کو بھی اس ہال میں لایا گیا۔ ڈاکٹر کو فون کیا گیا۔ وہ آئے اور انہوں نے آفاق زبیری کو ہوش میں لانے کے لئے ایک انجکشن لگا دیا۔ باقی لوگ اس وقت تک خود بخود ہوش میں آ گئے تھے اور موجودہ صورتحال نے انہیں حد درجے خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔ آخر خدا خدا کر کے آفاق زبیری نے آنکھیں کھولیں لیکن وہ ابھی تک لاشعوری کیفیت میں تھے کیونکہ ان پر بہت تشدد کیا گیا تھا۔ لوہے کی سرخ سلاخوں سے ان کے زانوؤں کو داغا گیا تھا اور بازوؤں کا گوشت جل گیا تھا وہ حد درجے تکلیف میں تھے۔

''انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچانا چاہئے۔ ورنہ ان کی ہلاکت کا خدشہ ہے''...... ڈاکٹر نے ان کی حالت دیکھ کر کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ٹائیگر تم انہیں اپنے ساتھ سپیشل ہسپتال لے جاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ بے ہوش آفاق زبیری کو لے کر سپیشل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمران نے ٹائیگر کو آفاق زبیری کے ہوش میں آنے تک ان کے ساتھ رہنے کا کہا اور ساتھ ہی اسے ہدایت دیں کہ جونہی وہ بات چیت کرنے کے قابل ہوں۔ ان کا بیان لے لیا جائے۔ کیونکہ اگر وہ کچھ بتائے بغیر مر گئے۔ تو یہ راز ہمیشہ کے لئے راز ہی رہ جائے۔ ان کے جانے کے بعد وہ ان تینوں کی طرف مڑا جو باتیں کر رہے تھے۔

''اب تم لوگ ساری کہانی اگل دو''...... عمران نے کہا۔

'' آفاق زبیری کی فکر کرو عمران۔ وہ لوگ انہیں ہلاک کرا دیں گے۔ جونہی انہیں اطلاع ملے گی کہ آفاق زبیری اب تمہارے قبضے میں ہے اور ہسپتال میں بھیجا گیا ہے۔ وہ اسے ختم کرا دیں گے''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''لیکن اس وقت تک انہیں کیوں زندہ رکھا گیا ہے''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''اس لئے کہ ان سے ہم جو معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ ابھی تک معلوم نہیں کر سکے''...... اس نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا معلوم کرنا چاہتے تھے تم''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم کیوں بتائیں۔ تم آفاق زبیری سے معلوم کرلو''...... ایک نے بھنا کر کہا۔

''حد ہو گئی''...... عمران نے کہا اور ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ٹائیگر۔ اس بات کا خطرہ موجود ہے کہ ہسپتال میں آفاق زبیری کو ہلاک کرنے کی کوشش کی جائے گی لہٰذا تم فوراً راستہ بدل لو اور انہیں نمبر تین میں لے جاؤ......'' رابطہ ہوتے ہی عمران نے کہا۔

''یس باس میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں''...... ٹائیگر نے فوراً کہا تو عمران نے فون بند کر دیا۔

''اچھا اتنا بتا دو۔ تمہارا امیر سالم سے تعلق ہے یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہم کسی امیر سالم کو نہیں جانتے۔ ہم نے تو صرف آفاق زبیری کو اغوا کر کے اس سے کچھ اگلوانا تھا''...... اسی نے کہا جس نے پہلے بات کی تھی غالباً وہ ان کا لیڈر تھا۔

''کیا اگلوانا تھا''...... صفدر نے فوراً کہا۔

''یہ بتا دیا تو گویا ساری کہانی سنا دی''...... اس نے کہا۔

''اوکے۔ تم لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اب

ہمارا کام ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم کچھ بھی کر سکتے ہو لیکن ہم پھر بھی تمہیں کچھ نہیں بتائیں گے۔ سائنائڈ کیپسول ہم پہلے ہی منہ میں رکھ چکے ہیں''...... اس نے کہا۔

''پہلے ہم ذرا آفاق زبیری سے بات کر لیں پھر تم سے بات ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''اس بے چارے کو تو اب تک ختم بھی کر دیا گیا ہو گا''...... اس نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران چونک کر کہا۔

''یہ پہلے سے طے کر لیا گیا تھا کہ اگر انہیں کسی طرح بازیاب کرا لیا گیا تو انہیں ہر صورت میں ختم کر دیا جائے۔ لہٰذا وہ لوگ اسے ہسپتال تک نہیں پہنچنے دیں گے''...... اس نے کہا۔

''تم لوگوں کی طرف سے خطرے کا اشارہ ملتے ہی میں نے ان کا راستہ بدل دیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''وہ جائیں گے تو ہسپتال ہی میں''...... اس نے کہا۔

''نہیں۔ ہسپتال نہیں جائیں گے۔ کہیں اور جائیں گے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تب پھر آفاق زبیری کا علاج کس طرح ہو سکے گا''۔ اس نے کہا۔

''وہ ہم کرا لیں گے۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں''......

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس وقت تک انہوں نے آفاق زبیری کو ہلاک کر دیا ہو گا''...... ایک نے کہا۔

''لیکن مجھے یقین ہے کہ تم لوگ انہیں ہلاک نہیں کر سکتے''۔ عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''کیا مطلب''...... اس نے کہا۔

''مطلب یہ کہ تم ان سے کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو۔ لیکن وہ بتا نہیں رہے۔ اگر بات صرف ختم کرنے کی ہوتی تو یہ تمہارے لئے کیا مشکل تھا۔ جو ان کے بازوؤں کو گرم سلاخوں سے داغ سکتے ہیں وہ کیا انہیں ختم نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن جب تک تم ان سے وہ بات معلوم نہیں کر لیتے۔ انہیں ختم بھی نہیں کر سکتے اور یہ بات آفاق زبیری بھی جانتے ہیں''...... عمران نے کہا تو اس کی یہ بات سن کر ان کے چہرے تاریک ہوتے نظر آئے۔ گویا یہی بات تھی۔

پھر عمران نے ٹائیگر سے رابطہ کیا۔

''ٹائیگر۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم یہاں پہنچ گئے ہیں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''راستے میں حملہ تو نہیں ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ کیا ان کا علاج شروع ہو چکا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں ۔ تھوڑی دیر تک وہ بات چیت کرنے کے قابل ہو جائیں گے''...... اس نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو ہم یہاں آ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ ڈاکٹر صاحبان کا کہنا ہے کہ وہ بہت جلد بات کر سکیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ ہم آ رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''انہیں آف کر دو اور رانا ہاؤس چلو''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے عمران کی بات سنتے ہی مشین پسٹلز سے ان سب پر فائرنگ کر دی۔ ان کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ہلاک ہو گئے۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی کمرے سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب رانا ہاؤس میں داخل ہو رہے تھے۔

عمران نے ٹائیگر کو رانا ہاؤس ہی جانے کے لئے کہا تھا اور پھر اس نے سپیشل ہسپتال فون کر کے ڈاکٹر صدیقی سے تین بہترین ڈاکٹر رانا ہاؤس بھیجنے کا کہا تھا۔ ڈاکٹر وہاں پہنچ چکے تھے اور وہی آفاق زبیری کی دیکھ بھال کر رہے تھے اور انہیں ہوش میں لانے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ وہ سب بھی اس کمرے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔ آخر ایک گھنٹے بعد آفاق زبیری نے آنکھیں کھول دیں۔

''مم۔ میں۔ میں کہاں ہوں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''آپ اب دوستوں کے درمیان ہیں''...... عمران نے کہا تو اس کی آواز نے انہیں اس کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

''اوہ۔ تو آپ لوگ مجھے ان کے چنگل سے نکالے آئے ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ہاں نکال کر تو ہم لے آئے ہیں اور آپ کا علاج بھی بہترین ڈاکٹر کر رہے ہیں۔ آپ بہت جلد ٹھیک بھی ہو جائیں گے۔ لیکن یہ چکر کیا ہے۔ ہم اب تک نہیں سمجھ سکے''۔ عمران نے کہا۔

''یہ انتقام کا چکر ہے۔ میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ دس سال پہلے جب میں فوج میں کیپٹن تھا۔ ایک ایجنٹ کو سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ میں نے اسے گولی مار دی تھی۔ اور وہیں دفن کر دیا تھا۔ ان لوگوں کو اب دس سال گزر جانے کے بعد نجانے کس طرح اس بات کا پتہ چل گیا اور یہ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''سوری آفاق زبیری صاحب۔ یہ کہانی آپ پہلے بھی سنا چکے ہیں۔ لیکن میں نہایت افسوس سے یہ کہوں گا کہ آپ کی یہ کہانی سچ نہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد اگر انتقام لینا ہوتا تو یہ کب کے آپ کو موت کے گھاٹ اتار چکے تھے کیونکہ آپ کئی دن تک ان کے قبضے میں رہے ہیں اس دوران وہ آسانی سے آپ کو ہلاک کر سکتے تھے۔ ان لوگوں نے لوہے کی سلاخوں سے آپ کے بازو داغ ڈالے۔

آپ پر بہیمانہ تشدد کیا گیا۔ لیکن موت کے گھاٹ نہیں اتارا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملہ انتقام کا نہیں ہے۔ ویسے آپ اس فائل کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جو سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب نے آپ کو دی تھی''...... عمران نے کہا تو آفاق زبیری کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ عمران نے ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرتے دیکھے اور پھر بہت دیر تک وہ ان کی طرف حیرت سے دیکھتے رہے۔

''اس فائل کے بارے میں آپ کو کس نے بتایا ہے''...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

''سر سلطان نے''...... عمران نے کہا۔

''انہیں کس نے بتایا''...... آفاق زبیری نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''آپ کو فائل دینے کے بعد حیدر سلطان صاحب نے سر سلطان کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں انہوں نے سر سلطان صاحب کو فائل کے بارے میں بتایا تھا کہ آپ کو وہ فائل دی گئی ہے جو آپ جلد ہی انہیں پہنچا دیں گے۔ لیکن جب آپ فائل سر سلطان کی طرف لے جا رہے تھے۔ تو اسی وقت کچھ نامعلوم لوگوں نے آپ پر حملہ کیا اور وہ فائل چھین لی۔ آپ شرمندگی کے باعث کسی کو کچھ نہ بتا سکے اور اس خیال سے خاموش ہو گئے کہ فائل کے بارے میں آپ کے علاوہ کسی اور کو تو معلوم نہیں۔ لہٰذا کسی کو بتانے

کی ضرورت ہی کیا ہے اور اس طرح ایک ماہ گزر گیا۔ لیکن وہ خط پوسٹ ہونے کی بجائے ان کی بیگم کے ہاتھ لگ گیا اور انہوں نے وہ خط کھول کر پڑھ لیا اور اسے اور اس کے بھائی کو اس فائل کے بارے میں معلوم ہو گیا انہوں نے یہ بات امیر سالم کو بتائی کہ وہ فائل سر سلطان تک نہیں پہنچنی چاہئے نہ جانے اس میں کیا ہے کہ وہ ہمارے ذریعے نہیں بھیجی گئی۔ چنانچہ امیر سالم کے ذریعے وہ فائل آپ سے چھین لی گئی اور خط ایک ماہ بعد سر سلطان کو پوسٹ کیا گیا ادھر آپ کو انہی لوگوں کے ذریعے اغوا کرایا گیا۔ تا کہ سر سلطان فائل کے بارے میں جان نہ سکیں''...... عمران نے انہیں تفصیل بتائی۔

''آپ کو تو تمام باتیں معلوم ہیں''...... آفاق زبیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شاید نہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی۔ کیا فرمایا۔ شاید نہیں''...... آفاق زبیری نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ شاید نہیں۔ اس لئے کہ کچھ باتیں اب تک واضح نہیں ہیں۔ فائل تو ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ پھر انہوں نے آپ پر قاتلانہ حملے کیوں کئے۔ آپ کو اغوا کیوں کیا۔ آپ سے یہ لوگ کیا بات اگلوانا چاہتے تھے۔ آپ صرف اس بات کی وضاحت کر دیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ مجھ سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ حیدر سلطان نے فائل دیتے وقت کیا باتیں بتائی تھیں۔ لیکن انہوں نے مجھے کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ صرف وہ فائل دی تھی اور فائل انہوں نے چھین لی تھی۔ اس کے باوجود یہ مجھ پر بلاوجہ ظلم کرتے رہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''کیا آپ نے وہ فائل پڑھ لی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''جی۔ جی نہیں۔ وہ تو امانت تھی۔ میں کیسے پڑھ سکتا تھا۔ جوں کی توں سر سلطان کو دینے کے لئے لے جا رہا تھا کہ حملہ ہو گیا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''دس سال پہلے آپ نے جس نوجوان کو سرحد عبور کرتے ہوئے پکڑا تھا۔ اس کا کیا بنا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے اسے گولی مار دی تھی اور وہیں دفن کر دیا تھا''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''اس کی قبر تو موجود ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہو گی''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''شکریہ۔ اب آپ آرام کریں۔ معاملات واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ اب انشاء اللہ یہ چکر جلد ختم ہو جائے گا۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ امیر سالم کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور ان کے ڈریم سنٹر کی تلاشی بھی لی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہو اچھا۔ پھر۔ وہاں سے کیا ملا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''بہت سا اسلحہ اور کچھ اغوا کئے گئے اعلیٰ آفیسرز جن کی جگہ لینے کی تیاری کی جا رہی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے۔ اس سارے کھیل کے پیچھے کافرستان کا ہاتھ تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''جی ہاں۔ کل ہم ساری باتیں واضح کر دیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''ان سے وہ فائل بھی ملی یا نہیں''...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ فائل شاید انہوں نے ضائع کر دی ہے۔ خیر کوئی بات نہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ۔ اس معاملے میں اگر آپ شامل نہ ہو جاتے تو نہ جانے یہ میرا کیا حشر کرتے''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ آپ آرام کریں۔ یہ ہمارا روز کا کام ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ باہر آ کر عمران نے اپنے ساتھیوں کو چند ہدایات دے کر بھیج دیا اور پھر اس نے سر سلطان کو فون کیا۔ حالات بتائے اور دوسرے دن کا پروگرام بتانے لگا۔

اس شام عمران اور اس کے ساتھی رانا ہاؤس کے صحن میں بہت خوش گوار موڈ میں موجود تھے۔ کچن کا کام جولیا اور صالحہ نے سنبھال لیا تھا اور وہ انہیں مزے مزے کی چیزیں بنا بنا کر کھلا رہی تھیں لہٰذا وہ خوش کیوں نہ ہوتے۔ ایسے موقع تو انہیں ڈھونڈے نہیں ملتے تھے۔

''کیا خیال ہے عمران صاحب۔ کیا آپ یہ کیس مکمل کر چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''لگتا تو یہی ہے۔ ویسے ایک آدھی بات ضرور ذہن میں صاف نہیں ہے۔ امید ہے کل وہ بھی صاف ہو جائے گی''۔ عمران نے کہا۔

''کیا سر سلطان کے ساتھ آفاق زبیری صاحب کے دوست ڈاکٹر عبدالغنی بھی آ رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ انہیں تو آنا پڑے گا۔ اس کھیل کا اصل راز تو اب ان

کے سامنے کھلے گا''...... عمران نے کہا۔

''کھیل کا اصل راز''...... چوہان نے چونک کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کے کہنے پر جوزف نے رانا ہاؤس کے تمام حفاظتی انتظامات آن کر دیئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ آفاق زبیری پر ابھی حملے کا امکان موجود ہے۔ اپنے ساتھیوں کو اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس معاملے میں صرف امیر سالم ہی نہیں ایک اور طاقت بھی شامل ہے۔ اس سے بھی اس معاملے میں کام لیا گیا ہے۔ اب یہ سب باتیں کل واضح ہوں گیں۔ عمران ابھی ان سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے سیل فون جیب سے نکالا اور پھر اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے سیل فون کا کال رسیونگ بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ دوسری طرف کی بات سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''کیا کوئی اہم اطلاع ملی ہے عمران صاحب''۔ صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ بہت زیادہ''...... عمران نے کہا۔

''کیا اطلاع ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''تھوڑی دیر انتظار کرو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔

''جاؤ صفدر۔ ایک صاحب ایک فائل لائے ہوں گے''......

عمران نے کہا۔

''جی۔ فائل۔ آپ کا مطلب ہے۔ کیاوہ فائل جو حیدر سلطان صاحب نے آفاق زبیری صاحب کو دی تھی''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ارے نہیں۔ اسی فائل کا تو سارا جھگڑا ہے۔ اگر وہ ہمیں مل جاتی تو ہمیں اس قدر چکر کیوں کھانے پڑتے''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر۔ یہ فائل کیسی ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''بہت اچھی ہے۔ بس تم لے آؤ''...... عمران نے کہا اور صفدر چلا گیا۔ دروازہ کھلا تو واقعی ایک صاحب فائل لئے کھڑے تھے۔

''یہ عمران صاحب کو دے دیں''...... اس نے کہا۔

''جی بہتر۔ شکریہ''...... صفدر نے یہ کہہ کر فائل لے لی اور اندر آ گیا۔

''عمران نے ان کے سامنے ہی فائل کی ورق گردانی شروع کی۔ اس میں ایک صفحے پر پندرہ کے قریب نام و پتے لکھے نظر آئے۔ اسی طرح پانچ چھ صفحات فائل میں موجود تھے۔

''یہ کن لوگوں کے نام و پتے ہیں عمران صاحب''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''اندازہ لگاؤ۔ پھر ہمیں ان میں سے ایک دو آدمیوں سے بات چیت بھی کرنی ہے''...... عمران نے کہاتو اس کے ساتھی سوچ میں ڈوب گئے۔

''میرا خیال ہے۔ یہ افسران کے نام و پتے ہیں''...... صالحہ نے مسکرا کر کہا۔

''بہت خوب صالحہ کا اندازہ درست ہے''...... عمران نے خوش ہو کر کہا۔

''افسران کے نام پتے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اس کیس میں ہمیں ان میں سے چند لوگوں کی ضرورت پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے دور کھڑے ٹائیگر کو آواز دی تو وہ تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہاتو عمران نے وہ فائل اسے دے دی۔

''معلوم کرو۔ اس فہرست میں سے کس کس شخص سے ہماری ملاقات ہوسکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر''...... یہ کہہ کر اس نے فائل لے لیاور اس میں درج ام پتوں پر ایک نظر ڈالی۔

''سو کے قریب نام ہیں۔ معلوم کرنے میں وقت لگ جائے ا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''دیکھو۔ معلوم کرو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ الگ کر بیٹھ گیا اور مختلف جگہوں پر کالز کرنے میں مصروف ہو گیا۔ دو ھنٹوں بعد وہ عمران کے پاس آ گیا۔

''باس۔ اس فہرست میں سے صرف تین آدمیوں سے ملاقات ہوسکتی ہے۔ باقی نہیں مل سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چلو اتنا ہی بہت ہے۔ ان تینوں کو یہاں بلا لو۔ انکار کریں تو سر سلطان سے میرا نام لے کر کہنا تو وہ خود ہی انہیں ساتھ لے آئیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک گھنٹے بعد تین آدمی ٹائیگر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ ان کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ کو بلایا گیا ہے''...... عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ فرمائیں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ''...... ان میں سے ایک نے کہا۔ جونہی عمران نے ان تینوں سے سوالات شروع کئے۔ صفدر، تنویر، جولیا، صدیقی اور چوہان اچھل پڑے اور پھر ان کی حیرت بڑھتی ہی چلی گئی۔ یہاں تک کہ بات چیت ختم ہو گئی۔

''آپ کو آج رات یہیں رہنا ہے۔ کل تمام دن بھی یہیں رہنا ہے۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ امید ہے آپ محسوس نہیں کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''بہت بہتر۔ کوئی بات نہیں''...... انہوں نے کہا۔

''آپ اپنے گھر والوں کو فون کر کے بتا دیں تاکہ وہ آپ کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ آپ کا شکریہ''...... انہوں نے کہا پھر تینوں نے اپنے اپنے گھر فون کر کے اپنے بارے میں بتا دیا۔

''اب آپ آرام کریں''...... عمران نے کہا۔

اگلے روز ان تینوں کو رانا ہاؤس کے میٹنگ ہال میں لایا گیا تو وہاں بیگم حیدر سلطان، کاشف عباس، امیر سالم اور بلیک ہاؤس سے گرفتار کئے گئے لوگ پہلے سے موجود تھے۔ پھر موجودہ چیف سیکرٹری اور سر سلطان کو بھی کال کر کے بلایا گیا۔ سب سے آخر میں ڈاکٹر عبدالغنی کو فون پر بتایا گیا کہ سب لوگ یہاں آچکے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی تشریف لے آئیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالغنی بھی آ گئے۔ اتنے بہت سے لوگوں کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

''عمران بیٹے۔ لگتا ہے کہ تم نے یہاں پورا جلسہ کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ہاں کیا کروں۔ مجبور ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا۔ مجبور ہو۔ کیا مجبوری تھی تمہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''میں ان سب کو یہاں جمع کرنے پر مجبور تھا۔ اس کے بغیر مزا نہ آتا''...... عمران نے کہا۔

''ارے کیا آج مزا بھی آئے گا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آج مزا بھی آئے گا انشاء اللہ اور''...... عمران نے کہا۔

''اور کیا''...... سر سلطان نے جلدی سے کہا۔ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو وہ چونک پڑے۔

''ایک منٹ سر۔ شاید اس تقریب کے آخری مہمان تشریف لے آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آخری مہمان''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ میں ابھی آیا''...... عمران نے کہا۔ یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف لپکا۔ اس بار صدیقی اور چوہان کے ساتھ ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر آئے۔ نوجوان کی عمر تیس سال ہو گی۔ انہیں بھی بٹھا دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے سوالیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔

''یہ میرے دوست ہیں۔ دماغی امراض کے ماہر ڈاکٹر ہیں۔ یہ وہ نوجوان ہے جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ قید تھے۔ یعنی امیر سالم کے تہہ خانے میں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ اب مارے سسپنس اور بے چینی کے بہت برا حال ہے۔ لہٰذا جلدی شروع کرو''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ہاں بس انہی کا انتظار تھا۔ اب تمام مندوبین آ چکے ہیں۔ لہٰذا میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت

رحم کرنے والا ہے۔ یہ کہانی شروع ہوتی ہے ان دنوں سے جب سرحد پر جھڑپیں ہو رہی تھیں۔ اس روز بھی جھڑپ ہوئی تھی اور دشمن کے چند آدمی مارے گئے تھے اور عین سرحد پر مارے گئے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب عمران''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میرا مطلب ہے۔ یہ کہانی آج سے دس سال پہلے کی ہے دس سال تک اس کہانی کو دبائے رکھا گیا اور جب بے چارے آفاق زبیری ریٹائر ہوئے۔ اس وقت پھر شروع کیا گیا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو تمہاری کہانی دوبارہ شروع کرنے والوں نے ان کے ریٹائر ہونے کا دس سال تک انتظار کیا۔ بہت باصبر دشمن ثابت ہوئے۔ ورنہ اتنا صبر کون کرتا ہے''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اصل میں انہیں صبر اس لئے کرنا پڑا کہ آفاق زبیری نے کیپٹن کے عہدے سے استعفیٰ دے کر بیورو کریسی جوائن کر لی تھی اور ترقی کرتے ہوئے چیف سیکرٹری کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اس طرح ان کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی۔ ایک پوری فورس ان کی حفاظت پر مامور تھی۔ اس لئے ان کے ریٹائر ہونے تک ان کے دشمنوں نے ان پر حملہ نہ کیا۔ یہ انتظار کرتے رہے کہ کب یہ ریٹائر ہوں تو وہ ان پر حملہ کریں۔ چنانچہ ان کے ریٹائر ہوتے ہی

نہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ پہلے قاتلانہ حملے کرتے رہے۔ جب کچھ نہ بنا تو انہیں اغوا کر لیا۔ یہ آپ لوگ جانتے ہی ہیں کہ ہم نے انہیں تلاش کرنے کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلے۔ یہ تو کسی صورت مل ہی نہیں رہے تھے۔ مجرموں نے انہیں ایسی جگہ لے جا کر رکھا کہ ہم جیسے لوگ بھی دھوکا کھا گئے اور وہ انہیں تشدد کا نشانہ بناتے رہے۔ لیکن آفاق زبیری صاحب کو بھی داد دینا پڑے گی کہ یہ ان کے سامنے ڈٹے رہے اور انہیں وہ بات نہ بتائی۔ جو مجرم ان سے معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اصل میں یہ بھی مجبور تھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا عمران''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بوکھلا کر کہا۔

''آنے لگ جائے گا جناب۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے کہا ہے اصل میں یہ بھی مجبور تھے۔ انہیں کچھ نہیں بتا سکتے تھے۔ جونہی یہ انہیں وہ بات بتاتے۔ وہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ نہ بتانے کی وجہ سے وہ انہیں موت کے گھاٹ نہیں اتار سکے''۔ یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ سب لوگ سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ اس طرح خاموش تھا جیسے اب کبھی کچھ نہ بولے گا۔ آخر ڈاکٹر عبدالغنی سے رہا نہ گیا۔

''یہ کیا عمران بیٹا۔ تم تو خاموش ہو گئے۔ ہم سب لوگ تمہارے بولنے کا انتظار کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں جانتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا جانتے ہو عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''یہ کہ سب لوگ میرے بولنے کا انتظار کر رہے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر تم کس انتظار میں ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ لوگوں کے بے چین ہونے کا انتظار کر رہا ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں مذاق کرتے ہو عمران۔ جلدی آگے کی کہانی بتاؤ''۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین ہو کر کہا۔

''آپ کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات صاف نظر آ رہے ہیں سر۔ باقی لوگ بھی خوب بے چین نظر آنے لگے ہیں۔ اصل میں، میں خود اس کیس میں بہت زیادہ بے چین رہا ہوں اور اب میں انتقاماً آپ سب کو بے چین کر رہا ہوں''۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''حد ہو گئی۔ اس میں ہمارا کیا قصور''۔ سر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ آپ کا کیا قصور۔ کسی کا کوئی قصور نہیں۔ قصور ہے مجرموں کا۔ انوکھے مجرموں کا بلکہ انوکھے ترین مجرموں کا''...... عمران نے کہا۔

''انوکھے مجرم''...... ان سب کے منہ سے نکلا۔

”جی ہاں۔ انوکھے لاڈلے مجرم“...... عمران نے کہا۔

”آج تم بہت شوخ موڈ میں ہو عمران۔ میں سمجھ گیا“۔ سر سلطان نے کہا۔

”جی۔ آپ کیا سمجھ گئے۔ مہربانی فرما کر ہمیں بھی سمجھا دیں“...... عمران نے کہا۔

”یہ کہ آج تم ہمیں خوب آڑے ہاتھوں لو گے اور ہم سب کو بہت ستاؤ گے“...... سر سلطان نے ہنس کر کہا۔

”آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”کوئی بات نہیں ۔اب کیا کیا جاسکتا ہے۔ یہ تمہاری خاص عادت ہے اور ایسے لمحات میں کوئی تمہیں روک نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ میں بھی نہیں“...... سر سلطان نے کہا۔

”آپ کا اندازہ بالکل درست ہے ۔ خیر۔ اب میں آگے قدم بڑھاتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”بیٹھے بیٹھے“...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کیا مطلب“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”میرا مطلب ہے۔ بیٹھے بیٹھے آپ کس طرح قدم بڑھا سکتے ہیں“...... چوہان نے کہا۔

”چپ رہو۔ اب خواہ مخواہ تم میرے کان کاٹنے کی کوشش نہ کرو“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ارے باپ رے۔ میں اور آپ کے کان کاٹوں گا۔ ایسا کیسے ممکن ہے عمران صاحب“...... چوہان نے گھبرا کر کہا۔

”لو اب تو یہ بھی تمہارے ساتھ شروع ہو گئے ہیں“...... سر سلطان نے خوشگوار موڈ میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسے شاید خربوزے کو دیکھ کر خربوزے کا رنگ پکڑنا کہتے ہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

”اب تم خاموش رہو خربوزے میاں اور میری سنجیدگی کم نہ کرو“...... عمران نے کہا۔

”تم اپنی بات جاری رکھو“...... سر سلطان نے کہا۔

”ہاں۔ اب میں انہیں بولنے کا موقع نہیں دوں گا“...... عمران نے کہا۔

”یہ تو غلط بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ کنجوس ہوتے جا رہے ہیں“...... خاور نے کہا۔

”میں نے کون سی کنجوسی کی ہے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”آپ کہہ تو رہے ہیں کہ آپ ہمیں بات کرنے کا کوئی موقع نہیں دیں گے“...... خاور نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”اب تم سب خاموش رہو اور عمران کو بولنے دو“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”آج کافی دنوں بعد عمران صاحب اپنے پرانے رنگ میں نظر

آرہے ہیں''...... چوہان نے خوش ہو کر کہا۔

''دیکھا آپ نے۔ میرے ساتھی اب خوشی محسوس کرنے لگے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں عمران۔ دیکھ رہا ہوں اور بھی جو تم دکھانا چاہو۔ میں دیکھوں گا''...... سرسلطان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے ہم سے''۔ امیر سالم نے غراتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے۔ اب تم اپنی بات پوری کرو''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ٹھیک ہے تو سنیں۔ آفاق زبیری صاحب جب کیپٹن تھے اور سرحد پر ڈیوٹی دے رہے تھے اور ان کے ساتھی پوری طرح چوکس کھڑے تھے کہ ایک طرف انہیں کسی سائے کا گمان ہوا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور اس طرف لپکے۔ اس سے پہلے کہ وہ نوجوان سرحد پار کر جاتا۔ ان لوگوں نے اسے دبوچ لیا اور لاکر کیپٹن کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نوجوان کافی سہم گیا تھا۔ کیپٹن نے اس کا جائزہ لیا۔ پھر بولے۔ اسے میرے خیمے میں بند کر دو۔ رات کو میں اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔ ان کے ساتھیوں نے اسے خیمے میں بند کر دیا۔ رات بارہ بجے کیپٹن صاحب اپنے خیمے میں داخل ہوئے۔ اپنے ساتھیوں کو باہر نگرانی کے لئے کہہ دیا۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھ گچھ شروع کی۔ ایسے میں نوجوان کے

پاس موجود ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ کیپٹن صاحب چونک اٹھے کہ مجرم کے پاس ٹرانسمیٹر بھی تھا۔ انہوں نے اس کی خفیہ جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اسے آن کیا۔ دوسری طرف سے بار بار کہا جا رہا تھا۔ ہاں نمبر تین سو نو۔ تم نے سرحد پار کر لی ہے یا نہیں۔ بولو۔ جواب دو۔ تم نے سرحد پار کر لی ہے یا نہیں۔ ادھر سے کیپٹن نے بات کرنے والے کو بتایا کہ نمبر تین سو نو سرحد پار نہیں کر سکا اور یہ کہ اب وہ ان کے قبضے میں ہے اور یہ کہ کون بات کر رہا ہے۔ کہاں سے بات کر رہا ہے۔ اب اس کے جواب میں نہ جانے کیا کہا گیا۔ اس کے بعد کیپٹن صاحب نے گولی چلا دی اور خیمے سے نکل کر باہر موجود اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اس مجرم کی لاش کو دفن کرنے کے لئے گڑھا کھودیں۔ ان کے ساتھی گڑھا کھودنے کے لئے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹے تو کیپٹن صاحب ایک لاش کو گھسیٹ کر باہر لا چکے تھے۔ اس روز رات تاریک تھی۔ چاند نہیں نکلا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اسے دفن کر دیں۔ ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ اس کی تصاویر وغیرہ انہوں نے لے لی ہیں۔ اخبارات میں خبر بھی لگوا دیں گے تاکہ ان کی کارروائی منظر عام پر آسکے اور واقعی انہوں نے تصویر کے ساتھ خبر اخبارات کو دے دی۔ خبر شائع ہو گئی۔ اس وقت کے کمانڈر نے اس بارے میں جب سوالات کئے تو کیپٹن آفاق زبیری صاحب نے بتایا کہ اس نے ان پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے اسے فوری طور

پر اسے ختم کرنا پڑا۔ تلاشی لینے پر کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ ان کے اس بیان کے بعد معاملہ ختم کر دیا گیا۔ پھر کیپٹن صاحب نے استعفیٰ دے دیا اور بیورو کریٹ بن گئے اور اس واقعے کے دس سال بعد ریٹائر ہو گئے۔ ریٹائر ہوتے ہی ان پر قاتلانہ حملے شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے اس بارے میں مجھے فون کیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی سے ان کی علیک سلیک تھی انہوں نے ڈاکٹر عبدالغنی کو بتایا کہ ان پر حملے ہو رہے ہیں اور یہ حملے پراسرار قسم کے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کو علم تھا کہ میرا تعلق پاکیشیا کے ایک سراغ رساں ادارے سے ہے۔ انہوں نے مجھے چند سراغ رسانوں کو بھیجنے کا کہا تو میں نے اپنے تین ساتھیوں کو بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ آفاق زبیری صاحب انہیں بلانے پر آمادہ نہیں تھے۔ لیکن بعد میں پھر تابڑ توڑ قسم کے واقعات نے انہیں بھی خوف میں مبتلا کر دیا اور وہ انہیں اپنے گھر میں ٹھہرانے پر مجبور ہو گئے لیکن پھر انہیں اغوا کر لیا گیا۔ صفدر، تنویر اور جولیا نے اغوا کرنے والوں کا تعاقب کیا۔ ادھر سر سلطان کو ایک پریشان کن اطلاع ملی۔ اطلاع یہ تھی کہ ایک ماہ پہلے سابق چیف سیکرٹری نے آفاق زبیری صاحب کو ایک فائل دی تھی۔ جو انہیں سر سلطان تک پہنچانا تھی۔ فائل دینے کے فوراً بعد حیدر سلطان صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس بارے میں آفاق زبیری صاحب نے بتایا کہ وہ فائل لے کر سیکرٹریٹ کی طرف جا رہے تھے لیکن راستے میں ان پر حملہ ہوا اور وہ فائل ان سے چھین لی گئی۔ اس کے بعد ان پر حملے

شروع ہوئے۔ شرمندگی کی وجہ سے فائل والی بات وہ سر سلطان کو نہ بتا سکے۔ انہوں نے سوچا کہ فائل کے بارے میں کسی تیسرے کو معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا خاموشی اختیار کر لی جائے لیکن حیدر سلطان صاحب نے اس فائل کے بارے میں ایک خط سر سلطان کو لکھ دیا تھا۔ بیگم حیدر سلطان کافرستانی ہے۔ اس بات کا علم حیدر سلطان صاحب کو ملازمت کے دوران نہ ہو سکا۔ بعد میں ہوا اور جب ہوا تو وہ کانپ گئے۔ وہ جان گئے کہ ان کی غدار بیوی نے نجانے پاکیشیا کے کتنے راز کافرستان پہنچائے ہوں گے لہٰذا اس کی تحقیقات ضروری ہے۔ اسی لئے انہوں نے یہ ساری باتیں اس فائل میں لکھ دی تھیں۔ فائل وہ ان کے ذریعے نہیں بھیج سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آفاق زبیری صاحب کو بلایا۔ آفاق زبیری صاحب ان کے ماتحت رہ چکے تھے۔ دونوں میں علیک سلیک بھی بہت تھی۔ لہٰذا ان حالات میں انہوں نے ان پر بھروسہ کیا۔ لیکن چونکہ فائل بہت اہم تھی۔ اس لئے انہوں نے ایک خط لکھا اور اسے پوسٹ کرنے کا سوچا لیکن پھر وہ بھول گئے اور وہ خط ان کی بیگم کے ہاتھ لگ گیا۔ اس خط کو بیگم حیدر سلطان نے کھول کر پڑھ لیا۔ اپنے کافرستانی بھائی کاشف عباس کو بلایا اور بتایا کہ حیدر سلطان کو ان کی غداریوں کا علم گیا ہے انہوں نے غالباً ان کی باتیں سن لی ہیں چنانچہ دونوں نے مل کر ڈاکٹر اشفاق کے ذریعے انہیں ہلاک کر دیا۔ ساتھ ہی انہوں نے ڈاکٹر اشفاق احمد سے ہارٹ فیل کا سرٹیفکیٹ لے لیا اور

انہیں دفن کر دیا گیا۔ اپنے آدمیوں کے ذریعے انہوں نے اس روز آفاق زبیری صاحب پر حملہ کرا کے وہ فائل بھی حاصل کر لی تھی انہیں زندہ چھوڑ دیا لیکن یہ زندہ چھوڑنا اس لئے نہیں تھا کہ وہ اب ڈاکٹر عبدالغنی یا سر سلطان کو کچھ نہیں بتا سکیں گے بلکہ انہیں زندہ چھوڑنے پر وہ ایک اور وجہ سے مجبور تھے“...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

”کیا مطلب۔ ایک اور وجہ سے“...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں ایک اور وجہ سے وہ مجبور تھے۔ میں وہ وجہ ابھی بتاؤں گا آپ پریشان نہ ہوں۔ اس کے بعد ان پر قاتلانہ حملوں کا پروگرام شروع ہوا۔ یہ حملے امیر سالم نے اپنے آدمیوں کے ذریعے کرائے اس دوران انہیں کچھ نامعلوم آدمیوں نے اغوا کر لیا۔ اغوا کرنے والے انہیں بلیک ہاؤس میں لے گئے۔ اس کھنڈر کو انہوں نے اپنا اڈا بہت پہلے سے بنا رکھا تھا۔ بلکہ ایک طرح سے وہ ان کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ جہاں تہہ در تہہ خفیہ اڈے بنائے گئے تھے۔ وہاں کرنل آفاق زبیری پر ظلم کیا گیا۔ اغوا کرنے والے ان سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ وہ ظلم ہونے کے باوجود وہ بات نہیں بتا رہے تھے “...... یہاں تک کہہ کر عمران خاموش ہو گیا۔

”اور وہ بات کیا تھی“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین ہو کر پوچھا۔

”یہ آپ آفاق زبیری صاحب سے پوچھیں۔ ویسے یہاں وہ اغوا کرنے والے بھی موجود ہیں۔ امیر سالم بھی ہے۔ کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان بھی ہیں۔ ڈاکٹر اشفاق احمد بھی ہے۔ اس لئے اب آفاق زبیری صاحب کو بتا دینا چاہئے کہ وہ بات کیا تھی“۔ عمران نے کہا۔ ان سب کی نظریں آفاق زبیری پر جم گئیں۔ آفاق زبیری کے چہرے پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ آخر ظلم وستم جو برداشت کرتے رہے تھے ان کے بازوؤں کا تو گوشت تک جلا دیا گیا تھا۔ آخر ان کے ہونٹ ہلے۔

”یہ لوگ مجھ سے یہ جاننا چاہتے تھے کہ وہ فائل کہاں ہے۔ جو حیدر سلطان صاحب نے مجھے دی تھی۔ میں انہیں بار بار بتاتا رہا کہ فائل تو کچھ نامعلوم حملہ آوروں نے مجھ سے چھین لی تھی لیکن یہ لوگ اس بات پر یقین کرنے پر تیار نہیں تھے“...... آفاق زبیری نے بتایا۔

”لیکن کیوں۔ فائل تو انہوں نے ہی چھینی تھی“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

”جی نہیں۔ فائل چھیننے والے کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کے گروہ کے لوگ تھے۔ جبکہ اغوا کرنے والے اور لوگ تھے“۔ عمران نے بتایا۔

”خیر تو یہ آپ سے اس فائل کے بارے میں جاننا چاہتے تھے“...... سر سلطان نے اغوا کرنے والوں کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے۔

''جی ہاں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اب تم کچھ بولو۔ تم نے انہیں اغوا کیوں کیا تھا''۔ سر سلطان نے پوچھا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ معاملہ فائل کا تھا لیکن اب معلوم ہوا فائل تو واقعی ان سے چھین لی گئی تھی''...... امیر سالم نے کہا۔

''تم اس فائل کے لئے اس قدر پریشان کیوں تھے۔ جبکہ اس میں تو صرف کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کے کرتوت لکھے گئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''یہ ہمیں ابھی پتا چلا۔ ہم سمجھتے تھے کہ نہ جانے اس میں کیا راز لکھا گیا ہے''...... امیر سالم نے کہا۔

''لیکن۔ تمہیں اس فائل کے بارے میں پتا کیسے چل گیا۔ جبکہ اس کے بارے میں صرف آفاق زبیری صاحب کو پتہ تھا۔ یا پھر اس خط کے ذریعے بیگم حیدر سلطان اور اس کے بھائی کو اس کا پتہ چلا تھا۔ کیا تمہیں یہ بات ان دونوں سے معلوم ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں یہی بات ہے''...... امیر سالم نے کہا۔

''لیکن۔ وہ فائل تو ان کے لئے بہت خطرناک تھی۔ یہ کیوں آپ کو بتانے لگے''...... عمران نے پوچھا۔ امیر سالم اب ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شاید وہ لاجواب ہو گیا تھا۔

''تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو۔ تم اس فائل کے بارے میں ان سے نہیں پوچھتے رہے۔ فائل کے بارے میں تو بیگم حیدر سلطان نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ انہوں نے حاصل کر لی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تب پھر کیا پوچھ رہے تھے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ لوگ بھی ایک طرح سے ان دونوں بلکہ ان تینوں کے ساتھی ہیں۔ یہ کافرستانی ایجنٹ ہیں اور ہمارے ملک میں بلیک ہاؤس ان کا اڈا ہے۔ غدار لوگ جو معلومات حاصل کرتے ہیں وہ یہ معلومات قیمت ادا کر کے خرید لیتے ہیں۔ معلومات یہ اپنے کسی آدمی کے ذریعے سرحد پار بھیج دیتے ہیں۔ ایسی ہی معلومات اس نوجوان کے ذریعے بھیجی گئی تھیں۔ جو دس سال پہلے آفاق زبیری کے ہاتھوں مارا گیا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہرگز نہیں''...... آفاق زبیری نے بلند آواز میں کہا۔

''کیا نہیں آفاق زبیری صاحب''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کے پاس کوئی معلومات نہیں تھیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''کیا آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس کی بہت اچھی طرح تلاشی لی تھی۔ اس کے پاس کچھ نہیں تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

”بہت خوب۔ تو اس کے پاس کچھ نہیں تھا پھر آخر وہ کون سی بات ہے جو یہ لوگ آپ سے پوچھتے رہے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب“...... آفاق زبیری نے چونک کر کہا۔

”یہ اندر سے ایک ہیں۔ لہٰذا بیگم حیدر سلطان نے انہیں یہ بات بتا دی تھی کہ وہ فائل یہ حاصل کر چکے ہیں لہٰذا آپ پر قاتلانہ حملے اور آپ کا اغوا اس فائل کے لئے ہرگز نہیں تھا۔ کسی اور بات کے لئے تھا“...... عمران نے کہا۔

”تب پھر آپ بتا دیں۔ کس لئے انہوں نے مجھے اغوا کیا تھا“...... آفاق زبیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مہربانی فرما کر یہ بات آپ خود بتا دیں“...... عمران نے کہا۔

”میں کہہ چکا ہوں۔ فائل کے علاوہ کوئی اور بات یہ نہیں پوچھتے رہے۔ آپ بے شک ان سے پوچھ لیں“...... آفاق زبیری نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ ان سے بھی پوچھ لیتا ہوں۔ بتائیں بھئی۔ آپ ان سے کیا پوچھتے رہے ہیں۔ جو یہ بتانے کے لئے تیار نہیں تھے“...... عمران نے کہا۔

”اصل بات یہ ہے کہ امیر سالم کے آدمیوں نے فائل حاصل کرنے کے لئے ان پر حملہ ضرور کیا تھا لیکن فائل حاصل نہیں کر سکے تھے۔ فائل اس وقت ان کے پاس نہیں تھی“...... ان میں سے ایک نے کہا۔

”تب پھر فائل کہاں ہے۔ وہ فائل ان کے پاس امانت تھی اور انہیں فائل سر سلطان تک پہنچانی تھی۔ اگر آپ لوگ وہ فائل حاصل نہیں کر سکے تھے تو پھر اب تو انہیں بتا دینا چاہئے۔ فائل کہاں ہے تاکہ ہم وہ وہاں سے لے آئیں اور سر سلطان کی خدمت میں پیش کر دیں“...... عمران نے کہا۔

”بالکل ٹھیک“...... سر سلطان نے کہا۔ آفاق زبیری کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے۔

”لہٰذا صاف ظاہر ہے۔ تم لوگ ان سے کوئی اور بات پوچھنا چاہتے تھے اب یا تو تم بتا دو یا یہ بتا دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا“...... عمران نے کہا۔

”اگر یہ دونوں گروپ نہیں بتائیں گے۔ تو کیا ہو گا عمران صاحب“...... صفدر نے کہا۔

”اس صورت میں وہ بات میں بتاؤں گا“...... عمران نے کہا۔

ان کی بات سن کر آفاق زبیری، کاشف عباس، بیگم حیدر سلطان اور امیر سالم بری طرح سے چونک پڑے۔

”آپ نے کیا کہا۔ آپ بتائیں گے وہ بات۔ جو یہ مجھ سے معلوم کرتے رہے ہیں“...... آفاق زبیری نے کہا۔

”ہاں پھر مجبوراً مجھے ہی بتانا پڑے گا“...... عمران نے کہا۔

”اگر آپ کوئی ایسی بات جانتے ہیں تو پھر دیر کیوں لگا رہے ہیں۔ بتائیں“...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ٹائیگر۔ اس نوجوان کو لے آؤ بھئی''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر''...... ٹائیگر نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ جلد ہی وہ اس نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ جو انہیں دوسرے قیدیوں کے ساتھ امیر سالم کے تہہ خانے سے ملا تھا اور جسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔

''آپ کا اس نوجوان کے بارے میں کیا خیال ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''اس کی دماغی حالت بالکل ٹھیک ہے۔ یہ جان بوجھ کر پاگل بن رہا تھا''...... امیر سالم نے کہا۔

''کیوں بھئی۔ کیا یہی بات ہے''...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا بات ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا''...... اس نوجوان نے کہا۔

''حد ہو گئی۔ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی تم وہی رٹ لگا رہے ہو۔ خیر۔ ٹائیگر اس کے چہرے سے ماسک اتار دو''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر مسکراتا ہوا اس آدمی کی طرف بڑھا جو عمران کی بات سن کر بوکھلا سا گیا تھا۔ وہ پیچھے ہٹا تو صفدر اور چوہان نے یکلخت اسے پکڑ لیا۔

''ارے ارے۔ یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو''...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے اس کی گردن کے نیچے چٹکی سی بھری اور دوسرے لمحے اس آدمی کی گردن سے ایک جھلی الگ ہوئی جسے ٹائیگر

نے آہستہ آہستہ اتارنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نیا چہرہ انہیں نظر آنے لگا۔ یہ چہرہ دیکھ کر وہاں موجود چند آدمی حیرت سے اچھل پڑے۔ ان میں صفدر، تنویر اور جولیا بھی تھے۔ چوہان اور صدیقی بھی تھے جبکہ ڈاکٹر عبدالغنی اور کچھ دوسرے سمجھ میں نہ آنے والے انداز میں پلکیں جھپک رہے تھے۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ میک اپ میں تھا لیکن یہ ہے کون عمران''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''یہ جاننے کے لئے آپ کو اخبارات میں شائع ہونے والی ایک تصویر اور خبر کو دیکھنا ہو گا''...... عمران نے کہا اور خبر ان کے سامنے کر دی۔ خبر کے ساتھ شائع ہونے والی تصویر کو دیکھ کر سر سلطان اور دوسرے کئی لوگ حیرت سے اچھل پڑے۔ اس لئے کہ وہ تصویر اس نوجوان کی تھی جس کا میک اپ اتارا گیا تھا۔

''کیا مطلب۔ یہ وہ نوجوان ہے جسے دس سال پہلے سرحد پر پکڑا گیا تھا اور یہ زندہ ہے۔ جبکہ اسے گولی مار دی گئی تھی''۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ یہی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''لل۔ لیکن۔ لیکن لیکن''...... سر سلطان لیکن سے آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ ان کی نظریں آفاق زبیری پر جم کر رہ گئیں۔ جبکہ اس کا چہرہ بالکل تاریک ہو چکا تھا۔

''یہ۔ یہ کیا چکر ہے عمران۔ میرا تو مارے حیرت کے برا حال

ہے‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’اس روز سرحد پر جھڑپ بھی ہوئی تھی۔ اس جھڑپ میں عین بارڈر پر چند کافرستانی مارے گئے تھے اس فائرنگ کے دوران کچھ فاصلے پر یہ نوجوان سرحد پار کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آفاق زبیری کے ماتحت چند فوجیوں نے اسے دیکھ لیا اور پکڑ کر آفاق زبیری کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس نے اسے خیمے میں بند کرنے کا حکم دیا اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ ادھر نوجوان کا ساتھی یعنی امیر سالم جو ان کا بگ باس ہے۔ برابر ٹرانسمیٹر پر اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رابطہ نہ ہونے پر وہ جان گیا کہ گڑبڑ ہے۔ اس نے فوراً بیگم حیدر سلطان کو فون کیا اور اس سے پوچھا کہ فلاں سرحد پر اس وقت کس کی ڈیوٹی ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے۔ اس نے حیدر سلطان کی ڈائری دیکھ کر اسے آفاق زبیری کا نام اور فون نمبر بتا دیا۔ امیر سالم نے فوراً آفاق زبیری سے رابطہ کیا۔ کہ وہ اس نوجوان کو چھوڑ دے۔ وہ ایک بہت بڑی رقم بدلے میں اسے دینے کے لئے تیار ہیں۔ آفاق زبیری صاحب لالچ میں آ گئے کیونکہ کافرستانیوں کی چند لاشیں وہاں پڑی تھیں۔ اندھیرے میں ایک لاش کو اٹھا کر خیمے تک پہنچا نا اور اس نوجوان کو واپس بھیج دینا اس کے لئے ایک معمولی کام تھا۔ ماتحتوں کو ادھر ادھر بھیج کر یہ کام وہ آسانی سے کر سکتا تھا چنانچہ ایک کروڑ ڈالر میں سودا طے ہو گیا۔ طے پایا کہ ایک کروڑ ڈالر اس کے گھر

رات کی تاریکی میں پہنچا دیئے جائیں گے تو وہ اس نوجوان کو چھوڑ دے گا۔ لہٰذا اس نے نوجوان کو رسیوں سے باندھ کر اپنی کار میں چھپا دیا اسے بھی بتا دیا کہ سودا طے ہو گیا ہے۔ وہ آواز نہ نکالے اور بارڈر سے ایک کافرستانی کی لاش کو اٹھا کر خیمے میں رکھ لیا۔ جب گڑھا کھود کر اس کے ماتحت آئے تو اس کافرستانی کی لاش تاریکی میں ان کی طرف بڑھا دی اور کہا کہ اسے دفن کر دو۔ اس طرح وہ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر صبح سویرے گھر پہنچا تو وہاں اس کے گھر میں ایک کروڑ ڈالر پہنچ چکے تھے۔ اس نے نوجوان کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ملک کے وہ راز بھی ساتھ جانے دیئے۔ اس قدر لالچ سوار ہو گیا تھا اس پر۔ اس راز کا پتہ صرف امیر سالم، کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کو تھا یا اس نوجوان کو۔ نوجوان اس وقت سے ان کے ڈریم سنٹر میں میک اپ میں رہتا رہا ہے۔ یہ امیر سالم کا خاص آدمی ہے۔ کئی بار ملکی راز لے کر کافرستان جا چکا ہے اور واپس آ چکا ہے۔ بس اس دن چونکہ جھڑپ کی وجہ سے رینجرز بہت چوکس تھے۔ اس لئے یہ پکڑا گیا۔ اب ایک کروڑ ڈالر آفاق زبیری صاحب کے پاس تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد عیش کی زندگی بسر کرے گا۔ ادھر یہ لوگ بھی اس انتظار میں تھے کہ کب وہ ریٹائر ہوں اور وہ اس سے اپنے ایک کروڑ ڈالر واپس لیں۔ چنانچہ ریٹائر ہونے کے بعد انہوں نے اس پر قاتلانہ حملوں کا پروگرام ترتیب دیا۔ اسے ڈرایا دھمکایا کہ رقم واپس کرو۔ ورنہ مار

ڈالیں گے ادھر یہ بھی اڑ گیا اور جان گیا کہ جونہی وہ رقم واپس کرے گا یہ لوگ اسے مار ڈالیں گے۔ چنانچہ اس نے نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ ایسے میں دوسرا واقعہ حیدر سلطان والا پیش آ گیا۔ انہوں نے کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کی باتیں سن لیں۔ اس نے ان کے بارے میں فائل تیار کی اور آفاق زبیری کو دے دی کیونکہ آفاق زبیری ان کا ماتحت رہ چکا تھا اور وہ اسے بہت ایماندار خیال کرتے تھے۔ امیر سالم نے فوراً خود فائل اس سے حاصل کر لی اور پھر ڈالروں کا اتا پتا پوچھنے کے لئے اسے اغوا کر لیا۔ یہ ہے کل کہانی۔ اب اگر یہ چاہیں تو میرے بیان کو غلط ثابت کر دیں اور اس الزام سے نجات حاصل کر لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا''...... عمران نے پوری کہانی سنانے کے بعد کہا۔

''بہت خوب عمران۔ لیکن ایک الجھن باقی ہے''...... سر سلطان نے خوش ہو کر کہا۔

''وہ کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''آخر تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ دس سال پہلے کیا ہوا تھا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''جب نوجوان تہہ خانے سے ملا تو میں الجھن میں پڑ گیا تھا۔ تلاشی شروع ہونے سے پہلے امیر سالم نے اسے تہہ خانے میں چلے جانے کا اشارہ کر دیا تھا اور یہ کہہ دیا کہ پکڑے جانے پر وہ پاگل بن جائے۔ تہہ خانے کے دوسرے قیدی اس کے بارے میں کچھ نہ

بتا سکے۔ انہوں نے یہ بتایا کہ اسے آج ہی تہہ خانے میں چھوڑا گیا ہے۔ میں نے چیک کر لیا تھا کہ اس کے چہرے پر ماسک میک اپ ہے۔ اب میں نے دس سال پہلے ان کے ماتحت فوجیوں کا کھوج لگانے کا کام شروع کیا جنہوں نے نوجوان کو دفن کیا تھا۔ ٹائیگر نے ریکارڈ کی مدد سے آخر تین افراد کو تلاش کر لیا۔ ان سے معلوم ہوا کہ انہوں نے آفاق زبیری کو نوجوان کو گولی مارتے آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نہ دفن کرتے وقت وہ نوجوان کا چہرہ بغور دیکھ سکے تھے۔ اس لئے کہ اس وقت اس سازش کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''بہت خوب۔ اب بات صاف ہو گئی۔ میں جسے اپنا دوست سمجھتا آیا ہوں وہ ایک غدار ہو گا یہ سن کر مجھے واقعی دکھ ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ایسے غداروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے ان میں سے کسی کو یہاں سے جانے نہیں دیا جائے گا اور سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جائے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیکن عمران......'' سر سلطان نے کہنا چاہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں۔ یہ چیف کے احکامات ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ چیف کے احکامات کو صدر اور پرائم منسٹر صاحب بھی معطل نہیں کر سکتے ہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو سر سلطان خاموش ہو گئے۔ عمران ان سب کو لے کر باہر آ گیا اور اس

نے جوزف اور جوانا کو حکم دیا کہ وہ تمام افراد کو گولیاں مار کر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا دیں اور پھر کچھ دیر بعد ہی کمرے سے فائرنگ کی آواز کے ساتھ انسانی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

ختم شد

مکمل ناول

ساڈال پلان

مصنف
ظہیر احمد

ساڈال —— ایک ذہین مجرم جس کا تعلق انتہائی سفاک، بے رحم تنظیم بلیک ٹرائب سے تھا۔

بلیک ٹرائب —— جو پاکیشیا میں ایک خوفناک کھیل کھیل رہی تھی۔ بلیک ٹرائب کا وہ خوفناک کھیل کیا تھا۔

کیا —— بلیک ٹرائب کا تعلق کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے تھا۔ یا ——؟

وہ لمحہ —— جب عمران نے مجرموں کو سامنے لانے کے لئے سپیشل گیم کھیلی۔

ساڈال —— جس کا اپنا پلان تھا اور اس کا پلان انتہائی ہولناک اور لرزا دینے والا تھا۔ کیا تھا ساڈال پلان ——؟

عمران —— جس کی شادی ہوئی اور پھر اس کی بیوی کو اس سمیت اغوا کر لیا گیا۔

عمران —— جس کی شادی ہونے پر جولیا نے کوئی ری ایکٹ نہ کیا۔ کیوں؟

ابن بطوطہ —— ایک بالکل نیا کردار۔ جو ہنسی مذاق اور باتوں میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا۔

ابن بطوطہ —— جسے چیف نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نیا چیف ایجنٹ بنا دیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس —— جو ابن بطوطہ کو چیف ایجنٹ نہ مانتی تھی اور نہ اس کے ساتھ کام کرنا چاہتی تھی۔ کیوں ——؟

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

سسپنس نمبر

پرفیکٹ کرائم

مصنف ظہیر احمد

پرفیکٹ کرائم — ایک ایسا کرائم جو ہر لحاظ سے مکمل تھا۔

سوپر فیاض — جس کا بیٹا اغوا ہو گیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کی تلاش میں ناکام ہو کر عمران سے مدد لینے کے لئے آیا۔

سوپر فیاض — جس نے اپنے بیٹے کی بازیابی کے لئے اپنی ساری دولت عمران کے سامنے ڈھیر کر دی۔

سلیمان

جو اس مالِ غنیمت پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا تھا۔ مگر

عمران

جس نے سوپر فیاض کی دولت لینے سے انکار کر دیا۔

عمران — جس نے اپنے طور پر سوپر فیاض کے بیٹے کی تلاش شروع کر دی۔

ابن بطوطہ — جو بے رحم اور سفاک تھا۔ اس نے تمام ممبران کی موجودگی میں تنویر کو گولی مار دی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران نے جب اعتراض کیا تو ابن بطوطہ نے صفدر پر بھی گولی چلا دی۔ کیوں —؟

ساڈال — جس نے اپنی مدد کے لئے دو لیڈی ایجنٹوں کو بلا لیا تھا۔

دو لیڈی ایجنٹس — جن میں ایک مادام تاؤ تھی اور دوسری میڈنا۔ دونوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو تلاش کرنے اور انہیں چن چن کر ہلاک کرنے کے لئے کمر کس لی اور پھر —؟

ساڈال پلان — جس میں عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے ٹریپ ہو کر موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

وہ لمحہ — جب ساڈال نے عمران کے سامنے اس کے دو ساتھیوں کو ہولناک موت سے دوچار کیا۔ ایک کے اس نے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور دوسرے کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا۔ کون تھے یہ دونوں —؟

عمران کی زندگی کا ایک ناقابل فراموش اور انوکھا کیس۔ جس میں عمران کو ساڈال پلان کی پوری معلومات حاصل تھیں لیکن وہ پھر بھی کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ کیوں؟

اپنی نوعیت کا ایک عجیب اور انتہائی بہترین ناول۔ ایسا ناول جس کا ایک ایک لفظ آپ کو اپنے اندر سمو لے گا۔ حیرت، سسپنس اور مزاح کے امتزاج کا حامل خوبصورت اور دل موہ لینے والا ناول۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران اور اس کے ساتھی، ڈاکٹر سائمن اور اس کے ساتھی، ایک ماورائی داستان عشق کے تعاقب میں، سحر و اسرار کے سرمئی دھندلکوں میں لپٹے ہوئے سرزمین مصر کے خفیہ اور خفتہ اہراموں میں ایک یادگار، جان لیوا اور سنسنی خیز ایڈونچر

مصنف
سید علی حسن گیلانی

(ماورائی مصریات نمبر)

ہنٹ اینڈ ہنٹر

اکٹر سائمن ☆ اور بیرسٹر کلارہ جن سے دو پراسرار روحیں ملنے آتی ہیں اور ن سے مدد مانگتی ہیں لیکن کیوں اور یہ پراسرار روحیں کون تھیں ——؟

مران ☆ جسے ڈاکٹر سائمن اپنی مدد کے لئے مصر بلاتا ہے اور عمران بھی اپنے اتھیوں کے ساتھ مصر پہنچ جاتا ہے اور مصریات کے سحر میں الجھ جاتا ہے۔

خوفناک لمحہ ☆ جب جولیا، عمران، ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ ایک خوفناک رام کے قیدی بن جاتے ہیں۔ مگر کیسے ——؟

خوفناک لمحات ☆ جب عمران اور ڈاکٹر سائمن کے ساتھی ایک پراسرار تاب کے لئے ایک اہرام میں جاتے ہیں لیکن شیطانی طاقتیں انہیں وہاں قید ردیتی ہیں۔ مگر کس طرح ——؟

حیرت انگیز لمحہ ☆ جب جولیا جوزف کی طرح ایک پراسرار عمل کرتی ہے کہ ان کے ساتھی ہلاک ہونے سے بچ سکیں کیا اس کا یہ عمل کامیاب رہا؟

ران ☆ اور اس کے ساتھی ارواح کی پراسرار دنیا میں کتابِ ارواح کی تلاش ں ہوتے ہیں۔ وہ کتابِ ارواح کیا تھی اور کیا انہیں مل سکی ——؟

جوزف ☆ جس نے اس پراسرار مصری مہم میں اپنی صلاحیتوں کی بدولت کتابِ ارواح میں درج خفیہ تحریر کو پڑھ لیا۔ مگر کیسے ——؟

رابرٹ ☆ اور کیپٹن مائیکل جو قدیم مصری اصولوں پر چلتے ہوئے ارواح کی دنیا میں کتابِ ارواح تک پہنچے۔ مگر وہ قدیم مصری اصول کیا تھے ——؟

پروفیسر رابون ☆ جو ایک مہان ساحر تھا اور وہ ہر قیمت پر ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ کو شیطان کی بھینٹ دینا چاہتا تھا۔ لیکن کیوں۔ اس میں اس کا کیا مقصد پوشیدہ تھا ——؟

کتابِ ارواح ☆ جس کی جوزف کو تلاش تھی۔ کیونکہ اس میں درج راز پڑھے بغیر جوزف کا اپنے کسی وچ ڈاکٹر سے رابطہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور عمران جوزف کو بے بس دیکھ رہا تھا۔ اس کتاب میں آخر کیا راز پوشیدہ تھا ——؟

کیا ☆ ساحر پروفیسر رابون ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ کو اپنی سیاہ طاقتوں سے شکار کر سکا یا خود شکار ہو گیا ——؟

ڈاکٹر سائمن اور پروفیسر رابون کی جنگ میں کون ہنٹ ہوا اور کون بنا ہنٹر؟

مصر کی مستند معلومات سے مزین مصری اثاثیر میں الجھا ہوا
ایک یادگار اور پراسرار ناول جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمروعیار کی عیاریوں سے بھرپور ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

خاص نمبر

عمرو اور دیوؤں کی دنیا

مصنف
ظہیر احمد

عمروعیار ≡ جس کے خزانے دیوؤں کی دنیا میں پہنچ چکے تھے۔

عمروعیار ≡ جو ہر صورت میں دیوؤں کی دنیا میں جاکر اپنے خزانے حاصل کرنا چاہتا تھا۔لیکن ——؟

وہ لمحہ ≡ جب عمروعیار نے دیوؤں کی دنیا میں جانے کے لئے سفر شروع کیا تو؟

≡ شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو ≡

≡ جو عمروعیار کو دیوؤں کی دنیا میں بھیجنے کے لئے بے قرار تھے۔کیوں؟ ≡

زگونا جادوگر ≡ جو شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن ان دونوں نے انکار کر دیا۔کیوں ——؟

زگونا جادوگر ≡ جو ان دونوں کا انکار سن کر غصے سے پاگل ہو گیا اور اس نے شہنشاہ افراسیاب پر جان لیوا حملے شروع کر دیئے۔

زگونا جادوگر ≡ جو ملکہ حیرت جادو کو محل سے اغوا کر کے لے گیا اور اس نے ملکہ حیرت جادو کو ایک پنجرے میں قید کر دیا۔

شہنشاہ افراسیاب ≡ جو زگونا جادوگر کے محل میں ملکہ حیرت جادو کو آزاد کرانے پہنچا تو زگونا جادوگر نے اسے بھی ایک پنجرے میں بند کر دیا۔

زگونا جادوگر ≡ جس کا دعویٰ تھا کہ اس کی قید میں آنے کے بعد شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کسی صورت آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔لیکن؟

شہنشاہ افراسیاب ≡ جو عمروعیار سے مدد حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس آیا۔لیکن ——؟

سامری ہیرا ≡ جو دیوؤں کی دنیا میں تھا اور ملکہ حیرت جادو عمروعیار کے ذریعے وہ ہیرا حاصل کرنا چاہتی تھی۔کیوں ——؟

ملکہ حیرت جادو ≡ جس نے سامری ہیرا حاصل کرنے کے لئے نیک شگون کے طور پر عمرو کو اس کی زنبیل کے خزانوں سے بڑھ کر خزانے دے دیئے۔

عمروعیار ≡ جسے دیوؤں کی ڈراؤنی اور بھیانک دنیا میں جانے کے لئے انتہائی عجیب و غریب اور انوکھے راستوں پر سفر کرنا پڑا۔

چڑیلوں کا جزیرہ ≡ جہاں عمروعیار ملکہ حیرت جادو کے ساتھ موجود تھا۔کیوں؟

ملکہ حیرت جادو ≡ جسے زگونا جادوگر نے جادو سے بھسم کر دیا۔کیا واقعی ملکہ حیرت جادو ہلاک ہو گئی تھی ——؟

کیا ≡ عمروعیار ان انوکھے اور خوفناک راستوں پر سفر کر سکا ——؟

کیا ≡ عمروعیار دیوؤں کی دنیا میں پہنچ سکا ——؟

کیا ≡ عمروعیار نے شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کی مدد کی ——؟

ایک نئی، انوکھی اور بالکل منفرد انداز کی کہانی جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھی ہوگی۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمرو کی عیاریوں، شیخ چلی کی حماقتوں اور شہنشاہ افراسیاب کی
جادوئی چالوں سے مزین ہنگامہ خیز کہانی

خاص نمبر

عمرو، شیخ چلی اور شہنشاہ افراسیاب

مصنف ظہیر احمد

عمرو عیار ☆ جو جادوئی آنکھ کی مدد سے قارون کا خزانہ ڈھونڈنا چاہتا تھا۔

جادوئی آنکھ ☆ جو عمرو عیار کو غائب کر کے دو سو سال آگے شیخ چلی کی دنیا میں لے گئی۔

شہنشاہ افراسیاب ☆ جو عمرو عیار کے ساتھ دو سو سال آگے کی دنیا میں پہنچنا چاہتا تھا۔ کیوں ——؟

شہنشاہ افراسیاب ☆ جو عین اس وقت عمرو عیار کے پاس پہنچ گیا جب عمرو عیار غائب ہو کر دو سو سال آگے کی دنیا میں جا رہا تھا۔

شیخ چلی ☆ جسے چراغ کا جن ایک عجیب وغریب اور ویران میدان میں لے گیا۔ کیوں ——؟

کیکر اس کا میدان ☆ جہاں ایک چمنی تھی۔ پرانی چمنی جس کی ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔

شیخ چلی ☆ جسے چراغ کے جن نے بتایا تھا کہ وہاں سے عمرو عیار آ رہا ہے۔

عمرو عیار ☆ جس کے ساتھ شہنشاہ افراسیاب بھی دو سو سال آگے کی دنیا میں پہنچ گیا۔

شیخ چلی ☆ جو عمرو عیار کو آتے دیکھ کر چمنی کے راستے چراغ کے جن کے ساتھ عمرو عیار کی دنیا میں دو سو سال پیچھے چلا گیا۔

شیخ چلی ☆ جس نے عمرو عیار کے خیمے میں جا کر اس کی زنبیل چوری کر لی۔

دھوشم قبیلے کے جنات ☆ جنہیں ایک جادوگر نے جنوں اور پریوں سے جانور بنا دیا تھا۔ کیوں ——؟

زمراج جادوگر ☆ جو ایک جن زادی شہزادی آہم پری کو ڈھونڈ رہا تھا۔

☆ شہزادی آہم پری اور اس کا بھائی چہرہ جن جو دو سو سالوں سے عمرو عیار کا انتظار کر رہے تھے۔ کیوں ؟☆

زمراج جادوگر ☆ جس کے تین روپ تھے۔

☆ عمرو عیار، شہنشاہ افراسیاب اور شیخ چلی کو جناتی دنیا میں جانا پڑا۔ کیوں ؟ ☆

وہ لمحہ ☆ جب زمراج جادوگر نے عمرو عیار، شیخ چلی اور شہنشاہ افراسیاب کو ہلاک کرنے کے لئے چار شیطان جن بھیج دیئے اور پھر ——؟

وہ لمحہ ☆ جب عمرو عیار کو شہنشاہ افراسیاب سے دوستی کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

وہ لمحہ ☆ جب عمرو عیار اپنی زنبیل شیخ چلی کے پاس دیکھ کر پاگل ہو گیا۔

جادو طلسمات، حیرت انگیز واقعات، مہم جوئی اور ہنسی مذاق سے لبریز ایک انوکھا اور انتہائی دلچسپ شاہکار۔ جو آپ کے دلوں میں گھر کر جائے گا۔ ایک بالکل نئی سوچ، نیا انداز اور انتہائی انوکھی کہانی جو اس سے پہلے آپ نے نہ کبھی پڑھی ہو گی۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666